

کامل ہر حصہ

محرم نبوت

حضرت انا مفتی محمد شفیع صاحب قلم علیہ فی اعظم پاکستان

ایڈیٹر المعبود رفیع بکراچی

وَيُحْيِي الْمَيِّتِينَ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ
(قرآن باری تعالیٰ)
اور لیکن آپ اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں ۛ

ختم نبوت کامل حصہ

جس میں ایک ستر سو زائد آیات قرآنی اور دوسو دس احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت اور سینکڑوں اقوال صحابہ و تابعین و ائمہ دین سے مسئلہ ختم نبوت کے ہر پہلو کو واضح کیا گیا ہے، اور شبہات کے شافی جوابات دیئے گئے ہیں،

حضرت لانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ
مفتی اعظم پاکستان



إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا

فہرست مضامین

ہر شے حصہ

ختم النبوة

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۱	تیسرا دور	۸	تہذیب طبع چہارم
۴	کھلے طور پر دعویٰ نبوت و رسالت	۱۰	تہذیب طبع اول
۲۳	تشریحی نبوت اور صاحب شریعت	۱۲	مقدمہ
	نبی ہونے کا دعویٰ	۱۵	پہلا دور
	تمام انبیاء کی ہمسری بلکہ ان سے	۶	نبی اور رسول کی تعریف ۱۸۹۱ء
۲۵	نفیست کا دعویٰ اور ان کی توہین	۱۸	دوسرا دور
۲۶	حدیث رسول کی توہین	۶	۱۸۹۱ء کے بعد نبی کی تعریف میں تبدیلی
۶	اپنے زمانے والوں کی تکفیر		ختم نبوت کے معنی کی تحریف اور
	ختم نبوت کے معنی کی تحریف اور		غواہی نبوت
۲۹	متضاد باتیں		
۳۳	ختم النبوة فی القرآن، حصہ اول		
۳۷	تفسیر قرآن کا معیار اور اس کا صحیح طریق	۳۷	تفسیر قرآن کا صحیح معیار کیا ہے ؟

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۸	آیت نمبر ۱۲	۵۰	ختم نبوت کے ثبوت میں پہلی آیت
۱۵۰	آیت نمبر ۱۳	۶۰	آیت مذکورہ کی تفسیر لغت عرب سے
۰	آیت نمبر ۱۴	۷۶	آیت مذکورہ کی تفسیر خود قرآن سے
۱۵۲	آیت نمبر ۱۵	۷۹	آیت مذکورہ کی تفسیر احادیث سے
۰	آیت نمبر ۱۶	۸۴	آیت مذکورہ کی تفسیر صحابہ تابعین سے
۱۵۳	آیت نمبر ۱۷	۹۱	آیت مذکورہ کی تفسیر ائمہ تفسیر کے اقوال سے
۰	آیت نمبر ۱۸	۱۰۱	آیت خاتم النبیین میں تاویل کرنے والا
۰	آیت نمبر ۱۹	۱۰۱	قتل کیا گیا
۱۵۴	آیت نمبر ۲۰	۱۰۲	چند اہام اور ان کا ازالہ
۱۵۶	آیت نمبر ۲۱	۱۱۲	ایک شبہ اور اس کا ازالہ
۱۵۸	ایک لطیفہ	۱۲۳	ایک اور قلابازی
۱۶۰	آیت نمبر ۲۲	۱۲۴	ایک نئی گروٹ
۰	آیت نمبر ۲۳	۱۲۵	ظلی اور پردہ زنی نبوت کی کہانی
۱۶۱	ایک نزالی منطق	۱۳۳	دوسری آیت کا شان نزول
۱۶۲	آیت نمبر ۲۴	۱۴۰	ایک شبہ اور اس کا ازالہ
۰	آیت نمبر ۲۵	۱۴۱	تیسری آیت
۱۶۳	آیت نمبر ۲۶	۱۴۲	آیت نمبر ۴
۰	آیت نمبر ۲۷	۰	آیت نمبر ۵
۰	آیت نمبر ۲۸	۰	آیت نمبر ۶
۱۶۴	آیت نمبر ۲۹	۰	آیت نمبر ۷
۰	آیت نمبر ۳۰	۱۴۵	آیت نمبر ۸
۱۶۵	آیت نمبر ۳۱	۰	آیت نمبر ۹ و ۱۰
۰	آیت نمبر ۳۲	۱۴۶	آیت نمبر ۱۱
۱۶۶	آیت نمبر ۳۳	۱۴۸	فائدہ

صفحه	مضمون	صفحه	مضمون
۱۷۴	آیت نمبر ۵۸	۱۶۶	آیت نمبر ۳۳
•	آیت نمبر ۵۹	۱۶۷	آیت نمبر ۳۵
۱۷۶	آیت نمبر ۶۰	•	آیت نمبر ۳۶
•	آیت نمبر ۶۱	•	آیت نمبر ۳۷
۱۷۷	آیت نمبر ۶۲	•	آیت نمبر ۳۸
۱۷۸	آیت نمبر ۶۳	•	آیت نمبر ۳۹
•	آیت نمبر ۶۴ و ۶۵	۱۶۸	آیت نمبر ۴۰
۱۸۳	تنبیہ	•	آیت نمبر ۴۱
۱۸۶	آیت نمبر ۶۶	•	آیت نمبر ۴۲
•	آیت نمبر ۶۷	•	آیت نمبر ۴۳
•	آیت نمبر ۶۸	۱۶۹	آیت نمبر ۴۴
•	آیت نمبر ۶۹	•	آیت نمبر ۴۵
•	آیت نمبر ۷۰	۱۷۱	آیت نمبر ۴۶
•	آیت نمبر ۷۱	•	آیت نمبر ۴۷
•	آیت نمبر ۷۲	۱۷۲	آیت نمبر ۴۸
•	آیت نمبر ۷۳	•	آیت نمبر ۴۹
•	آیت نمبر ۷۴	•	آیت نمبر ۵۰
•	آیت نمبر ۷۵	•	آیت نمبر ۵۱
•	آیت نمبر ۷۶	•	آیت نمبر ۵۲
۱۸۷	آیت نمبر ۷۷	•	آیت نمبر ۵۳
•	آیت نمبر ۷۸	•	آیت نمبر ۵۴
•	آیت نمبر ۷۹	۱۷۳	آیت نمبر ۵۵
•	آیت نمبر ۸۰	•	آیت نمبر ۵۶
•	آیت نمبر ۸۱	•	آیت نمبر ۵۷

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۹۳	آیت نمبر ۹۲	۱۸۷	آیت نمبر ۸۲
۱۹۴	آیت نمبر ۹۳	۱۸۸	آیت نمبر ۸۳
۱۹۵	آیت نمبر ۹۴	۱۸۹	آیت نمبر ۸۴
۱۹۶	آیت نمبر ۹۵	۱۹۰	آیت نمبر ۸۵
۱۹۷	آیت نمبر ۹۶	۱۹۱	آیت نمبر ۸۶
۱۹۸	آیت نمبر ۹۷	۱۹۲	آیت نمبر ۸۷
۱۹۹	آیت نمبر ۹۸	۱۹۳	آیت نمبر ۸۸
۲۰۰	آیت نمبر ۹۹	۱۹۴	آیت نمبر ۸۹
۲۰۱	ایک ضروری تنبیہ	۱۹۵	آیت نمبر ۹۰
۲۰۲	ضمیمہ حصہ اول	۱۹۶	آیت نمبر ۹۱
۲۰۳	ایک اور شبہ اور اس کا ازالہ		

ختم النبوة فی الحديث ، حصہ دوم

۲۰۱	صحیحین کے علاوہ احادیث جن کو	۲۰۲	ختم نبوت کی احادیث متواتر ہیں
۲۰۲	ائمہ حدیث نے صحیح کہا ہے ۔	۲۰۳	صحیحین یعنی بخاری و مسلم کی احادیث
۲۰۳	سنن اربعہ یعنی صحاح شریف کی باقی احادیث	۲۰۴	ایک شبہ اور اس کا ازالہ
۲۰۴	خیر الامم اور کمالات نبوت	۲۰۵	حدیث مذکورہ سے غیر تشریحی علی اور بروزی
۲۰۵	مسند امام احمد بن حنبل کی احادیث	۲۰۶	یا لغوی نبوت کا انقطاع
۲۰۶	باقی مستند کتب کی احادیث	۲۰۷	ایک اور شبہ اور اس کا جواب
۲۰۷	ایک حیرت انگیز واقعہ	۲۰۸	حضرت عائشہؓ ختم نبوت کی قائل ہیں
۲۰۸	وہ احادیث جن سے مسئلہ	۲۰۹	نبوت بروزیہ یا ظنیہ وغیرہ اگر نبوت
۲۰۹	ختم نبوت بطور استنباط	۲۱۰	ہے تو وہ بھی آپ کے بعد منقطع
۲۱۰	سمجھا جاتا ہے ۔	۲۱۱	ہے ۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۹۶	خاتمہ حقہ دوم ختم نبوت	۲۹۵	احادیث مذکورۃ المصدر سے ختم نبوت کا ثبوت۔
۲۹۷	۲ ۲ ۲ ۲ ۲ ۲		
۲۹۷	ختم النبوة فی الآثار ، حقہ سیم		
۳۲۲	حضرات فقہاء حضرات متکلمین	۲۹۹	ایک ضروری گزارش
۳۳۰	حضرات صوفیاء کتب قدیمہ تورات و انجیل میں	۳۰۰	اجماع کی حقیقت اور اس کی عظمت
۳۳۶	خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر	۳۰۱	صحابہ کرام کا سب سے پہلا اجماع مسئلہ
۳۴۰	حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انکی قوم کی شہادت	۳۰۲	ختم نبوت پر اور اس کے منکر کے تردید ہونے پر ہوا ہے۔
۳۴۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اختتام نبوت کی عقلی دلیلیں۔	۳۰۳	نتائج
۳۵۲	مرزا نیوں سے میرا سوال	۳۰۴	دوسرے مدعیان نبوت اور سلف صالحین
۳۵۷	قانون فطرت بھی ختم نبوت کا مقتضی ہے	۳۰۵	کا ان کے ساتھ برتاؤ۔
۳۶۱	مسئلہ زریحہ کی نبی ختم نبوت پر میرے گواہ	۳۰۶	ختم نبوت پر حضرات صحابہ و تابعین
۳۶۶	قادیانیوں کی خدمت میں ایک خاصا مکتوب	۳۰۷	کی شہادتیں۔
		۳۱۶	طبقات المحدثین
		۳۲۱	طبقات المفسرین



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تمہید طبع چہارم

ختم نبوت کامل

مسئلہ ختم نبوت پر سب سے پہلے احقر نے ایک رسالہ ”ہدایۃ المہدیین فی آیۃ خاتم النبیین“ اپنے استاذ محترم حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس الشہ سرمد مدرس دارالعلوم دیوبند کے ارشاد پر عربی زبان میں لکھا تھا تاکہ عراق اور مصر وغیرہ عرب ممالک میں جہاں فتنہ کے آثار پھیل رہے ہیں بھیجا جاسکے، یہ ۱۳۳۲ھ میں شعبۂ تبلیغ دارالعلوم دیوبند کے زیر اہتمام شائع ہوا۔

اس کے بعد ۱۳۳۳ھ میں اپنے استاذ محترم شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اور ناظم شعبۂ تبلیغ دارالعلوم حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب کے ارشاد پر اردو زبان میں اس مسئلہ پر مزید تفصیل و توضیح کے ساتھ تین حصوں میں ایک کتاب بنام ”ختم نبوت“ لکھی۔ پہلا حصہ ختم النبوت فی القرآن ہے جس میں تقریباً ایک تہو آیات قرآنی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت ختم ہوجانے کا ثبوت اور تشریحی اور غیر تشریحی، ظنی، بردزی وغیرہ کے شبہات کے کافی جوابات علمی اور تحقیقی طریق سے پیش کئے گئے ہیں۔ دوسرا حصہ ختم النبوت فی الحدیث ہے، جس میں اسی مضمون کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو سو دس احادیث سے ثابت کیا گیا ہے، تیسرا حصہ ختم النبوت فی الآثار ہے، جس میں اجماع امت اور سیکڑوں آثار و اقوال صحابہ کرامین و ائمہ مجتہدین و علماء اسلام سے اس مضمون کا ثبوت پیش کیا گیا ہے۔

یہ تینوں حصے پہلی مرتبہ ۱۳۳۳ھ ۱۹۲۵ء میں مکتبہ دارالاشاعت دیوبند سے شائع ہوئے، پھر دوسری مرتبہ بھی اسی مکتبہ سے ۱۳۵۵ھ ۱۹۳۵ء میں شائع ہوئے، اور

عہدہ دراز سے نایاب تھے ، اس کے بعد ۱۳۴۵ھ ۱۹۵۵ء میں بر خورد اعزیز محمد رضی سلمہ ناظم دارالاشاعت کراچی نے اس کی مکرر طبع کا ارادہ کیا ، تو اس پر نظر ثانی کی فرمائش کی ، نظر ثانی میں بہت سے مواقع میں حذف و ازدیاد اور ترمیم کی نوبت آئی ، خصوصاً اس مرتبہ اس کا اہتمام کیا کہ مناظرانہ عنوان چھوڑ کر ناصحانہ عنوان اختیار کیا گیا ، تاکہ وہ لوگ جو کسی مشبہ میں مبتلا ہو کر اس مسئلہ میں غلطی کا شکار ہوئے ہیں وچسپی کے ساتھ پڑھ سکیں ، اور ان کے احساسات مجروح نہ ہوں ، شاید اللہ تعالیٰ اس کو ان کے لئے بھی ذریعہ ہدایت بنادیں ۔

اب چوتھی مرتبہ بر خورد مولوی محمد رفیع سلمہ مدرس دارالعلوم کراچی نے اپنے مکتبہ "دارالامعارف" سے اس کا اشاعت کا ارادہ کیا تو پچھلی طباعت میں بہت سے غلطیاں کتابت کی تصحیح کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے ، اور رِقو قادیانیت کے سلسلہ میں احقر کے دُور اور رسالے بھی اس کتابتہ شال کر دیئے گئے ہیں ، ایک دَعَا دی مرزا "دوسرا" مَسِيح مَوْعُود کی پہچان : وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التَّكْلَانِ ، اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۝

بند محمد شفیع عفا اللہ عنہ
دارالعلوم کراچی
۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۵ھ
یوم ستمبر ۱۹۶۵ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تمہید اول

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَوْفٍ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى خُصُوْصًا
 عَلَى سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ
 سَيِّدِنَا وَشَفِيْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ ؕ

مسئلہ ختم نبوت، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت اور وحی کا اختتام اور آپ کا آخری نبی و رسول ہونا اسلام کے اُن بدیہی مسائل اور عقائد میں سے ہے جن کو تمام عام و خاص، عالم و جاہل، شہری اور دیہاتی مسلمان ہی نہیں بلکہ سب سے غیر مسلم بھی جانتے ہیں۔ تقریباً چودہ سو برس سے کروڑ ہا مسلمان اسی عقیدہ پر رہے، لاکھوں علماء امت نے اس مسئلہ کو قرآن و حدیث کی تفسیر و تشریح کرتے ہوئے واضح فرمایا، کبھی یہ بحث پیدا نہیں ہوئی کہ نبوت کے کچھ اقسام ہیں، اور ان میں سے کوئی خاص قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی ہے، یا نبوت کہ تشریعی غیر تشریعی یا ظہری و بردری یا مجازی اور لغوی وغیرہ اقسام ہیں۔ قرآن و حدیث میں اس کا کوئی اشارہ تک نہیں۔ پوری امت اور علماء امت نے نبوت کی قسمیں نہ دیکھی نہ سنی، بلکہ صحابہ و تابعین سے لیکر آج تک پوری امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اس عقیدہ پر قائم رہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر طرح کی نبوت و رسالت ختم ہے، آپ بلا استثناء آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی یا رسول پیدا نہیں ہوگا۔ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آپ سے پہلے پیدا ہو کر منصب نبوت پر فائز ہو چکے ہیں، اُن کا آخر زمانہ میں آنا اس کے قطعاً منافی نہیں)۔

اس مسئلہ کے اتنا بدیہی اور اجماعی ہونے کے ساتھ اس پر دلائل جمع کرنا اور اس کا ثبوت پیش کرنا درحقیقت ایک بدیہی کو نظری اور کھلی ہوئی حقیقت کو پیچیدہ بنانے کے مراد من معلوم ہوتا ہے، بلکہ اس مسئلہ کا ثبوت پیش کرنا ایسا ہی ہے جیسا کوئی شخص مسلمانوں کے سامنے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا ثبوت پیش کرے، ان حالات میں کوئی ضرورت نہ تھی کہ اس موضوع پر کوئی مستقل رسالہ یا کتاب لکھی جائے، لیکن تعلیمات اسلام سے عام غفلت و جہالت اور روز پیدا ہونے والے نئے نئے قتلوں نے جہاں بہت سے حقائق پر پردہ ڈال دیا ہے باطل کو حق اور حق کو باطل کرنے کے ظاہر کیا ہے، وہیں یہ مسئلہ بھی تھمتہ و مشتق بن گیا۔

اس مسئلہ میں فرقہ اور جماعت کی حیثیت سے سب سے پہلے باب و بہار کی عجمت فرقہ بابیہ نے اختلاف کیا، مگر وہ علمی رنگ میں اس بحث کو آگے نہ پہنچا سکے، اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے اس میں خلافت و اختلاف کا دروازہ کھولا، اور ان کی چھوٹی بڑی بہت سی کتابوں میں یہ بحث ایسی منتشر اور متضاد ہے کہ خود ان کے ماننے والے بھی اس پر متفق نہ ہو سکے کہ وہ کیا کہتے ہیں اور ان کا کیا دعویٰ ہے کہیں بالکل عام مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم النبین ہونے اور وحی نبوت کے انقطاع کلی کا استرار اور آپ کے بعد مطلقاً کسی نبی یا رسول کے پیدا نہ ہونے کا اعتراف ہے، کہیں اپنے آپ کو مجازی اور لغوی نبی کہا گیا ہے، کہیں نبوت کی ایک نئی قسم ظلی و بروزی بتلا کر بروزی نبی ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے، کہیں نبوت کو تشریعی اور غیر تشریعی میں تقسیم کر کے تشریعی کا اختتام اور غیر تشریعی کا جاری ہونا بیان کیا گیا، اور اپنے آپ کو غیر تشریعی نبی بتلایا، اور وحی غیر تشریعی کا دعویٰ کیا گیا ہے، کہیں کھلے طور پر صاحب شریعت نبی ہوئے اور وحی تشریعی کا دعویٰ کیا گیا۔

یہی وجہ ہے کہ ان کے متبعین تین فرقوں میں تقسیم ہو گئے، ایک فرقہ ان کو صاحب شریعت اور تشریعی نبی و رسول مانتا ہے، یہ ظہیر الدین اردوبی کا فرقہ ہے۔ دوسرا فرقہ ان کو باصطلاح خود غیر تشریعی نبی کہتا ہے، یہ قادیانی پارٹی ہے، جو مرزا محمود صاحب کی پیروی ہے۔ تیسرا فرقہ ان کو نبی یا رسول نہیں بلکہ مسیح موعود اور جہدی موعود قرار دیتا ہے، یہ ستر محمد علی لاہوری کے متبعین ہیں۔

غرض مرزا غلام احمد قادیانی اور اُن کے متبعین نے اس قطعی اور احصائی مسئلہ میں خلاف و شقاق کا دروازہ کھولا، عوام کی جہالت اور مغربی تعلیم سے متاثر دینی تعلیم سے بیگانہ افراد کی نادانیت سے ناجائز فائدہ اٹھایا، کہ اس مسئلہ میں طرح طرح کے ادھام و خشوک اُن کے دلوں میں پیدا کر دیئے، اور اُن کی نظر میں اس بدیہی مسئلہ کو نظری بنادیا، اسی لئے اہل علم و اہل دین کو اس طرف متوجہ ہونا پڑا، کہ اُن کے شبہات و خشوک دور کئے جائیں، اور قرآن و حدیث کی صحیح روشنی اُن کے سامنے لائی جائے۔

میں اس سے پہلے ایک رسالہ ختم نبوت پر عربی زبان میں بحکم سیدی و استاذی حضرت العلّامہ مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری دامت برکاتہم صدر مدرس دارالعلوم دیوبند بنام ”ہدایۃ المہدیین“ لکھ چکا تھا، تاکہ مصر و عراق میں شائع کیا جائے جہاں قادیانی جماعت نے اپنا پردہ پیگنڈا کیا ہوا ہے۔ اس وقت میرے استاذ محترم حضرت العلّامہ مولانا شبیر احمد عثمانی دامت برکاتہم محدث دارالعلوم دیوبند اور حضرت مولانا سید رفیع الحسن صاحب ناظم شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند نے احقر کو فرمایا کہ اس مسئلہ پر اردو زبان میں ایک تحقیقی کتاب لکھی جائے۔ حسب الارشاد یہ زیر نظر کتاب منسوی بہ ”ختم نبوت“ لکھی گئی۔

اللہ تعالیٰ اس کو سب مسلمانوں کے لئے اور ہمارے ان بھائیوں کے لئے جو کسی شبہ میں مبتلا ہو کر اپنی ملت سے بچھڑ گئے ہیں، نافع و مفید اور قبولی حق کا ذریعہ بنائیں، وَمَا ذَلِكْ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ، ہم کیا اور ہماری تحقیق و تصنیف کیا، یہ بھی اُسی کے لطف کرم کا نتیجہ ہے، اور اس سے کوئی فائدہ پہنچانا بھی اُسی کے قبضہ قدرت میں ہے، وہی لوگوں کو بھرنے والا مُصَرِّفُ الْقُلُوبِ ہے۔

نہ بجز ساختہ سرخوشم نہ بہ نقش لبّہ مشوشم

نفسے زیارِ قومی زخم چہ عبارتِ دچمعا نِیم

مخلصانہ گزارش | میں نے اس کتاب کی جمع و تصنیف میں محنت صرف اس لئے اٹھائی کہ قرآن و حدیث کا صحیح فیصلہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا صحیح عقیدہ مسلمانوں کے سامنے پیش کر دوں تاکہ ان لوگوں کے شبہات و ادھام دور ہو سکیں، جو فرقہ مرزائیہ کے پردہ پیگنڈے سے پیدا ہوئے ہیں یا ہو سکتے ہیں۔

إِنْ أَرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ
 (میرا اس کے سوا کوئی مطلب نہیں کہ اپنی مقدر و مبرا اصلاح کی کوشش کرو اور اس کام
 میں میرا مبرورہ صرف اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہے)

میری درخواست ہے کہ یہ معاملہ عقیدہ کا ہے جس کا تعلق براہ راست خدا تعالیٰ سے
 ہے جس کے سامنے ہر شخص کو ایک روز پیش ہونا اور اپنے اعمال و افعال کا حساب دینا
 ہے، اس معاملہ میں ضد اور ہیبت یا جماعتی تعصب سے متاثر ہونا خسارہ دین و دنیا ہے۔
 خدا کے لئے ان ادراک کو بات کی طرح یا جماعتی تعصب سے خالی الذہن ہو کر قرآن و
 حدیث کا صحیح منشاء معلوم کرنے کی طلب دل میں لے کر ملاحظہ فرمائیں، اور دعا کریں کہ
 اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم کی ہدایت، اپنے کلام کا صحیح منشاء معلوم کرنے اور اس پر
 چلنے کی توفیق عطا فرمائیں، وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التَّكَلُّفُ۔

بند محمد شفیع عفا اللہ عنہ

————— بخیر بخیر بخیر بخیر بخیر بخیر —————

مقدمہ

چونکہ مسئلہ ختم نبوت پر بحث اور تصنیف رسالہ کا سبب مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ اور ان کے اقوال ہیں، اور وہ اتنے متصادم و متباہت ہیں کہ خود ان کے متبعین بھی تعین دعویٰ میں حیران ہیں، اور بعض مرتبہ مسلمانوں پر تلبیس کے لئے مرزا صاحب کے وہ اقوال پیش کر دیئے جاتے ہیں جن میں ختم نبوت کا اعتراف اسی تفسیر کے ساتھ ہے جو تمام امت مرحومہ کا عقیدہ ہے، اور ایسے اقوال پیش کر کے نادان مسلمانوں کو اپنے اندر غضب کرنا یا بوقت ضرورت اپنی جماعت کا ملت اسلامیہ کے ساتھ اشتراک مقصود ہوتا ہے، جو قطعاً واقعہ کے خلاف ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اصل مسئلہ ختم نبوت پر شواہد دلائل اور خاتم النبیینؐ کی تفسیر پر کلام کرنے سے پہلے خود مرزا صاحب اور ان کے خلفاء کے مستند بیانات سے یہ واضح کر دیا جائے کہ مسئلہ ختم نبوت کے متعلق ان کے خیالات کیا ہیں، اور پوری امت محمدیہؐ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ان کا کیا سلوک ہے، یہاں ان کی سینکڑوں عبارات و اقوال میں سے چند پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ختم نبوت کے اقرار و انکار اور ختم نبوت کے معنی اور نبوت و وحی کے دعووں سے

اے جیسا کہ حال میں جب پاکستان اور خصوصاً پنجاب میں تحریک ختم نبوت پر ہنگامے ہوئے تو مرزا محمود خلیفہ قادیان کی طرف سے ایک ایسا ہی بیان اخبارات میں نکلا جس میں ظاہر کیا گیا کہ ہم سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور یہی مرزا صاحب کا دعویٰ تھا، حالانکہ ان کی مستقل تصانیف اور شہادیات اس کے خلاف موجود ہیں، اور ان سے آج رجوع کرنے یا ان کے غلط استدرا دینے کا اعلان بھی کوئی نہیں جس سے ثابت ہے کہ یہ بیان بجز تلبیس کے کچھ نہیں۔

متعلق مرزا صاحب کے تقاد میں اگر کوئی معقولیت اور تطبیق پیدا کی جاسکتی ہے تو صرف اس طرح کہ ان کو مختلف ادوار و عرادر مختلف زمانوں سے متعلق قرار دیا جائے، جس میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ میں مرزا صاحب پر تین دور گذرے ہیں :-

پہلا دور وہ تھا جب مرزا صاحب سب مسلمانوں کی طرح مسلمان تھے، اور امت کے اجماعی عقائد و نظریات کو بلا کسی جبرید تاویل و تحریف کے تسلیم کرتے تھے، اور ایک مبلغ اسلام کی حیثیت سے کچھ چیزیں لکھتے تھے۔

دوسرا دور وہ تھا جس میں انھوں نے کچھ دعوے شروع کئے، اور ان میں تبلیغ سے کام لیا، مجدد ہوئے، تہدی بنے، یہاں تک کہ مسیح موعود بنے۔ یہاں پہونچ کر یہ خیال آنا ناگزیر تھا کہ مسیح موعود تو اللہ تعالیٰ کے اولوالعزم رسول و نبی اور صاحب وحی تھے، عقیدہ ختم نبوت کے ہوتے ہوئے کسی نے شخص کا مسیح موعود بننا تو ختم نبوت کے خلاف ہے، اُس وقت انھوں نے ختم نبوت کے معنی میں تحریفیں شروع کیں، نبوت کی خود ساختہ چند قسمیں تشریحی، غیر تشریحی، ظلی، برزی، لغوی، اور مجازی بتلا کر ختم نبوت کے یقینی عموم و اطلاق کو مشکوک کرنا چاہا، اور اپنی مزعومہ اقسام نبوت سے بعض قسموں کا بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی جاری رہنا بتلایا اور اپنے حق میں اسی جاری رہنے والی نبوت کے مدعی بن گئے۔

تیسرا دور وہ تھا جس میں تاویل و تحریف سے بے نیاز ہو کر کھلے طور پر پر قسم کی نبوت کے بلا تفریق تشریحی و غیر تشریحی سلسلے جاری و سرار دیئے اور خود کو صاحب شریعت نبی بتلایا۔

دوسرا دور انیسویں صدی عیسوی کے آخر یا بیسویں صدی کے شروع میں تھا، پہلا اس سے پہلے اور تیسرا اس کے بعد۔ بیان مذکور کی تصدیق میں مرزا صاحب کی اپنی تصانیف سے نیز ان کے خلیفہ و دم کی چند تحریروں سے نقل کیا جاتا ہے۔

پہلا دور

۱ - اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں، یا جن

نبی اور رسول کی تعریف ۱۸۹۱ء میں

احکام شریعت سابقہ کو فسخ کرتے ہیں، یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں؟ (خطیب موعودؒ، اگست ۱۸۸۶ء، مطبوعہ مباحثہ راہِ پسندی ۱۳۵۰ء)

۲۔ ”جیسا کہ حضرت اقدس نے حضرت عیسیٰ کی اس امت میں بحیثیت نبی آکھنے کے دلائل میں فرمایا، (۱) یہ دونوں حقیقتیں (نبوت اور امتیت، ناقلاً) متناقض ہیں (ریویو، ۱۵) رسول اور امتی کا مفہوم متباہین ہے۔ (ازالہ اذلام ۱۳۵۰ء)

۳۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ، (الاعلم ان الترتب الترجمۃ المتفضل لیتی نبینا صلعم خاتم الانبیاء بغیر استثناء وفسرہ نبینا فی قوله لَا نَبِيَّ بَعْدِي) (رحمۃ النبوی، مستند از غلام احمدؒ)

۴۔ قرآن شریف میں ختم نبوت کا بحال تصریح ذکر ہے، اور پرنے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ خرافات ہے، حدیث لَا نَبِيَّ بَعْدِي میں نفی عام ہے۔ (ایام صلعم ۱۳۴۰ء) ۵۔ ”کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم و صاحب فضل نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بغیر کسی استثناء کے خاتم النبیین نام رکھا، اور ہمارے نبیؐ نے اہل طلب کے لئے اس کی تفسیر اپنے قول ”لَا نَبِيَّ بَعْدِي“ میں واضح طور پر فرمادی، اور اگر ہم اپنے نبی کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باب وحی بند ہو جانے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے، اور یہ صحیح نہیں ہے، جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے، اور ہمارے رسول کے بعد نبی کیونکر آ سکتا ہے، درآں حالیکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر نبیوں کا خاتمہ فرمادیا۔ (رحمۃ البشری ۲۰۰۰ء، از مولانا غلام احمد قادری)

۶۔ ”آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، اور حدیث لَا نَبِيَّ بَعْدِي“ ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا ہر لفظ قطعی ہے اپنی آیت وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ سے اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ (کتاب البیرونی ۱۳۵۰ء)

حاشیہ از مرزا غلام احمد قادیانی

۷۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو

آیت خاتم النبیین میں وعدہ کیا گیا ہے، اور جو حدیثوں میں تصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لائے سے منع کیا گیا ہے، یہ تمام باتیں صحیح اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلعم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا، (ازالہ ادلام ص ۵۵، از مرزا غلام احمد قادیانی)

۸۔ قرآن کریم بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا

خواہ وہ نیا ہو یا پرانا، کیونکہ رسول کو علم دین توسط جبرئیل ملتا ہے، اور اب

نزول جبرئیل یہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے، اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ

رسول تو آدے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو، (ازالہ ادلام ص ۵۵، از مرزا غلام احمد قادیانی)

۹۔ رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ نبی دینی علوم کو

بذریعہ جبرئیل حاصل کرے، اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت

تاقیامت منقطع ہے، (ازالہ ادلام ص ۵۵)

۱۰۔ اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے

بعد پھر جبرئیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت

شروع ہو جائے، اور ایک نئی کتاب اللہ گو مفعول میں قرآن شریف

سے تواتر رکھتی ہے پیدا ہو جائے، اور جو مستلزم محال ہو وہ محال ہوتا

ہے، (فتدیر، (ازالہ ادلام حصہ دوم ص ۵۸)

۱۱۔ اور اللہ کو شایان شان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے،

اور نہ یہ شایان شان ہے کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سر نو شروع کر دے

بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا ہو، (آئینہ کالات انسان ص ۵۵، از مرزا غلام احمد)

۱۲۔ ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت جماعت کا

ہے، اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار

اس خانہ خدا (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں، کہ جناب خاتم الانبیاء

صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں، اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس

بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں :- درمزا غلام احمد کا تحریری بیان :
بتاریخ ۲۳ اکتوبر ۱۸۸۹ء جامع مسجد دہلی کے جلسہ میں دیگیا، مندرجہ تبلیغ رسالت حضور ﷺ
۱۳۔ ” ہم بھی مدعی نبوت پر لخت بھیجتے ہیں ، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
کے قائل ہیں ، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں
داشبہار مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۲۰ شعبان ۱۲۹۸ھ (تبلیغ رسالت ص ۱۲۷)

۱۴۔ واما کان لی ان ادعی النبوة واخرج عن الاسلام والحق
بقوم کافرین (مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام
سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے جا ملوں ؟ (حکمت النبویہ ص ۱۲۷)

دوسرا دور ۱۸۹۹ء کے بعد

۱۵۔ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں ،
نبی کی تعریف میں تبدیلی | شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا ، اور بغیر شریعت کے
آ سکتا ہے ، گروہی جو پہلے امتی ہو پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی ؟
(تجلیات الہیہ ص ۲۵۹)

ختم نبوت کے معنی کی تحریف اور | ۱۶۔ ” نبی کے لفظ سے اس زمانہ کے لئے صرف یہ
دئے گئے لفظوں میں دعوئے نبوت مراد ہے کہ کوئی شخص کامل طور پر شرف مکالمہ و مخاطبہ
الہیہ حاصل کرے اور تجدید دین کے لئے مامور ہو ، یہ نہیں کہ کوئی دوسری
شریعت لاوے ، کیونکہ شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے :-
(تجلیات الہیہ ص ۲۵۹)

۱۷۔ ” تم بغیر نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ وہ نعمتیں کیونکر پاسکتے ہو، لہذا
ضرور ہو اگر تمہیں یقین اور محبت کے مرتبہ پر پہنچانے کے لئے خدا کے انبیاء
وقتاً فوقتاً آتے رہیں جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ، اب کیا تم خدا تعالیٰ کا مقابلہ
کر دو گے ، اور اس کے قدیم قانون کو توڑ دو گے :- (یکھو رسالہ ص ۱۲۷)

۱۸۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کلام پاک جو غیب پر مشتمل ہو، زبردست

پیشینگوئیاں ہوں، مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کی رو سے نبی کہلاتا ہے۔“ (تقریر حجۃ اللہ ص ۲، نیز اخبار الحکم ۲ مئی ۱۹۰۸ء) (مباحثہ راولپنڈی ص ۱۲۱)۔

۱۹۔ ”یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے، کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی، نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانوالا ہو اور شرف مکالمہ و مخاطبۃ الہیہ سے مشرف ہو، شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں، اور نہ یہ ضروری کہ صاحب تشریح رسول کا متشیع نہ ہو۔ (ضمیمہ براہین پنجم ص ۱۳۸)۔

۲۰۔ ”میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی و قطعی بحضرت نازل ہو، جو غیب پر مشتمل ہو اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا، مگر بغیر شریعت کے؟“ (تجلیات الہیہ ص ۱۲۱)۔

۲۱۔ ”میں کوئی نیا نبی نہیں، مجھ سے پہلے سینکڑوں نبی آچکے ہیں۔“ (الحکم ۱۱ اپریل ۱۹۰۸ء)۔

۲۲۔ ”اس امت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزار ہا اولیاء ہوئے ہیں، اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔“ (حقیقۃ الوحی ص ۲۵ حاشیہ)۔

۲۳۔ خدا کی جہرنے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے اور ایک پہلو سے نبی ہے۔“ (حقیقۃ الوحی ص ۹۶ حاشیہ)۔

۲۴۔ ”اور خود حدیثیں پڑھتے ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہوں گے اور ایک ایسا ہوگا کہ ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے امتی، وہی مسیح موعود کہلائے گا۔“ (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۱ حاشیہ)۔

۲۵۔ جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء، ابدال، اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں، ان کو حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا، پس اس وجہ سے

نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں :- (حقیقۃ الوحی ص ۳۹)

۲۶۔ "اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس نام محمد اور احمد میں منشی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں :- (ایک غلطی کا ازالہ ص ۲۷)

۲۷۔ "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں، دراصل یہ نزاع لفظی ہے خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے جو بلحاظ کیفیت و سرور سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشینگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں، اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے، پس ہم نبی ہیں :- (مبدعہ رابطہ ص ۱۳۷)

ازمباحثہ راولپنڈی ص ۱۳۷

۲۸۔ "میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے :- (نزل مسیح ص ۳۷)

۲۹۔ "میں رسول اور نبی ہوں، یعنی باعتبار ظلیت کا ملکہ کے میں واقع ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے :- (نزل مسیح ص ۳۷)

۳۰۔ "اس طرح پر میں خدا کی کتاب میں عیسیٰ بن مریم کہلایا، چونکہ مریم ایک امتی فرد ہے، اور عیسیٰ ایک نبی ہے، پس میرا نام مریم اور عیسیٰ رکھنے سے یہ ظاہر کیا گیا کہ میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی :- (ضمیمہ برائین خیم ص ۱۸۸)

۳۱۔ اس مرکب نام (امتی نبی) کے رکھنے میں حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ تاکہ عیسائیوں پر ایک سرزنش کا تازیانہ لگے، کہ تم تو عیسیٰ بن مریم کو خدا بناتے ہو مگر ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ کا نبی ہے کہ اس کی امت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے اور عیسیٰ کہلا سکتا ہے، حالانکہ وہ امتی ہے :- (ضمیمہ برائین خیم ص ۱۸۸)

۳۲۔ "پس باوجود اس شخص (مسیح موعود، ناقل) کے دعوائے نبوت کے جس کا نام غلط طور پر محمد و احمد رکھا گیا، پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا :- (ایک غلطی کا ازالہ ص ۲۷)

۳۳۔ "اللہ جل شانہ" نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مقرر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اس وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا، یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشی ہو اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے، اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔ (حقیقۃ الوحی ص ۹ حاشیہ)

۳۴۔ "جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں، اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں، مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اسی کا نام پا کر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے ظلم غیب پایا ہے، رسول اور نبی ہوں، مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا، بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کہہ کے پکارا ہے، سواب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔" (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۳۷)

۳۵۔ "وَنُؤْمِنُ بِآخِرَةِ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ ۚ أَلَا الَّذِي رَجَىٰ مِنْ نِيْضِهِ وَأَظْهَرَ دَعْوَاهُ ۖ" (ازمباحہ راولپنڈی ص ۱۳۳)

تیسرا دور

۳۶۔ "میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں کھلے طور پر دعائے نبوت درساتِ دوئی نبوت میری جان ہے اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔" (تہ حقیقۃ الوحی ص ۶۵، ازمباحہ راولپنڈی ص ۱۳۵)

۳۷۔ "وَمَا أَكُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ تَبْعَثَ رَسُولًا ۚ" پس اس سے آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے، اور وہی مسیح موعود ہے۔ (تہ حقیقۃ الوحی ص ۶۵، ازمباحہ راولپنڈی ص ۱۳۵)

د حقیقۃ النبوة مرزا محمود صفحہ ۲۰۹، ۲۱۰ وغیرہ وغیرہ کتابوں میں بکثرت موجود ہے)۔
 ۴۶۔ "میں خدا کی تیس برس کی متواتر وحی کو کیسے رد کر سکتا ہوں، میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں" (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰ و ۱۵۱، انجام آتم ص ۱۰۰)۔
 ۴۷۔ اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ میری خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے، اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے: "هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ" (اعجاز احمدی ص ۱۰۰)۔
 ۴۸۔ آنچہ من لشنوم از وحی خدا بخدا پاک و دانش ز خطا بہجت سر آن منزہش دانم از خطا لاہین است ایمانم
 (رسالہ نزول المسیح مصنفہ مرزا صاحب، ص ۹۹)

نیز اسی رسالہ کے صفحہ ۹۹ ہی میں فرماتے ہیں:-

۴۹۔ انبیاء اگرچہ بودہ اند بے من بعرفاں نہ کترم ز کسے
 کم نیم زان ہمہ بر دئے یقین ہر کہ گوید و دروغ بہست و یقین
 ۵۰۔ آنچہ دادہ است ہر نبی را جام داداں جام را مرا بہ تمام
 (رسالہ نزول المسیح، صفحہ مذکور)

۵۱۔ "چنانچہ وہ مکالمات الہیہ جو "براہین احمدیہ" میں شائع ہو چکے ہیں، ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے: "هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ" (براہین احمدیہ ص ۴۹)، اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے، پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے:-

(۲) مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ مُخَمَّاءُ بِبَيِّنَاتٍ، میں، اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا (تبلیغ رسالت ص ۱۰۰)۔

تشریحی نبوت اللہ صاحب | ۵۲۔ "اگر کہو کہ صاحب الشریعت اقرار کر کے شریعت ہونے کا دعویٰ ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری، تو اول تو یہ دعویٰ

بلا دلیل ہے خدا نے انفراد کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی، ماسوائے اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر و نہی بیان کئے، اور اپنی امت کے لئے قانون مقرر کیا، وہی صاحب شریعت ہوگا، پس اس تعریف کی رُو سے ہمارے مخالف ملزم ہیں، کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی، مثلاً قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَعْطُوا مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَيَحْفَظُوا اَنْفُسَهُمْ ذٰلِكَ اُذْكُرْ لَّهُمْ، یہ براہین احمدیہ میں موج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی، اور اس پر برس کی عمر گزر گئی، اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی، اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:- **اِنَّ هٰذَا الَّذِي الْوَحْيُ الْاَوَّلِي صُحُفٍ اِسْرَآءِيْمًا وَ مُوسٰى**، یعنی فتراتی تعلیم میں بھی موجود ہے۔

اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے کہ جس میں باستیفاء امر و نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے، کیونکہ اگر قرآن یا قرآن میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی، غرض یہ سب خیالات فصول اور کوتاہ اندیشیاں ہیں ^۱۔

اسی کتاب کے حاشیہ نمبر ۷ میں لکھتے ہیں:-

”چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی، اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے اوپر ہوتی ہے ٹلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا ہے، جیسا کہ ایک الہام الہی کی یہ عبارت ہے:- **وَاَصْنَعِ الْفُلَکَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحِّیْنَا اِلَیْکَ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِسْمَآءِ یَا یَعُوْنُ اَللّٰهُ یَذُکُ اَللّٰهُ فِیْ شَوْقِ اَنْیْسٍ یُّهْمُ**، یعنی اس تعلیم و تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے ہماری وحی سے بنا، جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں، یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے، اب دیکھ خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا، اور تمام انسانوں کے لئے

اسے دارِ نجات ٹھہرایا، جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں
سنے : (حاشیہ ۱۲۷)

تمام انبیاء علیہم السلام کی ہسری بلکہ | ۵۳۔ "میں آدم ہوں، شیث ہوں، نوح ہوں،
ان سے افضلیت کا دعویٰ اداں کی توہین | میں ابراہیم ہوں، میں اسحق ہوں، میں اسمعیل ہوں،

میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں
عیسیٰ ہوں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا منظر اتم ہوں، یوں ظلی طور
پر میں محمد اور احمد ہوں : حاشیہ حصہ ۱۲۷، نزول مسیح (۱) از ختم نبوت (۱)
۵۴۔ "ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو، اس سے بہتر غلام احمد ہے :

(دافع البلاء صفحہ ۲۲) از ختم نبوت (صفحہ ۸)

۵۵۔ "خدا نے اس امت میں مسیح بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی
تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے، مجھے قسم ہے اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں
میری جان ہے، اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں
ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں ہرگز نہ دکھلا سکتا :
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۸ و ۱۳۹)

۵۶۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، تین دادیاں اور
نانیاں آپ کی زناکار اور کسی عورت میں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود
ظہور پذیر ہوا : (حاشیہ انجام آتم صفحہ ۷) پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی
باتوں کا پیشین گوئی کیوں نام رکھا : (ضمیمہ انجام آتم صفحہ ۱۴) یہ بھی یاد رہے
کہ آپ کو کچھ جھوٹ بولنے کی عادت تھی : (حاشیہ ضمیمہ انجام آتم صفحہ ۵) انزالہ کلان :
امجاز احمدی صفحہ ۱۲ و ۱۳، انزالہ اداہم صفحہ ۳۲ و ۳۳، کشتی نوح صفحہ ۱۶، از ختم نبوت (۱)

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم | ۵۷۔ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات
سے افضلیت کا دعویٰ | کی تعداد صرف تین ہزار لکھی ہے : (تحفہ گوہر دیہ صفحہ ۳۲)
اور اپنے معجزات کی تعداد براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۶ پر دس لاکھ بتلائی ہے۔

۵۸۔ لہ خفف القمر المنیر دان لی عسا القمران المشرقان

انتکبر، اس کے لئے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے) چاند

کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا، اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں، اب کیا تو انکار کرے گا؟ (اعجاز احمدی صفحہ ۷۱)

۵۹۔ "ایک غلطی کا ازالہ (اشتہاں میں "حضرت مسیح موعود" نے فرمایا مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِي مَعَهُ آيَاتُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ رَحِمَاءٌ مِمَّنْهُمْ کے الہام میں محمد رسول اللہ سے میں مراد ہوں اور محمد رسول اللہ خدا نے مجھے کہا ہے" (اخبار الفضل قادیان جلد ۱۵ مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۱۶ء)

۶۰۔ میں غلطی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا، بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریمؐ کے پہلو پہ پہلو لاکھڑا کیا (کہتہ الفضل مصنفہ ماجزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجیون جلد ۱۲)

۶۱۔ "محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے میں بڑھ کر پیٹل میں محمد دیکھنے میں جس نے اہل غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(از قاضی ظہیر الدین صاحب اکتل قادیانی منقول از اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۱۶ء)

۶۲۔ محمد میں اور ہمارے میں بڑا فرق ہے، کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے؟ (نزل اسحٰب مرزا غلام احمد صاحب، صفحہ ۹۶)

حدیث رسول کی توہین | ۶۳۔ اور ہم اس کے جواب میں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس غصے کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن ابدی ہے جو میرے اوپر نازل ہوئی، ہاں تائیدی طور پر وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں، اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں؟ (اعجاز احمدی صفحہ ۳۰) اور تحفہ گو لہڑیہ صفحہ ۱۱۰

۶۴۔ جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف

رہے گا وہ خدا اور رسول کی مخالفت کرنے والا جہنمی ہے؟ (الہام مرزا غلام احمد صاحب تبلیغ رسالت جلد نمبر صفحہ ۱۶۷)

۶۵۔ کل مسلمانوں نے مجھے قبول کر لیا ہے اور میری دعوت کی تصدیق

کر لی ہے مگر کنجریوں اور بدکاروں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا؛ (آئینہ کلمات صفحہ ۵۳)

۶۶۔ "جو شخص میرا مخالف ہے وہ عیسائی، یہودی، مشرک اور جسنی ہے؛

(نزول مسیح صفحہ ۴، تذکرہ صفحہ ۲۲، تنذیر گولڈر دیہ صفحہ ۳۱، تبلیغ رسالت جلد نہم صفحہ ۱۲)

۶۷۔ "بلاشبہ ہمارے دشمن یا بانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں

گشتیوں سے بھی بڑھ گئیں۔" (نجم الہدیٰ صفحہ ۱۰، درمیں صفحہ ۲۹۴)

۶۸۔ "جو شخص ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو

ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔" (انوار الاسلام صفحہ ۳)

۶۹۔ "ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول

نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

۷۰۔ "کفر دو قسم پہلے (اول) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام ہی سے

انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا،

(دوئم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام

حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ملنے اور سچا جانتے کے بارے میں خدا و

رسولؐ نے تائید کی اور پہلے نبیوں کے کتابوں میں تاکید پائی جاتی ہے پس

اس لئے کہ وہ خدا و رسول کے فرمان کا منکر ہے اگر غور سے دیکھا جائے

تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۵)

۷۱۔ "دنیا میں ماموروں کے انکار جیسی کوئی شقاوت نہیں اور ان قبولوں

کے مان لینے جیسی کوئی سعادت نہیں، اور وہ امن و امان کے قلعہ کی چابی

اور داخل ہونے والوں کی پناہ ہیں، تو پھر کیا حال ہوگا اس کا جس نے اس

کی چابی کو کھول دیا، اور قلعہ میں داخل نہ ہوا، اور باہر نکالے ہوئے لوگوں

کے ساتھ مل کر بیٹھ رہا، اور فی الحقیقت وہ شخص بڑے ہی بد بخت ہیں اور ان

جن میں سے ایسا کوئی بھی بدطالع نہیں، ایک وہ جس نے خاتم الانبیاء کو نہ مانا

دوسرا وہ جو خاتم الخلفاء پر ایمان نہ لایا۔" (الہدیٰ صفحہ ۱۱، غلام احمد)

۷۲۔ "کافر کہنے والا بہر حال منکر ہوگا اور جو شخص اس سے منکر ہے

وہ بہر حال کافر ٹھہر گیا۔" (برائین احمدیہ حصہ پنجم طبع دوم صفحہ ۶۴، خاتمہ بحث صفحہ ۳۶)

۷۳۔ ”الجواب، یہ عجیب بات ہے کہ آپ کا فر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں، حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے، کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خدا پر افتراء کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے، پس جب کہ میں نے ایک مکتذب کے نزدیک خدا پر افتراء کیا ہے اس صورت میں نہ میں کافر بلکہ بڑا کافر ہوا، علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا در رسول کو بھی نہیں مانتا، کیونکہ میری نسبت خدا در رسول کی پیشین گوئی موجود ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۴، از غلام احمد)

۷۴۔ فضل حسین بیرسٹر نے کوئی چھ مرتبہ التجا کی کہ ہم لوگ کافر نہیں کہتے یا جو لوگ کافر نہیں کہتے ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے، تو حضرت (مرزا غلام احمد) نے بجائے اجازت کے فرمایا نہیں ہم ایسا نہیں کر سکتے، ہم تو کافر نہ کہنے والوں کو بھی کافر کہنے والوں کے ساتھ ہی سمجھتے ہیں۔ (فیملہ حکم نمبر ۳۳، منقول از مناظرہ رادسپنڈی صفحہ ۳۶۵)

۷۵۔ جو شخص ظاہر کرتا ہے کہ میں نہ ادھر کا ہوں نہ ادھر کا ہوں اصل میں وہ بھی ہمارا مکتذب ہے، اور جو ہمارا مصدق نہیں اور کہتا ہے کہ میں ان کو اچھا جانتا ہوں وہ بھی مخالف ہے، ایسے لوگ دراصل منافق طبع ہیں۔ (بدھ ۲۳، ۱۹۹۳ء)

۷۶۔ ”بہر حال کسی کے کفر اور اس کے اتمام حجت کے بارے میں فرد فرد کا حال دریافت کرنا ہمارا کام نہیں ہے یہ اس کا کام ہے جو عالم الغیب ہے، ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے اس لئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے، اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مؤاخذہ سے نمری ہے، اور کافر کو منکر ہی کہتے ہیں۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۷۱)

۷۷۔ ”پس نہ صرف اس کو جو آپ کو کافر نہیں کہتا مگر آپ کے دعوے کو نہیں مانتا کافر قرار دیا، بلکہ وہ بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے، اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا لیکن ابھی بیعت میں اُسے کچھ توقف ہو

کافر قرار دیا گیا ہے، پس سوچنے کا مقام ہے کہ حضرت صاحب نے اس معاملہ میں کس قدر تشدد سے کام لیا ہے، اور عقل بھی چاہتی ہے، کیونکہ اگر ایک ہندو رسول اللہ کو سچا مانے اور دل میں اقرار بھی کرے اور ظاہر طور پر انکار بھی نہ کرے، ہاں بعض واقعات کی بنا پر ابھی حکم کھلا اسلام لانے سے پرہیز کرے تو ہم اسے کبھی بھی مسلمان نہیں سمجھتے، بلکہ اُسے کافر ہی سمجھتے ہیں، اور شریعت اسلام کبھی اس کے ساتھ ناتہرشتہ کو جائز نہیں رکھتی، یعنی اس کے ساتھ کسی مسلمان عودت کے بیاہ دینے کی اجازت نہیں دیتی پس اسی طرح غیر احمدی کا حال ہے، جو ہمارے حضرت صاحب کو دل میں بچا جاتا ہے لیکن ابھی بیعت کرنے میں متردد ہے، پس جو لوگ ابھی آپ کے دعوے کے ماننے میں متردد ہیں اُن کی نسبت حضرت صاحب نے کفر کا فتویٰ دیا ہے، جیسا کہ میں.... حضرت صاحب کی عبارتیں اُدھر نقل کر آیا ہوں، (تشہید الاذہان صفحہ ۴۱ و ۴۲ بابت اپریل ۱۹۱۱ء مرزا بشیر الدین محمود قادیانی)

۷۸۔ اور ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں، یہ دین کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے؟
(انوار خلافت مرزا بشیر الدین محمود قادیانی، صفحہ ۹۰)

۷۹۔ ”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر اور اسلام سے خارج ہیں، میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد میں“ (آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

ختم نبوت کے معنی کی تحریف تاویل | اپنی کتاب ”حقیقۃ الوحی“ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں :-
میں متضاد اور بے یقینی باتیں

(۱) ”اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا، یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی، اسی وجہ

سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا، یعنی آپ کی پیروی کی لالہ نبوت بخشی ہے، اور آپ کی توقیر روحانی بنی تراش ہے، اور یہ قوت قدسیہ کسی اور کو نہیں ملی؛ گویا خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین نہیں، بلکہ انبیاء کی ٹہر میں کہ نبی بنانے کی قدرت و اختیار آپ کو دے دیا گیا ہے، آپ کو نبوت کی مہر دے دی، آپ جتنے چاہیں نبی بنا سکتے ہیں۔

(۲) اور اپنی کتاب نزول مسیح کے صفحہ ۳ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:-

” میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے، پس باوجود اس شخص (مرزا صاحب) کے دعوائے نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا، پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا، (ایک غلطی کا انالہ) اس سے معلوم ہوا کہ خاتم النبیین کے معنی تو وہی ہیں جو سب مسلمان سمجھتے ہیں، لیکن مرزا صاحب کا نبی ہونا اس کے منافی نہیں، کیونکہ (معاذ اللہ) میں محمد احمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) تجلیات الہیہ صفحہ ۹ کے حاشیہ میں ہے۔“

” نبی کے لفظ سے اس زمانہ کے لئے صرف یہ مراد ہے کہ کوئی شخص کامل طور پر شرف مکالمہ و مخاطبہ الہیہ حاصل کرے اور تجدید دین کے لئے مامور ہو، یہ نہیں کہ کوئی دوسری شریعت لا دے، کیونکہ شریعت آنحضرت

عہ گلاں سوس ہے کہ مرزا صاحب کی تحریکی ایسا جھگڑا ہے کہ کچھ دودھ نکل جانے کے بعد انھیں خود بھی اپنا پہلا کلام یاد نہیں رہتا۔ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹ پر یہ لکھتے ہیں: ”جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء، ابدال، اقطاب اس امت میں گزر چکے ہیں ان کو حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ یہاں ان کو یہ بھی دھیان نہیں رہا کہ خاتم النبیین علی لفظ ثنیتین جمع ہے اگر مرزا صاحب کے ایسا ذکر وہ معنی خاتم النبیین کے لئے جاویر تھے وہ اس وقت تک خدا دق نہیں آسکتا جب تک ایک سا دائرہ نبی آپ کی مہر سے نہ بنے ہوں، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اس میں ہو کہ آپ کے خدیجہ لوگ نبی بنیں تو کیا ساری امت جس صورت ایک شخص کو وہ بھی تیرہ سو برس کے بعد آپ نبی بنا سکے، صحابہ تابعین اور امت کے تمام اکابر میں کوئی اس قابل نہ تھا کہ آپ کی مہر سے نبی بن جاتا ۱۲ منہ

صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے :

اس میں ختم نبوت کے معنی کا یہ حاصل ہوا کہ شریعت ختم ہے نبوت ختم نہیں۔ غرض جب سے مرزا صاحب دوسرے دور میں داخل ہوئے اور نبی بننے کا شوق داغ ہوا تو خاتم النبیین اور مسئلہ ختم نبوت کو اپنی راہ میں حائل پا کر اس کی تحریف و تاویل شروع کی لیکن اس میں بھی حسب دستور کسی ایک تحریف پر قائم نہ رہے۔ کبھی خاتم النبیین ہی کے معنی بدل کر ٹھہر نبوت قرار دیا، کبھی ختم نبوت کے معنی کو اپنے معروف و مشہور معنی میں رکھ کر ظلی و بر ذری نبوت کی قسمیں ایجا دیں اور ظلی نبی کو عین محمد و احمد علیہ السلام کہ ختم نبوت کی زد سے باہر آنے کی سعی فرمائی، اور کہیں ختم نبوت میں ایک قید بڑھا کر اس سے گلو خلاصی کی فکر کی کہ ختم ہونے والی نبوت وہ ہے جس کے ساتھ شریعت بھی ہو، مطلق نبوت کا اہتمام مرزا نہیں، مرزا صاحب کی نبوت اور قادیاں تعلیمات اور عقائد سے تو یہ کہنے کے لئے تو میرے خیال میں قرآن و حدیث سے دلیل لانے کی ضرورت نہیں، خود مرزا صاحب کی متضاد اور بے محکی باتیں پڑھ لینا ایک منصف مزاج سلیم الفہم انسان کے لئے کافی ہے، اور تمام لڑائیچر بڑھنے کی بھی ضرورت نہیں، جتنی باتیں اس مقدمہ میں نقل کر دی گئی ہیں، ان کا بھی ہر اہل عقل و دیانت پر بلاشبہ یہی اثر ہوگا، لیکن عام مسلمانوں کے سمجھنے اور نفس مسئلہ کو سمجھانے کے لئے فی الجملہ اس کی ضرورت محسوس ہوئی کہ قرآن و حدیث اور سلف صالحین صحابہ و تابعین کے آثار و اقوال کے ذریعہ اس مسئلہ کے ہر پہلو کو واضح کر دیا جائے، اسی مقصد کے لئے یہ کتاب بنام ختم نبوت لکھی گئی ہے۔ واللہ الموفق والمعين۔

مقصد کی تقسیم چار حصوں میں | چونکہ اس بحث میں ہمارا دوسرے سخن ایک ایسی جماعت کی طرف ہے جو مدعی اسلام ہے، اور قرآن و حدیث اور اجماع امت کا اتباع کرنے کا دعویٰ رکھتی ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم مسئلہ زیر بحث کو اصول اسلام اور احکام شرعیہ کی تینوں قطعی حجت (یعنی قرآن، حدیث، اجماع) سے علیحدہ علیحدہ تین حصوں میں واضح کر کے پیش کریں، اس لئے ابتداءً اس رسالہ کے تین حصے قرار دیئے گئے :-

اول ختم النبوة فی القرآن، جس میں آیات قرآنیہ سے اس مسئلہ کا قطعی لہ و اضع ثبوت پیش کیا جائے اور ان کے متعلق جو مخالف کے شبہات ہیں ان کا منصفانہ جواب دیا جائے۔

دوسرے ختم النبوة فی الحدیث، جس میں امارت نبویہ سے اس مسئلہ کو منع کیا جاوے اور شبہات مخالفین کے جوابات دیئے جاویں۔

تیسرے ختم النبوة فی الآثار، جس میں اجماع امت اور اقوال سلف صحابہ تابعین اور ائمہ دین اور ہر طبقہ کے علماء راہنہین یعنی علماء عقائد و کلام، مفسرین، محدثین، فقہاء، صوفیاء وغیرہم کی تحقیقات و تصدیقات اس مسئلہ کے متعلق پیش کی جاویں، اسی کے آخر میں کتب قدیمہ توراۃ و انجیل وغیرہ سے بھی اس مسئلہ کے ہر پہلو کو کھولا جاوے اور عقلی دلائل سے بھی ختم نبوت کا ثبوت دیا جاوے۔

چوتھے اس کے بعد اس کی ضرورت باقی رہتی ہے کہ جن چیزوں کو قادیانی امت اپنے مذہب یعنی بقاۃ نبوت کے دلائل کہہ کر لوگوں کو فریب دیتی ہے، ان کے جوابات تحقیق و انصاف کے ساتھ دیئے جاویں۔

پانچویں، مرزا کے ذاتی حالات و مقالات اور احلاق و اعمال کو صحیح کیا جاوے جس سے معلوم ہو سکے کہ اگر بالفرض نبوت ختم بھی نہ ہوا اور دنیا کا ہر مسلمان نبی بن سکے تب بھی مرزا جی کو نبوت حاصل ہونا محال ہے۔

ابتدائی تین حصے اس کتاب میں موجود ہیں، چوتھے اور پانچویں حصہ کا ارادہ اس لئے چھوڑ دیا گیا کہ اس موضوع پر بہت سی مختصر و مفصل کتابیں شائع ہو چکی ہیں، اس کے لئے اب کسی خاص اہتمام کی ضرورت نہ رہی۔

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التَّكْلَانُ؛

ختم النبوة

في القرآن

حصّة أول

ختم النبوة فی القرآن

حصہ اول

قرآن مجید وہ کتاب عزیز ہے کہ جس کی ایک ایک انا پر اہل عالم کی جانیں اور احوال فشر باقی ہیں، اور اس کے ہر اشارہ پر مسلمانوں کی نظریں لگی ہوئی ہیں، بہت کافی تھا کہ مسئلہ زیر بحث میں بھی ایک اشارہ پر کفایت کرتا، لیکن خدائے عظیم و خبیر ہی خوب جانتا ہے کہ کونسا مسئلہ زیادہ قابل اہتمام ہے، اور اس مسئلہ کے بیان کی اشد ضرورت پڑنے والی ہے، اس نے اپنے اذلی کلام میں اس مسئلہ کا ہر پہلو اس قدر واضح کر دیا کہ کسی مسلمان کو جس کے دماغ میں فہم کا کچھ مادہ اور قلب میں تھوڑا سا خدا کا خوف اور اس کی کتاب کی کچھ عظمت ہو اس کے لئے کسی قسم کے شک بلکہ تاویل و تخصیص کی بھی گنجائش نہیں چھوڑی، پھر نہ صرف ایک مرتبہ اور ایک جگہ بلکہ متعدد مرتبہ اور مختلف مقامات میں مختلف طرز بیان سے اس مسئلہ کو ذہن نشین کیا گیا، جس کو میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ ہدیہ ناظرین کرنا چاہتا ہوں۔

تفسیر قرآن کا معیار صحیح کیا ہے؟ ہر زبان اور ہر لغت میں کسی کلام کی مراد معلوم کرنے کے لئے جس طرح یہ ضروری ہے کہ اس لغت کے مفردات اور قواعد ترکیب وغیرہ معلوم کئے جائیں، اسی طرح ہر کلام کی مراد تعین کرنے کے لئے یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ مشکل اور مخاطب کو پیش نظر رکھا جائے۔

کیونکہ عموماً لغت اور زبان کے اعتبار سے ہر کلام کے مختلف معنی اور مختلف مراویں ہو سکتی ہیں، جب تک کہ خصوصیات مشکل و مخاطب کو حکم نہ بنایا جائے معنی مراد اور

مقصود کو متعین نہیں کیا جاسکتا ، اور جب کہیں ان خصوصیات سے قطع نظر کر کے کلام کی مراد بتلائی جاتی ہے ، تو اکثر ٹھوکریں کھانا پڑتی ہیں ، اور بہت سی غلطیوں کا شکار ہونا پڑتا ہے ۔

معانی اور بلاغت کے فنون میں اس مضمون کو بوضاحت بیان کیا گیا ہے ، اس جگہ صرف ایک مثال پر اکتفا کیا جاتا ہے ۔

دیکھئے اگر ایک شخص کہتا ہے کہ ” بارش نے زمین میں گھاس اور درخت اگائے ہیں “ تو اگر اس کا کہنے والا ایک توحید پرست مسلمان ہے تو ہر عقلمند اس کلام کے یہ معنی سمجھے گا کہ بارش گھاس اُگنے کا ظاہری سبب ہے ، اور اگر کہنے والا کوئی دہریہ مادہ پرست ہے تو یہی کلمہ کفر سمجھا جائے گا ، اور اس کی مراد یہ قرار دی جائے گی کہ وہ بارش کو گھاس اور درخت وغیرہ پیدا کرنے میں موثر حقیقی کہتا ہے ، جو قطعاً کفر ہے ، دیکھئے کہ مشکل کے احوال مختلف ہونے کی وجہ سے ایک کلام کی مراد میں کس قدر شدید اختلاف ہو گیا ، ایک کلمہ جبکہ مسلمان کہتا ہے تو اس کی مراد صحیح ہے اور کفر کی کوئی وجہ نہیں ، اور کوئی دہریہ کہتا ہے تو یہی کلمہ کفر بن جاتا ہے ۔ (دیکھو مختصر معانی و مطول وغیرہ) ۔

اسی طرح بعض اوقات میں مخاطب کے بدل جانے سے کلام کی مراد بدل جاتی ہے ایک عالم فاضل کے لئے جب علامہ کہا جاتا ہے تو اس کی اعلیٰ درجہ کی تعظیم و توقیر ہوتی ہے اور یہی لفظ جب کسی اُن پڑھ جابل کے حق میں بولا جاتا ہے تو اس کا استہزار اور ٹھٹھا کرنا منظور ہوتا ہے ۔

اسی طرح بیوی کو حُرّہ کہہ کر طلاق مراد لی جاسکتی ہے جو بغض المباحات اور نہایت مکروہ چیز ہے ، اور دوسری عورتوں کو یہی لفظ کہنا ان کی تعظیم و تعریف میں داخل ہے ، اسی طرح زمانہ اور مکان اور دیگر خصوصیات متکلم و مخاطب کے اختلاف سے کلام کی مراد میں شدید اختلاف پیدا ہو جاتا ہے ، تھوڑے سے غور کرنے سے ہر ایک زبان میں ہر انسان اس قسم کی ہزاروں مثالیں بیان کر سکتا ہے جن کی تفصیل اس جگہ بے موقع ہے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر زبان میں جس طرح کلام کی مراد معلوم کرنے کے لئے اس زبان کی لغت اور قواعد صرفیہ و نحویہ کے معلوم کرنے کی ضرورت ہے اسی طرح یہ بھی ہم ضرورت میں سے ہے کہ خصوصیات متکلم و مخاطب کو زیر نظر رکھ کر مراد متعین کی جائے ، اور جو کلام

کی مراد اُس کے بغیر بیان کی جائے وہ بالکل ناقابل اعتساب ہے، کیونکہ اکثر کلام میں نفس لغت کے اعتبار سے چند احتمال ہو سکتے ہیں ان میں سے معنی مراد کی تعیین صرف خصوصیات مذکورہ پر موقوف ہوتی ہے۔

اسی اسلوب پر خدائے قدوس کا کلام بھی باعتبار لغت و قواعد ترکیب اکثر ملامت میں مختلف معانی کا تحمل ہو سکتا ہے اور ان کی متعدد مرادیں بن سکتی ہیں، اور حسب دستور ان میں بھی فیصلہ صرف خصوصیات مذکورہ سے کرنا ہوتا ہے۔

ابن سعد نے بروایت عکرمہ حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ۔

”حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خوارج سے مناظرہ کرنے کے لئے حضرت ابن عباسؓ کو مقرر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ آیات قرآنہ کو مناظرہ کا معسر کہ مت بناؤ بلکہ احادیث پیش کرو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین قرآن مجید ہی سے مناظرہ کرنے میں کیا اندیشہ ہے، ہم بفضلہ تعالیٰ قرآن مجید کو ان سے زیادہ سمجھتے ہیں، ہمارے ہی گھروں میں قرآن نازل ہوا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ تو آپ نے سچ کہا، لیکن قرآن مجید ایک مختصر اور مجز کلام ہے جو مختلف احتمالات کا تحمل کرنے والا اور ذودوجہ ہے، اگر اس کے سمجھنے اور اس کی تفسیر کا معیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپؐ کی احادیث کو نہ بنایا گیا تو ایک آیت کی تفسیر میں تم بھی کچھ کہتے رہو گے اور وہ بھی کچھ بولتے رہیں گے، کوئی بات فیصلہ کن نہ ہوگی، چنانچہ حضرت ابن عباسؓ نے اس کو تسلیم کر کے ایسا ہی کیا، یہاں تک کہ خوارج کے ہاتھ میں سوائے رسوائی کے کچھ نہ رہا۔“

(کذا فی الاتقان، صفحہ ۱۴۲، جلد ۱)

اس روایت میں اور مروی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرمان سے صاف ظاہر ہو گیا کہ قرآن مجید ذودوجہ ہے، اس کے ایک کلام میں بحیثیت زبان مختلف معانی کا احتمال ممکن ہے، اور جب تک اس کی مراد متعین کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور خصوصیات مذکورہ کا لحاظ نہ رکھا جائے اس کی حقیقی اور صحیح مراد کو پہنچنا مشکل ہے، اور دوسری طرف حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جو یہ فرمایا کہ قرآن ہمارے گھروں

میں نازل ہوا اس لئے ہم قرآن مجید کو ان سے زیادہ سمجھتے ہیں، اس سے یہ ثابت ہوا کہ خصوصیات منظم و مخاطب کو کلام کے سمجھنے میں بڑا دخل ہے۔

خلاصہ یہ کہ قرآن مجید کے اکثر جملوں میں لغت عرب اور قواعد نحو و صرف کے اعتبار سے مختلف معانی کا احتمال ہو سکتا ہے، ان احتمالات میں سے کیا صحیح ہے کیا غلط، اس کے پہچاننے کے لئے کوئی معیار ہونا ضروری ہے، ورنہ ہر شخص جو معنی چاہے گا وہ اختیار کر لے گا اور فیصلہ کی کوئی صورت نہ ہوگی۔

اس سے پہلے کہ ہم ختم نبوت کے ثبوت میں قرآن مجید کی آیات پیش کریں اس امر کا طے کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ تفسیر قرآن کا صحیح معیار کیا ہے، جس سے ہم یہ معلوم کر سکیں کہ فلاں تفسیر صحیح ہے اور فلاں غلط۔

تفسیر قرآن کا معیار ارد | جن حضرات نے علومِ قرآنیہ کے اصول پر کتابیں لکھی ہیں انہوں
اس کا صحیح طریقہ! | نے اس مسئلہ کو اہم قرار دے کر مفصل تقریر فرمائی ہے۔ ہم
اس جگہ شیخ جلال الدین سیوطی کی کتاب "الاتقان فی علوم القرآن" کی عبارت کا خلاصہ
ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جس کو انہوں نے جمہور علماء سے نقل فرمایا ہے:-

قرآن مجید کی تفسیر مذکورہ ذیل طریقوں پر علی الترتیب قابل اعتماد ہوگی، اور جو تفسیر ان طریقوں میں سے کسی طریق پر بھی نہ ہو وہ قرآن کی تحریف نہیں سمجھی جائے گی۔

(۱) مقدم اور سب سے زیادہ قابل اعتماد اس باب میں وہ تفسیر ہے جو خود قرآن مجید ہی کی دوسری آیات سے مستفاد ہو، کیونکہ اس کلام پاک میں اگر ایک مسئلہ کو کسی جگہ مبہم ارشاد فرمایا ہے، تو اکثر دوسری جگہ اس کی تفصیل کر دی گئی ہے، علامہ ابن جوزی نے تفسیر القرآن بالقرآن پر مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے، جس میں قرآن کی مبہم آیات کی

لہ کما فی تفسیر قولہ تعالیٰ یَا أَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ مِنْ رِوَاغِ الْمَعَانِی قَالِ الْاَوْسَى جَمِیعُ الْقُرْآنِ
علوم الاولین والآخرین بحیث لم یحیط بہا علماء حقیقۃ الا انہم بہائم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلافاً لما سناثر
پسبائے، ثم ودرث عنہ معظم ذلک سادات الصحابۃ واعلامہم مثل النخفاء الاربعۃ و مثل ابن مسعود بن عباس حتی
قال لوضاعی عقاب لبعیر لوجبتہ فی کتاب اللہ ثم ودرث عنہم التابعون باحسان ثم تقاصر الیہم وقررت العزائم علی
ما حملہ الصحابۃ و التابعون فتوحاً فتونہ نقامت کل طائفۃ بغن من فتونہ (روح المعانی صفحہ ۱۷۰، پارہ ۶)

دوسری آیات سے شرح کی گئی ہے، اور حافظ ابن کثیرؒ نے بھی اپنی تفسیر میں اس کا التزام کیا ہے کہ ایک آیت کی تفسیر اگر کسی دوسری آیت سے ہو سکتی ہے تو سب سے پہلے اسی کو لاتے ہیں۔

(۲) دوسرے درجہ میں سب سے زیادہ قابل اعتماد وہ تفسیر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آیت کے متعلق اپنے قول یا فعل سے بیان فرمائی ہو، کیونکہ یہ کتاب میں آپؐ پر نازل ہوئی، اور آپؐ کو رسول بنا کر بھیجنے کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ آپؐ اس کتاب کی تعلیم دیں، اور اس میں جو امور مبہم ہیں ان کو میان فرمائیں، قرآن مجید میں بار بار اس کا ذکر آیا ہے:-

۱) یُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لئے بھیجا گیا کہ آپؐ قرآن مجید کی تعلیم دیں اور کام کی باتیں بتلائیں:-

۲) لَقَدْ آتَيْنَا لَكَ مَا نَزَّلَ الْيُسُفُ۔

”تاکہ آپؐ بیان کر دیں لوگوں کے لئے وہ آیت جو ان کی طرف نازل کی گئی ہے:-

ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ قرآن کو صحیح سمجھنے کے لئے رسولؐ کی تعلیم تمہیں کی ضرورت ہے، اگر قرآن کو سمجھنے کے لئے صرف عربی زبان جانتا اور کتاب اللہ کا مطالعہ کافی ہوتا تو رسولؐ کے بھیجنے کی اور ان کے فرائض منصبی میں قرآن کی تعلیم تمہیں داخل کرنے کی کوئی ضرورت نہ ہوتی۔

جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی غرض میں داخل ہے کہ آپؐ قرآن مجید کی تعلیم دیں اور اس کے محل و مبہم کی شرح اور تفسیر بیان فرمائیں، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ آپؐ کے کل فرمان وحی الہی ہیں، اس لئے دوسرے درجہ میں سب سے زیادہ قابل اعتماد وہ تفسیر ہوگی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی۔

(۳) تیسرے درجہ میں صحابہ کرامؓ کی تفاسیر قابل اعتماد ہیں، کیونکہ انہوں نے قرآن کے نزول کا مشاہدہ کیا، انہی کے سامنے اور اکثر انہی کے واقعات پر قرآن مجید نازل ہوا، ابھی قرآن مجید کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا ہے، اور ظاہر ہے کہ کوئی انسان جب کوئی کتاب دین کی ہو یا دنیا کی کسی شخص سے پڑھتا ہے تو اس کے پڑھنے کی غرض صرف عبارت پڑھنا نہیں ہوتی، بلکہ اس کے معانی کا سمجھنا اہم مقصد ہوتا ہے، اور جب

طب یا نحو صرف کی کتاب کوئی ادنیٰ طالب علم بے سمجھے پڑھنا حماقت اور تفسیح عمر سمجھتا ہو تو آپ خود فیصلہ کریں کہ جب استاذ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں جن کی غرض بعثت تعلیم کتاب ہے، اور شاگرد وہ صحابہ کرام کہ تمام امت کے اذکیاء ان سے کوئی نسبت نہیں رکھتے، اور کتاب وہ اہم کتاب کہ جس پر ان کے اور تمام امت کے دینی و دنیوی مقاصد اور دارین کی فلاح موقوف، پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ آپ سے محض الفاظ و تران پڑھنے پر اکتفاء کرتے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خود فرماتے ہیں کہ جب ہم آپ سے قرآن مجید پڑھتے تھے تو مطالب و معانی کو بھی آپ سے ہی پڑھتے تھے۔ سیوطی نے بحوالہ ابو عبد الرحمن سلمیٰ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے۔

أَنْتُمْ كَانُوا إِذَا تَعَلَّمُوا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ آيَاتٍ لَمْ يَتَجَاوَزْهُمَا حَتَّى يَتَعَلَّمُوا فِيهِمَا مِنَ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ قَالُوا فَتَعَلَّمْنَا الْقُرْآنَ وَالْعِلْمَ وَالْعَمَلَ جَمِيعًا .

۔ صحابہ کرام جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دس آیتیں پڑھتے تھے تو اس وقت تک آگے نہ بڑھتے تھے جب تک اس کے تمام علمی اور عملی مطالب پوری طرح معلوم نہ کر لیں، صحابہ فرماتے ہیں ہم نے قرآن مجید کو آپ سے سیکھا اور اس کے علم و عمل

(اتقان ۱۷۱)

وغیرہ سب کو معلوم کیا ؟

یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی کو ایک سورہ القبرہ کے پڑھنے میں آٹھ سال صرف ہوئے۔ (رواہ مالک فی الموطأ) خدا ہی جانتا ہے کہ انھوں نے آٹھ سال میں کیا کیا علوم و معارف اس سورت کے حاصل کئے ہوں گے ورنہ صرف حفظ کے لئے چند روز کافی تھے۔ اور چونکہ صحابہ کرام کے علوم قرآنیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کردہ ہیں اس لئے امام الحدیث حاکم نے کہا ہے کہ تفاسیر صحابہ سے اس جگہ صرف وہ تفاسیر مراد ہیں جو شان نزول وغیرہ کے بارہ میں وارد ہوئی ہیں، مطلقاً اقوال صحابہ مراد نہیں، خود حاکم نے اپنی کتاب علوم الحدیث میں اس کی تصریح فرمادی ہے۔

(۴) چوتھے درجہ میں تابعین رحمہم اللہ کے اقوال و بارہ تفسیر قابل و ثوق سمجھے جاتے ہیں، کیونکہ بہت سے تابعین نے پورا قرآن مجید صحابہ کرام سے پڑھا، اور اس کے وہ علوم و معارف حاصل کئے جو صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھے تھے۔

(۵) پانچویں درجہ میں وہ تفسیر قابل عمل ہے جو ان ائمہ تفسیر نے تحریر فرمائی ہے جن کی عمریں اسی میدان کی سیاحت میں ختم ہو گئیں، اور جنہوں نے تفسیر کے باب میں اصولی سابقہ کو پیش نظر رکھ کر احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال صحابہ و تابعین کو اپنا امام بنالیا، اور اس باب میں جو کچھ کہا صحابہ و تابعین کے اقوال کی ترجمانی کی، اور اسی لئے اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہیں کہ یہ پانچواں درجہ کوئی مستقل درجہ نہیں بلکہ تیسرے اور چوتھے درجہ میں داخل ہے، کیونکہ صحابہ و تابعین کے آثار بھی انہی تفاسیر سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

اس قسم کی تفسیروں میں سے سیوطی نے کتب ذیل کا نام لیا ہے :-
ابن جریر، ابن ابی ماتم، ابن ماجہ، حاکم، ابن مردویہ، ابوالشیخ ابن حبان، ابن اللزیز وغیرہ، اور کتب متداولہ میں سے ابن کثیر، درمنثور وغیرہ بھی اس قسم کی تفسیریں ہیں۔ لیکن ان سب میں سیوطی نے تفسیر ابن جریر کو ترجیح دیتے ہوئے فرمایا ہے :-
اجْمَعَ الْعُلَمَاءُ الْمَعْتَبَرُونَ
عَلَى أَنَّهُ لَمْ يُؤَلَّفْ فِي
التَّفْسِيرِ مِثْلُهُ ۔
”علماء معتبرین نے اس پر اجماع و اتفاق کیا ہے کہ فن تفسیر میں اس جیسی کتاب تصنیف نہیں ہوئی“

یہ پانچ اصول ہیں جو قرآن عزیز کی صحیح تفسیر کا معیار ہیں، جو تفسیر ان اصول کے مطابق ہے وہ علما قابل اعتماد ہے، اور جو اس معیار پر درست ثابت نہ ہو وہ قرآن مجید کی تحریف اور زندقہ والحاد ہے، اسی کو تفسیر بالرائے کہا جاتا ہے، جس کے متعلق حدیث میں ہے :-

مَنْ تَكَلَّمَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ
فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ رِوَاؤُهُ النَّاسُ
وَابْوَادُودُ وَالتِّرْمِذِيُّ (از اتفاق مثلاً)
”جو شخص قرآن کی تفسیر میں اپنی رائے سے کلام کرے اور (اتفاقاً) تفسیر صحیح ہو بھی دے تب بھی اس نے خطا کی“

اور حدیث میں ہے :-
مَنْ تَأَلَّى فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ
فَلْيَسْتَبِأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ
(ابوداؤد)
”جو شخص قرآن کریم کی تفسیر بغیر علم کے کرے اس کو چاہئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں سمجھ لے“

درجہ ظاہر ہے کہ صحابہ و تابعین اور اسلاف متقدمین کی تفسیروں کے بعد ان کے خلاف کوئی قول ایسا ذکر نہ آیا اور آیت کی مراد ان سب کے خلاف قرار دینا صاف یہ معنی رکھتا ہے کہ العیاذ باللہ تیرہ سو برس تک تمام امت نے قرآن کا مطلب غلط سمجھا، صحابہ کرامؓ اور پھر تابعینؓ اور تبع تابعینؓ اور پھر تمام ائمہ سلف صالحین میں سے کسی کو حق کی طرف ہدایت نہ ہوئی۔ یہ ایک ایسی بات ہے کہ جس کا کوئی مسلمان جو قرآن مجید کو خدا کی کتاب جانتا ہے، قائل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ وہ مفسدہ عظمیٰ ہے کہ اسلام کی ریخ و بنیاد کو ہلا دینے والا ہے، بلکہ اگر انصاف سے کام لیا جائے تو کوئی منصف کا فر بھی اس بیہودگی کو اختیار نہیں کر سکتا، تمام اسلاف امت کا کسی آیت کی مراد کو نہ سمجھنا یا غلط سمجھنا جو وہ ذیلِ طبل ہے۔

۱۔ ازل تو یہ کہ اس صورت میں قرآن مجید خدا تعالیٰ کا کلام نہیں بلکہ کسی بھلا انسان کا کلام بھی نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس کا دعویٰ ہے کہ عالم کی ہدایت کے لئے نازل ہوا اور جب تمام عالم باوجود اپنی امکانی کوششوں کے صرف کر دینے کے تیرہ سو برس تک اس کی مراد کو نہ پاسکا تو معاذ اللہ مگر اسی پر مگر اسی بڑھانے والی چیتان ہو گئی، کوئی قابلِ عمل کتاب نہ رہی۔

۲۔ دوم اس صورت میں قرآن مجید کوئی قابلِ عمل اور قابلِ اعتماد کتاب نہیں ہوتی اور اس کتاب میں سے العیاذ باللہ اسائن اٹھ جاتا ہے، کیونکہ جب یہ ممکن ہے کہ تیرہ سو برس تک تمام امت کی عرق ریزی اور جانکاہی اس کی صحیح مراد پر نہ پہنچا سکی اور ان سب کے ناخن تدبیر اس گتھی کو نہ سلجھا سکے، اور امت کے سب سے بڑے ارکان صحابہ و تابعین اس چیتان کے حل کرنے سے عاجز رہ کر معاذ اللہ ہمیشہ مگر اسی میں پھنسے رہے تو جو صاحب آج اس کے نئے معنی کو صحیح بتلاتے ہیں کیا اس میں بھی یہ احتمال نہیں کہ وہ بھی پہلے معنی کی طرح آئندہ چل کر غلط ثابت ہوں، جس کا ظہور آئندہ تیرہ سو برس کے بعد ہو، ورنہ وہ بتلائیں کہ ان کے پاس اس کی کیا ضمانت ہے کہ وہ جو کچھ مراد سمجھتے ہیں وہ ہرگز غلط نہیں ہو سکتی بلکہ اس صورت میں ہر شخص کو یقین کر لینا پڑے گا کہ جب اس ذات مقدس نے اس معنی کو حل نہ کیا جس پر قرآن نازل ہوا اور ان کو اس کے پڑھانے اور بیان کرنے کے لئے ہی خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تھا، پھر صحابہ کرامؓ پر اس کی صحیح مراد ظاہر نہ ہو سکی، حالانکہ انھوں نے اسی کے حاصل کرنے اور پڑھنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شاگردی

اور خدمت میں عمر گزاری دی، اور بیچاروں نے آٹھ آٹھ اور بارہ بارہ برس صرف ایک سورت کے پڑھنے اور سمجھنے میں صرف بھی کئے پھر اسلافِ امت میں سے ہر قرن اور ہر زمانہ میں اس کے حل کرنے کے لئے ان حضرات نے زور لگائے جن کی ذکاوت اور تیزی طبع اور فہم خدا داد کا کفار کو بھی طوعاً و کرہاً اعتراض کرنا پڑا ہے، لیکن ان سب امور کے ہوتے ہوئے وہ سب اس کے صحیح معنی سمجھنے سے عاجز رہے تو پھر یہ کتاب کیا اس قابل ہو سکتی ہے کہ کسی عقلمند کو اس کی طرف دعوت دی جائے، یا کوئی اس کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو سکے۔

خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ و تابعین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلا واسطہ یا ایک واسطہ سے شاگرد ہیں، اور تعلیم قرآن جو آپ کی بعثت کا اعلیٰ مقصد ہے اس کے قابل ہیں لوگ ہیں، اگر یہ لوگ بھی قرآن کو صحیح نہ سمجھتے تو لازم آتا ہے کہ قرآن مجید ایک غیر مایوں کلام ہو جائے کہ اب تک جو امت نے معنی سمجھ دیے وہ آج غلط ثابت ہوئے، پھر جو معنی آج قرار دیئے گئے اس پر کیا اطمینان ہے کہ وہ بھی آئندہ غلط ثابت نہ ہوں گے، اور ان امور کے ہوتے ہوئے کیا کسی مسلمان کا منہ ہو سکتا ہے کہ وہ کفار کو اس کتاب عزیز پر ایمان لانے اور اس کے اتباع کی دعوت دے؟

۳۔ سو تبصریحات احادیث صحابہ کرام کی جماعت ہر حیثیت علم و عمل سے اس امت کا افضل ترین طبقہ ہے، صحابہ ہی کی شان میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا ہے:-

أُولَٰئِكَ أَتَّبَهُمُ فَتُكْوَبُ ۖ
أَعَقَّبَهُمُ عِلْمًا۔

والے اور سب گہرے علم والے ہیں؟

اور حدیث معروف خَيْرُ الْقُرُونِ تَرْتِي ثُمَّ الَّذِينَ يَكُونُ نَحْمُ ثُمَّ الَّذِينَ يَكُونُ نَحْمُ بھی اس معنی کی شاہد ہے۔

پھر اس ذہن و ذکاوت کے ساتھ وہ قرآن کے ہمزبان اور اس کی آیات کے نزول کا رات دن آنکھ سے مشاہدہ کرنے والے بھی ہیں، اور اس پر مزید یہ کہ پھر اس کے پڑھنے اور سمجھنے میں بارہ بارہ برس ایک ایک سورت پر صرف بھی کرتے ہیں، اور سب سے زیادہ یہ کہ اس کے مطالب کو خاص اُس مبارک ذات سے سیکھتے ہیں جس پر قرآن نازل ہوا، اور جس کے مبارک سینہ کو علوم اولین و آخرین سے معمور کیا گیا، اور ان کو اسی کتاب عزیز کا معلم بنا کر

بھیجا گیا، اور خود صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید کے الفاظ ہی نہیں سیکھے، بلکہ اس کے معانی و مطالب اور علم و عمل سب چیزیں آپ سے ہی حاصل کیں، پھر کیسے ممکن ہے کہ قرآن مجید کے صحیح معنی ان سب حضرات سے مخفی رہ جائیں۔ اسی طرح تابعین و جمہور اللہ نے قرآن کریم صحابہؓ سے حاصل کیا، تو کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ سب کے سب اس کی صحیح مراد پر نہ پہنچیں، اور اگر یہ حضرات باوجود ان اوصاف و حالات کے اس کی صحیح مراد پر نہیں پہنچ سکتے تو دنیا میں کوئی انسان اس کی صحیح مراد پر نہیں پہنچ سکتا۔

۴۔ چہاں قرآن مجید خود ارشاد کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کی تعلیم و تمہین کے لئے بھیجا گیا ہے، جیسا کہ پہلے چند آیات سے ثابت ہو چکا ہے، پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور معاذ اللہ قرآن اسی ابہام اور اخفاء کی تاریکی میں باقی رہا تو (خاکم بدہن) خدا کا یہ ارادہ پورا نہ ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کارِ منصبی کو پورا نہ کیا۔

اسی لئے امام مالکؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص آج کوئی نئی بات ایجاد کرتا ہے، وہ درحقیقت یہ کہتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (معاذ اللہ) اپنے فریضہ رسالت میں خیانت کی اور پورا دین امت کو نہیں پہنچایا۔

الحاصل آج جو شخص کسی آیت کی تفسیر معلوم کرنا چاہے اس کے لئے نہایت سہل اور سلامتی کا راستہ یہ ہے کہ وہ سلف صالحین صحابہ و تابعین کی تفاسیر کو اپنا قدوہ بنا کر ان کی اختیار کردہ تفسیر کو قرآن کی مراد سمجھے۔

اور جو کوئی معنی جہور صحابہ و تابعین اور اسلاف امت کے خلاف سمجھ میں آئے ان کو اپنی غلط فہمی اور قصورِ علم کا نتیجہ سمجھے، اگرچہ اس کے گمان میں وہ معنی قرآن کا مدلول معلوم ہوتے ہوں۔ غرض صحابہ و تابعینؓ جو کہ اس کتاب کے علوم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ کے بلا واسطہ یا صرف ایک واسطہ سے شاگرد ہیں، ان کے اقوال سے تجاوز کرنا، اور ان سب اقوال کے علاوہ کوئی نئے معنی ایجاد کرنا قرآن کو ناقابلِ اعتماد اور ناقابلِ عمل چیز قرار دینا ہے۔

اس بابہ میں امام الحدیث والتفسیر حافظ من تیریہ کی ایک عبارت علامہ سیوطیؒ نے

اتقان میں محترم علیہ ہونے کی حیثیت سے نقل کی ہے، دیکھو اتقان، ص ۱۷۸، ج ۲ :-

فَاتَّصَحَّابَهُ وَالتَّابِعِينَ
الْأَثَمَةَ إِنْ كَانَ لَهُمْ فِي الْآيَةِ
تَفْسِيرٌ وَجَاءَ قَوْمٌ نَسَرُوا الْآيَةَ
بِقَوْلٍ آخَرَ لِأَجْلِ مَذْهَبٍ غَلَا
وَذَلِكَ الْمَذْهَبُ لَيْسَ مِنْ
مَذَاهِبِ أَتَّصَحَّابَهُ وَالتَّابِعِينَ
صَارَ مُشَارِكًا لِلْمُتَعَزِّلِ وَغَيْرِهِمْ
مِنْ أَهْلِ الْبِدْعِ فِي مُثْلِ هَذِهِ
وَفِي الْجُمْلَةِ مَنْ عَدَلَ عَنْ
مَذَاهِبِ أَتَّصَحَّابَهُ وَالتَّابِعِينَ
وَتَفْسِيرِهِمْ إِلَى مَا يَخَالَفُ
ذَلِكَ كَانَ مُحْطًا فَا فِي ذَلِكَ بَلْ
مُبْتَدَأٌ إِلَّا نَهْمُ أَعْلَمُ بِتَفْسِيرِهِ
مَعَانِيهِ كَمَا أَنَّهُمْ أَعْلَمُ بِالْحَقِّ
الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ بِهِ رَسُولَهُ .

(از اتقان ص ۱۷۸ ج ۲) رسول کو بھیجا :

خلاصہ یہ کہ آج قرآن مجید کی تفسیر اور تعین مراد کے لئے سب سے زیادہ اسہل اور
اسلم طریق یہ ہے کہ :-

(۱) اول سلف صالحین صحابہ و تابعین و تبع و تابعین اور ائمہ مفسرین کے اقوال اور
تفاسیر پر نظر ڈالے، اور جب کسی آیت کی تفسیر ان حضرات سے مل جائے تو اسی کو قرآن
کی مراد سمجھ کر مطمئن ہو جائے، البتہ مزید اطمینان اور شرح صدر کے لئے اگر احادیث
اور قرآن مجید کی دوسری آیات سے اس تفسیر کے ماخذ کو بھی دریافت کرے اور معلوم
کرے کہ صحابہ و تابعین نے آیت کی یہ تفسیر کہاں سے لی ہے، تو یہ بھی ایک مفید علم اور
خداوند عالم کی بڑی نعمت ہے، لیکن یہ یاد رہے کہ محض اپنی نارسافہم کے اعتماد پر صحابہ

تابعین کے خلاف کسی مضمون کو قرآن کی مراد اور مدلول بنانا جائز نہیں،
(۲) اور اگر کسی آیت کی تفسیر صحابہ و تابعین اور ائمہ مفسرین کی نقل سے نہ ملے تو خود
احادیث میں غور کرے، اور اگر وہاں کچھ صراحت یا اشارہ سے آیت کی مراد متعین
ہو جائے تو اسی کو مراد سمجھی جائے۔

(۳) در نہ پھر خود اس آیت کے اگلے پچھلے مضمون اور دوسری آیات میں غور کر کے
جو کچھ مراد سمجھ میں آئے اس پر اعتماد کیا جائے۔

(۴) اور اگر بالفرض ان میں بھی کسی صورت سے آیت کی تفسیر واضح نہ ہو، حالانکہ
یہ تقریباً ناممکن ہے، تو پھر نفس لغت عرب اور قواعد نحو صرف اور معانی و بلاغت کے
اعتبار اور سیاق و سباق کے دیکھنے سے جو معنی سمجھ جاتے ہوں انہی کو اس کی تفسیر
قرار دیا جائے، کیونکہ صحابہ کرام کا بھی اس قسم کی آیات میں یہی طریق تھا، حضرت
عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:-

الشَّعْرُ دِيَوَانُ الْعَرَبِ بِنَادَا
أَخْفَى عَلَيْكَ حَرْفٌ مِنَ الْقُرْآنِ
الَّذِي أَنْزَلَ بِلُغَةِ الْعَرَبِ
نَجْعًا إِلَى دِيَوَانِهَا.

”شعر عرب کا دیوان ہے (جس میں مہبت
اور مشکلات کے فیصلے ہوتے ہیں) تو جب
کوئی لفظ قرآن کا ہم پر مخفی ہو جاتا ہے تو
ہم اس دیوان کی طرف رجوع کرتے

ہیں۔“

اتقان، ص ۱۲۱ ج ۱

لیکن اہل علم پر مخفی نہیں کہ اخیر کی تین صورتیں اور بالخصوص چوتھی صورت بالکل نادر
اور قلیل ہیں بلکہ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ بالکل موجود نہیں تو شاید بے جا نہ ہو کیونکہ تقریباً تمام
قرآن مجید کی تفسیر صحابہ و تابعین اور ائمہ متقدمین سے منقول اور کتابوں میں ملتی ہے،
محض احتمال کے طور پر اخیر کے تین درجات کو عرض کیا گیا ہے۔

عرض آج ہمارے لئے تفسیر قرآن کے بارے میں سیدھا راستہ اور سہل طریق اور
سب سے زیادہ قابل اطمینان ذریعہ جس میں غلطی کا احتمال نہیں وہ صرف یہی ہے کہ
ہم صحابہ و تابعین اور ائمہ متقدمین کی تفسیروں پر اعتماد کریں اور ان کے خلاف اگر کوئی
معنی سمجھ میں آئے تو اس کو اپنا قصود فہم خیال کریں، کیونکہ ہم اور پر تفصیل عرض کر آئے
ہیں کہ تمام دنیا جمع ہو کر بھی اس بارے میں صحابہ کے برابر نہیں ہو سکتی، علاوہ نقل صحیح

کے عقل سلیم اور تجربہ اور عادت جاریہ کا بھی یہی مقتضی ہے کہ کلام کی مراد جس قدر کہ اس کا مخاطب یا مخاطب کا شاگرد سمجھ سکتا ہے کتابوں میں لکھی لکھائی دیکھنے والا ہرگز نہیں سمجھ سکتا۔ ایک شبہ اور اس کا ازالہ | ممکن ہے کہ کسی کو یہ خیال ہو کہ صحابہ و تابعین کے اقوال و روایات تفسیر اکثر مختلف ہوتے ہیں تو ایسی حالت میں وہ کیسے فیصلہ کن ہو سکتے ہیں، لیکن اقل تو ان اختلافات میں غور کرنے والا بلا تکلف اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ وہ اختلافات درحقیقت اختلاف نہیں ہوتے، بلکہ محض تعبیر و تمثیل اور ان الفاظ و عنوان کا فرق ہوتا ہے، سز سز نظر سے دیکھنے والا اس کو اختلاف سمجھتا ہے۔

مثلاً صراط مستقیم کی تفسیر میں بعض صحابہ نے فرمایا ہے کہ اس سے اتباع قرآن مراد ہے، اور بعض نے اسلام سے تفسیر کی، اور بعض نے سنت و جماعت سے، اور بعض صحابہ نے طریق عبودیت اور بعض حضرات نے اطاعت خدا و رسول سے یہ اقوال اگرچہ بصورت مختلف نظر آتے ہیں لیکن درحقیقت ان میں کوئی اختلاف نہیں، کیونکہ اتباع قرآن ہی درحقیقت اسلام ہے، اور اسی کا نام سنت و جماعت ہے، اور وہی طریق عبودیت اور اطاعت خدا و رسول ہے، بیشتر صحابہ کرام کے اختلافات اسی قسم کے ہیں، بہت سے شاذ و نادر ایسے خلاف ہیں جن کا مراد پراثر پڑتا ہو، شیخ حلال الدین سیوطی فرماتے ہیں :-

وَلِهَذَا كَانَ الزَّعَامُ بَيْنَ
الصَّحَابَةِ فِي تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ
قَلِيلًا جَدًّا۔
• چونکہ صحابہ نے علوم قرآنیہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے بلا واسطہ حاصل کئے ہیں،
اس لئے اس بارے میں اختلاف بہت کم ہو۔

پھر جن آیات میں حقیقتہً صحابہ کے اقوال میں کچھ اختلاف ہے (اس میں تابعین اور ائمہ مجتہدین نے اسناد کی تحقیق اور روایات کے ضبط و اتقان اور ثقاہت کے اعتبار سے ترجیح کی صورتیں قائم کر دی ہیں) پس بحمد اللہ اس طریق پر کوئی غبار نہیں اور تفسیر قرآن کے بارے میں اس راستہ پر چلنے والے کے لئے ٹھسراہی کا کوئی خطرہ نہیں اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا سُلُوْكَهُ۔

یہ وہ معیار ہیں کہ جن سے تفسیر کے معاملہ میں صحیح اور غلط اور حق و باطل کا فیصلہ ہو سکتا ہے، اور یہی وہ طریق ہے جس پر تیرہ سو برس سے جمہور اہل سنت و الجماعت کا

عمل ہے اور انشاء اللہ تاقیامت رہے گا۔

اس کے بعد ہم دکھلانا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے قرآن مجید کی تفسیر کے لئے کیا معیار قرار دیا ہے اور کیا وہ قابل اعتماد اور فیصلہ کن معیار ہے یا نہیں۔

مرزا صاحب کے نزدیک تفسیر قرآن کا معیار چونکہ جمہور اہل سنت والجماعت اور صحابہ و تابعین کے طریق پر مرزا صاحب کی تحریفات اور ادھام کے لئے قرآن مجید کی آیات و بینات میں کوئی راستہ نہ رہتا تھا، اس لئے انہوں نے ضروری سمجھا کہ تفسیر قرآن کے اصول معیار ہی کو بدلنا چاہئے، اپنے رسالہ ”برکات الدعاء“ ص ۱۳۱ لغایہ صفحہ ۱۵ میں اس مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے تفسیر قرآن کے لئے سات معیار تجویز کئے اور اس میں اپنی قدیم عادت کے موافق عوام کو ٹبھانے کے لئے چند متفق علیہ معیاروں کو بھی ذکر کر دیا، ورنہ حقیقت ان کے نزدیک صرف ساتواں معیار قابل عمل ہے، چنانچہ خود ان کی تصریح ہے کہ یہ معیار سب معیاروں پر حاوی ہے۔

ان سات معیاروں میں چار تو وہی ہیں جو ہم نے جمہور سے نقل کئے، یعنی خود قرآن کی دوسری آیات اور احادیث اور اقوال صحابہ اور اقوال تابعین، اور تین معیلائی طرف سے ایسے ایجاد کئے جو مرزا صاحب کی ہر ضرورت کو قرآن مجید سے پورا کر سکیں، اور ان کی سب تحریفات کو تفسیر قرآن میں داخل کر سکیں، چنانچہ فرماتے ہیں:-

⑤ ”پانچواں معیار خود اپنا نفس مطہر ہے کہ قرآن میں غور کرنا ہے؟“

⑥ ”چھٹا معیار روحانی سلسلہ کے سمجھنے کے لئے جسمانی سلسلہ ہے، کیونکہ خداوند

کریم کے دونوں سلسلوں میں بالکل تطابق ہے؟“

④ ”ساتواں معیار وہی ولایت اور مکاشفاتِ محمدین ہیں، اور یہ معیار گویا

سب معیاروں پر حاوی ہے؟“

ہم اس معاملہ کو منصف ناظرین پر چھوڑتے ہیں کہ کیا وہ تین معیار جو مرزا صاحب نے گھڑے ہیں قرآن کی مراد متعین کرنے کے لئے معیار ہو سکتے ہیں اور ان سے ہم تفسیر کے باب میں کھرے کھوٹے کی تمیز کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جس شخص میں فہم و ادراک کا کچھ مادہ موجود ہے وہ بلا تامل سمجھ سکتا ہے کہ یہ معیار کسی طرح فیصلہ کن نہیں ہو سکتے۔

کیونکہ ان میں سے اقل معیار کی بنا پر ہر شخص قرآن کی مراد پر حاکم بن جاتا ہے ہر ایک جاہل کہہ سکتا ہے کہ میرا فہم طہرا اس آیت کے معنی تجویز کرتا ہے اور بمقتضائے آیت مَن مِّنْهُمْ يَسْأَلُكَ فِيهِمْ فَرِحُونْ ہر شخص اپنے ہی تجویز کردہ معنی کو حق اور درست خیال کرتا ہے، اور اس بنا پر قرآن کریم کی تفسیر جتنے منہ اتنی باتیں بن جائیں گی، بجائے اس کے کہ معیار سے کھرے کھوٹے کی تمیز ہوتی، حق و ناحق کا فیصلہ ہوتا، اس نراے معیار کی بنا پر کسی باطل سے باطل اور یہود سے یہود خیال کو بھی لغو و باطل کہنے کا کسی کو استحقاق نہیں رہتا۔

اسی طرح دوسرا معیار بھی ایک عجیب چستان ہے جس سے کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا کیونکہ غالباً مرزا صاحب کی مراد اس سے یہ ہے کہ قرآن کی آیات کی تفسیر اسی طریق کے موافق کرنی چاہئے جو نظام جہانیاں میں محسوس اور مشاہد اور عادت جاریہ کے موافق ہو، کسی آیت کی تفسیر ایسی نہ کرنی چاہئے جو خرقی عادت و خلاف مشاہدات عامہ کے ہو۔

لیکن ناظرین سمجھ گئے ہوں گے کہ اس کا حاصل محض معجزات کا انکار ہے جو خود قطعاً اسلام میں داخل ہیں، اور جن پر قرآن و حدیث کی متواتر اور قطعی مہموش شاہد ہیں، تو یہ معیار علاوہ اس بات کے کہ دربارہ تفسیر کوئی فیصلہ کن نہیں خود بھی بالکل قطعاً اسلام کے خلاف اور محض باطل ہے۔

اور تیسرا معیار بھی جس کو مرزا صاحب تمام معیاروں پر عادی و مسترار دیتے ہیں، درحقیقت قرآن عزیز کی آیات بینات کی تخریص اور بیخ کنی کی ایک ابلہ فریب اور خوش نام تدبیر ہے، کیونکہ اولیاء و محدثین کے مکاشفہ و داخل نفس و شیطان سے معصوم نہیں، بخلاف وحی رسول اور قرآن مجید کے کہ وہ اس سے بالکل پاک اور معصوم ہیں، وحی کے ساتھ خدا کی پولیس (فرشتے) آگے پیچھے حفاظت کے لئے آتے ہیں، چنانچہ ارشاد ہے:

وَمَنْ خَلَفَهُ رِصْدًا (ایک رمد پہنچاتا ہے)

پس ایک معصوم کلام کی مراد غیر معصوم کشف پر موقوف نہیں ہو سکتی، لیکن اہل فہم ذرا سے غور سے بلا تکلف اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ مرزا صاحب کی غرض اس معیار سے بھی قرآن مجید پر حکومت کرنا ہے، کیونکہ دوسری جانب آپ کو محدث

اور مجدد بلکہ نبی ہونے کا بھی دعویٰ ہے۔

حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تو اپنے رسالہ ”شہادۃ القرآن“ میں صاف طور سے یہ اعلان کر چکے ہیں کہ جو حدیث، میری وحی کے خلاف ہو وہ ردی کی ٹوکری میں ڈال دینے کے قابل ہے۔

اس معیار تفسیر کی غرض بھی صاف یہی ہے کہ جو تفسیر مرزا صاحب کے مکاشفات اور من گھڑت وحی کا اتباع نہ کرے وہ ردی اور محض ناقابل اعتبار ہے۔

تمام معیاروں کا لٹ لباب اور خلاصہ یہ ساتواں معیار تھا اور اس کا حاصل یہ ہوا کہ تفسیرِ سترآن وہ معتبر ہے جو مرزا صاحب فرمائیں، مرزا صاحب چاہتے ہیں کہ اس فریب سے حدیث و قرآن دونوں کو اپنا محکوم و مطیع بنائیں، لیکن یاد رہے کہ خدا کا پاک کلام اور اس کا سچا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا میں اس لئے آیا ہے کہ دنیا اس کا اتباع اور اطاعت کرے، نہ اس لئے کہ وہ ہر ہوسناک انسان کی خواہشات کا پیرو ہو جائے، اور اگر ایسا ہو تو اہل عالم مصیبت میں پڑ جائیں۔ خداوند عالم فرماتے ہیں۔

لَوْ يُطِيعُ حُكْمُهُ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأُمْرِ ۖ

اگر وہ بہت سے امور میں تمہارا اتباع کرنے لگے تو تم مشقت میں پڑ جاؤ۔

اور میں کہتا ہوں کہ اگر قرآن کی تفسیر کے لئے یہ تین چیزیں جن کو مرزا صاحب پیش کرتے ہیں معیار قرار دی جائیں تو قرآن میں ہر ملحد و زندقہ کی تحریفات کی کھپت ہو جائے گی، بلکہ اس صورت میں قرآن مجید ہر ہوسناک ملحد و زندقہ کا کھلونہ بن جائے گا جس طرح چاہا اُلٹ دیا، کیونکہ ان تینوں معیاروں کا تقریباً خلاصہ یہ ہے کہ سترآن کی تفسیر محض ایک شخص کی فہم اور اس کے مکاشفہ پر موقوف کر دی گئی (اور ظاہر ہے کہ دنیا کا کوئی انسان اپنے کو فہم اور عقل سے خالی ہونے کا اقرار نہیں کر سکتا)۔

گراں بیٹا میں ہم خرد شود معدوم
بنخود گماں نبرد هیچ کس کہ نادانم

ہر شخص اپنے ادہام کو قرآن کی تفسیر بنائے گا، اسی طرح ولایت اور مکاشفات، کا دعویٰ بھی کسی کے لئے مشکل نہیں ہر شخص جو چاہے گا کہے گا، اور اس وقت الحیاض باطن سترآن کی تفسیر بے اصل ہو جائے گی، اور اسی لئے علماء امت نے اس مرحلہ

کو پہلے ہی طے کرنے کے لئے اس مسئلہ کو مسابلی عقائد میں درج کیا ہے۔
 علامہ نسفی اپنے رسالہ عقائد میں اور علامہ تفتازانی اس کی شرح میں اسیوطی القائل
 میں اس کو جہود اہل سنت والجماعت کا متفقہ قاعدہ قرار دیتے ہیں۔

الْمُتَّصِلُ عَلَى ظَوَاهِرِهِمَا
 الْعُدُولُ عَنْهَا إِلَى مَعَانٍ
 يَدَّ عَيْنُهَا أَهْلُ الْبَاطِنِ الْحَادُّ
 (عقائد نسفی)

آیات کے معنی وہی حق ہیں جو ان کے ظاہر
 سے سمجھ میں آتے ہیں، اور ان کو چھوڑ کر ایسے
 معنی لینا جن کا فرق باطنیہ والے دعویٰ کرتے
 ہیں الحاد اور بدعتی ہے۔

مرزا صاحب تو موجود نہیں ان کے متبعین خدا خدا سے خرمائیں، اور اپنی خواہش
 بڑا کرنے کے لئے قرآن مجید کو باز سمجھ طفلان اور ٹھٹھکانہ بنائیں۔
 منصف حضرات نے غالباً خود فیصلہ کر لیا ہو گا کہ قرآن مجید کی مراد متبعین کہنے کے
 لئے صحیح طریقہ وہی ہے جو جو الہ علامہ سیوطی، جہود علماء امامت کا طریق اور اسلوب نقل کیا جا چکا
 ہے، جس کے دل میں خدا کا خوف اور اس کے کلام کی کچھ عظمت ہے وہ خود کرے اور
 قبول کرے ورنہ اللہ تعالیٰ تمام عالم سے بے نیاز ہے۔

یہ بحث اگرچہ اس وقت ہمارے مقصد میں داخل نہ تھی، جس میں بلا اختیار کچھ طول
 بھی ہو گیا، لیکن اس غرض سے یہاں درج کی گئی کہ راستہ صاف ہو جائے اور
 آئندہ جو کچھ ہم عرض کریں یا جماعت مرزا میہ پیش کرے، ناظرین اس کو خود دیکھ
 لیں کہ کون قابل قبول ہے اور کون قابل رد۔

اس کے بعد ہم اصل مقصد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، اور قرآن مجید سے مسئلہ
 ختم نبوت کو ثابت کرتے ہیں، و علی اللہ التکلان۔

پہلی آیت

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ
 رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ
 وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ
 بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

”نہیں ہیں محمد رسول اللہ علیہ وسلم تمہارے
 مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن آپ اللہ
 کے رسول اور تمام انبیاء کے ختم کر نوئے ہیں
 اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا“

شان نزول، یعنی نازل | اس آیت شریفہ کا یہ ہے کہ آفتاب نبوت کے طلوع ہونے سے پہلے تمام عرب جن تباہ کن اور مضحکہ خیز رسوماتِ قدیمہ میں مبتلا تھے ان میں سے ایک رسم یہ بھی تھی کہ متبنی یعنی لے پالک بیٹے کو تمام احکام و احوال میں حقیقی اور نسبی بیٹا سمجھتے، اسی کا بیٹا کہہ کر پکارتے تھے، اور مرنے کے بعد شریک وراثت ہونے میں اور رشتہ ناتانے اور حلت و حرمت کے تمام احکام میں حقیقی بیٹا قرار دیتے تھے، جس طرح نسبی بیٹے کے مرجانے یا طلاق دینے کے بعد باپ کے لئے بیٹے کی بیوی سے نکاح حرام ہے، اسی طرح وہ لے پالک کی بیوی سے بھی اس کے مرنے اور طلاق دینے کے بعد نکاح کو حرام سمجھتے تھے۔

یہ رسم بہت سے مفاسد پر مشتمل تھی، اختلاط نسب، غیر وارث شرعی کو اپنی طرف سے وارث بنانا، ایک شرعی حلال کو اپنی طرف سے حرام قرار دینا وغیرہ وغیرہ۔ اسلام جو کہ دنیا میں اسی لئے آیا ہے کہ کفر و ضلالت کی بیہودہ رسوم سے عالم کو پاک کر دے، اس کا فرض تھا کہ وہ اس رسم کے استیصال (جس سے اکھاڑنے) کی فکر کرتا، چنانچہ اس نے اس کے لئے دو طریق اختیار کئے، ایک قولی اور دوسرا عملی، ایک طرف تو یہ اعلان سرا دیا۔

وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ
ذَلِكَ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ
وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ
يَعْلَمُ السَّيِّئَاتِ أَدْعَوْهُمْ
لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ

اور اللہ تعالیٰ نے نہیں کیا تمہارے

لے پالکوں کو تمہارے بیٹے، یہ بات ہو اپنے

منہ کی اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات، اور وہ

راستہ سمجھاتا ہے، پکارو لے پالکوں کو ان کے

باپ کے نام سے، یہی پورا انصاف ہے

اللہ کے یہاں ؟

(سورۃ احزاب، پ ۲۱)

اصل دعا تو یہ تھا کہ شرکتِ نسب اور شرکتِ وراثت اور احکامِ حلت و حرمت وغیرہ میں اس کو بیٹا نہ سمجھا جائے، لیکن اس خیال کو بالکل باطل کرنے کے لئے یہ حکم دیا گیا کہ متبنی یعنی لے پالک بنالے کی رسم ہی توڑ دی جائے، چنانچہ اس آیت میں ارشاد ہو گیا کہ لے پالک کو اس کے باپ کے نام سے پکارو۔

نزول وحی سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ کو

(جو کہ آپ کے غلام تھے) آزاد فرما کر متبئی (نئے پالک بیٹا) بنالیا تھا، اور تمام لوگ یہ کہیں کہ صحابہ کرامؓ بھی عرب کی قدیم رسم کے مطابق ان کو "زید بن محمد" کہہ کر پکارتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب آیت مذکورہ نازل ہوئی اس وقت سے ہم نے اس طریق کو چھوڑ کر ان کو "زید بن حارثہ" کہنا شروع کیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس آیت کے نازل ہوتے ہی اس رسم قدیم کو خیر باد کہہ چکے تھے لیکن چونکہ کسی رائج شدہ رسم کے خلاف کرنے میں اعزاز و اقارب اور اپنی قوم و قبیلہ کے ہزاروں طعن و تشنیع کا نشانہ بننا پڑتا ہے جس کا تحمل ہر شخص کو دشوار ہے، اس لئے خداوند عالم نے چاہا کہ اس عقیدہ کو اپنے رسول ہی کے ہاتھوں علماً توڑا جائے، چنانچہ جب حضرت زیدؓ نے اپنی بی بی زینبؓ کو باہمی ناجاتی کی وجہ سے طلاق دیدی، تو خداوند عالم نے اپنے رسول کو حکم فرمایا کہ ان سے نکاح کر لیں، تاکہ اس رسم و عقیدہ کا کلیۃً استیصال ہو جائے، چنانچہ ارشاد ہوا:-

فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا
زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى
الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ
أَدْعِيَائِهِمْ۔

پس جبکہ زید زینب سے طلاق دیکر فارغ ہو گئے تو ہم نے ان کا نکاح آپ سے کر دیا، تاکہ مسلمانوں پر اپنے لئے پاکوں کی بیویوں کے بارے میں کوئی تنگی واقع نہ ہو۔

آپ نے بامر خداوندی نکاح کیا، اور جیسا کہ پہلے ہی خیال تھا، تمام کفارِ عرب میں شور مچا کہ "لو اس نبی کو دیکھو کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر بیٹھے"۔ ان لوگوں کے طعنوں اور اعتراضات کے جواب میں آسمان سے وہ آیت نازل ہوئی جو اس وقت ہمیں استدلال میں پیش کرنی ہے، یعنی

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ

نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے

لہ حضرت زید کو اس کا تعلق تھا کہ ان کے نام کو آپ کی نسبت سے علیحدہ کر دیا گیا، شاید اسی رنگ کو ملح کرنے کے لئے قرآن کریم نے مراحت کے ساتھ ان کا نام لیا اور فرمایا قَضَىٰ زَيْدٌ مِّنْ آلِهِ حالانکہ بڑے بڑے صحابہ کرامؓ اور علمائے راشدین میں سے کسی کا نام بھی قرآن کریم میں مذکور نہیں ان کی تفسیر میں شاید یہی صحیح ہے (دہنڈا مانادی شیخی و مولائی عثمانی الدوبندی متعنا اللہ بطلون بقائہ، وجہ تخریج فی تفسیر فتح البیان ایضاً)

رُحَابُكُمْ وَفَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَ
خَاتَمُ النَّبِيِّينَ ۝

اللہ کے رسول اور اخلاصیاء ہیں :

جس میں یہ بتلادیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی مرد کے نسبى باپ نہیں تو حضرت زیدؑ کے باپ بھی نسبى نہ ہوئے ، لہذا آپؐ کا ان کی مطلقہ بی بی سے نکاح کر لینا بلاشبہ جائز اور مستحسن ہے ، اور اس بارے میں آپؐ کو مطلع نہ کرنا سراسر نادانی اور حماقت ہو۔ اُن کے دعوے کے رد کے لئے اتنا کہہ لینا کافی تھا کہ آپؐ حضرت زیدؑ کے باپ نہیں ، لیکن خداوندِ عالم نے ان کے مطاعین کو مبالغہ کے ساتھ رد کرنے اور بے اصل ثابت کرنے کے لئے اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا کہ یہی نہیں کہ آپؐ زیدؑ کے باپ نہیں ، بلکہ آپؐ تو کسی مرد کے بھی باپ نہیں ، پس ایک ایسی ذات جس کا کوئی بیٹا ہی موجود نہیں یہ الزام لگانا کہ اس نے اپنے بیٹے کی بی بی سے نکاح کر لیا کس قدر ظلم اور کج روی ہو۔ اور اگر کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چار فرزند ہوئے ہیں ، قائم اور طیب اور طاہر حضرت خدیجہؓ سے اور ابراہیمؓ حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے ، پھر ارشاد کیسے صحیح ہوگا کہ آپؐ کسی مرد کے باپ نہیں ۔

تو اس کا جواب خود قرآن کریم کے الفاظ میں موجود ہے ، کیونکہ اس میں یہ فرمایا گیا کہ آپؐ کسی مرد کے باپ نہیں ، اور آپؐ کے چاروں فرزند بچپن ہی میں وفات پا گئے تھے ، ان کو مرد کہے جانے کی نوبت ہی نہیں آئی ، آیت میں رُحَابُكُمْ کی قید اسی لئے بڑھائی گئی ہے۔ نیز یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ نزولِ آیت کے وقت آپؐ کا کوئی فرزند موجود نہ تھا ، قائم اور طیب اور طاہر کی وفات ہو گئی تھی ، اور ابراہیمؓ ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے ، لہذا اس وقت کے لحاظ سے تو مطلقاً یہ کہنا بھی درست تھا کہ آپؐ کسی مرد یا لڑکے کے باپ نہیں ۔ بالجملة اس آیت کے نزول کی غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار و منافقین کے اعتراضات کا اٹھانا اور آپؐ کی برات اور عظمت شان بیان فرمانا ہو ، اور یہی آیت کا شانِ نزول ہے ۔

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے ۔

وَفَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ ۝ مگر آپؐ اللہ کے رسول اور اخلاصیاء ہیں :

اس آیت مذکورہ بالا میں ہمارے مقصد کا زیادہ تعلق صرف اسی جملہ سے ہے، لہذا آئندہ ہماری بحث بیان معنی اور تفسیر وغیرہ میں صرف اسی جملہ کے متعلق ہوگی۔ لیکن اس پہلے کہ میں آیت کی تفسیر اصولی مذکورہ کے مطابق قرآن و حدیث وغیرہ سے پیش کر دوں، یہ بتلادینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جملہ کو پہلے جملہ سے کیا ربط ہے، کیونکہ آیت کی مراد اور غرض متعین کرنے میں اس سے بھی مدد ملے گی۔

آیت مذکورہ کے دونوں جملوں میں ربط؛ پہلے جملہ میں یہ بتلایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی مرد کے باپ نہیں، اس پر سرسری نظر میں چند شبہات پیدا ہو سکتے ہیں، ان کے ازالہ کے لئے یہ دوسرا جملہ لفظ "وَلَكِنْ" کے ساتھ فرمایا ہے، کیونکہ یہ لفظ لغت عرب میں اسی لئے وضع کیا گیا ہے کہ پہلے کلام میں جو شبہ ہوتا ہے اس کو دفع کرے۔ وہ شبہات یہ ہیں:-

① اقل یہ کہ جب آپ کے لئے اَبَوَّت ثابت نہیں تو شفقت پدری جو کہ لازمہ اَبَوَّت ہے وہ بھی آپ میں موجود نہ ہوگی، حالانکہ ایک نبی اور رسول کے لئے اُمت پر غایت درجہ شفیق ہونا ضروری ہے۔

② دوسرے یہ کہ یہ بات مشہور ہے کہ ہر نبی اپنی قوم اور امت کا باپ ہوتا ہے، امام راغب اصفہانی نے کہا ہے:-

وَيَسِيئَةُ كُلِّ مَنْ كَانَ سَبَبًا فِي
اِبْتِغَادِ شَيْءٍ اَوْ اِصْلَاحِهِ اَوْ
ظَهْوِيٍّ اَيَّا، وَلِذَا لَكَ سَمِيَّ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا
الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ اللّٰهُ "اَلنَّبِيُّ
اَوَّلِيْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ
وَازْوَاجُهُ اُمَّهَاتُهُمْ" وَفِي
بَعْضِ الْقِرَاءَاتِ "وَهُوَ اَبُ
لَهُمْ".

اور ہر وہ شخص باپ کہا جاتا ہے جس کو
اس کی ایجاد یا اصلاح یا ظہور میں دخل ہو،
اور اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو
ابوالمؤمنین کہا جاتا ہے، دیکھو خلافتِ عالم
فرماتا ہے "نبی مؤمنین پر ان کی جانوں سے
زیادہ حقدار میں، اور ان کی ازدواج
مؤمنین کی مائیں ہیں اور بعض قرأت میں
یہ بھی ہے کہ آپ مؤمنین کے باپ ہیں؛

غرض نبی ہونے کے لئے باپ ہونا لازم ہے، پس جب کہ آیت مذکورہ میں آپ سے ابوت (باپ ہونے کی نفی کی گئی تو کسی سطحی نظروالے کو یہ ہم پہنچا دیتا ہے کہ جب ابوت نہیں جو کہ لازم نبوت ہے، تو شاید نبوت بھی نہ ہوگی۔

③ تیسرے یہ کہ جب آپ سے ابوت کی نفی کی گئی تو اس میں بظاہر آپ کی ایک قسم کی تقسیم لازم آتی ہے، کہ آپ کے کوئی زرمینہ اولاد نہیں، نیز ان کفار کو پہننے کا موقع ملتا ہے جو آپ پر ابتر (لا ولد) ہونے کا عیب لگاتے تھے۔

خلاصہ یہ کہ آیت کریمہ کے پہلے جملہ سے اس قسم کے چند شبہات و ادھام ایک ظاہر میں نظر کے لئے ممکن تھے، ان کے ازالہ کے لئے ارشاد مندرمایا گیا۔

وَلَكِنْ رَّسُولٌ آدَمَ . - لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟

جس میں لفظ لکین سے ان ادھام مذکورہ کا دفعیہ اس طرح کیا گیا کہ اگرچہ آپ کے کوئی صلیبی مندرزند نہیں اور آپ اس اعتبار سے کسی مرد کے باپ نہیں، لیکن آپ خدا کے برگزیدہ رسول ہیں، اور رسول اپنی امت کا باپ ہوتا ہے، جیسا کہ ہم اوپر امام راغب سے نقل کر آئے ہیں کہ بعض قراءات میں قرآن عزیز نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کا باپ قرار دیا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی امت کے لڑکیوں کے متعلق فرمایا۔

هَؤُلَاءِ بَنَاتِي . - یہ میری بیٹیاں ہیں؟

اس اعتبار سے آپ کے کروڑوں فرزند ہیں، اور آپ کروڑوں مردوں کے باپ ہیں۔ حاصل اس کا یہ ہوتا ہے کہ ابوت و ذمہ قسم پہنچے، ایک ابوت جسمانیہ (نسبیہ رضاعیہ) جس پر احکام حرمت و حلت کے دائرہ ہوتے ہیں، اور جس کی وجہ سے بیٹے کی بلی حرام ہو جاتی ہے، وغیرہ ذلک۔

اور دوسری ابوت روحانیہ جس پر احکام حرمت و حلت دائر نہیں ہوتے البتہ اولاد کی جانب سے تعظیم اور باپ کی جانب سے شفقت مثل صلیبی اور نسبی باپ کے بلکہ اس سے بھی کہیں زائد ہونا ضروری ہے، جیسے استاد کی ابوت شاگرد کے لئے، یا پیر کی مرید کے لئے، یا رسول کی اپنی ساری امت کے لئے، پس آیہ کریمہ "مَتَّكُنْ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ" میں پہلے معنوں سے ابوت کی نفی کی گئی ہے،

اور ”وَلَا يَكُنْ رَسُوْلًا اَنْذَرْتُمْ سِوَاكَ“ میں دوسرے معنی سے ابوت کا اثبات کیا گیا ہے۔

اس ایک جملہ نے تینوں شبہات کو اٹھا دیا، کیونکہ

① اس سے معلوم ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کے روحانی باپ ہیں، اور روحانی باپ یعنی رسول کی شفقت اور عنایت اپنی اولاد پر بہ نسبت نسبی باپ کے بہت زائد ہوتی ہے، اس لئے آپ کے لئے باپ نہ ہونے سے آپ کی شفقت اور رحمت میں کمی آنا لازم نہیں آتا۔

② یہ بھی ثابت ہو گیا کہ نبی کے لئے جس قسم کا باپ ہونا لازم ہے، اس کی نفی آیت میں نہیں کی گئی، بلکہ صرف نسبی اور رضائی باپ ہونے کی نفی کی گئی ہے اس لئے دوسرا شبہ بھی زائل ہو گیا۔

③ یہ بھی بخوبی معلوم ہو گیا کہ آپ لادلا اور مقطوع النسل (اتر نہیں، جیسا کہ کفار کہتے ہیں، بلکہ آپ کے اتنی اولاد ہے کہ دنیا میں نہ آج تک کسی کے لئے ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی، کیونکہ آپ اُمت کے غیر محصور افراد کے باپ ہیں، اس سے تیسرا شبہ بھی اٹھ گیا، واللہ الحمد۔

یہ تینوں شبہات جملہ مذکورہ سے اُٹھ چکے ہیں، لیکن خدائے عزوجل چاہتا ہے کہ اپنے پیارے رسول کی براءت خوب آشکارا منبرِ ماکران کے فضائل و کمالات اور اعلیٰ درجہ کے شفیق و مہربان ہونے پر قوموں کو مطلع فرمادے، تاکہ غافل لوگ ہوش میں آجائیں اور اس خدا کے آخری رسول کے قدم چوم لیں۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے :-

وَحَاثَمَ النَّبِيِّیْنَ ، | اور آپ تمام انبیاء کے ختم کر دیئے ہیں؟

خدائے عظیم و حفیظ ہی خوب جانتا ہے کہ اس نے اپنے کلام پاک کے ایک ایک لفظ میں کیا کیا اسرار اور نکات رکھے ہیں اور کیا کیا اس کے فوائد ہیں ہم اپنے ذہنِ علم سے جس قدر سمجھ سکتے ہیں پیش کرتے ہیں۔ کلام پاک کے اس جملہ میں چند فوائد مد نظر ہیں :-

① اول ان لوگوں کو جو آپ پر ابرا و مقطوع النسل ہونے کا الزام لگاتے تھے، یہ بتلا دینا کہ لے غافل تو تم جس پاکباز انسان پر اترے ہونے کا عیب لگاتے ہو وہ اتنی محنت کا باپ ہے کہ کسی کے دہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتی، کیونکہ اول تو اکثر رسول اپنی

امت کے باپ ہونے کی وجہ سے اتنی کثیر التعداد نسل اور اولاد رکھتے ہیں، کہ کسی انسان سے متصور نہیں، اور ان کی وفات کے بعد بھی جب تک کوئی دوسرا رسول نہ بھیجا جائے اس وقت کی تمام پیدا ہونے والی امت اسی کی اولاد ہے، اور اس کا سلسلہ ابوت جاری ہے، پھر بالخصوص یہ برگزیدہ نبی (نذہ ابی دامت) جو خاتم النبیین ہے اس کے بعد تو کوئی دوسرا رسول بھی آنے والا نہیں، اس کا سلسلہ ابوت تو قیامت تک چلنے والا ہے، اور صبح قیامت تک جتنے غیر محصور مسلمان پیدا ہونے والے ہیں وہ سب اس کی اولاد ہیں، اور اس لئے آپ تمام انبیاء و رسل میں سب سے زیادہ کثیر الاولاد ہوئے اور اسی بنا پر اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ آپ کل مخلوق اولین و آخرین سے زیادہ اولاد والے ہیں، اور یہی غرض ہے آپ کے اس فرمان کی:

إِنِّي أَبَاهِي بِكُمُ الْأُمَّةَ، میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری

امتوں پر فخر کر رہا ہوں گا؛

خلاصہ یہ کہ آیت میں لفظ رَسُولُ اللہ سے تو صرف یہی معلوم ہوا تھا کہ آپ مقطوع النسل نہیں بلکہ آپ رسول ہونے کی وجہ سے کثیر التعداد اولاد رکھتے ہیں، پھر لفظ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ بڑا کارکنار کو اچھی طرح ذلیل کرنے اور آپ کے کامل ہونے کو خوب روشن کرنے کے لئے گویا یہ دعویٰ کیا گیا کہ یہی نہیں کہ آپ کثیر الاولاد ہیں، بلکہ اس نیلے سائبان اور خاکی فرش کے درمیان پیدا ہونے والی تمام ہستیاں اس کثرت میں آپ کے ہم پلہ نہیں ہو سکتیں، کیونکہ آپ کا سلسلہ ابوت تا قیامت چلنے والا ہو، کوئی نبی آپ کے بعد پیدا ہونے والا نہیں، اور دہریہ بھی وعدہ ہے کہ یہ دین متین محرف نہ ہوگا، بلکہ ہمیشہ لوگ اس میں داخل ہوتے رہیں گے، اس لئے اس کی کثرت ظاہر ہے کہ اعزاز سے بھی باہر ہوگی، حدیث میں ہے کہ قیامت کے روز ملائکہ کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جتنے آدمی آئے ہیں اتنے کسی نبی کے ساتھ نہیں آئے۔ (۵) اس جگہ لفظ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ کے اضافہ کی دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اہم دنیا کو اس پر متنبہ کرنا منظور ہے کہ اے ہوا و ہوس کے بندو! یہ ہمارا آخری رسول

ہے جو ہمارا آخری پیغام لے کر تمہاری طرف آیا ہے، اب بھی ہوش میں آ جاؤ اور اس کے اتباع سے دین و دنیا، معاش و معاد کو درست کر لو، اس کے بعد پھر کوئی جدید آسمانی پیغام زمین والوں کی طرف نہ بھیجا جائے گا، اور نہ کوئی جدید غیر معبوث ہوگا اس لئے اب دین و دنیا کی اصلاح اور وصول الی اللہ صرف اسی کی تصدیق اور اسی کے اتباع میں منحصر ہے، اس کی ہدایت کو غنیمت سمجھو، طعن و تشنیع سے باز آ جاؤ۔

اور یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے کسی شخص کو متوجہ کرنے کے لئے اردو و فارسی وغیرہ زبان میں کہا جاتا ہے کہ دیکھو یہ ہمارا آخری کلام یا آخری وصیت ہے، اس کو پہلے باندھ لو۔

③ تیسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ جب مَا كَانَ مُحْتَدًّا أَبَا أَحِبِّی میں نفی الوقت سے یہ دہم ہوتا تھا کہ آپؐ میں شفقت پوری بھی موجود نہ ہوگی تو اس کو رفع کرنے کے لئے لفظ وَلَكِنْ رَّسُولَ اللَّهِ بڑھا کر یہ بتلا یا گیا کہ اگرچہ آپؐ کسی مرد کے نسبِ باپ نہیں، لیکن آپؐ اللہ کے رسول ہونے کی وجہ سے نسبِ باپ سے بھی زیادہ شفیق ہیں۔ اس کے بعد اسی کمال شفقت کو بیان کرنے کے لئے ارشاد فرمایا وَخَاتَمَ النَّبِيِّینَ

یعنی اوّل تو ہر رسولؐ اپنی امت کا باپ ہے، اور شفقت میں باپ سے بھی زیادہ، پھر خصوصاً یہ رسولؐ تو خاتم النبیین ہیں جن کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا، ایسی حالت میں تو ظاہر ہے کہ آپؐ تمام انبیاء میں بھی زیادہ شفیق ہوں گے، اور امت کی ہدایت اور نصیحت و خیر خواہی میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھیں گے، کیونکہ وہ رسول جن کے بعد رسولؐ اور انبیاء کے آنے کی توقع ہو ان سے اگر کوئی چیز رہ جائے تو بعد میں آنے والے انبیاء اس کی تکمیل کر سکتے ہیں، لیکن جو تمام انبیاء کا خاتم اور آخر ہو اس کو یہ فکر ہوگی کہ مخلوق کے لئے راستہ کو ایسا صاف کر دیا جائے کہ اُن کو کسی وقت گمراہی کا خطرہ نہ ہو۔ غرض وہ اپنی امت کے لئے انتہائی شفقت کا بڑا ذکر کریں گے۔

جیسے ایک نسی باپ جبکہ اپنے پیچھے اولاد چھوڑنے والا ہو، اور کوئی ایسا شخص اس کے متعلقین میں نہ ہو جو اس کی اولاد کی نگرانی کر سکے، اور ان کے مصارف کی کفایت کرے تو باپ کی شفقت و محبت میں جس قدر یہ بیان ہوگا وہ ظاہر ہے، اپنے بعد کے لئے اپنی حیات ہی میں ایسے سامان مہیا کرنے کی فکر کرے گا کہ آئندہ اس کی اولاد کسی کی محتاج نہ ہو۔

چنانچہ ہمارے آقاؐ نے نامدار سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے شریعت کے صراطِ مستقیم کو اس قدر ہموار چھوڑا ہے کہ جس میں رات اور دن برابر ہے، آپ کے بعد نہ ہمیں کسی شریعت سابقہ کی حاجت ہے اور نہ لاحقہ کی اور نہ کسی نبی جدید کی ضرورت ہے، اور نہ شریعت جدیدہ کی قرآن مجید اس شریعت کی ابدی تکمیل کا اعلان ان الفاظ سے گزر چکا ہے۔

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ
دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ
نِعْمَتِي ۔

”آج ہم نے تمہارے لئے دین کامل
کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت تمام
کر دی؟“

اس سے ظاہر ہے کہ شرائع سابقہ کی تکمیل ابدی اور علی الاطلاق تکمیل نہ تھی، اگرچہ اپنے اوقات کے لحاظ سے وہ سب کامل و مکمل تھیں، اور یہی آیت کی مراد ہے، جیسا کہ امام رازی اپنی تفسیر کبیر میں اس کی تصریح فرماتے ہیں۔
الغرض تبصریح نصِ شریعت ابدیہ شریعت ابدیہ کے لئے کامل اور مکمل کر دی گئی، اس کو اپنے نبی کے بعد نہ کسی نبی کی ضرورت نہ محدث کی حاجت، علامہ ابن قیم فرماتے ہیں۔

بَخَلَاتِ أُمَّةٍ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ اللَّهَ أَغْنَاهُمْ
بِهِ فَلَمْ يَحْتَاجُوا مَعَهُ وَلَا إِلَى
نَبِيٍّ وَلَا إِلَى مُّحَدِّثٍ بَلْ جُمِعَ
لَهُ مِنَ الْفَضَائِلِ مَا فَتَّرَهُ
فِي غَيْرِهِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ۔

”بخلافت امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آپ کی وجہ سے غنی
فرمادیا ہے نہ وہ کسی نبی کے محتاج ہیں اور نہ
محدث کے بلکہ وہ تمام فضائل آپ میں
جمع کر دیئے گئے ہیں جو دوسرے تمام
انبیاء میں متفرق ہیں؟“

(رسالہ الفرقان، ص ۵۶)

الغرض اس لفظ خاتم النبیین سے یہ بتلانا منظور ہے کہ آپ بہ نسبت دوسرے انبیاء علیہم السلام کے بھی سب سے زیادہ شفیق مہربان ہیں۔
اس کے بعد ہم آیت کی مفصل تفسیر ناظرین کے سامنے انہی اصول کے مطابق پیش کرتے ہیں، جن کو علماء امت نے تفسیر کا معیار قرار دیا ہے، لیکن ہر شخص کی نظر

اول عبارت اور اس کے لغات پر پڑتی ہے، اودہ پہلے اسی زبان کے قواعد سے اس کی مراد معلوم کرنا چاہتی ہے، اس لئے بیان کی ترتیب میں ہم پہلے لغت عرب کو رکھتے ہیں، اور پھر باقی طریقوں کو ترتیب پیش کیا جائے گا۔

آیت مذکورہ کی تفسیر لغت عرب سے

حرف لغت | اس آیت میں چند کلمات ہیں،

رُ ، لَمَكَنَّ ، رَسُولٌ ، اَنَّهُ ، خَاشِعٌ ، النَّبِيِّينَ ،

جن میں سے دو اوصاف کے لئے ہے اور لَمَكَنَّ استدراک یعنی ازالہ شبہ کے لئے اور لفظ اللہ محتاج بیان نہیں، البتہ باقی تین لفظ یعنی رسول اور خاتم اور النبیین زیادہ تفصیل طلب ہیں، اور بالخصوص آخر کے دو لفظ کیونکہ فرقہ مرزائیہ نے اس آیت کی تحریف کا راستہ انہی دو لفظوں کو بتایا ہے، لہذا ان الفاظ کے متعلق کئی تفصیل ہدیہ ناظرین کرنے کی ضرورت ہے۔

رسول ؛ جس شخص کو خداوندِ عالم اپنی وحی کے ساتھ مشرف فرما کر مخلوق کی طرف تبلیغ و ہدایت کے لئے بھیجتا ہے، اس کو ”رسول“ اور ”نبی“ کہتے ہیں۔ پھر ان دونوں لفظوں کی شرح میں علمائے عربیت و اصول کے مختلف اقوال ہیں۔ رسول اور نبی کے معنی میں فرق | بعض حضرات کا خیال ہے کہ اصطلاح شرع میں دونوں لفظ مترادف ہیں، یعنی ان کے معانی میں باہمی کوئی منسوق نہیں ہے۔ یہ حضرات ان آیات اور احادیث اور کلمات عرب سے استدلال کرتے ہیں جن میں سے ایک ہی شخص کی نسبت کبھی لفظ رسول بولا گیا ہے اور کبھی لفظ نبی۔ اور یہ مذہب جمہور معتزلہ کا ہے اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ رسول بہ نسبت نبی عام ہے، کیونکہ نبی کے لئے انسان ہونا ضروری ہے، فرشتہ کو نبی نہیں کہا جاتا، اور رسول جس طرح انسان ہوتے ہیں اسی طرح ملائکہ بھی ہو سکتے ہیں، قرآن عزیز کی بہت سی آیات ملائکہ کو بھی رسول کا لقب دیتی ہیں، کافی قولہ تعالیٰ :-

لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا اِبْرٰهٖمَ ۝ بِبَشَرٍ مِّمَّا يَشْكُ ۝ ہمارے رسول (یعنی ملائکہ)

یا نبی شری۔ | ابراہیم علیہ السلام کے پاس تو غمخیز نہ آئے؟

اور جمہور اہل سنت والجماعت اور علمائے سلف کی تحقیق یہ ہے کہ نبی عام ہے اور رسول خاص۔ کیونکہ اصطلاح شرع میں رسول صرف اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کو خداوند عالم کی طرف سے کوئی کتاب دی گئی ہو یا وہ نبی جو مستقل شریعت لیکر آیا ہو اور نبی کے لئے ان دونوں میں سے کوئی شرط نہیں، بلکہ نبی اس شخص کو بھی کہا جاتا ہے جو صدادہ شریعت و کتاب ہو، اور اس شخص کو بھی جس کو خداوند عالم کی جانب سے وحی ہو اور وہ تبلیغ حکام کرتا ہو، لیکن اس کے لئے کتاب یا شریعت جدیدہ نہیں، اور قرآن کریم کی متعدد آیات اس تحقیق پر شاہد ہیں۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ | "نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول اور نبی
وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا" | مگر اس طرح "الہ"

جس میں لفظ رسول کے بعد لفظ نبی بغرض تعمیم بعد اختصاص ذکر کیا گیا ہے،

نیز حدیث میں ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتِ الْأَنْبِيَاءُ مِائَةً أَلْفًا وَأَرْبَعَةً وَعِشْرِينَ أَلْفًا وَكَانَ الرَّسُولُ خَمْسَةَ عَشَرَ وَثَلَاثِينَ رَجُلًا مِنْهُمْ أَدْرَكْتُمْ أَدَمَ إِلَى قَوْلِهِ آخِرُهُمْ مُحَمَّدٌ رَوَاهُ ابْنُ

"حضرت ابو ذرؓ اسخفرت علی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوئے ہیں اور رسول تین سو پندرہ جن میں سے سب پہلے حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

(یہ حدیث اسحق بن راہویہ، ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ نے روایت کی ہے، اور ابن حبان اور ابن جریر نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔)

راہویہ وابن ابی شیبہ و محمد بن ابی عمرو (علی) (از حاشیہ سامرہ مصری صفحہ ۱۹۳) لکھا ہے ابن حبان فی صحیحہ و محمد بن جریر النسخ

اس حدیث نے بالکل صاف کر دیا کہ رسول اور نبی میں فرق ہے، اور انبیاء بہ نسبت رسول کے زیادہ ہوئے ہیں، نیز اس حدیث میں خط کشیدہ الفاظ بھی قابل غور ہیں۔

اس لئے جمہور اہل سنت والجماعت نے اسی تحقیق کو اختیار کیا ہے، حافظ ابن حجر نے شرح مصحیح بخاری صفحہ ۳۲۱ ج ۲ کتاب التبعیر میں اس کی تصریح فرمائی، اور زرقانی نے شرح مؤطامیں، ابن ہمام نے مسامرو میں، قاضی عیاضؒ نے شفا میں اس کی تصدیق فرمائی ہے، و مثله فی حواشی شرح العقائد النسفیہ .

ہاں اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتلادینا ضروری ہے کہ جمہور اہل سنت کو بھی اس سے انکار نہیں کہ بعض مواضع میں لفظ رسولؐ، نبیؐ کی جگہ پر، یا نبیؐ رسولؐ کی جگہ پر تسعاد مجازاً بولا جاتا ہے، اور اسی بات کے سمجھنے سے پہلے دونوں مذہبوں کی دسیلوں کا جواب بھی ہو جاتا ہے (کما لا یغنی علی المتیقظ)

اس کے بعد ہم باقی ان دونوں لفظوں کی شرح علیحدہ علیحدہ لغت کی معتبر کتابوں سے پیش کرتے ہیں، اور پھر پورے جملہ کے معنی از روئے قواعد عربیت ذکر کئے جائیں گے۔

لفظ خاتم کی لغوی تحقیق | اس لفظ کے بارے میں آیت مذکورہ میں دو قراءتیں ہیں، یعنی حضرات نے اس لفظ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، اُن میں سے بعض نے خاتم، ت کے زبر کے ساتھ بعض نے خاتم، ت کے زبر کے ساتھ نقل کیا ہے۔ پھر امام المفسرین والحدیث ابن جریر طبرستانی اور جمہور مفسرین نے اپنی ہی تفسیر میں فرمایا ہے کہ دوسری سرائے یعنی خاتم، ت کے زبر کے ساتھ صرف دو قاریوں حسن اور عاصم کی قرأت ہے۔

ان کے علاوہ تمام قاریوں کے نزدیک پہلی قرأت یعنی خاتم بکسر تاء مختار ہے، ابن جریر، صفحہ ۱۱، جلد ۲۲

اور جب آیت میں زیر اور زبر دونوں سرائے موجود ہیں تو ضروری ہے کہ ہم خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح دونوں لفظوں کی مفصل شرح ناظرین کے سامنے پیش کریں، دہو ہذا۔

یہ دونوں لفظ کلام عرب میں چند معانی کے لئے مستعمل ہوتے ہیں جن کو ذیل میں ایک نقشہ کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے :-

لفظ	لفظ	نمبر شمار	معانی	حوالہ کتب لغت
خاتم بالفتح	خاتم بالکسر	۱	تھینہ ٹہر جس پر نام وغیرہ کندہ کئے جاتے ہیں۔	لسان العرب، تاج العروس، صحاح جوہری، قاموس۔
•	•	۲	انگشتری یعنی انگوٹھی، مثلاً خاتم بی بی یعنی سونے کی انگوٹھی۔	لسان العرب، تاج العروس، صحاح وغیرہ۔
•	•	۳	آخر قوم بھی اکثر مستعمل ہے	قاموس، تاج العروس، منتہی الآداب
•	•	۴	گھوٹے کے پاؤں میں جو تھوڑی سی سفیدی ہو اس کو بھی خاتم کہتے ہیں	• • •
•	•	۵	گڈڑی کے نیچے جو گڑھا ہے اس کو بھی خاتم کہتے ہیں۔	• • •
•	•	۶	بمعنی اسم فاعل، کسی چیز کو ختم کر دینا۔ ٹہر کا جو نقش کاغذ وغیرہ پر اتر آتا ہے	• • • لسان العرب وغیرہ۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں لفظ ساٹھ معانی میں مستعمل ہوتے ہیں جن میں اقل کے پانچ دونوں میں مشترک ہیں، اور نمبر ۶ فقط خاتم بالکسر کے ساتھ مخصوص ہے اور نمبر ۷ خاتم بالفتح کے ساتھ خاص ہے۔

اس کے بعد یہ دیکھنا ہے کہ آیت مذکورہ میں خاتم بالکسر کے چھ معنوں میں کون سے

۱۰ اس تفصیل میں طوائف لغت کے اقوال کچھ اور بھی ہیں، مگر عام کتب لغت سے یہی تفصیل مستفاد ہوتی ہے۔ ۱۱ محمد شفیع غفرلہ

معنی ہو سکتے ہیں، اور خاتم بالفتح کے چھ معنوں میں سے کون سے۔
 سو یہ بھی ظاہر ہے کہ پہلے اور دوسرے معنی یعنی نگینہ مہر اور انگشتری آیت میں
 کسی طرح حقیقت کے اعتبار سے مراد نہیں ہو سکتے، اور باجماع علمائے لغت اور
 باتفاق عقلائے دنیا جب تک حقیقی معنی درست ہو سکیں، اس وقت تک مجازی کو
 اختیار کرنا باطل ہے لہذا پہلے اور دوسرے معنی ہرگز مراد نہیں۔
 چوتھے پانچویں معانی کا تو آیت میں کسی انسان کو وہم بھی نہیں ہو سکتا، کیونکہ وہ
 اس آیت میں نہ حقیقتہً درست میں نہ مجازاً۔

اسی طرح ساتویں معنی یعنی مہر کا نقش، یہ بھی حقیقی معنی کے لحاظ سے آیت میں مراد
 نہیں ہو سکتے، اور مجازی معنی مراد لینے کی کوئی وجہ نہیں۔

دہنذا اب صرف دو احتمال باقی ہیں، تیسرے معنی یعنی آخر قوم اور چھٹے معنی یعنی
 ختم کرنے والے، اور یہ دونوں معنی بلا تکلف آیت میں حقیقت کے اعتبار سے درست
 ہیں، صرف اتنا فرق ہے کہ ان میں سے پہلے معنی دونوں مستراتوں یعنی خاتم بالکسر
 اور خاتم بالفتح پر درست ہیں، اور دوسرے معنی صرف خاتم بالکسر کے ساتھ مخصوص ہیں
 الحاصل لفظ خاتم کی دونوں مستراتوں اور ان کے معانی لغویہ پر مفصل
 بحث کا نتیجہ انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین کرام نے یہ نکال لیا ہوگا کہ اگر مستران دھریث
 کی تصریحات اور صحابہ و تابعین کی تفاسیر اور ائمہ سلف کی شہادتوں سے بھی قطع نظر
 کر لی جائے اور فیصلہ صرف لغت عرب پر رکھ دیا جائے تب بھی لغت عرب فیصلہ
 دیتا ہے کہ آیت مذکورہ کی پہلی مسترات پر دو معنی ہو سکتے ہیں، آخر النبیین اور نبیوں
 کے ختم کرنے والے اور دوسری قرأت پر ایک معنی ہو سکتے ہیں یعنی آخر النبیین۔

لیکن اگر حاصل معنی پر غور کیا جائے تو دونوں کا حتم صرف ایک ہی نکلتا ہے،
 اور یہ لحاظ مراد کہا جاسکتا ہے کہ دونوں قراءتوں پر آیت کے معنی لغتہً یہی ہیں کہ آپ
 سب انبیاء علیہم السلام کے آخر میں، آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا، جیسا کہ
 تفسیر روح المعانی میں تصریح موجود ہے۔

وَالْخَاتَمُ اسْمُ الْاَلَمِ لَا يُخْتَمُ | اور خاتم بالفتح اس آگہ کا نام ہے جس سے
 بِهٖ كَالطَّائِعِ لِاَلِطَّيْمِ بِهٖ فَتَعْنٰی | مہر لگائی جائے، پس خاتم انبیاء کے

معنی یہ ہوں گے۔ وہ شخص جس پر انبیاء ختم ہوئے
 گئے۔ اور اس معنی کا نتیجہ بھی یہی آئندہ
 انبیائین ہے ؟

خَاتَمُ النَّبِيِّينَ الَّذِي خَتَمَ
 النَّبِيُّونَ بِهِ وَمَا لَهُ آخِرُ
 النَّبِيِّينَ (روح المعانی ص ۵۸ ج ۱)

اور علامہ احمد معروٹ بہ ملا جیوں صاحب نے اپنی تفسیر احمدی میں اسی لفظ کے معنی
 کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے :-

” اور نتیجہ دونوں صورتوں (بالفتح و بکسر)
 میں وہ صرف معنی آخر ہی میں، اور اسی لئے
 صاحب سہارک نے قرأت ماضی معنی الفتح
 کی تفسیر آخر کے ساتھ کی ہے، اور بیضاوی
 نے دونوں مترادفوں کی یہی ایک
 تفسیر کی ہے ؟

يُخَاتَمُ الْمَالَ عَلَى كُلِّ تَوَجُّعٍ هُوَ
 الْمَعْنَى الْآخِرُ وَلِذَا لِكَافَتْ
 صَاحِبِ الْمَكَارِفِ قِرَاءَةً
 عَاصِمٍ بِالْآخِرِ وَصَاحِبِ
 الْبَيْضَادِيِّ كُلِّ الْقِرَاءَاتَيْنِ
 بِالْآخِرِ .

روح المعانی اور تفسیر احمدی کی ان عبارتوں سے یہ بات بالکل روشن
 ہو گئی، کہ لفظ خاتم کے جو دو معنی آیت میں بن سکتے ہیں اُن کا بھی خلاصہ اور نتیجہ صرف
 ایک ہی ہے، یعنی آخر انبیائین، اور اسی بناء پر بیضاوی نے دونوں مترادفوں کے ترجمہ
 میں کوئی فرق نہیں کیا، بلکہ دونوں صورتوں میں آخر انبیائین تفسیر کی ہے۔

پھر خداوندِ عالم ائمہ لغت کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انھوں نے صرف اسی پر
 بس نہیں کی کہ لفظ خاتم کے معنی کو جمع کر دیا، بلکہ تصریحاً اس آیت شریفہ کے متعلق
 جس پر اس وقت ہماری بحث ہے صاف طور پر بتلادیا کہ تمام معانی میں سے جو لفظ
 خاتم میں لغت محتمل ہیں اس آیت میں صرف یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ آپ سب انبیاء
 کے ختم کرنے والے اور آخری نبی ہیں۔

خدا کے عظیم و خیر ہی کو معلوم ہے کہ لغت عرب پر آج تک کتنی کتا میں چھوٹی بڑی
 اور معتبر و غیر معتبر لکھی گئیں، اور کہاں کہاں اور کس صورت میں موجود ہیں، ہمیں تو
 نہ اُن سب کے جمع کرنے کی ضرورت ہے، اور نہ یہ کسی بشر کی طاقت ہے، بلکہ صرف
 اُن چند کتابوں سے جو عرب و عجم میں سلم الثبوت اور قابل استدلال سمجھی جاتی ہیں
 ” مثلاً نمونہ از خروارے : ہدیہ ناظرین کر کے یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ لفظ

خاتم بالفتح اور بالکسر کے معانی میں سے ائمہ لغت نے آیت مذکورہ میں کون سے معنی تجویز کئے ہیں۔

معنرات العسراّن | یہ کتاب امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ عجیب تصنیف ہے کہ اپنی نظیر نہیں رکھتی، خاص قرآن کے لغات کو نہایت عجیب انداز سے بیان فرمایا ہے، شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اتفاق میں فرمایا ہے کہ لغات قرآن میں اس سے بہتر کتاب آج تک تصنیف نہیں ہوئی، آیت مذکورہ کے متعلق اس کے الفاظ یہ ہیں۔

وَحَاسَمَ النَّبِيِّينَ لِأَنَّهُ حَسَمَ
السَّبْوَةَ أَيْ تَمَّهَا بِمَجِيئِهِ

(معنرات راغب ص ۱۳۲) یعنی آپ نے تشریف لا کر نبوت کو تمام فرمایا

الحکم ابن السیدہ | لغت عرب کی وہ معتد علیہ کتاب ہے جس کو علامہ سیوطیؒ نے ان معتبر میں سے شمار کیا ہے کہ جن پر قرآن کے بارے میں اعتماد کیا جاسکے۔

وَحَاسَمٌ كُلُّ شَيْءٍ وَحَاسَمَتُهُ
عَاقِبَتُهُ وَآخِرُهُ (از لسان العرب)

تہذیب للازمیری | اس کو بھی سیوطیؒ نے معتبرات لغت میں شمار کیا ہے،

اس میں لکھا ہے۔

وَالْحَاسَمُ وَالْحَاسَمُ مِنْ أَسْمَاءِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
فِي التَّزْوِيلِ الْعَزِيزِ مَا كَانَ
مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رَجَائِلِهِ
وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَحَاسَمُ
النَّبِيِّينَ أَيْ آخِرُهُمْ (از لسان العرب)

• اور خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں سے ہیں، اور قرآن مجید میں ہو کہ نہیں ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور سب نبیوں میں آخری نبی ہیں؟

اس میں کس قدر صراحت کے ساتھ بتلادیا گیا کہ خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ہیں، اور قرآن مجید میں خاتم النبیین سے آخر النبیین مراد ہے۔

کیا ائمہ لغت کی اتنی تصریحات کے بعد بھی کوئی منصف اس معنی کے سوا کوئی

اور معنی تجویز کر سکتا ہے ؟

لسان العرب | لغت کی مقبول کتاب ہے عرب و عجم میں مستند مانی جاتی ہے، اس کی عبارت یہ ہے :-

<p>خَاتَمُ الْقَوْمِ بِالْكَسْرِ اَوْرَاقَتُهُمُ الْقَوْمِ بِالْفَتْحِ كَمَعْنَى آخِرِ الْقَوْمِ هِيَ اَوْرَاقَتُهُ مَعْنَى اَوَّلِيَّتُهُ يَنْقُلُ كَمَا جَاءَ فِي مَحْمَدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ السَّلَامُ</p>	<p>خَاتِمُ الْقَوْمِ بِالْكَسْرِ اَوْرَاقَتُهُمُ الْقَوْمِ بِالْفَتْحِ كَمَعْنَى آخِرِ الْقَوْمِ هِيَ اَوْرَاقَتُهُ مَعْنَى اَوَّلِيَّتُهُ يَنْقُلُ كَمَا جَاءَ فِي مَحْمَدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ السَّلَامُ</p>
--	--

اس میں بھی بوضاحت بتلایا گیا کہ بالکسر کی قرارت پڑھی جائے یا بالفتح کی ہر صورت میں خاتم النبیین اور خاتم الانبیاء کے معنی آخر النبیین اور آخر الانبیاء ہوں گے۔ لسان العرب کی اس عبارت سے ایک قاعدہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ اگر عجمی لفظ خاتم بالفتح اور بالکسر دونوں کے معیشت نفس لغت بہت سے معانی ہو سکے ہیں لیکن جب قوم یا جماعت کی طرف اس کی اضافت کی جاتی ہے تو اس کے معنی صرف آخر اور ختم کرنے والے کے ہوتے ہیں، غالباً اسی قاعدہ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے لفظ خاتم کو تنہا ذکر نہیں کیا، بلکہ قوم اور جماعت کی ضمیر کی طرف اضافت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

لغت عرب کے تتبع (تلاش) کرنے سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ لفظ خاتم بالکسر یا بالفتح جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنی آخری کے ہوتے ہیں، آیت مذکورہ میں بھی خاتم کی اضافت جماعت نبیین کی طرف ہے، اس لئے اس کے معنی آخر النبیین اور انبیوں کے ختم کرنے والے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتے، اس قاعدہ کی تائید تاج العروس شرح قاموس سے بھی ہوتی ہے، وہو ہذا، تاج العروس | شرح قاموس للعلامة الزبيدي میں لکھا جاتا ہے :-

<p>وَمِنْ أَسْمَائِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْخَاتِمُ وَالْخَاتَمُ وَهُوَ الَّذِي خَتَمَ النَّبُوَّةَ بِسَجِيئِهِ</p>	<p>اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ میں سے خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح بھی ہوا اور خاتم وہ شخص جو جس نے اپنے تشریف لانے سے پہلے</p>
--	--

مجمع البحار | جس میں لغات حدیث کو معتد طریق سے جمع کیا گیا ہے، اس کی عبارت درج ذیل ہے :-

الْخَاتِمُ وَالْخَاتِمُ مِنْ أَسْمَاءِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، ش ،
بِالْفَتْحِ اِسْمٌ اَيُّ اٰخِرُهُمْ وَ
وَبِالْكَسْرِ اِسْمٌ فَاعِلٌ .
(مجمع البحار)

” خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں سے ہے، بالفتح اسم ہے جس کے معنی آخر کے ہیں، اور بالکسر اسم فاعل کا میخ ہے جس کے معنی تمام کرنے والے کے ہیں :-

نیز مجمع البحار، صفحہ ۳۲۹ ج ۱ میں ہے :-

خَاتِمُ النَّبِيِّ بَكْرٍ الشَّاءِ اَيُّ
فَاعِلٌ الْخْتُمُ وَهُوَ الْاِسْمُ
وَيَقْتَضِيهَا بِمَعْنَى الطَّائِعِ اَيُّ
شَيْءٍ يَدُلُّ عَلَى اَنَّهُ لَا يَنْتَبِئُ بَعْدَهُ

” خاتم النبوة بکسر تاء یعنی تمام کرنے والا اور بالفتح تاء بمعنی ٹہر یعنی دوشے جو اس پر دلالت کرے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں :-

تائوس | میں ہے :-

وَالْخَاتِمُ اٰخِرُ الْقَوْمِ كَالْخَاتِمِ
وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى وَخَاتِمُ
النَّبِيِّينَ اَيُّ اٰخِرُهُمْ .

” اور خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح قوم میں سب آخر کو کہا جاتا ہو اور اسی معنی میں ہو اللہ تعالیٰ کا ارشاد خاتم النبیین یعنی آخر النبیین :-

اس میں بھی لفظ ” قوم ” بڑھا کر قاعدہ مذکورہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے نیز مسئلہ زیر بحث کا سہی نہایت وضاحت کے ساتھ فیصلہ کر دیا ہے ۔

کلیات الی البعث | لغت عرب کی مشہور و معتد کتاب ہے، اس میں مسئلہ زیر بحث کو سب سے زیادہ واضح کر دیا ہے، ملاحظہ ہو :-

وَتَسْمِيَةٌ نَبِيًّا خَاتِمُ
الْاَنْبِيَاءِ لِاَنَّ الْخَاتِمَ اٰخِرُ
الْقَوْمِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى مَا كَانَ
مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ
وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتِمَ

” اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم الانبیاء اس لئے رکھا گیا کہ خاتم آخر قوم کو کہتے ہیں (اور اسی معنی میں) خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے

النَّبِيِّينَ . | باپ لیکن اللہ کے رسول ہیں ، اور آخر

(کلیات ابی البقارہ ص ۳۱۹)

اس میں نہایت صاف کر دیا گیا ہے کہ آپ کے خاتم الانبیاء اور خاتم النبیین نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ خاتم القوم کو کہا جاتا ہے ، اور آپ آخر النبیین ہیں ۔ نیز ابوالبقار نے اس کے بعد کہا ہے کہ :-

وَنَقَى الْأَعْمَى يَسْتَلْزِمُ نَفْيَ | " اور عام کی نفی خاص کی نفی کو بھی مستلزم
الْأَخْفَى . | ہے ؟

جس کی غرض یہ ہے کہ نبی عام ہے ، تشریعی ہو یا غیر تشریعی ، اور رسول خاص تشریعی کے لئے بولا جاتا ہے ، اور آیت میں جبکہ عام نبی کی نفی کر دی گئی تو خاص یعنی رسول کی بھی نفی ہونا لازمی ہے ، لہذا معلوم ہوا کہ اس آیت سے تشریعی اور غیر تشریعی ہر قسم کے نبی کا اختتام اور آپ کے بعد پیدا ہونے کی نفی ثابت ہوتی ہے ، جو لوگ آیت میں تشریعی اور غیر تشریعی کی تقسیم چھڑتے ہیں علامہ ابوالبقار نے پہلے ہی سے اُن کے لئے رد تیار کر رکھا ہے ۔

صاح العربیہ للجوری | جس کی شہرت محتاج بیان نہیں ، اس کی عبارت یہ ہے :-

وَالْخَاتِمَ وَالْخَاتَمَ بَكْسَرِ | " اور خاتم اور خاتم تاء کے زیر اور زبدل
الشَّاءِ وَتَشْجِهًا وَالْخَيْتَامُ وَ | سے اور ایسے ہی خیتام اور خاتام سب کے
الْخَاتَامُ كُلُّهُ بِمَعْنَى وَالْجَنَّمَ | معنی ایک ہیں ، اور جمع خواتیم آتی ہوا
الْخَوَاتِيمُ وَخَاتِمَةُ الشَّيْءِ | خاتمہ کے معنی آخر کے ہیں ، اور اسی معنی میں
أَخِيرًا وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ | محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء
وَسَلَّمَ خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ . | علیہم السلام کہا جاتا ہے ؟

عَلَيْهِمُ السَّلَامُ .

لہ یاد رہے کہ اس رسالہ میں جہاں کہیں ہم نے تشریعی اور غیر تشریعی کے الفاظ لکھے ہیں ، ان سے ہماری مراد یہ ہے کہ تشریعی و بدیہہ لیکر آئے ہوں ، یا پہلی ہی شریعت کے متبع ہوں ، ورنہ انبیاء علیہم السلام سب کے سب تشریعی ہیں ، اور شریعت لازم نبوت ہے ، مرزا صاحب نے جس کا نام غیر تشریعی رکھا ہو وہ نبوت کی کوئی قسم نہیں ، ۱۲ منہ

اس میں بھی تصریح کر دی گئی ہے کہ خاتم اور خاتم بالکسر اور بالفتح دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی آخر قوم۔

منتہی الارباب میں لفظ خاتم کے متعلق لکھا ہے :-

”خاتم کصاحب مہر و انگشتری“ و آخر چیزے و پایاں آں و آخر قوم و خاتم بالفتح مثله و محمد خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم و علیہم اجمعین :-

مسراج میں ہے :-

خَاتِمَةُ النَّبِيِّ أَخِيْرُهُ وَمُتَمِّدٌ
خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ بِالْفَتْحِ صَلَوَاتُ
اللَّهِ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ۔

”خاتمہ“ کے معنی آخرتے کے ہیں اور
اسی معنی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم
خاتم الانبیاء ہیں :-

لغت عرب کے غیر محدود دفتر میں سے یہ چند اقوال ائمہ لغت اور بطور مشتمہ نمونہ از خروارے پیش کئے گئے ہیں، جن سے انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین کو یقین ہو گیا ہوگا کہ از روئے لغت عرب آیت مذکورہ میں خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتے، اور لفظ خاتم کے معنی آیت میں آخر اور ختم کرنے والے کے علاوہ ہرگز مراد نہیں بن سکتے۔

یہاں تک بحمد اللہ یہ بات بالکل روشن ہو چکی ہے کہ آیت مذکورہ میں خاتم بالفتح اور بالکسر کے حقیقی معنی صرف دو ہو سکتے ہیں، اور اگر بالفرض مجازی معنی بھی لئے جائیں تو اگرچہ اس جگہ حقیقی معنی کے درست ہوتے ہوئے اس کی ضرورت نہیں، لیکن بالفرض اگر ہوں تب بھی خاتم کے معنی مہر کے ہوں گے، جیسا کہ خود مرزا صاحب قادیانی ”حقیقۃ الوحی“ حاشیہ صفحہ ۹ میں تصریح کرتے ہیں، اور اس وقت آیت کے معنی ہوں گے کہ آپ انبیاء پر مہر کرنے والے ہیں، جس کا خلاصہ بھی پہلے معنی کے علاوہ کچھ نہیں، کیونکہ محاورہ میں کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے فلاں چیز پر مہر کر دی، یعنی اب اس میں کوئی چیز داخل نہیں ہو سکتی، قرآن عزیز میں فرمایا ہے :-

خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ

”اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر مہر کر دی
یعنی اب اُن میں کوئی خیر کی چیز
داخل نہیں ہوتی :-

(رقبہ ۱۶۷)

أَرُونِي وَقَدْ خَمَمْتُ عَلَى فُؤَادِي ۖ يَحْيِيكَ أَنْ يَحُلَّ بِهِ سِدَاكَ

”میں تیرے یہاں سے اس طرح جا رہا ہوں کہ تو نے میرے قلب پر اپنی محبت سے مہر لگا دی ہے، تاکہ اس میں تیرے سوا کوئی داخل نہ ہو سکے“

اس وقت تک جو کچھ کلام کیا گیا وہ لفظ خاتم کے لغوی معنی کی تحقیق تھی، اس کے بعد دوسرے لفظ یعنی التَّيْتِيْنِ کے لغوی معنی اور اس کی تحقیق عرض کی جاتی ہے۔

لفظ ”انبیین“ کی لغوی تحقیق | یہ لفظ دراصل دو لفظوں سے مرکب ہے، ایک الف لام تعریف، دوسرا ”نبیین“ دونوں کے متعلق مختصراً گزارش کی جاتی ہے۔

دوسرا لفظ ”نبیین“ تو نبی کی جمع ہے، جس کا استعمال انبیاء کی جماعت کے لئے کیا جاتا ہے، اور لفظ نبی کی مفصل تحقیق لغوی اور شرعی گذر چکی ہے، ناظرین چند ورق الٹ کر ملاحظہ فرمائیں۔

البتہ پہلا لفظ یعنی ”الف لام“ اس جگہ تفعیل طلب ہے جس کو ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے، لیکن چونکہ یہ ایک خالص علمی مسئلہ ہے اس لئے اگر باوجود امکان سہولت پیدا کرنے کے بعد بھی عام ناظرین کے لئے پوری وضاحت نہ ہو تو معذور سمجھا جائے۔

مشہور ہے کہ ”الف لام“ تعریف لغت چار معنی میں استعمال کیا جاتا ہے، جنس، استغراق، عہد خارجی، عہد ذہنی۔ لیکن جب الف لام جمع پر داخل ہوتا ہے تو جامع اہل عربیت اور باتفاق علماء اصول اس میں صرف دو احتمال ہوتے ہیں، اول عہد خارجی یا ذہنی، دوم استغراق۔ دیکھو کشف الاسرار للعلامۃ النہضی۔

وَإِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْجَمْعِ فَلِلْعَهْدِ

إِنْ كَانَ وَإِلَّا فَلِلْعُمُومِ

کشف، ص ۲۲۰، ۱۵

”اور اگر الف لام تعریف جمع پر داخل ہو تو

اگر وہاں عہد بن سکتا ہے تو وہ مراد ہوگا،

درہ عموم و استغراق مراد لیا جائے گا“

لے الف لام تعریف جس لفظ پر داخل ہو اس کی چند صورتیں ہیں، یا تو اس کے افراد میں سے کچھ مراد نہیں بلکہ نفس مابقیہ مراد ہو، تو اس الف لام کو جنس کہتے ہیں، اور اگر افراد مراد ہیں تو یا تمام افراد ہوں گے یا بعض، اگر تمام ہیں تو استغراقی، اور اگر بعض ہیں تو پھر معین ہوں گے یا غیر معین، اگر معین ہیں تو عہد خارجی، ورنہ عہد ذہنی کہتے ہیں۔

اور علامہ ابوالبتا، اپنی کلیات میں فرماتے ہیں :-

عموماً اہل اصول و اہل عربیت نے فرمایا ہے کہ لام تعریف خواہ مفرد پر داخل ہو یا جمع پر وہ استغراق ہی کا نالغہ دیتا ہے، البتہ اگر معبود ہو تو پھر عہد کے لئے لیا جاتا ہے :-

وَقَالَ عَامَّةُ أَهْلِ الْأَصُولِ
وَالْعَرَبِيَّةِ لَا مَّ التَّعْرِيفِ سَوَاءٌ
دَخَلَتْ عَلَى الْفَرْدِ أَوْ عَلَى الْجَمْعِ
تُقِيدُ إِلَّا سِتْغَرَاقًا إِلَّا إِذَا
كَانَ مَعْمُودًا .

(کلیات ابی البتا، ص ۵۶۳)

طبع قدیم، صفحہ ۴۹ میں یہ بات اور زیادہ ہے کہ اس حکم میں مفرد و جمع سب برابر ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ الف لام دراصل صرف انہی دو معنی کے لئے ہے، باقی معانی محض ضرورت مقام کے لئے کبھی کبھی آتے ہیں۔
اور علامہ رضی نے بھی شرح کافیہ میں اس بحث پر مبسوط تفسیر کرتے ہوئے یہی اختیار کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ :-

بعضیت اور جزئیت کی علامت تنوین ہے، جب کسی اسم پر الف لام داخل ہو کر مانع تنوین ہو جائے گا تو اس کا مدلول صریح صرف استغراق کل افراد ہوگا البتہ اگر کوئی دلیل اس بات پر دلالت کرے کہ اس لفظ سے اس کے کل افراد مراد نہیں، بلکہ بعض معین یا غیر معین افراد مراد ہیں تو اس وقت انہیں افراد کو مراد سمجھا جائے گا جس کو اصطلاح میں عہد خارجی اور عہد ذہنی کہتے ہیں، جیسے کہا جائے [شَتَرِ اللَّحْمِ] (یعنی گوشت خرید لاؤ) تو ظاہر ہے کہ گوشت سے اس کے تمام افراد مراد نہیں ہو سکتے، اور نہ کسی بشر کی قدرت میں ہے، اس لئے بقرینہ خریداری اللحم میں لحم سے فقط بعض افراد غیر معین لحم کے مراد ہوں گے، اور اسی کو عہد ذہنی کہا جاتا ہے جیسے قرآن عزیز میں ہے اَزْأَحِدُ عَلَى الشَّارِهُدَى (یا میں آگ پر اطلاع پاؤں، تو اناں سے ظاہر ہے کہ آگ کے تمام افراد مراد نہیں ہو سکتے بلکہ صرف وہ معین آگ مراد ہے جس کا ذکر پہلے کلام میں موجود ہے اور اسی کا نام عہد خارجی ہے اور جب اس قسم کی کوئی دلیل مقصود اس لفظ کو اپنے مدلول صریح یعنی استغراق سے

پھیرنے والی نہ ہو تو استغراق کے سوا کوئی معنی مراد لینا تو اہل عروت و لغت میں جائز نہیں، اگرچہ فی نفسہ جنس ماہیت مراد ہونے کا بھی احتمال ہو سکتا ہے، لیکن عروت و محاورات میں اس کا اعتبار نہیں ہوتا، بلکہ عرف میں اعیان خارجیہ سے کلام ہوتا ہے، نہ کہ ماہیات ذہنیہ سے لہذا جنس کا احتمال سرے سے ساقط ہے؛ (رضی شرح کا فیہ محققاً)

نتیجہ یہ ہے کہ الف لام تعریف خواہ مفرد پر داخل ہو یا جمع پر، اس میں صرف دو ہی احتمال ہوتے ہیں، استغراق یا عہد اور اسی بنا پر علامہ رضی اس کے بعد فرماتے ہیں۔

”پس جب کہ بعضیت کلام میں بوجہ دلیل (یعنی تنوین) نہ ہونے کی ثابت نہ ہو سکے تو واجب ہو کہ کل افراد پر حمل کیا جائے اور اسی پر محمول ہو فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ پانی طاهر ہے یعنی سب افراد پانی کے (اصل سے) طاہر ہیں اور نیند بے وضو ہونا ہے، یعنی ہر فرد نیند و مروت کا اور چونکہ الف لام داخل ہونے کے بعد مفرد بھی بہت سے افراد پر دلالت کرتا ہے، اسی لئے مفرد کی صفت میں جمع بھی لائی جاتی ہے، اگرچہ ایسا محاورات میں کم ہے، جیسا کہ اخفش نے روایت کیا ہے، الدہم البیض اذ الدینار الصفر، دہم موصوف مفرد ہے اور میں صفت جمع ہے، و علیٰ ہذا“

فَاِذَا الْمُمْتَكِنُ لِلْبَعْضِيَّةِ لِعَدَمِ
دَلِيلِهَا وَهُوَ الشُّنُونُ وَجَبَ
كَوْنُهُ لِكُلِّ نَعْلَىٰ هَذَا قَوْلُهُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ الْمَاءُ طَاهِرٌ اَيُّ
كُلِّ الْمَاءِ وَالنَّوْمُ حَدَثٌ اَيُّ
كُلِّ النَّوْمِ اِذْ لَيْسَتْ فِي الْكَلَامِ
قَرِيْنَةٌ بَعْضِيَّةٌ لَا مُطْلَقَةٌ وَ
لَا مُعَيَّنَةٌ فَلِهَذَا اَجَازَ اَنْ
كَانَ قَلِيْلًا وَصَفُ الْمُعْتَرِدِ
بِالْجَمْعِ نَحْوُ قَوْلِهِمْ اَهْلَكَ
النَّاسَ الَّذِي نَارُ الصُّفْرِ
الَّذِي رُفِعَ الْيَقِيْنُ عَلٰى مَا حَكِيَ
الْاَخْفَشُ .

(رضی، صفحہ ۱۰۳ ج ۲)

یہاں تک تو مفرد اور جمع کے احکام مساوی ہیں، البتہ رضی نے اس کے بعد معتد اور جمع میں یہ فرق کیا ہے کہ جب مفرد پر الف لام داخل ہوتا ہے تو کلمہ ہر مفرد کو شامل ہوتا ہے اور جب ثننیہ پر داخل ہوتا ہے، تو ہر فرد ثننیہ کو بخلاف جمع کے، کیونکہ ہر فرد مفرد اور ہر فرد ثننیہ اور اسی طرح ہر فرد جمع سب کو محیط ہوتی ہے

جنانچہ علامہ رضی فرماتے ہیں:-

لَا اَنَّ الْجَمْعَ الْمُحْتَلِيَ بِاللَّامِ فِي
مِثْلِهِ يُسْتَعْمَلُ بِمَعْنَى مُنْتَهَى
مَضَابِ إِلَيْهِ كُلِّ مُفْرَدٍ وَغَيْرُهُ
فَمَعْنَى لَقِيْتُ الْعُلَمَاءَ الْإِزِيدَ
أَيْ كُلَّ عَالِمٍ وَعَالِمَيْنِ كُلِّ عِلْمَاءٍ
(رضی، ص ۱۰۳، ۱۰۴)

” اس لئے کہ جمع معرق باللام کلام موجب
میں ایک ایسے نحو کے حکم میں ہوتی ہو کہ
جس کی طرف کل مفرد وغیرہ کی اضافت
کی گئی ہو اور اسی لئے لَقِيْتُ الْعُلَمَاءَ
إِلَّا زَيْدًا کے معنی یہ ہیں کہ میں ہر ایک عالم اور
ہر دو عالم اور ہر جمع علماء سے سوائے زید کے ملا“

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جمع کا استغراق زیادہ اُکمل و دائم ہوتا ہے۔
اس تفصیل کے بعد ہم ناظرین کو کلام زیر بحث کی طرف توجہ دلا کر توقع رکھتے ہیں
کہ وہ خود فیصلہ کر لیں گے کہ ”خاتم النبیین“ میں الف لام کس معنی کے لئے ہو سکتا
ہے، کیونکہ اب احتمال صرف دو ہیں، اشتغراق اور عقیدہ۔

لیکن جس شخص کو عقل و فہم کا کچھ حصہ ملا ہے وہ ہرگز وہم بھی نہیں کر سکتا کہ اُس میں
الف لام عہدِ خارجی یا ذہنی کے لئے ہے، کیونکہ اس پر نہ کوئی دلیل ہے نہ قرینہ جو ”نبیین“
کو بعض نبیین کے لئے خاص کر دے، بلکہ اس کے خلاف پر قوی اور روشن دلائل
موجود ہیں جن میں سے ایک بدیہی الثبوت یہ بات ہے کہ اگر ”انبیین“ کے الف لام
کو عہدِ خارجی یا ذہنی کے لئے قرار دے کر کلام کی یہ مراد بنائی جائے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بعض انبیاء علیہم السلام کے خاتم ہیں تو کلام بالکل مہمل اور بے معنی
ہو جاتا ہے۔ اور خاتم النبیین کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی صفت
نہیں رہتی، جو آپ کے فضائل میں ذکر کی جائے، کیونکہ آدم علیہ السلام کے علاوہ
ہر نبی اپنے سے پہلے انبیاء کا خاتم اور آخر ہے، اور سب نبی پر اس معنی میں خاتم النبیین
مصدق ہے، اس لئے یہاں یہ وہم بھی نہیں ہو سکتا کہ خاتم النبیین ”میں الف لام
عہدِ خارجی یا ذہنی کے لئے ہے تو اب خود بخود اشتغراق متعین ہو جاتا ہے، اور
خاتم النبیین کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام افراد انبیاء
کے خاتم اور آخر ہیں، یعنی جن حضرات کو اصطلاح شرع میں نبی کہا جاسکتا ہو خواہ
صاحب شریعت جدیدہ ہوں یا نہ ہوں، آپ ان سب کے ختم کرنے والے اور سب کے آخر میں ہیں۔

تَشْبِيْهٌ ۱۔ یہ بات بفضلہ تعالیٰ تفصیل سے ناظرین معلوم کر چکے ہیں کہ آیت میں الف لام سو کے استغراق کے اور کسی معنی کے لئے نہیں ہو سکتا، لیکن ابھی تک یہ بات باقی ہے، کہ استغراق کی کونسی قسم مراد ہے، کیونکہ استغراق کی دو قسمیں ہیں، حقیقی اور عرفی، حقیقی وہ ہے کہ جس میں حقیقۃً تمام افراد مراد ہوں، جیسے عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ خداوند عالم جاننے والا ہے ہر غائب و حاضر کا، جس سے کوئی فرد خاص مراد نہیں۔ اور استغراق عرفی وہ ہے کہ جس میں تمام افراد حقیقۃً مراد نہ ہوں، بلکہ صرف وہ افراد مراد ہوں جو عرفاً سمجھے جاتے ہوں جیسے کہا جاتا ہے جَمَعَ الْأَمِيْرُ الْمَسَاعِيْةَ بادشاہ نے تمام سناروں کو جمع کیا ظاہر ہے کہ تمام دنیا کے تمام سناروں کا جمع کرنا مقصور نہیں، اس لئے یقیناً یہ مراد ہے کہ اپنے شہر یا زائد سے زائد اپنی سلطنت کے سناروں کو جمع کیا، ظاہر ہے کہ درحقیقت یہ استغراق افراد نہیں بلکہ مجازاً عرف میں اس کو بھی استغراق کہتے ہیں، لیکن اس تفصیل کے بعد اس کا فیصلہ بھی کچھ مشکل نہیں رہا کہ آیت مذکورہ میں استغراق عرفی ہے یا حقیقی۔

کیونکہ اول تو استغراق عرفی ایک مجازی معنی ہیں، جیسا کہ حواشی معنی اللیب میں مصرح ہے، اور مسلم قاعدہ ہے کہ مجازی معنی اس وقت تک مراد نہیں ہو سکتے جب تک کہ حقیقی معنی بن سکیں، اور یہ ظاہر ہے کہ استغراق حقیقی آیت میں بلاخلف درست ہے، یعنی ختم کرنے والے انبیاء کے لہذا استغراق حقیقی عرفی مراد لینے کی کوئی وجہ نہیں اور ثانیاً اگر استغراق عرفی مراد ہو تو جس طرح عہدِ خارجی یا ذہنی کی صورت میں کلام بے معنی رہ جاتا ہے، اور خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص فضیلت نہیں رہتی اسی طرح استغراق عرفی میں بھی یہی اشکال درپیش ہے، کیونکہ اس صورت

۱۔ اس کے علاوہ استغراق عرفی دہاں بنتا ہے جہاں عرفاً اس کے مخصوص افراد متعین ہوں، جیسا کہ مثال مذکور میں سناروں سے صرف اپنے شہر یا اپنی سلطنت کے سنار مراد ہوئے ہیں، اور عرفاً یہی معنی ہیں اور ظاہرات ہو کہ خاتم النبیین بالکل اس کے خلاف ہے عرف میں اس قسم کے کلمات انبیاء کے مخصوص افراد مراد ہوتے ہیں اور نہ اس کی کوئی وجہ بلکہ اگر اس کے نظائر پر سری نظر ڈالی جائے تو سب جگہ تمام انبیاء مراد ہیں، مثلاً حدیث میں آخرا انبیاء، آخر الامم، قائد المرسلین وغیرہ الفاظ اس کے نظائر ہیں اور باتفاق یہاں استغراق حقیقی ہے

میں بھی آیت کے معنی یہی ہوں گے کہ آپ بعض انبیاء مخصوص کے خاتم اور آخر میں اور یہ معنی سوائے حضرت آدم علیہ السلام کے سب انبیاء پر صادق ہیں، ادھر صحیح مسلم میں بروایت حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان موجود ہے :-

”مجھے چھ چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء پر فضیلت دی ہے اور ان چھ میں اپنا خاتم النبیین ہونا بھی ذکر فرمایا ہے :- (رواہ مسلم فی الفضائل)

نتیجہ یہ نکلا کہ خاتم النبیین میں اللہ تعالیٰ نے استغراقِ حقیقی کے اور کسی معنی کے لئے نہیں بن سکتا، اور اس لفظ سے تمام افراد انبیاء کا اختتام مراد ہے، اور یہی پہلا دعویٰ ہے، ولہذا الحمد۔

یہاں تک جو کچھ عرض کیا گیا وہ آیت مقصود بالذکر وَلَٰكِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ کے مفردات اور جُزْأُ کلمات کے متعلق تھا، اس کے بعد پورے جملہ اور تمام آیت کی تفسیر لغت اور محاورات عرب کے اعتبار سے معلوم کرنا بھی کچھ دشوار نہ رہا، اور آیت کا مطلب صاف یہ ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں اور تمام افراد انبیاء کے آخر میں آنے والے یا ختم کرنے والے ہیں، اس میں نہ کسی قسم کی تخصیص ہے اور نہ کسی فرد کا استثناء اور نہ کسی تاویل کی گنجائش، نہ تشریعی اور غیر تشریعی کی کوئی قید۔ اتنی تصریح کے بعد بھی اگر کوئی شخص چیلے بہانے ڈھونڈھے، اور آیت کی تاویل بلکہ تحریف کے درپے ہو تو وہ اپنی عاقبت کی فکر کرے، اور روزِ قیامت کے لئے کوئی جواب سوچ رکھے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ وَمَا الشُّوْفِيُّ إِلَّا مِّنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ

آیت مذکورہ کی تفسیر | فترانِ مجید کی حقانیت کے روشن دلائل میں سے ایک یہ بھی ہے خود فترانِ مجید سے کہ اس کا بعض اپنے بعض کی تفسیر کرتا ہے، اس لئے آئیے یہاں کو یہ دکھلائیں کہ خود کتاب میں اس آیت کی کیا تفسیر کرتی ہے۔

ختم نبوت کا مسئلہ جیسا کہ اہم تھا قرآن عزیز نے اس کی اہمیت کا لحاظ رکھتے ہوئے تقریباً ستر سے زائد آیات میں اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے جن کو انشاء اللہ تعالیٰ مستقلاً ہدیہ ناظرین کیا جائے گا۔

یہاں صرف چند آیتیں پیش کی جاتی ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ آیت خاتم النبیین کی

تفسیر اور اس کے مطلب کی توضیح کے لئے کافی ہیں، جن میں پہلے اسی آیت کی ایک دوسری قرات کو پیش کرتے ہیں جس کے ذریعہ سے آیت کے معنی بالکل صاف حل ہو جاتے ہیں۔

عامہ مفسرین مثل ابن جریر طبریؒ اور ابن کثیرؒ ویسوطیؒ وغیرہم نے اپنی اپنی تفسیروں میں اس آیت کے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی قرات یہ نقل کی ہے :-
 ذَلِكُنْ نَبِيًّا خَتَمَ النَّبِيِّينَ . | " لیکن آپ ایک ایسے نبی ہیں جس نے تمام نبیوں کو ختم کر دیا "

اس قرات نے ان تمام تحریفات کی جڑ کاٹ دی جو لفظ خاتم کے متعلق مرزاؒ کی جانب سے ابھی نقل کی جاتی ہیں، کیونکہ اس وقت آیت کے معنی صاف یہ ہوئے کہ آپ ایسے نبی ہیں جس نے تمام انبیاء کو ختم کیا۔ اسی طرح آیت ذیل بھی اسی معنی کا اعلان کرتی ہے :-

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَذِيكُمُ دَا | " ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل
 اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي (مائدہ، پ) | کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی "

اس آیت نے صاف یہ بتلا دیا کہ دین اسلام اور نعمت نبوت و وحی وغیرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام ہو چکی ہے، آپ کے بعد کسی نبی کی ضرورت اور گنجائش نہیں ہے، اس آیت کی تفسیر اور مفصل تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب عرض کی جاوے گی۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد خداوندی ہے :-

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ | " آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب
 اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا إِنِّي أَنَا لَكُمُ | کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں جس
 مَلَكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ . | کے لئے آسمانوں اور زمین کا ملک ہے "

(اعراف، پ)

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً | " ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام انسانوں
 لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا . | کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر "

(سبا، پ ۲۲)

ان دونوں آیتوں اور ان کی امثال اور چند آیتوں میں بھی صاف اعلان فرمادیا

گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے تمام انسانوں کے لئے رسول ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا ان انسانوں سے صرف وہ انسان مراد ہیں جو آپ کے زمانہ مبارک میں تھے یا آئندہ آنے والی نسلیں بھی اُن میں شامل ہیں۔ پہلی صورت میں تو یہ لازم آتا ہے کہ صرف صحابہؓ ہی کے رسول ہیں، اور بس، اور آپ کی رسالت نبوت صرف مہلہ میں ختم ہو گئی، اور یہ ایک ایسا گستاخانہ کلمہ ہے کہ کوئی مسلمان اس کو گوارا نہیں کر سکتا۔

رہی دوسری صورت کہ تمام انسانوں سے حضرات صحابہؓ کے ساتھ بعد میں آنیوالی نسلیں بھی مراد ہیں، اہل بیتؑ و اہل کافۃ کے معنی ہیں کہ آپ تمام دنیا کے موجودہ انسانوں اور آئندہ پیدا ہونے والے سب انسانوں کے رسول ہیں (اور یہی معنی صحیح اور درست ہیں) تو اس میں صاف ہمارا مدعا ثابت ہوتا ہے، کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا، کیونکہ جب آپ کی رسالت قیامت تک تمام انسانوں کے لئے عام اور شامل ہے تو پھر کیا معاذ اللہ آپ کی نبوت و رسالت میں کوئی نقصان تھا، کہ وہ ان کی ہدایت کے لئے کافی نہ ہوئی اور کسی دوسرے نبی کی ضرورت پڑی، اس آیت کی بھی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب آئے گی۔

نیز تشرآن مجید ارشاد کرتا ہے :-

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝
ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت بنا کر تمام عالم والوں کے لئے ۝

جس طرح کہ باتفاق دنیا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ رَبِّ الْعَالَمِينَ میں عالمین سے تمام عالم بلا کسی تخصیص کے مراد ہیں اسی طرح اس جگہ بھی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں۔

لے اور دوسری آیات و احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ تمام جنات کے لئے بھی رسول ہیں چونکہ اس وقت گفتگو انسانوں کے معاملہ میں ہے اس لئے صرف انہی کے ذکر پر اکتفاء کیا گیا ۝

ۛ حدیث میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہُوَ اَنَا رَسُوْلٌ مِّنْ اَدْنٰکُمْ حَتّٰی تَمُوْلُوْا بَعْدَیْ ۝ یعنی میں تمام لوگوں کا بھی رسول ہوں جو اب زندہ ہیں اور اُن کا بھی جو میرے بعد پیدا ہوں گے۔

و سیاتی الحدیث فی بابہ انشاء اللہ تعالیٰ ۱۳ منہ

پس آیت کا حاصل یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم والوں کے لئے رحمت ہیں، اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ جب آپ کی نبوت در سالت عام ہو، اور آپ کے بعد کسی اور نبی کی ضرورت نہ ہو ورنہ اگر آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہو تو اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پختہ ایمان لانے والا اور آپ کے احکام و سنن کا پورا اتباع کرنے والا اس پر ایمان نہ لایا تو اس کی ساری کوششیں کارت اور سارے اعمال حبط ہوں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمۃ اللعالمین ہونے کے منافی ہے، بلکہ اس صورت میں آپ کی ذات مبارک اور آپ کا اتباع صرف انہی لوگوں کے لئے رحمت ہو گا جو دوسرے نبی کے مبعوث ہونے سے پہلے دنیا سے رخصت ہو گئے، تمام عالم کے لئے رحمت ہونا ثابت نہ ہو گا۔

ان کے علاوہ اور بھی ستر آں مجید کی بہت سی تصریحات و اشارات سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے جس کو انشاء اللہ تعالیٰ مستقل طور سے ہدیہ ناظرین کیا جائے گا۔ ان تمام آیات قرآن مجید سے ناظرین یہ سمجھ چکے ہوں گے کہ یہ سب خاتم النبیین کے اسی معنی کی تائید کرتی ہیں جو اوپر عرض کئے گئے ہیں۔

اور اس کل گزارش سے یہ ثابت ہو گیا کہ آیت مذکورہ میں خاتم النبیین کی وہی تفسیر ہے جو اوپر لغت عرب سے نقل کی گئی ہے، اور خود قرآن مجید کی دوسری آیات اسی تفسیر کو بیان کرتی ہیں۔

چونکہ اس بحث کو عنقریب تفصیل کے ساتھ بیان کرنا ہے اس لئے اس موقع پر صرف دو تین آیات پر اکتفا کیا، اور ان کے بیان میں بھی اختصار سے کام لیا گیا۔

آیت مذکورہ کی تفسیر | تفسیر ستر آں مجید کی جو ترتیب ہم اوپر ذکر کر گئے ہیں، اس میں احادیث سے | دوسرا درجہ حدیث کا ہے۔ سو اس کے متعلق یہ گزارش ہو کہ آیت کی وہ تفسیر جو ہم اوپر لغت عرب اور خود ستر آں عزیز سے نقل کر چکے ہیں، احادیث میں بھی ایک بہت بڑا فقر اس تفسیر کا شاہد ہے، جس کے دیکھنے کے بعد ایک مسلمان کو کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہتی، اور یہ بات بالکل روشن ہو جاتی ہے کہ مذکورہ بالا تفسیر کے علاوہ اور کوئی تفسیر آیت خاتم النبیین کی نہیں ہو سکتی۔

لیکن چونکہ ہیں ان تمام احادیث کو ایک مستقل حصہ کی صورت میں مفصل

ہدیہ ناظرین کرنل ہے، اس لئے اس جگہ بعض تفسیر چند احادیث پر اکتفا کیا جاتا ہے اور ایک سلیم الطبع مسلمان کے لئے وہ بھی کفایت سے زائد ہیں۔ حضرت ثوبانؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

<p>لَا تَقْرُؤُا السَّاعَةَ حَتَّىٰ يُنْعَثَ وَجَالُونَ كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يُرْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي .</p>	<p>قیامت اُس وقت تک نہیں قائم ہو سکتی جب تک کہ بیت و جلال اور جھوٹے نہ نکلتے جائیں جن میں سے ہر ایک یہ جگہ ہو کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں تو خاتم النبیین ہوں یعنی میرے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں ہے</p>
--	--

(ابوداؤد، ترمذی)

اس حدیث میں خود اُس مقدس ذات نے کہ جس پر یہ قرآن نازل ہوا، جھگڑے کا قطعی فیصلہ کر دیا اور بتلادیا کہ مسلمانو! خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ نہ خاتم کے معنی اس جگہ مہر و انگشتری کے ہیں اور نہ النبیین میں کوئی تخصیص۔ کیونکہ لَا نَبِيَّ بَعْدِي میں لائی نفی جنس کے ذریعہ سے اس مسئلہ کو بالکل صاف کر دیا گیا جس کی تفصیل اپنی بحث میں آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ نیز حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی الفاظ مرفوعہ روایت کئے گئے ہیں:-

<p>وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي اخر احمد والطرابی</p>	<p>”حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں“ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے</p>
--	---

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:-

<p>إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلُ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبَنَةٍ مِنْ زَادٍ يَجْعَلُ النَّاسُ يَطْوُونُ بِهِ وَيَعْبَثُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ هَلَّا وَضِعَتْ هَذِهِ الْأَبْنَةُ قَالَ فَإِنَّا الْآبِنَةُ</p>	<p>”کہ میری مثال اور مجھے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کوئی گھر بنایا ہو اور اس کو آراستہ پرستہ کیا ہو مگر ایک اینٹ کی جگہ چوڑ دی ہو اور لوگ اس کے پاس چکر لگاتے اور خوش ہوتے ہوں اور کہتے ہوں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (کہ تعمیر مکمل ہو جاتی)</p>
--	---

وَأَنَّا خَاتِمَةُ النَّبِيِّينَ .

(بخاری و مسلم وغیرہ)

فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پس

وہ آخری اینٹ میں ہی ہوں، اور میں ہی

خاتم النبیین ہوں۔

اے مسلمان! کا دعویٰ کرنے والو! اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کرنے والو! کیا اس جیسے کھلے کھلے بیانات کے بعد بھی تمہیں اس میں کوئی شک ہے کہ آیت میں خاتم النبیین کے معنی صرف وہی ہیں جو ہم نے عرض کئے، اور کیا آپ ان تمام نصوص و تصریحات میں کہیں غیر تشریحی یا ظلی اور بروزی نبی کا استثناء دیکھتے ہیں؟ خود وہ نبی مجتبیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) جس پر یہ کلام مقدس نازل ہوا (فداہ رُوحی و ابی داتی) نہایت صاف صاف مثالیں دے کر بتلاتا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہیں یعنی تمام افراد انبیاء کے بعد میں مبعوث ہونے والا کہ جس کے بعد نبوت کا استحکام اور مزین محل بالکل مکمل ہو جاتا ہے، اور کسی نبی کے مبعوث ہونے کی ضرورت اور گنجائش نہیں رہتی، اس تصریح نبوت کی تکمیل کے بعد نہ تشریحی نبوت کی اینٹ کی اس میں ضرورت و گنجائش ہے اور نہ غیر تشریحی یا ظلی بروزی کی، قَبَائِمِ حَدِيثٍ بَعْدَ كَيْفُ مَيُتُونَ ۝

نیز حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ اپنے فرمایا:

مجھے تمام انبیاء پر چودہ جے فضیلت دی گئی،

ایک یہ کہ مجھے کلمات جامعہ عطا فرمائے گئے

دوسرے یہ کہ رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی،

تیسرے میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا،

چوتھے میرے لئے تمام زمین کو نماز پڑھنے

کی جگہ اور زیارتیں پاک کرنے والی بنایا گیا،

پانچویں مجھے تمام خلقت کی طرف سے محبوب کیا گیا،

چھٹے میرے ساتھ تمام انبیاء کو ختم کیا گیا؛

فَقِيلَتْ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بَيْتٌ

أُعْطِيَتْ جَوَازُ الْكَلِمَةِ وَنُصِرْتُ

بِالرَّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِي الْفَنَائَةُ

وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا

وَرَّطِيمًا وَأُزِيلَتْ إِلَيَّ

الْخَلْقُ كَافَّةً وَخُتِمَ بِي

النَّبِيُّونَ .

(رداء مسلم فی الفضائل)

اس حدیث میں اس تحریف کی بھی جرکات دی گئی، جو لفظ خاتم میں کی جاتی ہے، لفظ خاتم کے بجائے ختم بی النبیین رکھ دیا گیا اور کیا اس میں کہیں غیر تشریحی یا ظلی

بروزی نبی کا استثناء موجود ہے۔

اور حضرت ابو امامہ باہلیؓ ایک طویل حدیث کے ذیل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:-

اَنَا اخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوَّلُ الْآخِرُ | میں سب انبیاء میں سے آخری ہوں اور
الْأَوَّلُ، (رواہ ابن ماجہ باب فتنۃ النجاشی) | تم سب امتوں میں سے آخری ہو

کس قدر وضاحت کے ساتھ بیان فرمادیا گیا کہ خاتم النبیین کے وہی معنی اور صرف وہی معنی ہو سکتے ہیں اور میں جو اوپر ذکر کئے گئے ہیں، یعنی آپ سب انبیاء میں سے آخری اور سب کے ختم کرنے والے نبی ہیں، اور پھر صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ تم آخری امت ہو، جس نے یہ بات صاف کر دی کہ آپ کے بعد کوئی شخص اس امت کے لئے نبی بنا کر نہ بھیجا جائے گا جس کے لئے ایک دوسری امت ہو۔

اے عقل کے مدعی! اسلام کے دم مہرنے والو! تمہیں اب بھی یقین ہو کہ آیت میں خاتم النبیین کے معنی اس کے سوا کچھ نہیں جو ہم نے اوپر عرض کئے، اس میں تشریح کی تخصیص بھی غیر شرعی اور بروزی وظلی کی۔

نیز حضرت عرابص ابن ساریہؓ روایت فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

إِنِّي عِنْدَ اللَّهِ مَكْتُوبٌ خَاتِمُ | تحقیق میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین
النَّبِيِّينَ وَأَنَّ أَدَمَ الْمُنْجَبِلُ | اس وقت میں لکھا ہوا تھا جبکہ آدم
فِي طَيْبَةِ . | علیہ السلام اپنی مٹی ہی میں تھے
(مشکوٰۃ من شرح السنۃ و مسند احمد)

اور حضرت حابرؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:-

أَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِينَ وَلَا فَخْرَ | میں تمام رسولوں کا رہبر ہوں اور کوئی فخر نہیں
وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَلَا فَخْرَ | اور میں تمام انبیاء کا ختم کرنے والا ہوں اور کوئی
أَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَمُشْفَعٍ وَلَا فَخْرَ | فخر نہیں اور میں پہلا شفاعت کرنے والا اور
(مشکوٰۃ عن الدارمی) | مقبول الشفاعت ہوں اور کوئی فخر نہیں

وہ حضرات جو آیت خاتم النبیین میں تحریفیات کے جال پھیلاتے ہیں، اور النبیین کے الف لام میں جھگڑے ڈال کر یہ چاہتے ہیں کہ نبیین سے تمام انبیاء مراد نہ لئے جائیں، تاکہ قادیانی نبی کے آنے کی گنجائش نکل آئے، ذرا عنایت فرما کر یہ تو بتلائی کہ قائد المرسلین میں الف لام استغراق حقیقی کا ہے یا نہیں اور کیا اس جگہ مرسلین سے تمام مرسلین بلا استثناء اور بلا تخصیص مراد ہیں یا نہیں؟

اگر نہیں تو اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ آپ سب انبیاء کے سردار اور سرپرست نہیں بلکہ صرف بعض کے ہیں، اور یہ بات جیسا کہ تمام نصوص شرعیہ آیات و تفسیر تصریحات احادیث کے سراسر خلاف ہے، اسی طرح مرزائی جماعت کے مسلمات کے بھی خلاف ہے کیونکہ کم از کم زبانوں سے تو وہ بھی استدار کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے سردار اور سرپرست ہیں۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ اس جگہ المرسلین میں الف لام استغراق حقیقی کے لئے ہے اور مرسلین سے تمام افراد مرسلین کے بلا کسی استثناء تخصیص کے مراد ہیں تو میرے عنایت فرماؤ مجھے یہ بتلا دیں کہ پھر لفظ النبیین نے جو اس کے بعد ہی مذکور ہے ان کا کیا تصور کیا ہے کہ وہ اس میں طرح طرح کے چیلے بہانے ڈھونڈتے ہیں اور اس میں تمام افراد انبیاء کو داخل نہیں ہونے دیتے۔

کیا اس جگہ قائد المرسلین اور خاتم النبیین میں اس کے سوا کوئی فرق ہو کہ قائد المرسلین اگر عام بھی رہ گیا اور تمام مرسلین کو شامل ہو گیا تو مرزا صاحب اور ان کے اذنان کے نیلے ہوئے خیالات میں کوئی شخص نہیں لگتی، اور مرزا صاحب کی نبوت نہیں بگڑتی اور خاتم النبیین میں اس لئے چیلے بہانے کئے جاتے ہیں کہ اگر یہ عام رہا تو مرزا صاحب کی نبوت کا کہیں پتہ نہ چلے گا۔

نیز ابن ابی الدنیا اور ابوالعلی نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کیا ہے کہ جب فرشتے (منکر و منکر) قبر میں مردہ سے سوال کریں گے کہ تیرا رب کون اور تیرا دین کیا ہے تو وہ کہے گا:-

”میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے، اور اسلام میرا دین ہے، اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے نبی ہیں اور آخری نبی ہیں، یہ منکر

رَبِّیَ اللّٰهُ وَالْاِسْلَامُ دِیْنِیْ
وَمُحَمَّدٌ نَّبِیِّیْ وَخَاتِمُ
النَّبِیِّیْنَ فِیْقُولُوْنَ لَهٗ

صَدَّ ذَاتَ ۔ | وسرشتے کہیں گے کہ تو نے سچ کہا؟

(تفسیر درمثور، ص ۱۶۵)

منکر و نکیر بھی اس شخص کی تصدیق کرتے ہیں جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی اور تمام انبیاء کا ختم کرنے والا سمجھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مقامات میں، مختلف مجموعوں میں، مختلف عنوانات اور بیانات سے اس آیت کی تفسیر احادیث میں فرمائی ہے، جن میں سے اس جگہ صرف چند حدیثیں بقدر ضرورت آیت مذکورہ کی تفسیر میں پیش کر دی گئیں جن کو پڑھ کر ایک خدا سے ڈرنے والا اور رسول پر ایمان لانے والا مسلمان اس پر یقین کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آیت خاتم النبیین کے معنی اور اس کی تفسیر وہی ہو جو احقر نے اہل لغت عرب سے اور پھر خود قرآن کریم سے نقل کی ہے، باقی احادیث کو انشاء اللہ تعالیٰ مفصل حصہ دوم ”ختم النبوة فی الحدیث“ میں ہدیہ ناظرین کیا جائے گا۔

خلاصہ یہ کہ آیت خاتم النبیین کے معنی جو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہیں مبتلائے وہ یہی ہیں کہ آپ سب انبیاء میں آخری نبی اور تمام انبیاء کے ختم کر نیوالے ہیں، نہ اس میں کسی تشریعی نبی کی تخصیص ہے اور نہ غیر تشریعی ظلی بروزی وغیرہ کا استثناء مسلمانو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کے اتباع کا دم بھرنے والا! لغت عرب نے آپ کو ان معنوں کی طرف ہدایت کی، خود قرآن کریم نے پکار پکار کر ارشاد فرمایا کہ میری مراد یہی ہے، قرآن عزیز جس مقدس ذات پر نازل ہوا اس نے خود بار بار مختلف مجلسوں میں متعدد بیانات کے ساتھ اس کا اعلان کیا کہ آیت مذکورہ کے یہی معنی ہیں کہ آپ تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں، اور حدیث کے عظیم الشان دفتر میں ایک جگہ بھی تشریعی غیر تشریعی کی تفصیل نہ فرمائی اور نہ بروزی یا ظلی کا استثناء کیا، پس کیا اس کے بعد بھی آپ کو کوئی شک باقی رہا، فیما فی حدیث بعد ان یؤمنون آیت مذکورہ کی تفسیر | تفسیر قرآن مجید کے متعلق جو ترتیب ابتداء میں ذکر کی گئی ہے اس صحیفہ و تابعین سے | کا تیسرا اور چوتھا درجہ صحابہ و تابعین کی تفسیریں اور ان کے اقوال و دہ بارہ تفسیر ہیں۔

ظاہر ہے کہ اس کا استیعاب بھی کسی کی قدرت میں نہیں، اس لئے اقوال صحابہ

تابعین میں سے بھی بقدر ضرورت معدودے چند ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں جن سے ان کو یہ اندازہ ہو سکے گا کہ اُمت کے ان اسلاف نے اس آیت کے کیا معنی سمجھے ہیں، جنہوں نے یہ سبق اس استاذ سے پڑھا ہے جس کا استاذ بلا واسطہ خلائے قدوس ہے۔ امام ابو جعفر ابن جریر طبریؒ اپنی عظیم الشان تفسیر میں حضرت قتادہؓ سے خاتم النبیین کی تفسیر میں روایت فرماتے ہیں :-

عَنْ قَتَادَةَ وَفَكَرْنِ رَسُولِ اللَّهِ
وَحَايَمَ النَّبِيِّينَ أَيْ أَخْرَجَهُمْ
لَا بِنِ جَرِيرٍ مَلَا ۲۲۳

• حضرت قتادہؓ سے روایت ہوا انہوں نے
آیت کی تفسیر میں فرمایا، اور لیکن آپ اللہ
کے رسول اور خاتم النبیین یعنی آخر النبیین ہیں۔

حضرت قتادہؓ کا یہ قول شیخ حلال الدین سیوطیؒ نے تفسیر منثور میں عبد الرزاق اور عبد بن حمید اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم سے بھی نقل کیا ہے (منثور ص ۲۰ ج ۵) اس قول نے بھی صاف وہی بتلادیا کہ جو ہم اور پر لغت اور قرآن عزیز اور احادیث سے نقل کر چکے ہیں، کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہیں، کیا اس میں کہیں تشریحی غیر تشریحی اور بروزی وظلی وغیرہ کی کوئی تفصیل ہے ؟

نیز حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے تو آپ معلوم کر چکے ہیں ان کی قرأت ہی آیت مذکورہ میں وَلَکِنْ نَّبِیًّا خَتَمَ النَّبِیِّیْنَ ہے، جو خود اُسی معنی کی طرف ہدایت کرتی ہے جو بیان کئے گئے۔

اور سیوطیؒ نے منثور میں بحوالہ عبد بن حمید حضرت حسنؓ سے نقل کیا ہے :-

عَنِ الْحَسَنِ فِي قَوْلِهِ وَحَايَمَ
النَّبِيِّينَ قَالَ خَتَمَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ
بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَكَانَ آخِرَ مَنْ بُعِثَ .
(منثور ص ۲۳ ج ۵)

• حضرت حسنؓ سے آیت خاتم النبیین
کے بارہ میں یہ تفسیر نقل کی گئی ہو کہ اللہ
تعالیٰ نے تمام انبیاء کو محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم
پر ختم کر دیا اور آپ ان رسولوں میں سے
جو اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے
آخری ٹھہرے۔

کیا اس جیسی صراحتوں کے بعد بھی کسی شک یا تاویل کی گنجائش ہے ؟ اور بروزی یا ظلی کی تاویل چل سکتی ہے ؟ اور منثور میں سیوطیؒ نے مصنف ابن ابی شیبہ سے

حضرت عائشہ صدیقہ کا قول یہ نقل کیا ہے۔

قَوْلُ أَخَاتِي النَّبِيِّينَ وَلَا أَقُولُ | آپ کو خاتم النبیین کہوں لیکن یہ نہ کہوں کہ
لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ (درمنثور ص ۲۰۳) | آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے
حضرت صدیقہ کا یہی ارشاد ابن قتیبہ نے تاویل الاحادیث میں بھی روایت کیا ہے۔

نیز درمنثور میں بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کا بھی اس قسم کا قول نقل فرمایا ہے، دیکھو تا۔

• حضرت شعبی جو ایک جلیل القدر تابعی ہیں فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کے سامنے یہ کہا کہ رسول اللہ تعالیٰ جناب محمد پر جو کہ خاتم الانبیاء ہیں ادا مان کے بعد کوئی نبی نہیں، حضرت مغیرہ نے فرمایا جب تم کہو تو تمہارے لئے خاتم الانبیاء کہہ دینا کافی ہے، لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم سے حدیث بیان کی جاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے والے ہیں تو وہ آپ سے پہلے بھی ہوئے اور بعد میں بھی ہوں گے۔

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ عِنْدَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ خَاتِمِ الْأَنْبِيَاءِ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ حَبُطْتُ إِذَا أَتَيْتُكَ خَاتِمِ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّا كُنَّا نَحْدِثُ أَنَّ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ خَارِجٌ فَإِنَّهُ هُوَ خَرَجَ فَقَدْ كَانَ قَبْلَهُ دَبْعَدَهُ .

(درمنثور ص ۲۰۳/۵۵)

دولوں کا مطلب صاف اور ظاہر ہے کہ کلمہ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ سے چونکہ بظاہر یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نیا یا پرانا نہیں آسکتا، جس سے اسلام کے اجامی عقیدہ اور صحابہ کے متفقہ اعتقاد، نزول عیسیٰ علیہ السلام پر عامیانہ نظروں میں صدہ پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

اس لئے حضرت صدیقہ اور مغیرہ رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ اس قسم کے لفظ بھی اختیار نہ کرو کہ جن سے اجماعی عقیدہ کے خلاف کا گمان یا دہم ہو سکے، بلکہ جس مقصد سے ختم نبوت کو تم بیان کرنا چاہتے ہو وہ تو صرف لفظ خاتم النبیین سے

پورے طور پر واضح ہو سکتا ہے، اور اتنا ہی کافی ہے، اگلا فقرہ یعنی لَا نَبِيَّ بَعْدِي ؕ بھی اگرچہ فی نفسہ اپنے معنی کے اعتبار سے بالکل درست ہے، لیکن تاہم چونکہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف کا ایہام ہوتا ہے، اس لئے صرف خاتم النبیین پر ہی اکتفا کرنا مقصود کے ادا کرنے کے لئے کافی اور ایہام خلاف سے بچنے کے لئے اولیٰ اور تہریر کیونکہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہیں، اور یہ معنی نزول مسیح کے کسی طرح مخالف نہیں سمجھے جاسکتے، اس لئے کہ اس کے معنی اس کے سوا نہیں کہ عالم دنیا میں آپ کے ساتھ عہدہ نبوت سب انبیاء کے بعد میں متعلق ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جس وقت آسمان سے آخر زمانہ میں نازل ہوئے تو عہدہ نبوت اُن کو اُس وقت نہیں دیا جائے گا بلکہ اُن کا وصف نبوت جس وقت سے کہ خداوندِ عالم نے اُن کو عطا فرمایا تھا اسی وقت سے ہمیشہ اسی طرح باقی رہا اور رہے گا۔

اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول لفظ خاتم النبیین اور آخر النبیین کے کسی طرح خلاف نہیں، کلام کے یہ معنی ہماری ایجاد نہیں بلکہ خود مرفوع حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔

دیکھو تفسیر ابن کثیر صفحہ ۴۸ جلد ۸ بتخریج ابن ابی حاتم حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں۔

• میں پیدائش میں تمام انبیاء علیہم السلام سے پہلے تھا اور بعثت میں سب سے آخر میں ؟

أَنَا أَوَّلُ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ
وَأَخِيرُهُمْ فِي الْبَعْثِ -
(ابن کثیر بر حاشیہ فتح البیان)

۱۔ جس کی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ حدیث "لا نبی بعدی" کے تحت حصہ دوم میں آئے گی ۱۲ منہ
۲۔ اس میں اشارہ اس طرف ہو کہ عالم اِرداح میں سب سے پہلے منصب نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا ہو جس کے لحاظ سے آپ جس طرح خاتم النبیین ہیں اسی طرح اول النبیین بھی ہیں، مگر اس جگہ کلام اس دنیا کی زندگی کے متعلق ہوا اس کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء کے آخر میں منصب نبوت پر نازل ہوئے ہیں ۱۲ منہ

جس نے صاف بتلادیا کہ خاتم النبیین اور آخر النبیین کے معنی یہی ہیں کہ آپ کا وصف نبوت باعتبار بعثت کے سب انبیاء علیہم السلام کے بعد میں ہے، اور اس بنا پر کسی پہلے نبی کا آپ کے بعد باقی رہنا یا اس دنیا میں آنا آیت کے ہرگز خلاف نہیں ہو سکتا۔

اسی مضمون کو تفسیر روح المعانی صفحہ ۶۰ ج ۷، اور کشاف صفحہ ۲۱۵ ج ۲ میں نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، اِنْ شِئْتُ فَاَرْجِعْ اِلَيْهِ، اس کے علاوہ اگر لغت عرب اور محاورات پر نظر ڈالی جائے تو تھوڑے سے غور کرنے سے ثابت ہو جائے گا کہ آخر النبیین اور اول النبیین اور آخر العلماء اور آخر الطلاب اور آخر القائمين، آخر المؤمنين، آخر الشاہدین، آخر القادین، آخر الاولاد وغیرہ محاورات میں صرف اسی معنی کے لئے آتے ہیں کہ اولیت اور آخریت باعتبار وصف مضاف الیہ کے لی جاتی ہے، جب تک کہ کوئی قید اس سے پھیرنے کے لئے نہ لگائی جائے جیسے اَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ ہجرت مثلاً یعنی اَوَّلُ باعتبار ہجرت کے۔ یہی وجہ ہے کہ امام عربیت علامہ زمرخشی نے خاتم النبیین کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ لَا يَتَّبِعُ أَحَدًا بَعْدَهُ (تفسیر کشاف صفحہ ۲۱۵ ج ۲) یعنی آپ کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنایا جائے گا۔

خاتم النبیین کے معنی محاورات عرب اور احادیث مرفوعہ اور تفسیر محققین پر نظر ڈالتے ہوئے کسی تھوڑی سی عقل رکھنے والے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول میں شک و شبہ پیدا نہیں کر سکتے، البتہ لابی بعدی کے ظاہری لفظ سے ایک سطحی نظر والے عامی آدمی کو اس میں کچھ دہم پیدا ہو سکتا ہے، اگرچہ کچھ غور کرنے کے بعد وہ بھی بلا حلف زائل ہو سکتا ہے، جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اپنے محل میں عرض کیا جائے گا۔

اسی ظاہری اور سطحی دہم کو دفع کرنے کے لئے حضرت صدیقہ اور حضرت مغیرہؓ نے ارشاد فرمایا کہ ایسے الفاظ مت اختیار کرو کہ جن سے عوام کو سطحی نظر میں کوئی شبہ پیدا ہو سکے۔ باقی رائے شبہ لابی بعدی احادیث صحیحہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً و اقوالاً کیا گیا ہے پھر اس لفظ کو کیسے چھوڑا جا سکتا ہے، سو ظاہر ہے کہ حضرت صدیقہ اور مغیرہؓ کی غرض اس کلام سے یہ نہیں کہ معاذ اللہ یہ الفاظ غلط ہیں یا ان کا بیان کرنا ناجائز ہے، بلکہ ان کی غرض محض عقیدہ عوام کی اصلاح اور غیر مقصود کے ایہام سے بچانا ہے،

اور یہ ایک ایسی غرض ہے کہ اس کے لئے بہت سی احادیث مرفوعہ کو عوام کے سامنے بیان نہ کرنا ہی اولیٰ سمجھا جاتا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب صحیح میں اس پر مستقل باب منعقد کیا ہے۔
 بَابُ مَنْ تَرَكَ بَعْضَ الْإِخْتِيَارِ مَخَافَةَ أَنْ يَقْصُرَ فَهُمْ بَعْضُ
 النَّاسِ عَنْهُ فَيَقْعُوْنَ فِيْ أَشَدِّ مِنْهُ

”یعنی امر مختار کے اظہار میں اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ کم فہم لوگ ایسی خرابی میں مبتلا ہو جائیں گے جو امر مختار کے ترک سے زیادہ مضر ہے، تو علماء کو چاہئے کہ اس مختار کو ترک فرمادیں، اور غیر مختار کو قائم رکھیں۔“

پھر اس ترجمہ کے ذیل میں یہ حدیث بیان فرمائی ہے۔

”حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! اگر تیری قوم نو مسلم قریب العہد بالکفر نہ ہوتی تو میں کعبہ کو توڑ کر اس کے دو دروازے کر دیتا، ایک دروازہ سے لوگ داخل ہوتے اور دوسرے سے نکلتے، (جیسا کہ اصل بنا، ابراہیمی میں تھا) چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے (اپنے زمانہ خلافت میں) ایسا ہی کیا۔ (رداء البخاری فی کتاب العلم ص ۲۲۰)

مطلب یہ ہے کہ قریش چونکہ ابھی ابھی مسلمان ہوئے ہیں، اگر کعبہ کو توڑا جائے گا تو وہ بدگمان ہو جائیں گے اور یہ نہ سمجھیں گے کہ اس کی غرض درحقیقت کعبہ کو اصل بنا، ابراہیمی پر قائم کرنا ہے۔

اس حدیث کو بڑھ کر آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ خدا کا برحق رسول بنا، کعبہ کی اصلاح کی تمنا اپنے دل میں لے کر دنیا سے رخصت ہوتا ہے، اور اس کی اصلاح اس لئے نہیں کرتا کہ مبادا کم فہم لوگ اُنہی نہ سمجھ جائیں، اور سچائے نفع کے نقصان پہنچ جائے، پس اگر حضرت صدیقہؓ جو خود اس واقعہ کی راوی بھی ہیں، اس قسم کے امور کی زیادہ رعایت کریں، اور ایک کلمہ حق کے عام طور پر کہنے سے اس لئے منع فرمائیں کہ مبادا لوگ اس سے محسوس غلط فہمی میں پڑ جائیں تو کیا بعید ہے۔

اسی طرح حضرت علیؓ نے فرمایا ہے۔

حَدَّثَنَا النَّاسُ بِمَا نَحْنُ فُتُونَا | یعنی لوگوں سے وہ باتیں بیان کر جو کہ

اَلْحَيُّوْنَ اَنْ يَّكْذِبَ اللّٰهُ وَ
رَسُوْلُهُ۔ (رداء البخاری)

وہ سمجھیں، کیا تم پسند کرتے ہو کہ مخلوق

عالمِ اداس کے رسول کی تکذیب کی جائے؟

الغرض حضرت عائشہؓ اور حضرت مغیرہؓ کے اقوال میں لابی بعدی کے لفظ سے ممانعت مصلحتِ عوام اور ان کو غلط فہمی سے بچانے کے لئے ہے، فی نفسہ ان الفاظ کی مخالفت نہیں، ورنہ عیاذ باللہ ان دونوں حضرات کے اقوال ایک متواتر حدیث نبوی کے مخالف اور محارض ہوں گے جس کو کوئی سمجھدار انسان گوارا نہیں کر سکتا، پھر اگر بالفسر ض ایسا ہو تو یہ بھی ظاہر ہے کہ اس وقت امت کے لئے راہِ عمل اور قابلِ اعتماد وہی فرمان ہوگا جو خود حضرت رسالتِ پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر ثابت ہوا نہ کہ دو صحابی کے اقوال جن کی سند کا سہی کچھ نتیجہ نہیں۔

ناظرینِ کرام نے ملاحظہ فرمایا کہ آیت مذکورہ کی جو تفسیر عرض کی گئی اس کے شاہد حضرت قتادہ اور عبد اللہ بن مسعود اور حضرت حسن اور صدیقہ عائشہ اور مغیرہ بن شعبہ جیسے حضرات ہیں۔ اُن کے علاوہ حضرت جابر اور حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابوالطفیل اور حضرت ابوہریرہ اور حضرت انس اور حضرت عفان بن مسلم اور حضرت ابو معاویہ، حضرت جبیر بن مطعم اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم، حضرت ابی بن کعب اور حضرت حذیفہ اور حضرت ثوبان، حضرت عبادہ بن الصامت، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عطاء بن یسار، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عیاض بن ساریہ، حضرت عقبہ بن عامر اور حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت ام کرزہ، حضرت فاروق اعظم، حضرت اُمّ ایمن، وغیرہم، چونسٹھ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و عنہا جمعین سے بھی ختم نبوت کے وہی معنی بالفاظ مختلفہ منقول اور ثابت ہیں، جو ذکر عرض کئے گئے، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔

اگر قلب میں کوئی احساس اور دماغ میں سمجھنے کا کچھ مادہ ہے، تو کوئی مسلمان بلکہ کوئی منصف مزاج کا فیر بھی ان چونسٹھ حضرات صحابہ کی شہادتوں کے بعد ہمارے

دعوے کے ثبوت میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کر سکتا، ورنہ پھر ہدایت و ضلالت
کبھی بشر کے قبضہ میں نہیں، بَلِ الْأَمْرُ بِاللّٰهِ يُصَرِّفُ كَيْفَ يَشَاءُ۔

آیت مذکورہ کی تفسیر | خداوند علیم و خیر ہی کو معلوم ہے کہ کتنے متقدمین اور متاخرین
ائمہ تفسیر کے اقوال سے بڑے اور چھوٹے علماء و صلحا نے اس وقت تک تفسیر میں

کتابیں لکھی ہیں اور کتنی موجود ہیں۔

لیکن اجمالاً یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ اتنی کثیر ہیں کہ سب کا احاطہ کسی بشر سے
نہیں ہو سکتا، مجھے تو اپنے اس مضمون میں سب کے استیعاب کی نہ ضرورت ہے، اور
نہ میری قدرت میں ہے، بلکہ صرف چند مشہور و معتبر تفسیر کے حوالے اور مفسرین کے
اقوال ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں تاکہ ناظرین اُن سے یہ اندازہ کر لیں کہ جن بزرگان دین
نے اپنی تمام عمر کو اسی میدان کی سیاحت میں ختم کر دیا ہے، انہوں نے اس آیت
کریمہ کی مراد کیا سمجھی ہے اور اس کی تفسیر کیا کی ہے۔

امام المفسرین حضرت ابو جعفر ابن جریر طبریؒ اپنی عظیم الشان تفسیر میں نقل فرماتے ہیں:-

”لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم
النبیین یعنی وہ شخص جس نے نبوت کو ختم کر دیا
اور اس پر مہر لگا دی پس وہ آپ کے بعد کسی
لئے نہ کھولا جائے گی قیامت کے قائم
ہونے تک اور ایسا ہی ائمہ تفسیر معابد

وَلِكُنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ
النَّبِيِّينَ الَّذِي خَتَمَ النَّبُوَّةَ
نَطَبَهُ عَلَيْهِمَا فَلَا تُفْتَحُ إِلَّا بِحَدِّ بَعْدُ
إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ وَبِحَوْلِ الَّذِي
قُلْنَا قَالَ أَهْلُ السَّادِثِ -

تابعین نے سنرایا ہے :-

(ابن جریر، مفہم ۱۱، جلد ۲۲)

امام المفسرین ابن جریرؒ کی اس عبارت کے بعد بھی کیا کوئی انسان یہ کہہ سکتا ہو کہ
خاتم النبیین سے صرف انبیاء و اصحاب شریعت کا اختتام ثابت ہوتا ہے، مطلقاً
ختم النبوت ثابت نہیں ہوتا جب کہ انھوں نے تاکید در تاکید کے ساتھ یہ بھی صاف
صاف فرمایا کہ لَا تُفْتَحُ إِلَّا بِحَدِّ بَعْدُ، یعنی منصب نبوت عطا کرنے کا دروازہ آپ
کے بعد کسی کے لئے مطلقاً قیامت تک نہ کھولا جائے گا۔

اور پھر صرف یہی نہیں کہ یہ ان کی ذاتی رائے اور اجتہاد ہے بلکہ جیسا کہ انکی عادت
ہے یہ بھی تصریح فرمادی کہ یہی تفسیر صحابہ و تابعین وغیرہم سے مروی ہے، اور جس کو

اس کے بعد متعدد اسانید کے ساتھ متعدد حضرات کی روایت کیا ہے۔

حضرت علی بن حسینؑ سے ابن جریر نقل فرماتے ہیں :-

بِكسْرِ الشَّاءِ مِنْ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ
يَبْعَثُ أَنَّهُ حُكْمُ النَّبِيِّينَ
(القول) وَقَرَأَ ذَلِكَ فِيمَا يُدْكِرُ
الْحَسَنُ وَالْعَاصِمُ وَخَاتِمُ
النَّبِيِّينَ بِقَوْلِهِ الشَّاءِ يَبْعَثُ أَنَّهُ
اخْتِارَ النَّبِيِّينَ (ابن جریر ص ۱۱۷ ج ۲)

ع غاتم النبیین بکسر التاء، اس معنی میں
آپؑ نے تمام انبیاء کو ختم کر دیا اور جیسکہ
نقل کیا جاتا ہے، قرآن میں سے حسن اور
عاصم نے اس لفظ کو غاتم النبیین یعنی
التاء پڑھا ہے اس معنی میں کہ آپؑ آخر
النبیین ہیں ؟

حضرت حسینؑ نے یہ بھی فیصلہ فرمادیا کہ جمہور کی قرارت بکسر التاء کو اختیار
کیا جائے، یا حسن اور عاصم کی قرارت بفتح التاء کو، بہر حال ان کا حاصل ایک ہو،
صرف ترجمہ لفظ اور تخریج صیغہ کا فرق ہوگا۔

رئیس المفسرین حافظ عماد الدین ابن کثیر اپنی مقبول و مستند تفسیر میں آیت مذکورہ
کی تفسیر کرتے ہوئے ہمارے دعوے کو نہایت وزن دار الفاظ میں روشن فرماتے ہیں :-

فَهَذِهِ الْآيَةُ نَصٌّ فِي أَنَّهُ لَا نَبِيَّ
بَعْدَهُ وَإِذَا كَانَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ
فَلَا رَسُولَ بِالطَّبِيعِ الْأَوَّلَى
وَالْأُخْرَى لِأَنَّ مَقَامَ الرِّسَالَةِ
أَخَصُّ مِنْ مَقَامِ النُّبُوَّةِ فَإِنَّ
كُلَّ رَسُولٍ نَبِيٌّ وَلَا تَعْلِكُمْ وَ
بِذَلِكَ وَرَدَتْ الْأَحَادِيثُ
الْمُتَوَاتِرَةُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَلِّ
جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمْ (ابن کثیر ص ۸۹ ج ۲)

”پس یہ آیت اس بات میں نص مرتب ہو
کہ آپؑ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور
جب کوئی نبی نہ ہوا تو رسول بعد از اولی نہ
ہوگا کیونکہ مرتبہ رسالت کا نسبت مرتبہ
نبوت کے خاص ہے، ہر رسول کا نبی ہونا
ضروری ہوا اور ہر نبی کا رسول ہونا ضروری
نہیں (جیسا کہ ہم نے مقدمہ رسالہ میں مفصل
عرض کیا ہے) اور اسی پر رسول اللہ صلی
علیہ وسلم سے احادیث متواتر وارد ہوئی
ہیں جس کو صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت
نے آپؑ سے نقل کیا ہے ؟“

ابن کثیر بھی ساتویں صدی ہجری کے اُن علماء میں سے ہیں جن کو حجۃ الاسلام

کہا جاسکتا ہے، تفسیر میں ان کی اس کتاب کا مرتبہ سلفاً و خلفاً مسلم ہے۔
 اس جلیل القدر مفسر کے الفاظ کو ملاحظہ فرمائیے اور اندازہ کر لیجئے کہ آیت مذکورہ
 کی تفسیر میں جو کچھ ہم نے عرض کیا وہ کس طرح قرآن و حدیث اور آثارِ صحابہ اور اقوالِ
 ائمہ کا ٹھیک اُردو ترجمہ ہے، اس میں وہ حقیقت ہمارا کوئی تصرف نہیں۔
 ابن کثیرؒ نے یہ بھی صاف کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت
 و رسالت کسی کو نہیں مل سکتی، کیونکہ رسول تو صاحبِ شریعت نبی کو کہا جاتا ہے اور
 نبی عام ہے صاحبِ شریعت ہو یا غیر صاحبِ شریعت۔ چونکہ آیت میں بجائے
 ختم المرسلین کے خاتم النبیین فرمایا ہے، اس لئے معلوم ہوا کہ ہر قسم کی نبوت کا انتقام
 بتلانا منظور ہے، تشریحی ہو یا بقول مرزا غیر تشریحی، یا بصورت ظلیت و بروزیت
 یا اور کسی صورت سے۔

نیز اس ارشاد سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ختم نبوت کی احادیث متواتر ہیں اور ان کی
 روایت کرنے والی صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت ہے۔
 اس کے بعد ابن کثیرؒ نے بہت سی احادیث ختم نبوت پر پیش فرمائی ہیں، جن کو
 انشاء اللہ تعالیٰ حصہ احادیث میں مستقل طور پر ہدیہ ناظرین کیا جائے گا۔
 اخیر میں اس جلیل القدر مفسر نے نتیجہ کے طور پر عقیدہ ختم نبوت پر ایک مفصل اور مؤکد
 تحریر فرمائی ہے جو خصوصیت کے ساتھ قابلِ ملاحظہ ہے، جس کو دیکھ کر یہ گمان ہونے
 لگتا ہے کہ علامہ ابن کثیر اب سے سات سو برس پہلے شاید قادیانی مرزا کے حالات
 سے بطریق کشف مطلع ہو کر ان کی تردید کر رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیے عبارت ذیل :-

فَإِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ تَعَالَى بِالْعِبَادِ
 أَرْسَلَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
 سَلَّمَ إِيَّاهُمْ ثُمَّ مِنْ تَشْرِيفِهِ لَهُ خَتَمَ
 الْأَنْبِيَاءَ وَالْمُرْسَلِينَ بِهِ وَ
 الْكَمَالَ الدِّينَ الْخَفِيفَ لَهُ وَ
 أَخْبَرَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي
 كِتَابِهِ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

”پس بندوں پر خدا کی رحمت ہی ہے،
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کی طرف بھیجا،
 پھر اللہ تعالیٰ کی جانب سے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی تعظیم و تحکیم میں سے یہ بات
 بھی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر تمام انبیاء
 اور رسل علیہم السلام کو ختم کیا اور دین
 خفیف کو آپ کے لئے کامل کر دیا اور

فِي الشَّيْءِ الْمُتَوَاتِرَةِ عَنْهُ أَنَّهُ
لَا يَبْقَى بَعْدَهُ لِيَعْلَمُوا أَنَّ كُلَّ
مَنْ ادَّعَى هَذَا الْمَقَامَ بَعْدَهُ
فَهُوَ كَذَّابٌ أَفَّا لَكَ دَجَالٌ
مِثْلُ مُغِيلٍ وَلَوْ تَحَرَّقَ وَ
تَعَبَدَ وَ أَلَى بِأَنْوَاعِ السَّحْرِ
وَالطَّلَاسِمِ وَالتَّيْرِ وَحَيَاتِ
كُلِّهَا مُحَالٌ وَ مَثَلًا عِنْدَ
أُولِي الْأَلْبَابِ كَمَا أَخْبَرَنِي
اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَ عَلَى بَدَنِ الْأَنْبِيَاءِ
لُغْضِي بِالْيَمِينِ وَ مُسَيِّمَةِ الْكَذَّابِ
بِالْيَمَامَةِ مِنَ الْأَحْوَالِ الْفَاسِدَةِ
وَالْأَقْوَالِ الْبَارِدَةِ مَا عِلْمُ كُلِّ
ذِي لُبٍّ وَ فَعْمٍ وَ حِجْبِي أَنَّهُمَا كَانِيَا
مَثَلَانِ لَعَنَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى وَ
كَذَلِكَ كُلُّ مُدَّعٍ لِيَذِلَّ إِلَيَّ
يَوْمَ الْقِيَمَةِ حَتَّى يَخْتَمُوا بِالْمَسِيحِ
الَّذِي جَالٍ يَخْلُقُ اللَّهُ تَعَالَى مَعَهُ
مِنَ الْأُمُورِ مَا يَشْهَدُ الْعُلَمَاءُ وَ
الْمُؤْمِنُونَ بِكَذِّبٍ مَنْ جَاءَ
بِهَذَا (ابن کثیر ص ۹۱ ج ۸)

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اس کے
رسول نے اپنی احادیث متواترہ میں خبری
ہے کہ میرے بعد کوئی نبی پیدا ہونے والا
نہیں تاکہ امت جان لے کہ ہر وہ شخص جو
آپ کے بعد اس مقام (نبوت) کا دعویٰ
کے وہ بڑا جھوٹا، افتراء پر داز، دجال،
گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے، اگرچہ آگ
بھڑکے اور شیعہ بازی کرے اور قسم
قسم کے جادو اور طلسم اور نیز عجیب و گھبراہٹ
اس لئے کہ یہ سب کا سب عقلاء کے نزدیک
باطل اور گمراہی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
اسود طلسمی (مدعی نبوت) کے ہاتھ پر
اور مسیلہ کذاب (مدعی نبوت) کے ہاتھ پر
یہاں میں احوالِ فاسدہ اور اقوالِ بارہ
ظاہر کئے جن کو دیکھ کر ہر عقل و فہم اور تیز
والایہ سمجھ گیا کہ یہ دونوں جھوٹے اور گمراہ
کرنے والے ہیں، خداوندان پر لعنت
کرے اور ایسے ہی قیامت تک ہر مدعی
نبوت پر یہاں تک کہ وہ مسیح دجال پر ختم
کر دیئے جائیں گے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے
امور پیدا فرما دیے تاکہ علماء اور مسلمانان
اس کے جھوٹے ہونے کی شہادت دیں گے؟

خط کشیدہ الفاظ کو غور سے پڑھئے، کیا ابن کثیر جیسے امام کی اس بلند اور پرچوش
آواز نے بھی آپ کو بیدار نہیں کیا، کیا ایسے ایسے صاف بیانات کے بعد بھی یہی
کہیں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دنیا میں کوئی کسی قسم کا نبی پیدا ہو سکتا ہو؟

اور شیخ جلال الدین سیوطی نے اپنی مفصل تفسیر درمنثور، صفحہ ۲۰۴، جلد ۵ میں بھی صحابہ تابعین اور ائمہ مفسرین کے اقوال پر اعتماد کرتے ہوئے آیت مذکورہ کی تفسیر دی قرار دی ہے جو مکرر عرض کی گئی۔

نیز اپنی مختصر تفسیر جلالین میں بھی اسی مضمون کو واضح بیان فرمایا ہے۔ اور علامہ زحمتی نے اپنی مشہور و مقبول تفسیر کشاف میں اس آیت کی شرح کرتے ہوئے فرمایا:

”خاتم بفتح التاء بمعنی آئہ مہر اور بکسر تاء بمعنی مہر کرنے والا یا ختم کرنے والا اولیٰ معنی (یعنی ختم کرنے والا) کی تقویت کرتی ہو حضرت عبداللہ بن مسعود کی مسرات وَكُنْ نَبِيًّا خَتَمَ الْبَشَرِ، پس اگر آپؐ کہیں کہ آپؐ آخر الانبیاء کس طرح ہو سکتے ہیں حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں آسمان سے اتریں گے، تو ہم کہیں گے کہ آپؐ کے آخر الانبیاء ہونے کے یہ معنی ہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی شخص نبی بنایا جائے گا، تو اب نزول عیسیٰ علیہ السلام سے کچھ اتر

خَاتَمٌ يَفْتَحُ النَّارَ بِمَعْنَى الطَّائِبِ وَبِكُسْبِهَا بِمَعْنَى الطَّائِبِ وَفَاعِلُ الْخَتْمِ وَتَقْوِيهِ قِرَاءَةُ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَكَانَ نَبِيًّا خَتَمَ النَّبِيِّينَ فَإِنْ قُلْتَ كَيْفَ كَانَ آخِرَ الْأَنْبِيَاءِ وَعِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْزِلُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قُلْتَ مَعْنَى كَوْنِهِ آخِرَ الْأَنْبِيَاءِ أَنَّهُ لَا يَنْبَأُ أَحَدٌ بَعْدَهُ وَعِيسَى مِمَّنْ يُتَى قَبْلَهُ ۝

(کشاف مصری، صفحہ ۲۵۲۱)

نہیں ہو سکتا کیونکہ عیسیٰ اُن لوگوں میں سے ہیں جو آپؐ سے پہلے نبی بنا کر بھیجے گئے۔“

علامہ زحمتی جو علامہ فنون تفسیر کے لغت عرب اور فنون عربیت کے بیکتا امام مسلم ہیں، انہوں نے خاتم النبیین کے معنی یہی سمجھے کہ کوئی کسی قسم کا نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں ہو سکتا، اور اسی لئے اُن کو نزول عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ جواب دینا پڑا کہ خاتم النبیین کا مفہوم یہ ہے کہ ”آپؐ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا“، ولہذا نزول عیسیٰ علیہ السلام اس کے مخالف نہ ہوا، کیونکہ وہ اُس وقت نبی نہ بنیں گے بلکہ وہ اپنی پہلی نبوت پر بدستور باقی ہیں، جیسا کہ ہم اوپر کسی قدر تفصیل کے ساتھ عرض کر چکے ہیں۔

نیز امام رازیؒ اپنی تفسیر کبیر، صفحہ ۶۱۷ جلد ۲ مطبوعہ مصر میں بھی اسی مضمون اور

تفسیر کی تائید فرمائی ہے۔

اور سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور دستند تفسیر روح المعانی میں آیت مذکور کی تفسیر نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھتے ہوئے فرمایا ہے :-

”اور نبی سے مراد وہ ہے جو رسول سے عام ہے پس آپ کے خاتم النبیین ہونے سے خاتم المرسلین ہونا بھی لازم ہوگا

وَالْمُرَادُ بِالنَّبِيِّ مَا هُوَ أَعَمُّ مِنَ
الرَّسُولِ فَيَلْزَمُ مِنْ كَوْنِهِ
مَعَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
كَوْنَهُ خَاتَمُ الرُّسُلِ (ج ۷، ص ۶۰)

جیسا کہ اوپر ابن کثیر سے نقل کیا جا چکا ہے، شیخنا سید محمود آلوسی بھی وہی فرمایا ہے
میں جس میں یہ بات صاف کر دی گئی ہو کہ خاتم النبیین سے مطلقاً انبیاء کا اختتام
بتلاً نامنظور ہے، اس میں کسی قسم کی تخصیص یا استثناء نہیں ہے۔
مگر اس سے جو ایک سطحی اور سرسری نظر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا
غلات سمجھا جا سکتا تھا اس کے ازالہ کے لئے فرماتے ہیں :-

”اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین
ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ کے اس عالم
میں وصف نبوت کے ساتھ متصف ہونے
کے بعد وصف نبوت کا پیدا ہونا بالکل منقطع ہو گیا
جن دانس میں سے کسی میں اب یہ وصف
پیدا نہیں ہو سکتا، اور یہ مسئلہ ختم نبوت
اس عقیدے ہرگز معارض نہیں، جس پر
امت نے اجماع کیا ہے، اور جس پر احادیث
شہرت کو پہنچی ہوئی ہیں اور شاید حج
قواتر مغنوی کو پہنچ جائیں اور جس پر
مستران نے تصریح کی اور جس پر ایمان
لانا واجب ہے، اور اس کے منکر مثلاً
فلاسفہ کو کامنہر سمجھا گیا ہے، یعنی نزول

وَالْمُرَادُ بِكُونِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ
السَّلَامُ خَاتَمُهُمْ انْقِطَاعُ حُدُودِ
رُصْفِ النُّبُوَّةِ فِي أَحَدٍ مِنْ
التَّقَاتِيْنَ بَعْدَ تَخْلِيَةِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ بِهَا فِي هَذِهِ النَّشْأَةِ
وَلَا يَقْدَحُ فِي ذَلِكَ مَا أَجْمَعَتْ
عَلَيْهِ الْأُمَّةُ وَاسْتَهْمَتْ فِيهِ
الْأَخْبَارُ وَلَعَلَّهَا بَلَغَتْ مَبْلَغَ
الشَّوْائِرِ الْمُعْتَوِيَةِ وَتَعَلَّقَ بِهِ
الْكِتَابُ عَلَى قَوْلٍ وَدَحَبَ الْإِسْلَامُ
بِهِ وَكَفَّرَ مُنْكَرُهُ كَالْفَلَسَفَةِ
مِنْ نَزُولِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ
أَخِرَ الزَّمَانِ لِأَنَّهُ كَانَ نَبِيًّا

قَبْلَ نَحْنُ مَبِيتِنَا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
بِالشُّبُوحِ فِي هَذِهِ النَّشْأَةِ .
(روح المعانی ص ۶۰ ج ۷)

یعنی علیہ السلام آخر زمان میں، کیونکہ وہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عالم میں
نبوت طے سے پہلے وصف نبوت کے ساتھ
مشتمل ہو چکے تھے ؟

عبارت مذکورہ الصدر میں جس صراحت و وضاحت کے ساتھ ختم نبوت اور
اس کے صحیح مفہوم کو بیان کیا گیا ہے، اس کو دیکھتے ہوئے میں کسی مسلمان پر یہ گمان
نہیں کر سکتا کہ اب بھی اس کو کوئی شک باقی ہے۔
نیز اسی آیت کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں جو خصوصیت کے ساتھ
قابل ملاحظہ ہے :-

وَكُونَهُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ مِمَّا نَطَقَ بِهِ
الْكِتَابُ وَمَدَّ عَنَّا بِهِ الشَّعْءُ
وَأَجْمَعَتْ عَلَیْہِ الْأُمَّةُ فَيَكْفُرُ
مُدَّعِیْ خِلَافِہِ وَيُقْتَلُ إِنْ أَصَرَ
(روح المعانی ص ۶۵ ج ۷)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر
انبیین ہونا ان مسائل میں سے ہے جن پر
قرآن بول اٹھا اور جن پر احادیث نے صاف
صاف تقریر کی اور جس پر امت نے اجماع کیا،
اس لئے اس کے برخلاف کا دعویٰ کرنے
والے کو کافر سمجھا جائے گا، اور اگر توہینہ
کرسے تو قتل کر دیا جائے ؟

اور تفسیر کی مشہور و مستند کتاب خازن میں ہے :-

خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ خَتَمَ اللہُ بِهِ
الشُّبُوحَ فَكَانَ بُدْوً بَعْدَ آئِ
وَلَا مَعَكَ (خازن صفحہ ۱۳۶)

خاتم النبیین یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ
پر نبوت ختم کر دی، پس نہ آپ کے بعد کوئی
نبوت ہو اور نہ آپ کے ساتھ ہے ؟

اور علامہ نسفی نے اپنی مستند و معتبر تفسیر مدارک التنزیل میں لکھا ہے :-

خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ بِفَتْحِ التَّاءِ عَامٌّ
بِمَعْنَى الطَّائِعِ آئِ أَخْرَجَهُمُ بَعْنِی
لَا یَنْبَأُ أَحَدٌ بَعْدَ ذَہِی
عَلِیْہِ السَّلَامُ مِنْ نَبِیٍّ تَبْلُو وَغَیْہِ

خاتم النبیین عام کی قرارت میں بفتح
التاء بمعنی مہر جس سے مراد آخر ہو، یعنی آپ
کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنا یا جائے گا اور
علیہ آپ سے پہلے نبی بنا ئے گئے تھے

يَكْسِرُ الشَّاءَ بِمَعْنَى الطَّايِعِ وَ
فَاعِلٌ لِّلْخُدْمِ وَتَقْوِيهِ قِيَاءٌ
عَبْدُ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ .

(مدارک بر حاشیہ خازن ص ۳۷۲)

اس لئے اُن کے نزول سے کوئی اعتراض
نہیں ہو سکتا اور علاوہ مامم کے سب
قرآن کے نزدیک بحسب التابیع یعنی مہر کر نیوالا
اور ختم کر نیوالا اور اسی معنی کی تائید کرتی ہے
عبداللہ بن مسعود کی قراءت :-

اور علامہ زرقانی نے شرح مواہب لدنیہ ص ۲۶ ج ۵ میں آیت مذکورہ کی

توضیح کرتے ہوئے فرمایا ہے :-

وَمِنْهَا (بَعْنِي مِنْ خَصَائِصِهِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ) أَنَّهُ خَاتِمُ
الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ كَمَا
قَالَ تَعَالَى وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ
وَخَاتِمَ النَّبِيِّينَ أَمَى آخِرُهُمْ
الَّذِي خَتَمَهُمْ أَوْ خَتَمَ وَابِهِ
عَلَى قِرَاءَةِ عَاصِمٍ بِالْفَتْحِ وَرَوَى
أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالحَاكِمُ
بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعًا
أَنَّ الرِّسَالَةَ وَالنَّبُوَّةَ قَدْ
انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي
وَلَا نَبِيٍّ قِيلَ مَنْ لَا نَبِيٍّ بَعْدَهُ
يَكُونُ أَشْفَقَ عَلَى أُمَّتِهِ وَهُوَ
كَوَالِدٍ لَيْسَ لَهُ غَيْرُهُ وَلَا يَفْتَدِي
نَزَلَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَهُ
لِأَنَّهُ يَكُونُ عَلَى دِينِهِ مَعَ أَنَّ
الْمُرَادَ أَنَّهُ آخِرُ مَنْ نَبِيٌّ .

(زرقانی شرح مواہب ص ۳۷۴ ج ۵)

”اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات
میں سے یہ بھی ہے کہ آپ سب انبیاء و
رسل کے ختم کر نیوالے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے ”وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتِمَ
النَّبِيِّينَ“ یعنی آخر النبیین جن نے انبیاء
کو ختم کیا یا جن پر انبیاء ختم کئے گئے،
اور یہ یعنی عاصم کی قراءت یعنی بالفتح پڑھنے
کے وقت میں اور امام احمد اور ترمذی و
حاکم نے باسناد صحیح حضرت انس سے
روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ رسالت و نبوت منقطع ہو چکی
نہ میرے بعد کوئی رسول ہو اور نہ نبی، کہا
جاتا ہے کہ جس نبی کے بعد کوئی نبی نہ ہو وہ
اپنی امت کے لئے زیادہ شفیق ہوگا اور
مثلاً اس باپ کے ہے کہ جس کی اولاد
کے لئے اس کے بعد تربیت اور نگرانی
کرنے والا نہ ہو، اور نزول عیسیٰ علیہ
السلام سے ختم نبوت پر کوئی اعتراض

نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ہوں گے، علاوہ بریں متم نبوت سے مراد یہ ہے کہ آپ سب کے آخر میں نبی بنائے گئے اور ظاہر ہے عیسیٰ علیہ السلام پہلے نبی بن چکے ہیں :-

اور ابو حیانؒ اپنی عظیم الشان تفسیر بحر محیط ص ۲۳۶ ج ۷ میں اسی مضمون کی حروف بحرف تائید فرماتے ہیں۔

اسی طرح علامہ ابوالسعودؒ اپنی تفسیر میں عین یہی مضمون بیان فرماتے ہیں، دیکھو تفسیر ابوالسعود بر حاشیہ تفسیر کبیر، ص ۷۸۸، ج ۶۔

اور علامہ احمد صاحب معروف بملاً جیون دہلوی، استاذ عالمگیری تفسیر احمدی میں بھی یہی فرماتے ہیں۔

اور قاضی عیاضؒ نے شفاء میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے جس قدر وضاحت اور صفائی کے ساتھ ہمارے دعوے کو ثابت فرمایا ہے وہ بھی خصوصیت کے ساتھ قابل ملاحظہ ہے، وہ یوں ہے :-

وَمَنْ ادَّعى السُّبُوَّةَ لِنَفْسِهِ اَوْ
جَوْرَ الْكِتَابِهَا وَالْبُلُوغِ بِصَفَاءِ
الْقَلْبِ اِلَى مَرْتَبَتِهَا كَالْفَلَّاسَةِ
وَالْعَلَاةِ الْمُتَقَوِّفَةِ وَكَذَلِكَ
مَنْ ادَّعى مِنْهُمْ اَنْهُمْ يُوْحَى
اِلَيْهِ وَاِنْ كُنْ مِنْ السُّبُوَّةِ
اَوْ اَنَّهُ يَصْعَدُ اِلَى السَّمَاءِ وَ
يَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَيَاكُلُ مِنْ اَشْجَاهَا
وَيَعَانِقُ الْخُورَ الْعَيْنِ فَهُوَ لَا
كَلْبَهُمْ كَقَدْرٍ مُكَدِّ بُؤْنٍ لِلشَّيْ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ اِلَّا اَنَّهُ
اَخْبَرَ اَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ
خَاتِمَ النَّبِيِّينَ وَلَا يَنْبِىْ بَعْدَ

اور جو شخص اپنے لئے نبوت کا دعویٰ کرے
یا صفائی قلب کے ذریعے نبوت کے مرتبہ
تک پہنچے اور اس کے حامل کرنے کو جائز
سمجھے مثل فلاسفا اور حدود شریعت سے
تجاوز کرنے والے مدعیین تصوف کے،
اور ایسے ہی وہ شخص جو یہ دعویٰ کرے کہ
اس پر وحی آتی ہے اگرچہ نبوت کا دعویٰ
نہ کرے یا جو یہ کہے کہ وہ آسمان پر چڑھتا
اور جنت میں داخل ہوتا ہے اور
وہاں کے میوے کھاتا ہے اور جہنم سے
معاذ کرتا ہے پس یہ سب کے سب
کفار ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی تکذیب کرنی والے ہیں اس لئے آپ

وَأَخْبَرَ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى أَنَّهُ
خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَأَنَّهُ أُرْسِلَ
إِلَى كَانَةِ النَّاسِ وَاجْتَمَعَتْ
الْأُمَّةُ عَلَى حَسْلِ هَذَا الْكَلَامِ
عَلَى ظَاهِرِهِ وَأَنَّ مَقْهُومَهُ
الْمُرَادِيهِ دُونَ تَأْوِيلٍ وَ
لَا تَخْصِيصٍ فَلَا شَكَّ فِي كُفْيِ
هَؤُلَاءِ الطَّوَالِفِ كُلِّهَا نَاطِعًا
اجْتِمَاعًا وَاسْتِعَاً.

(شفا، مطبوعہ بریلی، ص ۳۶۲)

خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں، اور
آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، اور خدا کی طرف
سے قرآن میں یہ خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین
ہیں اور یہ کہ آپ تمام عالم کے انسانوں کی
طرف رسول ہیں، اور امت نے اجماع
کیا ہے کہ اس کلام کو اپنے ظاہر پر چل کیا
جائے، اور اس پر کہ اس آیت کا نفس
مفہوم ہی مراد ہے بغیر کسی تاویل و تخصیص
کے، پس ان تمام فرقوں کے کفر میں کوئی
شک نہیں، بلکہ قطعی طور سے اجماعاً
اور نفلاً ثابت ہے۔

اس ترجمہ میں خط کشیدہ الفاظ پر سیکر غور کیجیے کہ قادیانی و جبل و فریب کو کس طرح
مٹا یا گیا ہے، کہ لفظوں سے جو معنی ظاہر ہیں یعنی تمام انبیاء کے ختم کرنے والے اور
آخر ہی معنی مراد ہیں، اور ان میں نہ ظلی اور بروزی مستثنیٰ ہیں اور نہ کوئی غیر شرعی۔
اور تفسیر مراجع لبید لکشف معنی القرآن المجید، جلد دوم میں بھی آیت مذکورہ کی
تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:-

وَتَسْمِيَةُ نَبِيِّنَا خَاتِمِ الْأَنْبِيَاءِ
لِأَنَّ الْخَاتِمَ آخِرُ الْقَوْمِ قَالَ
اللَّهُ تَعَالَى وَكَلِّمَ رَسُولَ اللَّهِ
وَخَاتِمِ النَّبِيِّينَ ثُمَّ قَالَ وَ
نَفِي الْأَعْمَ يَسْتَلْزِمُ نَفِي الْأَخَرِ
(کلیات الباقی، ص ۳۱۹)

”اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
خاتم النبیین کہنا اس لئے ہے کہ خاتم کے معنی
آخر القوم کے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہو وَكَلِّمَ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتِمِ النَّبِيِّينَ اور
نفی عام کی مستلزم بر نفی خاص کے ہے
یعنی آپ کے بعد نبوت کی نفی رستا کی نفی کو
مستلزم ہے۔“

اور شرح تعرف میں ابوالبرہیم بخاریؒ نے بھی آیت مذکورہ کی یہی تفسیر کر کے تصریح فرمایا
ہے کہ آپ کے بعد کوئی مہمسی قسم کا نبی پیدا نہیں ہو سکتا (دیکھو شرح تعرف ص ۱۴۳ ج ۱)

اور حجۃ الاسلام امام غزالی قدس سرہ جو علوم ظاہرہ و باطنہ کے مسلم امام ہیں اس آیت کی تفسیر میں ایک ایسا مضمون تحریر فرماتے ہیں کہ گویا قادیانی فتنہ ان پر منکشف ہو گیا تھا، اسی کے رد کے لئے یہ الفاظ لکھے ہیں۔

• خوب سمجھ لو کہ تمام امت نے غامضین کے الفاظ سے ہی سمجھا ہے کہ یہ آیت یہ لاریا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ رسول، اور اس پر بھی اجماع و اتفاق ہے کہ نہ اس آیت میں کوئی تاویل ہو اور نہ تخصیص اور میں نہیں نے اس آیت میں کسی قسم کی تخصیص کے ساتھ کوئی تاویل کی اس کا کلام ایک بھاس و ہڈیان ہو، اور یہ تاویل اس کے اوپر کفر کا حکم کرنے سے روک نہیں سکتی، کیونکہ وہ اس نص صریح کی تکذیب

اِنَّ الْاُمَّةَ قَدْ فُتِنَتْ مِنْ
هٰذَا الْكَلِمَةِ اِنَّهٗ اَنْفَعَمَ عَدَمَ
نَبِيٍّ بَعْدَ اَبَدًا وَعَدَمَ رَسُوْلٍ
بَعْدَ اَبَدًا وَاِنَّهٗ لَكَيْسٌ فِیْہِ
تَاوِیْلٌ وَلَا تَحْصِیْشُ فِكْلَامُہٗ
مِنْ اَلْوَاغِ الْہٰذِیْنَ لَا یَسْتَمُ
اَلْحُكْمَ یَتَفَكَّرُہٗ لَا مَہٗ
مُكْتَوِبٌ لِّہِذَا النَّفٰی الَّذِیْ
اَجْمَعَتْ الْاُمَّةُ عَلٰی اَنَّہٗ غٰیْرُ
مُآدِلٍ وَلَا مَخْصُوْصٍ .

کتاب الاقتصاد للامام الغزالی

کرتا ہے جس کے متعلق امت محمدیہ کا اتفاق ہے کہ اس میں کوئی تاویل تخصیص نہیں ہے

آیت خاتم النبیین میں | امام حدیث علامہ شاطبی جو آٹھویں صدی ہجری کے مشہور تاویل کرنیوالا قتل کیا گیا | و معروف امام ہیں اپنی کتاب اعتصام میں ان کو کوئی ایک مختصر فرست شمار کرتے ہیں، جنہوں نے نبوت یا وحی یا عصمت کا دعویٰ کیا اور باتفاق دبا جماع امت ان کو کافر و مرتد واجب القتل سمجھا گیا (دیکھو اعتصام، ص ۶۲ ج ۲)۔

اسی سلسلہ میں امام موصوف نے قازازی نام کے ایک شخص کا واقعہ لکھا ہے کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا، اور بہت سے ایسے امور دکھلائے جو کرامت و خارق عادت سمجھے جاتے ہیں، عوام ہر زمانہ میں عجائب پرست ہوتے رہے ہیں، اُس وقت بھی ایک جماعت اس کے ساتھ ہو گئی، یہ بھی مرزائی قادیانی کی طرح اتباع و تران کا مدعی تھا، اس لئے اس نے آیت خاتم النبیین میں ایسی تاویلات شریعہ کیں جن کے ذریعہ کسی نبی کی گنجائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مل آئے، مگر باتفاق

علماء وقت اس کا دعویٰ اور تاویلات سب کفر و الحاد قرار دی گئی، اور اُس زمانہ کے امام مقتدر شیخ المشائخ ابو جعفر ابن زبیر رحمہ اللہ کے فتویٰ پر اس کو قتل کر دیا گیا۔

(کتاب الاعتصام للشاطبی ص ۳۶۳)

اس واقعہ نے بھی اس پر مہر کر دی کہ علماء امت آیت مذکور میں کسی قسم کی تاویل و تخصیص کرنے کو بھی کفر و الحاد قرار دیتے ہیں۔

چند اہام اور ان کا اناالہ | آیت خاتم النبیین کی مذکورہ بالا مفصل و مہربن تفسیر کے بعد اگر کسی مسلمان بلکہ کسی سلیم الطبع منصف انسان کو کسی وہم و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی، لیکن دنیا میں ہمیشہ وہ لوگ بھی ہوتے رہے ہیں، جن کو اپنے اہام کے مقابلہ میں کوئی روشن دلیل کارگر نہیں، بغض و عناد کی دیوار اُن کی آنکھوں اور کانوں کے سامنے حجاب بن جاتی ہے۔

اور اس سے زیادہ قابلِ تعجب یہ کہ اپنی شہرہ و شبہ کو آفتاب کا عیب قرار دینے لگتے ہیں، اور اپنی کج فہمی کو دلیل کا تصور بتانے لگتے ہیں۔

مسئلہ ختم نبوت اور آیت خاتم النبیین بھی ان حضرات کی دست دراز یوں سے نہ سچی، ہر صورت سے آیت کی تحریف پر زور مارے اور قرآن و حدیث اور اقوال صحابہ و تابعین اور قواعد لغت کے خلاف احتمالات ایجاد کئے۔

چونکہ مرزائی فرقہ کی چرب لسانی اور مکر و فریب کی ملمع سازی نے ان شبہات کو عوام کے سامنے ایک خوبصورت رنگ میں پیش کیا ہے، جس سے ناواقف لوگوں کے اشتباہ میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے، اس لئے مناسب یہ کہ اس کے ساتھ ہی اُن شبہات کی بھی قلعی کھول دی جائے، وَادَّبَهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا يَصِفُونَ۔

پہلا شبہ | اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا، تو آخر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام جو متفق علیہ نبی ہیں کیسے آ سکتے ہیں حالانکہ اُن کا آخر زمانہ میں آنا مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ اور قرآن و حدیث کا صریح مدلول ہے۔ غرض یا ختم نبوت سے انکار کیجئے اور یا نزول مسیح سے ہاتھ اٹھائیے، یہ وہ شبہ ہے جو فرقہ مرزائیہ کا مایہ ناز اور کار گزار حربہ سمجھا جاتا ہے، خود مرزا صاحب اور ان کے اذنا ب نے اس کو لانا بخلِ محمہ اور ناواقف عوام کے راستے سے ہٹانے

کے لئے ایک خوش نمائندہ سیر سمجھ کر مختلف مواقع میں پیش بھی کیا ہے۔
جواب مشہور ۱۔ اول خاتم النبیین اور آخر النبیین کے معنی از روئے لغت محاورات عرب یہ ہوتے ہیں کہ آپ وصف نبوت کے ساتھ (اس عالم میں) سب سے آخر میں متصف ہوئے، جس کا حاصل صرف یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی شخص کو نبوت نہ دی جائے گی، اور اس وصف نبوت کے ساتھ آئندہ کوئی شخص متصف نہ ہو سکے گا، نہ یہ کہ آپ سے پہلے تمام انبیاء وفات پا گئے ہوں، کلام عرب کی مدد و نظر اس کی شہادت کے لئے موجود ہیں، مثلاً کہا جاتا ہے:-

اخیر الاولاد یا خاتم الاولاد تو باتفاق اہل عربیت اور باجماع عقلاء دنیا اس کے یہی معنی سمجھے جاتے ہیں کہ یہ بچہ سب سے آخر میں پیدا ہوا، اس کے بعد کسی بچہ کی ولادت نہیں ہوئی، نہ یہ کہ اس سے پہلے تمام اولاد اور سب بچوں کا مافیا ہو چکا، اور سب مر چکے، چنانچہ خود مرزا صاحب تریاق القلوب میں اس کو تسلیم کرتے ہیں، جس کی عبارت مع حوالہ عنقریب آتی ہے۔

اسی طرح بولا جاتا ہے خاتم المهاجرین تو کسی عقلمند انسان کے نزدیک اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ پہلے تمام مہاجرین مر چکے، بلکہ ہر تہمیز دار بچہ بھی اس کے یہی معنی سمجھتا ہے کہ اس شخص نے سب سے آخر میں ہجرت کی، اور وصف ہجرت اس کے ساتھ سب سے آخر میں لگا، اب کسی پہلے مہاجر کا دنیا میں باقی رہنا یا آنا اس کے کیا مخالف ہو سکتا ہے۔

اسی طرح اخیر الباقیین، اخیر الزاحلین، اخیر الزاکیین، اخیر الذاہیین، اخیر القادیمین، اخیر الفاتحین، اخیر المساجید وغیرہ کلمات میں کسی کو یہ وہم بھی نہیں گزرتا کہ جو لوگ وصف مضاف الیہ کے ساتھ پہلے متصف ہو چکے ہیں وہ اس آخر اور خاتم کے آنے سے لقمہ موت ہو گئے، بلکہ ان سب کلمات اور ان کی امثال میں ہمیشہ آئندہ کے لئے وصف مضاف الیہ کا انقطاع مراد ہوتا ہو اور بس، اور اسی لئے اگر کسی شخص کو آخر الحاصلین یا خاتم الحاصلین کہا جاتا ہے تو اس کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ یہ شخص سب سے آخر میں بیٹھا، نہ یہ کہ پہلے بیٹھنے والے سب مر گئے، اور آخر الاحلین کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اس شخص نے آخر میں سفر کیا، نہ یہ کہ

پہلے سفر کرنے والے سب مر گئے ، اور اب اُن کا دنیا میں باقی رہنا یا اپنے وطن میں آنا محال ہے ، پھر معلوم نہیں کہ خاتم النبیین اور آخر النبیین سے یہ کیسے سمجھا گیا کہ تمام انبیاء سابقین پر نبوت طاری ہو چکی ، اور عیسیٰ علیہ السلام کا اب دنیا میں آنا آپ کے خاتم النبیین ہونے کے خلاف ہے ۔

اس لفظ کے تمام نظائر مذکورہ کی طرح اس کے بھی یہی معنی کیوں نہیں لئے جاتے کہ آپ سب انبیاء کے بعد متصف بالنبوة ہوئے ، اور آپ کے بعد کسی شخص کو یہ عہدہ نبوت نہیں دیا جائے گا ، اور ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آپ کے بعد عہدہ نبوت نہیں ملا ، بلکہ آپ سے پہلے مل چکا ہے ، اور وہ اس وقت سے آخر عمر تک برابر اس وصف کے ساتھ متصف ہیں ۔

پھر نہیں معلوم کہ آپ کے خاتم النبیین اور آخر النبیین ہونے اور نزول مسیح علیہ السلام کے عقیدہ میں کیا تعارض ہے ۔

(۲) دوسرے یہ کہ حضرت سہل بن سعد الساعدی روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت کے لئے درخواست کی ، آپ نے فرمایا :-

يَا عَمُّ اَقِمِّ مَكَانَكَ اَنْتَ بِهِ	اے میرے چچا اپنی جگہ ٹھہرے جو اس
فَاِنَّ اللَّهَ قَدْ خَتَمَ بِكَ الْهِجْرَةَ	لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ہجرت ختم کر دی ہو
كَمَا خَتَمَ عَلَى النَّبِيِّينَ رِوَاہ	جیسا کہ مجھ پر انبیاء کو ختم کر دیا ہے

الطبرانی والبیہقی وابن عساکر وابن الجار
دیکھئے خود حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم نبوت کو ختم ہجرت کی
تشبیل میں پیش فرما کر بحث کا خاتمہ فرمادیا ۔

کسی ادنیٰ سمجھ بوجھ والے آدمی پر بھی یہ بدگمانی نہیں کی جاسکتی کہ وہ حضرت
عباسؓ کے خاتم المہاجرین ہونے کو اُن سے پہلے ہاجرین کے دنیا میں باقی رہنے
کا مخالف و معارض سمجھے ، یا حضرت عباسؓ پر ختم ہجرت کا یہ مطلب قرار دے کہ
اُن سے پہلے ہاجرین سب مر چکے ۔

پھر ختم نبوت اور خاتم النبیین ہی میں نہ معلوم کس راز کی بناء پر یہ معنی لئے

جاتے اور خواہ مخواہ اس کو حیات عیسیٰ علیہ السلام کا مخالف بتایا جاتا ہے، کیا اس کی وجہ یہی نہیں کہ خاتم النبیین کے صحیح معنی سے مرزا صاحب کی مختصر عمر نبوت کو چھیس لگتی اور ختم ہجرت کے کچھ معنی ہوں اُن کو اس سے کوئی صدمہ نہیں پہنچتا۔

(۳) حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیہ کریمہ
وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَأَمْ وَفِي كِتَابِ التَّوْحِيدِ مِثَاقَهُمْ
مَنْتُ أَزَلِ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ | "میں خلقت میں سب انبیاء سے پہلے
وَ أَخِيَرُهُمْ فِي الْبَعْثِ (ذکرہ) | اور بعثت میں سب کے آخر میں ہوں؛
ابن کثیرؒ فی تفسیرہ ۱/۱۹۹ عن ابن حاتم وابن مردودہ و ابی نعیم و

الدلمی وابن عساکر وابن ابی شیبہ وابن جریر وابن سعد)
اس حدیث نے بھی خاتم النبیین کے معنی کو بالکل صاف کر دیا کہ مراد یہ ہے کہ
آپ کی بعثت دنیا میں سب سے آخر میں ہوئی، نہ یہ کہ آپ سے پہلے سارے
انبیاء علیہم السلام وفات پا چکے، لہذا آپ کا خاتم النبیین ہونا کسی وجہ سے نزول
مسح علیہ السلام کا معارض نہیں ہو سکتا۔

(۴) ابھی عنقریب روایت ابوہریرہؓ گزر چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ "میری مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک محل بالکل تیار ہو صرف ایک اینٹ
کی کمی باقی ہو، اور پھر وہ اینٹ لگا دی جائے تو نبوت کا محل پہلے تیار ہو چکا تھا،
اس میں ایک اینٹ کی کمی باقی تھی جس کو پورا کرنے کے لئے میں بھیجا گیا" (رواہ البخاری
و مسلم وغیرہ من اصحاب السنن)

اس سے بھی صاف معلوم ہوا کہ آپ کے خاتم النبیین ہونے کا صرف یہی مطلب
ہے کہ آپ کی بعثت سب انبیاء کے بعد ہوئی، نہ یہ کہ آپ سے پہلے تمام انبیاء
کی وفات ہو چکی، جیسا کہ خاتمہ کی اینٹ کے لئے دوسری اینٹوں کا معدوم ہو جانا
ضروری نہیں، بلکہ متصور بھی نہیں، اسی طرح خاتم النبیین کے لئے پہلے سب
انبیاء کی موت ضروری نہیں۔

(۵) اور ترمذی نے بروایت حضرت انسؓ نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا :-

أَنَّ الرِّسَالَةَ وَالشُّبُوحَ قَدْ | بیک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی
انْقَطَعَتْ فَلَا رِسُولَ بَعْدِي | پس میرے بعد کوئی رسول اور نہ کوئی نبی؟

وَلَا نَبِيَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ -

اس حدیث میں نبی و رسول کے بجائے وصف نبوت و رسالت کا انقطاع ذکر
کے اس بات کو پوری طرح واضح کر دیا گیا کہ ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ آئندہ وصف
نبوت کے ساتھ متصف ہونا منقطع ہو گیا پہلے انبیاء کا باقی رہنا یا کہیں دنیا میں آنا
کسی طرح ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔

⑥ اُمّ کُرَیْمَہ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

ذَهَبَتِ الشُّبُوحُ وَبَقِيَّتِ | نبوت چلی گئی اور اچھے خواب باقی رہے
الْمُبَشِّرَاتِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجٍ | مئے و

اس میں بھی وصف نبوت کا خاتمہ بیان کر کے ختم نبوت کے وہی معنی واضح کر دیئے
گئے کہ آئندہ کو وصف نبوت کا انقطاع ہو گیا مگر یہ کسی پہلے نبی کے باقی رہنے یا آنے کا
مخالف نہیں۔

⑦ حدیث میں ہے کہ آدم علیہ السلام نے حیر بنی علیہ السلام سے پوچھا کہ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں ؟ انھوں نے فرمایا :-

أَخِيرُ ذَٰلِكَ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ | - انبیاء میں سے آپ کے آخر والا وہی :-
(رواہ ابن عساکر)

اس حدیث نے بالکل صاف کر دیا کہ خاتم النبیین کی مراد یہی ہے کہ آپ انبیاء
میں سے آخر والا وہی ہیں، اور کسی انسان کے نزدیک آخر والا وہی ہے جو مہم پہلی اولاد
کے مرجائے کو مقتضی نہیں اور نہ ان میں سے کسی کے باقی رہنے کا معارف، لہذا آپ کا
آخر الانبیاء و خاتم الانبیاء ہونا نزول عیسیٰ علیہ السلام کے کسی طرح مخالف نہیں ہو سکتا۔
⑧ حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

أَنَا خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَصَفِيٌّ | میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد
خَاتِمُ الْمَسَاجِدِ (رواہ مسلم) | خاتم المساجد :-

مراد یہ ہے کہ میری مسجد مساجد انبیاء کی خاتم اور آخر ہے، جیسا کہ دینی اور دنیاوی

اور بڑا رکی روایتوں میں اس کی تصریح بھی موجود ہے۔

یہ حدیث مسئلہ زیر بحث میں درحقیقت ایک ناطق فیصلہ ہے، کیونکہ خاتم المساجد الانبیاء کے معنی نہیں ہو سکتے کہ آپ کے وجود کے بعد کسی پچھلی نبی کی مسجد باقی نہ رہیگی انبیاء سابقین کی متعدد مسجدیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھیں اور آج تک موجود ہیں، پھر خاتم المساجد کے اگر یہ معنی ہوں گے کہ پہلے انبیاء کی سب مسجدیں فنا ہو چکیں تو بتلاؤ کہ آپ کا یہ فرمان کیسے درست ہوگا، اور جب خاتم المساجد مساجد سابقہ کے بقا کی مخالفت نہیں تو خاتم الانبیاء کسی پہلے نبی کے باقی رہنے یا نزول کے کیوں معارض ہوں گے، بلکہ جس طرح خاتم المساجد کے معنی اس کے سوا نہیں کہ آپ کے بعد کسی نبی جدید کی مسجد تیار نہ ہوگی اسی طرح خاتم الانبیاء کے معنی بھی اس کے سوا نہیں کہ آپ کے بعد عالم میں کسی شخص کو عہدہ نبوت نہ دیا جائے گا۔

⑨ آیت مذکورہ کی تفسیر کے ذیل میں ائمہ تفسیر کے اقوال ابھی گزر چکے ہیں جن میں خود نزول مسیح کا سوال اٹھایا گیا اور سپردی جواب دیا گیا ہے جو ہم نے بوجہ مذکورہ الصدر پیش کیا ہے جن میں سے بالخصوص حضرات ذیل کی تفسیریں مکرر ملاحظہ فرمائیں: سید محمد آلوسی، صاحب روح المعانی؛ زخمشری، صاحب کشاف؛ علامہ نسفی، صاحب مدارک۔

⑩ اقراری ڈگری؛ جن حضرات کو قرآن و حدیث اور آثار صحابہ تابعین اور اقوال سلف میں شفاء نہیں ملتی اور ان کا قلب اُس وقت تک مطمئن نہیں ہوتا جب تک کہ مرزا صاحب کی وحی اور ان کی تصانیف میں اُس کو نہ دیکھ لیں وہ حضرات بھی ملاحظہ فرمائیں، تریاق القلوب، مصنف مرزا صاحب ص ۱۵۷۔

”ضرر ہوا کہ وہ شخص جس پر بہام و کمال دورہ حقیقت آدمیت ختم ہو وہ خاتم الاولاد ہو، یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے“

جب خاتم الاولاد کے معنی مرزا صاحب کے نزدیک یہ ہیں کہ عورت کے پیٹ سے کوئی کامل انسان اس کے بعد پیدا نہ ہو تو خاتم النبیین کے بھی یہی معنی کیوں نہ ہوں گے کہ آپ کے بعد کوئی نبی عورت کے پیٹ سے پیدا نہ ہوگا۔

جس سے دو فائدے حاصل ہوئے ، اول یہ کہ ختم نبوت اور نزول مسیح علیہ السلام میں تعارض نہیں ، خاتم النبیین چاہتا ہے کہ عورت کے پیٹ سے اس کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو ، اور مسیح علیہ السلام آپ کے پیٹ سے پیدا ہو چکے ہیں ۔
دوسرے یہ بھی صاف معلوم ہوا کہ اگر مرزا صاحب ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں تو ان کی نبوت خاتم النبیین کے خلاف ہے ۔

تیسرے یہ بھی متعین ہو گیا کہ جس مسیح کے نزول کی خبر احادیث میں دی گئی ہو وہ اُس وقت ماں کے پیٹ سے پیدا نہ ہوں گے ، ورنہ خاتم النبیین کے خلاف ہوگا اور اس بنا پر مرزا صاحب مسیح موعود بھی نہیں ہو سکتے (تک عشرہ کاملہ)
دوسرا شبہ | جس کو مرزا صاحب نے اپنی متعدد تصانیف میں اور ان کے اذنا ب نے اپنی تحریروں ، تفسیروں میں نہایت پُر زور دعوے کے ساتھ پیش کیا ہے یہ کہ خاتم النبیین میں خاتم کے معنی ” مہر “ ہے اور خاتم النبیین کا یہ مطلب ہے کہ آپ کے بعد آپ کی مہر و تصدیق سے انبیاء نہیں گئے ۔

جواب شبہ | آزادی کا زمانہ ہے ، ہر بد دین کے ہاتھ میں قلم اور سامنے لاوارث قرآن ہے ، جس کا جس طرح جی چاہتا ہے اس کے مطلب پر حکومت کرتا ہے ، اگر خود خداوند عالم نے اس کی حفاظت کا ذمہ نہ لیا ہوتا تو بعید نہ تھا کہ یہ بے خوف بہادر اس کی لفظی و معنوی تحریف میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑتے ۔

کیا قہر نہیں ہے کہ ایک شخص قرآن کی آیت کے معنی قواعد لغت کے خلاف اور خود تصریحات قرآن کے خلاف اور پھر ڈیڑھ سو سے زائد احادیث نبویہ کے خلاف اور سیکڑوں صحابہ و تابعین اور ائمہ تفسیر کے خلاف صاف صاف علی الاعلان بیان کرتا ہے ، اور کوئی پوچھنے والا نہیں کہ یہ کہاں سے کہتا ہے ۔

مسلمان ہیں کہ ہنس ہنس کر سنتے ہیں ، کیونکہ جانتے ہیں کہ قرآن کی تفسیر ہوا و نہی ہمارا کیا جاتا ہے ۔ لیکن یاد رہے کہ ہمیشہ یہ صورت رہنے والی نہیں بلکہ عَمَّا قَلِيلٍ لَيُصْبِحُنَّ نَادٍ مِّنْ دَعْوَانَا وہ نادام و شرمندہ ہوں گے ۔

مسلمانو ! اگر تم نے خدائے قدوس کے کلام متین کی تحریف کو ٹھنڈے دل سے سنا اور مسترآن کو لاوارث سمجھ کر چھوڑ دیا تو یاد رہے کہ خدائے علیم و خبیر

اس کو اس طرح نہ چھوڑے گا، اس نے کلام پاک کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے، جو شخص اس کی حفاظت پر دست درازی کرے اس کو عذاب خداوندی سے بچنے کے لئے کوئی قلعہ بنالینا چاہئے، لیکن لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَ۔

اگر مرزا صاحب انکی امت کوئی صداقت رکھتے ہیں تو لغت عرب اور قواعد عربیت سے ثابت کریں کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں، لغت عرب کے طویل و عریض دفتر میں سے زائد نہیں صرف ایک نظیر اس کی پیش کر دیں، یا کسی ایک لغوی اہل عربیت کے قول میں یہ معنی دکھلا دیں۔

اور مجھے یقین ہے کہ ساری مرزائی جماعت مع اپنے نبی اور ابن نبی کے اس کی ایک نظیر کلام عرب یا اقوال لغویین میں نہ دکھلا سکیں گے۔

خود مرزا صاحب نے جو برکات الدعاء صفحہ ۱۴، ۱۵ میں تفسیر قرآن کے معیار میں سب سے پہلا نمبر قرآن مجید سے اور دوسرا احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تیسرا اقوال صحابہؓ رکھا ہے، اگر یہ صرف ہاتھی کے دکھلانے کے دانت نہیں، تو خدا را خاتم النبیین کی اس تفسیر کو قرآن کی کسی ایک آیت میں دکھلائیں، اور اگر نہیں ہو سکتا تو احادیث نبویہ کے اتنے وسیع و عریض دفتر میں ہی کسی ایک حدیث میں یہ تفسیر دکھلائیں، پھر ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ معین کی حدیث ہو یا صحاح، بشرکی، بلکہ کسی ضعیف سے ضعیف میں دکھلا دو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کے یہ معنی بتلائے ہوں کہ آپ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں۔

اور اگر یہ بھی نہیں ہو سکتا (اور ہرگز نہ ہو سکے گا) تو کم از کم کسی صحابی، کسی تابعی کا قول ہی پیش کرو جس میں خاتم النبیین کے یہ معنی بیان کئے ہوں، لیکن مجھے معلوم ہو کہ

۵۔ نہ خنجر ٹٹھے گا نہ تلوار اُن سے ۶۔ یہ باز دیرے آنٹے ہوئے ہیں

چیلنج | اے مرزائی جماعت اور اس کے مقتدر ارکان! اگر تمہارے دعوے میں کوئی صداقت کی بو اور قلوب میں کوئی غیرت ہے تو اپنی ایجاد کردہ تفسیر کا کوئی شاہد پیش کرو، اور اگر ساری جماعت بل کر ترکان کے تیس پاروں میں سے کسی ایک آیت میں احادیث کے غیر محمود دفتر میں سے کوئی ایک حدیث میں اگرچہ ضعیف ہی ہو، صحابہؓ و تابعینؓ کے بے شمار آثار میں سے کسی ایک قول میں یہ دکھلا دے کہ

خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں، تو ہم سے پہلے سوچے
نقد انعاماً و مصلحتاً کر سکتے ہیں۔

صلائے عام ہے یا ان نکتہ داں کے لئے

اگر واقع میں اُن کی بیان کردہ تفسیر قرآن کی تحریف نہیں، اور مذکورۃ الصمد
اصول تفسیر میں اُن کا کوئی پتہ ہے تو آئیں، اور پانچ سو روپے وصول کریں۔
لیکن میں بھول اللہ وقوتہ اعلان کیا کہہ سکتا ہوں کہ اگر مرزا صاحب اور ان کی ساری
امت مل کر ایڑی چوٹی کا زور لگائیں گے تب بھی ان میں سے کوئی ایک چسپاں پیش نہ
کر سکیں گے وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا۔

بلکہ اگر کوئی دیکھنے والی آنکھیں اور سننے والے کان رکھتا ہے تو قرآن عزیزی
نصوص اور احادیث نبویہ کی تصریحات اور صحابہ و تابعین کے صاف صاف آثار
سلف صالحین اور ائمہ تفسیر کے کھلے کھلے بیانات اور لغت عرب اور قواعد عربیت کا
 واضح فیصلہ سب کے سب اس تحریف کی تردید کرتے ہیں، اور اعلان کرتے ہیں
کہ آیت خاتم النبیین کے وہ معنی جو مرزائی فرقہ نے گھڑے ہیں بوجہ ذیل باطل ہیں۔
۱۔ اَوَّلُ اس لئے کہ یہ معنی محاورات عرب کے بالکل خلاف ہیں، اور بلازم
آئے گا کہ خاتم القوم اور آخر القوم کے بھی یہی معنی ہوں کہ اُس کی مہر سے قوم بنتی ہے،
اور خاتم الہاجرین کے یہ معنی ہوں گے کہ اس کی مہر سے مہاجرین بنتے ہیں، اسی طرح
خاتم الاولاد کا بھی یہ مفہوم ہو کہ اس کی مہر سے اولاد بنتی ہیں۔

لیکن ظاہر ہے کہ کوئی سمجھدار انسان بلکہ ادنیٰ تمیز والا بچہ بھی ان کلمات کے یہ
معنی نہیں کر سکتا، پھر نہ معلوم کہ خاتم النبیین کے یہ معنی کیسے اور کہاں سے ہو گئے،
حالانکہ مرزا صاحب نے خاتم الاولاد کے جو معنی تریاق القلوب میں لکھے ہیں وہ خود
اس کے خلاف ہیں۔

۲۔ قرآن مجید کی تقریباً سو آیتیں اس تفسیر کو غلط قرار دیتی ہیں جن کو انشاء اللہ
عنقریب بیان کیا جائے گا، علاوہ بریں خود اس آیت کی دوسری قراءت جو حضرت
ابن مسعود سے نقل کی گئی ہے مرزا صاحب کی اس تحریف کی تکذیب کے لئے کافی ہے،
کیونکہ ان کی قراءت میں بجائے لفظ خاتم النبیین کے ختم النبیین بصیغہ ماضی واقع ہے،

جس میں مرزا صاحب کی تحریف کا نام و نشان نہیں رہتا۔

۳۔ یہ تحریف اُن احادیث متواترہ کے بھی خلاف ہے جو اعلیٰ درجہ کی حدیث و صراحت کے ساتھ اعلان کر رہی ہیں کہ آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نئی پیلا نہیں ہو سکتا۔

۴۔ یہ تفسیر اس کے بھی خلاف ہی جو صحابہ کرام سے منقول ہو چکی ہے۔

۵۔ ائمہ تابعین اور پھر تمام ائمہ مفسرین سے جو اس آیت کی تفسیر عنقریب نقل کی گئی ہو، یہ تحریف اُن سب کے بھی خلاف ہے۔

جس تفسیر کا یہ حال ہو کہ قواعد لغت اور نصوص قرآن و حدیث اور تصریحات صحابہ و تابعین سب ہی کے خلاف ہو تو اگر وہ بھی قرآن کی تحریف اور انفرادی اللہ نہیں ہے تو پھر کوئی بُری سے بُری تحریف بھی تحریف کہلانے کے قابل نہ ہوگی، بلکہ ہر ایک کی بجواس کو تفسیر و تشریح ماننا پڑے گا۔

شبہ | مرزائی ادہام اور مذہبی حرکات بھی ایک عجیب تماشہ ہیں اور بتلا رہی ہیں کہ کَیْفِیْلٌ بِہٖ کَیْثُیْرًا وَ ذَیْہِیْلٌ بِہٖ کَیْثُیْرًا یعنی اللہ تعالیٰ قرآن مجید سے بہت سے لوگوں کی عمر اسی پختہ کر دیتا ہے، اور بہت سے لوگوں کو ہدایت دیتا ہے؟ اپنے خیالات و ادہام کو قائم رکھنے کے لئے اگر ایک طرف آیات و سننِ قرآنیہ کی تحریف اُن کے نزدیک ایک آسان بات ہے (وَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ) تو دوسری جانب اُن کو اس کی بھی پروا نہیں کہ اپنے کلام میں تناقض و تعارض ہوا جاتا ہے، کبھی کچھ کہتے ہیں اور کبھی کچھ کہیں کچھ تاویل (بلکہ تحریف) ہے، اور کہیں کچھ جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔

انہی متفادت و متہافت اقوال میں سے ایک یہ بھی ہو کہ التَّبِیْیْنِ کَالْفِیْلِ عہدِ خارجی یا ذہنی کے لئے ہو اور معبود و مراد انبیاء تشریفی ہیں، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء تشریفی کے خاتم اور آخر ہیں، نہ مطلق انبیاء کے لیکن، ع

آرند و دل سے بنا کرتی ہیں تدبیریں کہیں

اگر عہدِ خارجی ہے تو معبود کلامِ سابق میں مذکور ہونا چاہئے، اور کلامِ سابق میں

تو کہیں خاص انبیاء تشریحی کا ذکر نہیں، اگر ہے تو کہاں ہے، اور کون ہے مگر ان میں ہو؟ ہاں جو نیا قرآن قادیان کے قریب اُترا اور جس کی آیات میں سے **اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِیًّا تَعْلَمُ** ہے، اس میں ہو تو ہو، ورنہ نبی عربی نے جو قرآن اُمت کو دیا ہے اس میں کہیں پتہ نہیں، بلکہ اگر ذکر ہے تو مطلق انبیاء کا ذکر ہے، پڑھو آیت **الَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِیْسَالَ اللّٰهِ** یعنی وہ انبیاء جو اللہ تعالیٰ کے پیغام پہنچاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ پیغام خداوندی کا پہنچانا نفسِ نبوت کے لئے ضروری ہو اور ہر نبی خدا کا پیغمبر ہے نہ کہ فقط انبیاء تشریحی۔

الحاصل عہد خارجی کی تو کوئی صورت نہیں، اسی طرح عہدِ ہنی کی بھی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی، کیونکہ یہ درحقیقت حکمِ نکرہ ہوتا ہے (دیکھو مطلق و مختصر وغیرہ) اور اسی لئے عہدِ ہنی اس وقت مراد لیا جاسکتا ہے جبکہ استغراق مراد نہ ہو سکے، جیسے **اَکَلَهُ الَّذِیْ دُبُّ** (اس کو بھیڑیے نے کھا لیا)، تو ظاہر ہے کہ تمام دنیا بھر کے بھیڑیوں نے اُس کو نہیں کھا یا اس لئے استغراق مراد نہیں ہو سکتا، اور کوئی خاص بھیڑیا بھی کلام میں ذکر نہیں کیا گیا، اس لئے بالآخر عہدِ ہنی مراد ٹھیکرا، بخلاف آیت خاتم النبیین کے کہ اس میں بلاسکلف استغراق درست ہے جیسا کہ آپ اس تحریر میں بار بار معلوم کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ | خاتم النبیین کے معنی میں مرزائیوں نے جو قدرتِ طرائف اختیار کی ہیں اُن میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ لفظ محض مجاز پر محمول ہے، جیسا کہ اس کی دوسری نظائر، خاتمِ المحدثین، خاتمِ المفسرین وغیرہ میں باتفاق یہی معنی مجازی مراد ہیں کیونکہ عرف میں جس شخص کو خاتمِ المحدثین لکھا جاتا ہے، کسی کے نزدیک اس سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ اس کے بعد کوئی محدث پیدا نہ ہوگا۔

مرزائی اپنی اس ابلہ فریبِ تقدیر پر خوش ہیں، لیکن حقیقت میں یہ بھی اسی مرزائی خوش فہمی کا کرشمہ ہے جو خاص مرزائیت کا کرشمہ ہے، کیونکہ خاتمِ المحدثین خاتمِ المعقین وغیرہ انسان کا کلام ہو جس کو کچھ خبر نہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے، کتنے آدمی پیدا ہوں گے

اور کتنے مریں گے، اور کتنے عالم ہوں گے اور کتنے جاہل رہیں گے، کتنے محدث و مفسر بنیں گے اور کتنے آوارہ پھریں گے، اس لئے اس کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ کسی شخص کے لئے خاتم المحدثین یا خاتم المفسرین وغیرہ الفاظ استعمال کرے، اور اگر کہیں اس کے کلام میں ایسے الفاظ پائے جادیں تو اس کے سوا چارہ نہیں کہ ان کو مجاز یا مبالغہ پر محمول کیا جائے، ورنہ یہ کلام بالکل لغو اور بے معنی بلکہ جھوٹ ہو جائے گا۔ لیکن کیا خلاقِ عالم کے کلام کو بھی اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے جس کے علم محیط سے کوئی چیز باہر نہیں، اور جو اپنے علم و اختیار کے ساتھ انبیاء کو مبعوث فرماتا ہو۔ پس جب علیم و خیر اور قدوس و حکیم کے کلام پاک میں کسی ذات کے متعلق خاتم النبیین کا لفظ ارشاد فرمایا گیا ہے، تو کیا وجہ ہے کہ اس کے ظاہری معنی مراد لئے جائیں جو کہ بلا تکلف بنتے ہیں، اور ان کو چھوڑ کر مبالغہ یا مجاز پر حمل کیا جائے۔

الغرض انسان کے کلام میں ہم مجبور ہیں کہ ان کلمات کو ظاہری معنی سے پھر کر مبالغہ یا مجاز پر محمول کریں، مگر خدائے قدوس کے کلام میں ہیں اس کی کوئی ضرورت نہیں، اور بلا ضرورت حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجاز کی طرف جانا اصولِ مسلمہ کے خلاف ہے۔

اس کے علاوہ جب خاتم النبیین کے معنی خود قرآن مجید کی ایک سو آیات نے واضح طور پر بتلا دیئے ہیں جس میں کسی قسم کے مجاز یا مبالغہ کو دخل نہیں دیا، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سو دس احادیث میں اس کی ایسی شرح کی ہے جس میں کوئی خفا باقی نہیں رہا، اور پھر اجماع صحابہ اور اقوالِ سلف نے اس کے ظاہری اور حقیقی معنی مراد لینے پر جبر کر دی، تو پھر کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اس کے خلاف کوئی مجازی معنی مراد لے، اگرچہ الفاظ میں اس کا احتمال بھی ہو، عجب ہے کہ خود مشکل حل مجدد اپنے کلام کے ایک حقیقی معنی بیان فرماتا ہو، اور پھر اس کے رسول جن پر یہ کلام نازل ہوا اسی معنی کی انتہائی وضاحت فرماتے ہیں، اور پھر اُس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد صحابہ کرام اور پھر تمام علمائے سلف اسی کے معنی کو بیان کرتے ہوئے متفق ہو جاتے ہیں کہ یہ کلام اپنے ظاہری اور حقیقی معنی پر محمول ہے، نہ اس میں کوئی مجاز یا مبالغہ ہے، اور نہ تاویل و تخصیص، جیسا کہ ہم اس رسالہ میں بحوالہ اقتصاد امام غزالیؒ اور بحوالہ شفاء قاضی عیاضؒ نقل کر آئے ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے اس کے متعلق چند جملے یہ ہیں :-

وَلَيْسَ فِيهِ تَأْوِيلٌ وَلَا تَخْصِيصٌ
وَمَنْ أَدَّاهُ يَتَخَصِّصُ نِكَاحَهُ
مِنْ أَنْوَاعِ الْهَذْيَانِ لَا يَمْنَعُ
الْحُكْمَ بِتَكْفِيرِهِ لِأَنَّهُ مُكْذَّبٌ
لِهَذَا النَّقْلِ الَّذِي اجْتَمَعَتْ
الْأُمَّةُ عَلَى أَنَّهُ غَيْرُ مَا ذُلِ
وَلَا لِيُخْصَوْصَ .

”آیت خاتم النبیین میں نہ کوئی تاویل ہے
نہ تخصیص اور جو شخص اس میں کسی قسم کی
تخصیص کی تاویل کرے اس کا کلام نیاں
کی قسم سے ہے اور یہ تاویل اس کو کافر
کہنے سے نہیں روک سکتی کیونکہ وہ اس
آیت کی تکذیب کر رہا ہے، جس کے متعلق
امت کا اس پر اجماع و اتفاق ہے کہ وہ
ماؤل یا مخصوص نہیں ہے“

(کتاب الاقتصاد لامام الغزالی)

لیکن مرزائی میں کہ وہ اپنی ”مرغے کی ایک ٹانگ“ لہجے چلے جا رہے ہیں سہ

سرخدا کہ عارف زاہد کسے نگفت ؟ در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

الغرض چونکہ متران عزیز اور احادیث نبویہ اور اجماع صحابہ اور اقوال سلف
نے اس کا قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ خاتم النبیین اپنے حقیقی اور ظاہری معنی پر محمول ہے،
نہ اس میں کوئی مجاز ہے، نہ مبالغہ اور نہ تاویل و تخصیص، تو اب کسی کو حق نہیں کہ
اس لفظ کو خاتم المحققین وغیرہ الفاظ پر قیاس کر کے اس کی منصوص و مقول تفسیر کو بدلے۔
شبه | خاتم النبیین میں خاتم بمعنی نگینہ انگشتری لے کر زینت مراد لیا جائے
اور کلام کے معنی یہ ہوں کہ آپ سب انبیاء کی زینت ہیں، اور اس صورت میں آیت
کو ختم نبوت سے کوئی تعلق ہی باقی نہیں رہتا۔
جواب شبه | لیکن جب ہم اس کو اصول تفسیر پر پرکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ محض
قرآن پر افترار ہے، اس کی ہرگز وہ مراد نہیں۔

۱۔ اول تو اس وجہ سے کہ خاتم بمعنی زینت مراد لینا مجازی معنی میں، اور جبکہ
اس جگہ حقیقی معنی بلا تکلف درست ہیں تو حسب تصریحات علماء لغت و بلاغت
اصول، معنی مجازی کی طرف جانے کی کوئی وجہ نہیں۔

۲۔ آیت مذکورہ کی جو تفسیر ہم نے قرآن مجید کی آیات اور خود اسی آیت
کی دوسری قراءات سے پیش کی ہے اس کے خلاف ہے، جیسا کہ مفصل گذر چکا ہے۔

۳۔ احادیث متواترہ نے جو تفسیر اس آیت کی صاف صاف بیان کی ہے، یہ اس کے خلاف ہے۔

۴۔ یہ تفسیر اجماعِ ادا آثارِ سلف کے بھی خلاف ہے جیسا کہ ہم نے اوپر مفصل عرض کیا ہے۔

۵۔ ائمہ تفسیر کی شہادتیں بھی اس کے خلاف ہیں۔

پھر کیا کوئی مسلمان قرآن عزیز کے ایسے معنی تسلیم کر سکتا ہے جو قواعد عربیت کے بھی خلاف ہوں اور خود تصریحات قرآن مجید کے بھی، احادیث متواترہ ادا آثارِ سلف بھی اس کو رد کرتے ہوں اور ائمہ تفسیر بھی۔

اور اگر اسی طرح ہر کس و ناکس کے خیالات اور ہر حقیقی یا مجازی مخنی قرآن عزیز کی تفسیر بن سکتے ہیں تو کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ تمام قرآن مجید میں جہاں کہیں اَقِمُوا صَلٰۃَ وغیرہ کے الفاظ سے نماز کی فرضیت کی تاکید کی گئی ہے سب جگہ محض درودِ مسجینا اور دعا کرنا مراد ہے جو لفظِ صلوٰۃ کے لغوی معنی ہیں۔

اسی طرح آیہ کریمہ مَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وغیرہ جن میں روزہ کی فرضیت ثابت ہو، اس کا لغوی ترجمہ اور مطلب یہ ہو کہ جب رمضان کا مہینہ آئے تو تم رُک جاؤ، کیونکہ لغتِ عرب میں صوم کے حقیقی معنی صرف رُک جانا ہیں۔

اسی طرح حج اور زکوٰۃ وغیرہ کے الفاظ میں ان سب کے معنی اگر احادیث اور آثارِ سلف وغیرہ سے آنکھیں بند کر کے صرف از روئے لغت کئے جائیں تو مرزا صاحب اور اُن کے اذنا ب کی عنایت سے سارے فرائض سے چھٹی ہو جائے گی، بلکہ عجب نہیں کہ خود دین اسلام سے بھی آزادی مل جائے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

لیکن آیات مذکورہ میں صوم و صلوٰۃ اور حج وغیرہ کے الفاظ سے اُن کے اصلی معنی لغوی کو اس لئے چھوڑا جاتا ہے کہ دوسری آیات اور احادیث متواترہ اور آثارِ سلف سے جو تعبیر ان کی ثابت ہے اس کے خلاف ہے، اور اگر آج کوئی اُن آیات کے وہ لغوی معنی بتلا کر لوگوں کو ان فرائض کی پابندیوں سے آزاد کرنا چاہے تو بحمد اللہ مسلمانوں کا ہر جاہل و عالم یہی جواب دے گا کہ

اسیرت بخود رہائی زبند ؛ شکارِ تخواہِ خلاص از کمند

غرض کوئی جاہل سے جاہل بھی اس قسم کی تحریفات کے ماننے پر تیار نہیں ہو سکتا
ٹھیک اسی طرح اگرچہ خاتمِ بمعنی زینتِ مجازاً مراد لینا محتمل ہے، لیکن چونکہ یہ احتمال
نصوصِ شراک و حدیث اور تفاسیرِ سلف کے خلاف ہے اس لئے اسی طرح مردود
اور ناقابلِ قبول ہوگا، جس طرح موم و صلوة و حج و زکوٰۃ وغیرہ ارکانِ دین کے مشہور
لغوی معنی لینا باتفاقِ مردود ہیں۔

شبہ | خاتم النبیین میں الف لام استغراقِ حقیقی کے لئے نہیں بلکہ عربی کے لئے
ہے، اور مراد یہ ہے کہ آپ انبیاءِ تشریعی کے خاتم ہیں نہ مطلقاً انبیاء کے جیسا کہ آیہ
کرمیہ وَیَقْتُلُونَ النَّبِیِّیْنَ بِالْاِتِّفَاقِ بطورِ استغراقِ عربی نبیین سے صرف وہ بعض
انبیاء مراد ہیں جو بنی اسرائیل کے زمانہ میں موجود تھے اور قتل کئے گئے۔

جواب شبہ | ہماری گذشتہ عرضداشت کو تھوڑے سے غور کے ساتھ پڑھنے والا بلاخلف
سمجھ سکتا ہے کہ یہ بھی انہی تحریفات میں سے ہے جن کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔

۱۔ اول اس وجہ سے کہ باتفاقِ علماء عربیت و اصولِ استغراقِ عربی اس
وقت مراد ہوتا ہے جب کہ استغراقِ حقیقی درست نہ ہو جیسا کہ ہم النبیین کی لغوی
تحقیق کے ذیل میں مفصل بیان کر چکے ہیں، اور مسئلہ زیر بحث میں بلاخلف استغراقِ
حقیقی بن سکتا ہے، یعنی ختم کرنے والے تمام انبیاء کے۔

۲۔ دوم اس وجہ سے کہ استغراقِ عربی اس وقت مراد ہو سکتا ہے جبکہ عرف
و عادت اس کی تفصیل کا مسترینہ ہوں، اور عرفاً اس کے تمام افراد مراد نہ ہو سکتے ہوں،
جیسے جَمْعُ الْأَمِیْرِ الْمَاعِیَةِ کیونکہ عرفاً و عادتاً تمام دنیا کے سناروں کا جمع کرنا

لہ الف لام استغراقِ حقیقی اصطلاح میں اس کو کہا جاتا ہے کہ وہ جس لفظ پر داخل ہو اس کے تمام افراد
بے کم و کاست مراد ہوں مثلاً عالم الغیب میں لفظ غیب جس پر الف لام داخل ہے، اس سے اس کے
تمام افراد مراد ہیں یعنی عالم غائبات کا، اور استغراقِ عربی میں تمام افراد مراد نہیں ہوتے
جیسے جَمْعُ الْأَمِیْرِ الْمَاعِیَةِ یعنی بادشاہ نے سناروں کو جمع کیا یہ پس معاخرہ جس پر الف لام داخل ہے
اس کے تمام افراد مراد نہیں بلکہ مرت اپنے فہر کے معنی اپنے شہر یا قلعہ کے سناروں کو جمع کیا، اس
کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے ۳۳ منہ

دشوار ہے۔ نیز عرب میں جب کبھی اس قسم کے کلمات بولے جاتے ہیں، تو اپنے شہر یا زائد سے زائد اپنی سلطنت کے شمار مراد ہوتے ہیں، نہ ساری دنیا کے، بخلاف آیت مذکورہ و خاتم النبیین کے کہ اس میں نبیین کی تفصیص کا عرفاً و عادتاً کوئی قرینہ نہیں، خاتم النبیین کے بلا تکلف استغراق حقیقی کے ساتھ یہ معنی صحیح ہیں کہ آپ تمام انبیاء کے ختم کر نوا لے ہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ استغراق حقیقی چھوڑ کر بلا دلیل و قرینہ اور بلا وجہ استغراق عربی کی طرف جائیں اور مطلق نبیین کو صرف انبیاء تشرعی کے ساتھ مقید کر دیں۔

باقی رہا کہ آیہ کریمہ وَ یَقْتُلُونَ النَّبِیِّیْنَ کو اپنے دعوے کی شہادت میں پیش کرنا اگر اس جگہ لام کو استغراق عربی کے لئے تسلیم بھی کر لیا جائے تب بھی ہم عرض کر چکے ہیں کہ جب استغراق حقیقی نہیں بن سکتا تو پھر استغراق عربی کی طرف جاتے ہیں، اور اس آیت میں بالکل کھلی ہوئی بات ہے کہ یَقْتُلُونَ النَّبِیِّیْنَ کا الف لام استغراق حقیقی کے لئے کسی طرح نہیں ہو سکتا، ورنہ آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ بنی اسرائیل تمام انبیاء علیہم السلام کو قتل کرتے تھے، حالانکہ یہ بات کسی طرح درست نہیں ہو سکتی، بلکہ بالکل کذب محض ہوگی کیونکہ اول تو بنی اسرائیل کے زمانہ میں تمام انبیاء موجود نہ تھے، بہت سے ان سے پہلے گزر چکے تھے، اور بعض ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے، پھر ان کا تمام انبیاء کو قتل کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔

دوم یہ بھی ثابت نہیں کہ بنی اسرائیل نے اپنے زمانہ کے تمام انبیاء موجودین کو بلا استثناء قتل ہی کر ڈالا ہو، بلکہ تشرکین عزیز و ناطق ہے فَخَسِبَ یَقَآئِدُکُمْ اَنتُمْ وَ ذُرِیَّتُکُمْ تَقْتُلُوْنَ، جس نے صاف طور سے اعلان کر دیا کہ بنی اسرائیل نے تمام انبیاء موجودین

عہ اس جگہ یہ بات بھی قابلِ یادداشت ہے کہ یہ تحریر اگر خدا نخواستہ چل بھی جائے، اور آیت کی مراد بضر محال یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف انبیاء تشرعی کے ختم کرنے والے میں تب بھی مرزا صاحب اس آیت کی مخالفت سے باہر نہیں ہو سکتے، کیونکہ انہوں نے اپنی بہت سی تصانیف میں نبوت تشرعی اور صاحبِ شریعت ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ یقین کے لئے دیکھو اربعین صفحہ ۶۳ جس میں کھلے عقول میں صاحبِ شریعت ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ نیز حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۹ کی عبارت اور تریاق القلوب صفحہ ۳۱ کی عبارت کا مجموعہ آپ کی تشریحی نبوت کا صاف شاہد ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ ۱۲ منہ

کو بھی قتل نہیں کیا، اس اعلان کے بعد بھی اگر دَقِیْلُوْنَ النَّبِیِّیْنَ کے الف لام کو استغراقِ حقیقی کے لئے رکھا جائے تو جس طرح واقعات اور مشاہدات اس کی تکذیب کریں گے اسی طرح خود قرآن کریم اس کو غلط ٹھیرائے گا۔

آیت کریمہ دَقِیْلُوْنَ النَّبِیِّیْنَ میں اگر استغراقِ حقیقی مراد لیا جائے گا تو آیت کا مضمون (معاذ اللہ) بالکل کذب صریح اور غلط فاحش ہو جائے گا، جس کو مشاہدہ جھٹلا چکا ہے، پس اس آیت میں جب آفتاب کی طرح یہ بات روشن ہو گئی کہ استغراقِ حقیقی مراد نہیں ہو سکتا اس وقت استغراقِ عرفی مسترار دیا گیا۔

بخلاف آیت خاتم النبیین کے کہ اس میں تخصیص کرنے کی کوئی وجہ نہیں اس کے معنی استغراقِ حقیقی لیکر بلا تا مل درست ہیں، یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کے ختم کرنے والے، اور اگر اسی طرح بے وجہ استغراقِ عرفی جہاں چاہیں مراد لے سکتے ہیں تو کیا ہمارے مہربان آیہ کریمہ

<p>” لیکن نیک شخص وہ ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور قیامت کے دن اور ملائکہ اور تمام آسمانی کتابوں پر اور تمام انبیاء پر“</p>	<p>وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ (سورہ بقرہ پ)</p>
---	---

میں بھی یہی فرمائیں گے کہ البیین کا الف لام استغراقِ عرفی کے لئے ہے، اور تمام انبیاء پر ایمان لانا ضروری نہیں، اور کیا آیت ذیل میں بھی اُن کے خیال میں استغراقِ عرفی ہی ہوگا :

<p>” پس اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا“</p>	<p>فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ (البقرہ پ)</p>
--	---

اور کیا استغراقِ عرفی کے ساتھ آیت کے یہ معنی صحیح ہو جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کو بشیر و نذیر بنایا اور بعض کو نہیں۔

اسی طرح آیت ذیل میں :-

<p>” اللہ تعالیٰ تم کو اس کا حکم نہیں کرتا کہ ملائکہ اور انبیاء کو رب بنا لو“</p>	<p>وَلَا يَأْمُرُكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ اَرْبَابًا (آل عمران پ)</p>
---	---

کیا اس میں بھی استغراقِ عرفی کے ساتھ ہمارے مہربان آیت کا یہی مطلب بتلائیں گے کہ اللہ تعالیٰ بعض انبیاء کے رب بنانے کا حکم نہیں کرتا اور بعض انبیاء کے متعلق اس کا حکم فرماتا ہے، اور کیا یہ آیت کریمہ **مِنَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ** میں بھی اُن کے خیال میں استغراقِ عرفی کے ساتھ بعض انبیاء مراد ہیں، اور آیا کریمہ **وَوَضِعَ الْكِتَابَ وَحِیُّ بِالنَّبِیِّیْنَ وَالشَّهَدَاءِ** میں بھی کہا جئے گا کہ بعض نبیین مراد ہیں، اسی طرح آیت کریمہ **وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ الْآیۃ** | ”اور جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے عہد لیا، تاختم آیت :

میں بھی کیا ہمارے مجتہد صاحب استغراقِ عرفی ہی تشرار دے کر یہ معنی بتلائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض نبیین سے عہد لیا؟ اور کیا ان کے نزدیک **وَلَقَدْ نَقَلْنَا بِعُضِّ النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضِهِمْ** میں بھی استغراقِ عرفی ہو سکتا ہے؟ الحاصل اگر اسی طرح ہر جگہ جہاں چاہیں استغراقِ عرفی مراد لینا جائز ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ آیت مذکورۃ الصدر میں جائز نہ ہو، علاوہ بریں آیات ذیل کی امثال میں بھی استغراقِ عرفی کو جائز کہنا پڑے گا :

الحمد لله رب العالمین ، غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ، ہدی للمتقین ، والله محیط بالکفرین ، أعدت للكافرين ، انها لکبیرۃ الاعلی الخاشعین ، وموعظة للمتقین ، والله علیم بالظالمین ، انه لا ینفع الظالمون و هو ارحم الراحمین — والی غیر ذلک من الآیات التي هي غنیة عن التعدد۔ اور ان کی دوسری نظائر جن سے قرآن مجید کی ہر ہر سطر بھری ہوئی ہے، سب میں استغراقِ عرفی کو جائز کہنا پڑے گا، حالانکہ جس شخص کو عربی عبارت پڑھنے کا تھوڑا سا سلیقہ ہے وہ کسی طرح ان جیسی آیات میں استغراقِ عرفی کو جائز نہیں کہہ سکتا۔ اور اگر آیات مذکورۃ الصدر اور ان کے امثال میں استغراقِ عرفی مراد نہیں لیا جاسکتا تو کوئی وجہ نہیں کہ خاتم النبیین میں استغراقِ عرفی مراد لیا جائے۔

یا للجب ! سارا قرآن اول سے آخر تک خاتم النبیین کی نظائر سے بھرا ہوا ہے، ان میں کوئی نظیر پیش نہ کی گئی اور کسی پر اُن کو قیاس نہ کیا گیا، قیاس کے لئے ملی تو آیت **وَيَقُولُونَ النَّبِيُّينَ** ملی، جس بجا بہت اور مشاہدہ نے آفتاب کی طرح استغراق

حقیقی کو غیر ممکن بنا دیا ہے، اور پھر خود قرآن کریم نے اس کا اعلان صاف صاف لفظوں میں کر دیا ہے۔

۳۔ سب سے زیادہ قابل غور بات یہ ہے کہ اگر ان سب امور سے قطع نظر کریں اور قواعد عربی سے بھی آنکھیں بند کر لیں، اور آیت میں کسی طرح استغراق عربی مراد لے لیں تو پھر آیت خاتم النبیین کے معنی ہوں گے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے خاتم نہیں ہیں۔ لیکن جس شخص کو خداوند عالم نے سمجھ بوجھ سے کچھ حصہ دیا ہے وہ بلا تامل سمجھ سکتا ہے کہ اس صورت میں خاتم النبیین ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی خصوصی فضیلت نہیں رہتی، بلکہ آدم علیہ السلام کے بعد ہر نبی اپنے سے پہلے انبیاء کا خاتم ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے سے پہلے انبیاء کے لئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے سے پہلے انبیاء کے لئے دہم حشرًا (اور اسی طرح سلسلہ بسلسلہ)

حالانکہ آیت مذکورہ کا سیاق بتلا رہا ہے کہ خاتم النبیین ہونا آپ کی مخصوص فضیلت ہے، علاوہ بریں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم نبوت کو اپنے اُن فضائل میں شمار نہ فرمایا ہے جو آپ کے ساتھ مخصوص ہیں اور آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں، چنانچہ حدیث مسلم بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پہلے گزر چکی ہے جس میں آپ نے اپنی چھ مخصوص فضیلتیں شمار کرتے ہوئے نہ فرمایا ہے :-

وَأَرْسَلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَمَا تُمْ	اور مجھ پر انبیاء ختم کر دیئے گئے؟
حَقِيقَةً فِي النَّبِيِّينَ (رواہ مسلم)	تمام مخلوقات کی طرف مبعوث ہوا ہوں،
	اور مجھ پر انبیاء ختم کر دیئے گئے؟

۴۔ چہارم، اگر ان تمام چیزوں سے آنکھیں بند کر لیں اور اپنی دھن میں اس کا بھی خیال نہ کریں کہ آیت میں استغراق عربی کے ساتھ بعض انبیاء یعنی اصحاب شریعت مراد لینے سے آیت کے معنی درست ہوں گے یا غلط، اور بعض فرض محال اس احتمال کو نافذ اور جائز نہ قرار دیں، تب بھی مرزا صاحب اور ان کے اذنا ب کا مقصد ”ہنود کی دودھ است“ کا مصداق ہے، کیونکہ ہم ادھر عرض کر چکے ہیں کہ ستر آن مجید کی تفسیر محض احتمالات عقلیہ اور لغویہ سے نہیں ہو سکتی، جب تک کہ مذکورہ سابقہ اصول تفسیر اس کی صداقت پر شہادت نہ لے لے جائے۔

لیکن کیا مرزا صاحب اور ان کی ساری اہمت مل کر قرآن مجید کی کسی ایک آیت میں

یہ دکھلا سکتے ہیں (اور وہ ہرگز نہ دکھلا سکیں گے) دیوکان بعضہم لبعض ظہیرا (کہ آیت خاتم النبیین میں فقط انبیاء تشریفی یعنی اصحاب شریعت جدیدہ مراد ہیں۔

یادہ اور ان کی تمام ذریت احادیث کے لئے وسیع و فزنی کی ایک صحیح بلکہ ضعیف حدیث میں بھی آیت خاتم النبیین کی یہ تفسیر دکھلا سکتے ہیں کہ اس سے خاتم النبیین بالتشریع مراد ہے، اور ہم بحول اللہ وقوتہ دعویٰ سے کہتے ہیں کہ وہ قیامت تک ایک حدیث میں تفسیر نہ دکھلا سکیں گے۔

یا مرزا صاحب اور ان کے تمام اذئاب، آثار صحابہ و تابعین کے وسیع تر میدان میں سے کوئی ایک اثر اس تفسیر کے ثبوت میں پیش کر سکتے ہیں؟ نہیں اور ہرگز نہیں! اور اگر یہ سب کچھ نہیں تو کم از کم ائمہ تفسیر کی مستند و معتبر تفاسیر ہی میں سے کوئی تفسیر پیش کریں جس میں خاتم النبیین کی یہ مراد بیان کی گئی ہو کہ ختم کرنے والے تشریفی انبیاء کے۔ مرزا صاحب اور ان کی ساری امت ایڑی چوٹی کا زور لگا کر بھی قیامت تک اصول مذکورہ میں سے کسی ایک اصل کو بھی اپنی گھڑی ہوئی اور مخترع تفسیر (نہیں بلکہ تحریف) کی شہادت میں پیش نہ کر سکیں گے۔

اور جب یہ سب کچھ نہیں، تو باوجود انقلاب زمانہ اور کثرت جہل، میں اب بھی مسلمانوں پر یہ بدگمانی نہیں کر سکتا کہ وہ ایک ایسی بے معنی آواز کو قرآن مجید کی تفسیر میں بھیجیں جس کی کوئی اصل نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں، نہ اقوال صحابہ میں اس کا کوئی اثر ہے نہ اقوال تابعین میں، نہ ائمہ تفسیر اس کی موافقت کرتے ہیں، اور نہ کتب تفسیر، بلکہ یہ سب کے سب ہم آہنگ ہو کر اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

۵۔ پنجم، جب ہم علاوہ تفسیر اور اصول تفسیر کے خود اسی آیت کے سیاق و سباق پر نظر ڈالتے ہیں تو بلا تاامل آیت بول اٹھتی ہے کہ خاتم النبیین میں نبیین سے عامۃ تمام انبیاء مراد ہیں جو صاحب شریعت جدیدہ ہوں یا شریعت سابقہ اور کتاب سابق کے متبع۔

کیونکہ ہم لفظ نبی کی لغوی اور اصطلاحی تحقیق کے ذیل میں نقل کر چکے ہیں کہ جمہور علماء عربیہ اصول کا مذہب یہی ہے کہ لفظ نبی عام ہے اور لفظ رسول خاص، یعنی رسول صروت اس نبی کو کہا جاتا ہے جس پر شریعت مستقلہ نازل ہوئی ہو اور نبی اس سے عام ہے،

صاحب شریعت مستقلہ کو بھی نبی کہتے ہیں اور اس کو بھی جس پر شریعت مستقلہ نازل نہیں ہوئی، اس کا کام صرف یہ ہے کہ امت کو شریعت سابقہ پر چلائے، اور اس کے خلاف جہاں کہیں استعمال ہے وہ بطور مجاز ہے۔ اور ظاہر ہے کہ آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہا گیا ہے، خاتم الرسل یا خاتم المرسلین نہیں فرمایا، کیونکہ اس سے پہلے آپ کی نسبت لفظ رسول فرمایا گیا ہے، وَلَکِنْ رَّسُولٌ اَنْذَرُ، لفظ رسول کے ساتھ ظاہر ہے کہ خاتم المرسلین بہ نسبت النبیین کے زیادہ چسپاں ہے، مگر سبحان اللہ! خدا نے علم و خیر کا کلام ہے وہ جانتا تھا کہ امت میں وہ لوگ بھی پیدا ہوں گے جو آیت میں تحریف کریں گے، اس لئے یہ اسلوب بدل کر اس تحریف کا دروازہ بند کر دیا، چنانچہ امام المفسرین علامہ ابن کثیرؒ نے اس پر مستنبہ فرمایا ہے، دیکھو صفحہ ۸۹ ج ۸ :-

وَقَوْلُهُ تَعَالَى وَلَکِنْ رَّسُولٌ اَنْذَرُ
وَرَحَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ
شَیْءٍ عَلِیْمًا . فَهَذِهِ الْاٰیَةُ نَعْبُرُ
فِیْ اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدَهُ فَلَا رَّسُوْلَ
بِالطَّیْقِیْ اِلَّا اَوَّلٰی وَالْاٰخِرٰی
لِاَنَّ مَقَامَ الرَّسَالَةِ اَخْتَصَّ
مِنْ مَقَامِ النَّبُوَّةِ فَنَاتَ کُلُّ
رَّسُوْلٍ نَبِیٍّ وَلَا یَتَعَلَّکُمْ وَبِذٰلِکَ
وَرَدَّتِ الْاَحَادِیْثُ الْمُتَوَاتِرَةُ
عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ مِنْ حَدِیْثِ جَمَاعَةٍ
مِّنَ الصَّحَابَةِ .

(تفسیر ابن کثیر، ص ۸۹ ج ۸)

اسی طرح سید محمود آلوسیؒ نے تفسیر روح المعانی میں بیان فرمایا ہے :-

وَالْمُرَادُ بِالنَّبِیِّ مَا هُوَ اَعْلَمُ مِنَ
الرَّسُوْلِ فَيَلْتَمِزُ مِنْ کَوْنِهِ
اود نبی سے وہ مراد ہے جو رسول سے نام
ہے اور اس لئے آپ کے خاتم النبیین

مَوْلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ
النَّبِيِّينَ خَاتَمُ الْمُؤْمِلِينَ .
(روح المعانی، ص ۸۵۶)

ہونے سے خاتم المرسلین (یعنی اصحاب
شریعت انبیاء کا خاتم) ہونا بھی لازم
آتا ہے ؟

اور حوالہ کلیات ابوالبقاء صفحہ ۳۱۹ پر گزر چکا ہے، کہ آیت میں نفی نبوت نفی رسالت
کو بھی شامل ہے ۔

ایک اور متلا بازی

مرزا صاحب نے نبی بننے کے شوق میں ”حقیقۃ الوحی“ صفحہ ۱۰۲، اور حاشیہ حقیقۃ الوحی
صفحہ ۹۷ میں تو آیت خاتم النبیین کی تحریف کرتے ہوئے آیت کے معنی یہ بتلائے ۔
”آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشی ہے اور آپ کی توجہ و روحانی نبی تراش
ہے ؟ اور یہ کہ ”ایک دہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت مل سکتی ہے ؟“
ہم اس وقت اس بحث میں نہیں جاتے کہ خاتم النبیین کے یہ معنی لغت اور عربی
ربان کے اعتبار سے ہو بھی سکتے ہیں یا نہیں ۔

اور اس بحث کو بھی چھوڑتے ہیں کہ اس نو ایجاد تفسیر کا تو یہ نتیجہ ہے کہ کسی کو نبی بنانا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہے کہ جس پر آپ چاہیں نبوت کی مہر لگا دیں ،
حالانکہ ارسال رسل والعباد صرت حق تعالیٰ کا ہی کام ہے، جیسی تو وہ رسول اللہ یا نبی اللہ
ہوتے ہیں ورنہ وہ رسول الرسول یا نبی الرسول ہوتے ۔

مرزا صاحب کی اس غلطی کو بھی نظر انداز کرتے ہیں کہ اس غلطی کی رُو سے نبوت ایک
اکتسابی چیز بن جاتی ہے کہ جو کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل پیروی کر لے وہ نبی بن جائے،
حالانکہ تبصر حیات قرآن کریم، نبوت حاصل کرنا کسی کے اختیار میں نہیں، وہ حنائیں
حق تعالیٰ کی موہبت ہے، وہ جس کو مناسب سمجھتے ہیں نبی و رسول بنا دیتے ہیں، کسی
انسان کے اختیار میں تو کیا بلکہ انسان کو اس کا علم بھی نہیں ہو سکتا، قرآن شریف کا ارشاد
اس مضمون کے لئے کھلا ہوا ہے :

أَلَمْ يَعْلَمْ حَيْثُ يَجْعَلُ
رَسُولَهُ .
”یعنی اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ اپنی رست
کس کو سپرد کریں ؟“

ہاں ہم اس جگہ اسی نوایا دفسیر کے اس نتیجہ پر آپ کو متوجہ کرتے ہیں کہ اگر اس کو صحیح مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس امت میں جتنے زیادہ نبی اور رسول آئیں اتنا ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال ظاہر ہوگا۔

لیکن مرزا صاحب خود بھی اس دروازہ کو اتنا کھولنا نہیں چاہتے کہ اس میں ان کے سوا کوئی دوسرا آسکے، اور تیرہ سو برس میں کبھی ایک شخص کے نبی بننے کے وہ بھی قائل نہیں، تو یہ کس قدر عجیب بات ہوگی کہ جس سستی کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز بخشا کہ ان کی توجہ روحانی بقول مرزا ”نبی تراش“ ہے اس کی توجہ روحانی اپنے ایک لاکھ سے زائد جاں نثار صحابہ میں سے کسی کو نبی نہ بنا سکی، اور پھر ان کے بعد جن لوگوں کو آپ نے خیر العسرون منبرایا ان میں بھی کوئی ایسا نہ نکلا جو آپ کی پیروی کر کے آپ کی توجہ روحانی سے نبی بن سکتا۔ تیرہ سو برس تک یہ توجہ روحانی معاذ اللہ کوئی کام نہ کر سکی یہاں تک کہ چودھویں صدی میں مرزا صاحب نے جنم لیا، تو اس توجہ روحانی کا ثمر صرف ایک شخص بنا، معاذ اللہ یہ ستر آن کی تحریف کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر توجہ ہے، نعوذ باللہ منہ۔

اب نبی بننے کے شوق کی ایک نئی کردٹ ملاحظہ فرمائیے۔

ایک نئی کروٹ

مرزا صاحب کی قرآن دانی اور تفسیر ستر آن پر عنایت اسی انکشاف پر ختم نہیں ہوتی جو ”حقیقۃ الوحی“ میں لکھا گیا ہے، بلکہ اپنے ہشتہار ”ایک غلطی کا ازالہ“ میں اس آیت کی تحریف کا ایک اور رخ بدلا ہے، اور انھیں یہ حیا بھی مانع نہیں ہوئی کہ صحیح غلط سے قطع نظر کم از کم اپنے دوسرے بیانات کے تو خلاف نہ ہو، سنئے۔

”لیکن اگر کوئی شخص اس خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بیاعت نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا، کیونکہ وہ محمد ہی، گو ظلی طور پر، پس باوجود اس شخص کے دعوائے نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا ہے، پھر بھی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی رہا

یہ محمد ثانی اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے :

مرزا صاحب کی اس عجیب و غریب تحقیق کا جائزہ تو بعد میں لیا جائے گا، پہلے اس پر نظر فرمائیے کہ ”حقیقۃ الوحی“ کی تفسیر پر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہزاروں نبی آسکتے ہیں جو آپ کی توجہ روحانی سے نبی بنے ہوں، اُن کے دعوائے نبوت سے خاتم النبیین کی مہر ٹوٹنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اور اشتہار ”ایک غلطی کا ازالہ“ کی نئی تحقیق پر کسی شخص کا دعوائے نبوت غلام انبیین کی مہر توڑنے کا مراد تو تسلیم کیا گیا ہے، یعنی خاتم النبیین کے یہی معنی لئے گئے جو تمام امت نے لئے ہیں، لیکن نبی بننے کے شوق کو تناسخ و حلول کے ہندوانہ عقیدہ کی پناہ لے کر پورا کیا جا رہا ہے، کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل یا بروز بن جائے وہ عین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے، اس کے آنے سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی، کیونکہ اس کا آنا آپ کے سوا کسی اور نبی کا آنا نہیں خود آپ ہی کا آنا ہے۔

اب پہلے تو مرزا صاحب اور ان کی امت سے یہ پوچھئے کہ ان دونوں باتوں میں سے کونسی صحیح اور کونسی غلط ہے، خاتم النبیین کے معنی ”حقیقۃ الوحی“ کے بیان کے مطابق یہ ہیں کہ آپ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں یا غلطی کے ازالہ کی تحریر کے مطابق یہ ہیں کہ آپ پر نبوت ختم ہو چکی ہے، مگر خود آپ کا دوبارہ دنیا میں آنا اس کے منافی نہیں۔

ظلی اور بروزی نبوت کی کہانی

اس کے بعد ”غلطی کے ازالہ“ کی غلطیاں دیکھئے :-

۱۔ اس کا حائل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع سے کوئی شخص ظلی یا بروزی طور پر عین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بن جاتا ہے۔

اگر یہ صحیح ہے تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ ابتداء اسلام سے مرزا صاحب کی پیدائش تک کیا کسی اور کو بھی یہ کامل اتباع نصیب ہوا یا نہیں؟ صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ، عثمان غنیؓ، علی مرتضیٰؓ جو خیر الخلائق بعد الانبیاء کے مصداق ہیں، اور حدیث میں لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَّكَانَ عَمْرُوٌ وغیرہ کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں، کیا یہ حضرات بھی اپنی عمر کی جان نثارانہ خدمات اور انتہائی پسیر دی کے باوجود ظلی طور پر محمد مصطفیٰ

بن گئے تھے یا نہیں ؟

ان کے علاوہ وہ صحابہ جنہوں نے اپنے جسموں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈھال بنا کر دشمن کی طرف سے آنے والے تیروں سے اپنے پورے بدن کو چھلنی بنالیا ، جنہوں نے آپ کے ادنیٰ اشارہ پر ساری دنیا کو چھوڑ دیا ، جنہوں نے آپ کی محبت پیروی کے لئے اپنے ماں ، باپ ، بھائی ، برادر وں سے قتال کیا ، اور حضور کی ایک ایک سنت پر جان دی ، ان میں سے کوئی اس قابل نہ ہوا کہ ان میں محمدی چہرہ کا انعکاس ہو ؟ اور اگر ان بزرگوں کو بھی یہ درجہ حاصل ہوا ہے تو کیا مرزا صاحب ان میں سے کسی کی تاریخ میں دعوائے نبوت کا کوئی ادنیٰ اشارہ بھی دکھا سکتے ہیں ؟

۲۔ مرزا صاحب نے یہ ظل و بروز کی کہانی شاید ہندوؤں کے عقیدہ متنازع و حلول سے اخذ کی ہے ، لیکن بڑے شرم کی بات ہے کہ انہوں نے اس کو بھی سمجھ کر نہ لیا ۔
 ع در کفر ہم ثابت نئی ز نادار دہوا سکن

ظل و بروز کے جو لوگ قائل ہیں وہ کبھی اس کے قائل نہیں کہ بذریعہ متنازع شخص کسی دوسرے جُون میں آجائے وہ بعینہ پہلا شخص ہوتا ہے ، اس کے احکام اور حقوق ہی ہوتے ہیں جو پہلے شخص کے تھے ، مثلاً افسر فرائض کر لو کہ زید مر گیا اور پھر وہ کسی دوسرے جُون میں آیا اس کا نام ماں باپ نے عمر رکھا ، تو کسی مذہب و عقیدہ میں عمر کے جُون میں آنے والے زید کو یہ حق نہیں کہ قدیم حقوق کا مطالبہ کرے ۔ اپنی سابق بیوی کو بیوی سمجھے ، سابق ماں باپ کو ماں باپ کہے ، وارثوں میں تقسیم شدہ جائداد کو اپنی ملک قرار دے دے ۔ مرزا صاحب کا فلسفہ سب سے نرالا ہے ، کہ اسلامی عقیدہ کو تو خراب کیا ہی تھا ، ظل و بروز کے عقیدہ کا بھی ستیاناس مار دیا ، کہ جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل و بروز قرار دیا اس کو یہ حق بھی دے دیا کہ وہ اپنے کو رسولِ ربی کہے ، اور ساری دنیا کو اپنی نبوت ماننے پر مجبور بھی کرے ، اور جو نہ ملے اس کو کافر کہے

ع ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

۳۔ اس کے بعد کوئی مرزا صاحب سے یہ پوچھے کہ نبوت و رسالت کے معاملہ میں آپ کے ظل و بروز کے فلسفہ پر کیا کوئی فترآن و حدیث کی شہادت بھی موجود ہے ؟ کہیں قرآن کریم نے ظل و بروز کی نبی کا ذکر کیا ہے ؟ یا کسی حدیث میں اس کا کوئی اشارہ ہے ؟

اور اگر ایسا نہیں تو پھر اسلام کا دعویٰ رکھتے ہوئے اسلام کے بنیادی عقیدہ و رسالت میں اس ہندو نے عقیدہ کو ٹھونسنا کونسی دینی روایات یا عقل و شریعت ہے ؟

۳۔ صرف یہی نہیں کہ بروزِ ادنیٰ بروزِ کی پیدا ہونے سے احادیث و قرآن کی نصوص خال اور ساکت ہیں، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث اس کے بطلان کا اعلان صاف صاف کر رہی ہیں۔

ملاحظہ ہو وہ حدیث جو اس آخری نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے آخری اوقات حیات میں بطور وصیت ارشاد فرمائی اور جس کے الفاظ یہ ہیں۔

یا ایہا الناس إِنَّهُ لَكُمِّنِّي مِنْ	”اے لوگو! مبشراتِ نبوت میں سے سوائے
مُبَشِّرَاتٍ الشُّبُوحِ إِلَّا الشَّذِيَاءُ	اچھے خوابوں کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔
الصَّالِحَةُ الْحَدِيثِ (رواہ مسلم و	روایت کیا اس کو مسلم و نسائی وغیرہ
النسائی وغیرہ عن ابن عباس)	نے ابن عباسؓ سے“

اور اسی مضمون کی ایک حدیث بخاری اور مسلم وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی روایت کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

لَمْ يَمُنَّ مِنَ الشُّبُوحِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ	”نبوت میں سے کوئی جزو باقی نہیں رہا
(بخاری کتاب التہنیر و مسلم)	سوائے اچھے خوابوں کے“

اور اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت حذیفہ بن اُسیدہؓ سے طبرانی نے روایت کی ہے، اور نیز امام احمد دار البیہقی اور ابن مردودہؓ نے اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت ابو الطفیلؓ سے بھی روایت کی ہے، اور امام احمد اور خطیبؓ نے بھی یہی مضمون بروزِ عائشہ صدیقہؓ نقل کیا ہے، جن میں سے بعض کے الفاظ یہ ہیں۔

ذَهَبَتِ الشُّبُوحُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ	”نبوت تو باقی رہی اور اچھے خواب باقی گئے“
--	---

الغرض ان متعدد احادیث کے مختلف الفاظ کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ نبوت ہر قسم کی بالکل مختتم اور منقطع ہو چکی، البتہ اچھے خواب باقی ہیں، جو کہ نبوت کا چھبیا لیسواں جزو ہیں (جیسا کہ بخاری و مسلم وغیرہ کی احادیث سے ثابت ہوتا ہے)

لیکن ظاہر ہے کہ کسی چیز کے ایک جزو موجود ہونے سے اس چیز کا موجود ہونا لازم نہیں آتا، اور نہ جزو کا وہ نام ہوتا ہے جو اُس کے کل کا ہے، ورنہ لازم آئے گا کہ صرف

نمک کو پلاؤ کہا جائے، کیونکہ وہ پلاؤ کا جزو ہے، اور یا ناخن کو انسان کہا جائے، کیونکہ وہ انسان کا جزو ہے، اسی طرح ایک مرتبہ اللہ اکبر کہنے کو نماز کہا جائے، کیونکہ وہ نماز کا جزو ہے، یا کھلی کرنے کو غسل کہا جائے کیونکہ وہ غسل کا جزو ہے، اور پانی کو روٹی کہا جائے کیونکہ وہ روٹی کا جزو ہے۔

غرض کوئی اہل عقل انسان جزو اور گل کو نام میں بھی برابر نہیں کر سکتا ہے، احکام کا تو کتنا کیا، پس اگر نمک کو پلاؤ اور پانی کو روٹی اور ایک ناخن یا ایک بال کو انسان نہیں کہہ سکتے تو نبوت کے چھالیسویں جزو کو بھی نبوت نہیں کہہ سکتے۔

خلاصہ یہ کہ حدیث میں نبوت کے بالکل یہ انقطاع کی خبر ہے کہ اس میں سے نبوت کی کوئی خاص قسم یا اس کا کوئی فرد مستثنیٰ نہیں کیا گیا، بلکہ استثنا کیا گیا تو صرف چھالیسویں جزو کا کیا گیا ہے جس کو کوئی انسان نبوت نہیں کہہ سکتا۔

اب منصف مزاج ناظرین! اسے غور سے کام لیں کہ اگر نبوت کی کوئی نوع یا کوئی حسبتی مستقل یا غیر مستقل تشریعی یا غیر تشریعی ظلی یا بروزی عالم میں باقی رہنے والی تھی تو بجائے اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے چھالیسویں جزو کا استثنا فرمایا ضروری تھا کہ اس نوع نبوت کا استثنا فرماتے۔

اور جب کہ آپ نے استثنا میں صرف نبوت کے چھالیسویں جزو کو خاص کیا ہے تو یہ کھلا ہوا اعلان ہے کہ یہ بروزی نبوت جو مرزا صاحب نے ایجاد کی ہے (اگر بالفرض کوئی چیز ہے اور اس کا نام نبوت رکھا جاسکتا ہے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ بھی عالم میں موجود نہ رہے گی۔

۵۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

”بَنُو إِسْرَائِيلَ كِي سِيَا سَتِ اَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ
الْسَّلَامُ كَرْتِي تَحِي، جِب كُوْنِي نَبِي وَفَات
پَا تَا قُو دُو سَرَا نَبِي اِس كَا خَلِيْفَه جُو جَا تَا تَحَا
اِدْرِ مِرِي بَعْد كُوْنِي نَبِي نَحِيْس، اَلْبَتَّ خَلَفَا
هَوْنِ گے اِدْرِ زِيَا دَه هَوْنِ گے، مَعَا بِنِي
عُوض كِيَا كِه خَلَفَا كِه بَارِي اِي اِي كَا كِيَا اَرِشَلُو

كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوْسُهُمْ
الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ
نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ
خَلَفَاءُ يُكَلِّمُونَ، قَالُوا أَنْتَا
تَأْمُرُنَا يَا نَبِيُّوَلَّ اللهُ قَالَ فَوَا
بَيْعَةُ الْأَدْلِ فَلَا أَدْلَ اعْطَوْهُمْ

آپ نے مندرمایا یکے بعد دیگرے ان کی
بیعت کا حق ادا کرو؟

حَقَّقْتُمُ الْحَدِيثَ (بخاری ص ۴۹۱) و
مسلم کتاب الايمان و مسند احمد ص ۳۱۳ باب
ما جاء من جرير و ابن ابی شیبہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں غور کرو کہ کس طرح اول تو نبوت کے
بالکلیہ انقطاع اور اختتام کی خبر دی، اور پھر جو چیز نبوت کے قائم مقام آپ کے
بعد باقی رہنے والی تھی اس کو بھی بیان فرما دیا، جس میں صرف خلفاء کا نام لیا گیا ہے۔
اگر آپ کے بعد کوئی بروز نبی آنے والا تھا، اور نبوت کی کوئی قسم بروزی یا ظلی،
مستقل یا غیر مستقل، شرعی یا غیر شرعی دنیا میں باقی رہنے والی تھی تو سیاق کلام کا
تقاضا تھا کہ اس کو ضرور اس جگہ ذکر مندرمایا جاتا۔

اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد نبوت کا قائم مقام صرف خلافت
کو قرار دیا ہے، تو یہ صاف اس کا اعلان ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی بروزی وغیرہ
نہیں ہو سکتا۔

۶۔ حضرت ابومالک اشعریؓ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد مندرمایا :-

إِنَّ اللَّهَ بَدَأَ هَذَا الْأَمْرَ نَبُوءَةً
وَرَحْمَةً وَكَامُنًا خِلَافَةً وَرَحْمَةً
(رواہ الطبرانی فی الکبیر)

”اللہ تعالیٰ نے اس کام کو ابتداً نبوت
اور رحمت بنایا اور اب خلافت اور
رحمت ہو جانے والا ہے“

اس حدیث میں بھی اختتام نبوت اور اس کے بالکلیہ انقطاع کے ساتھ یہی
ارشاد فرما دیا کہ نبوت رحمت ختم ہو کر خلافت رحمت باقی رہے گی، جس میں صاف
اعلان ہے کہ نبوت کی کوئی قسم بروزی یا ظلی وغیرہ باقی نہیں رہے گی، ورنہ ضروری تھا
کہ بجائے خلافت کے اس کے ذکر کو مقدم رکھا جاتا۔

۷۔ آخر میں ہم ناظرین کی توجہ ایک ایسے امر کی طرف منعطف کرتے ہیں کہ جس
میں تمہوڑا سا غور کرنے سے ہر شخص اس پر بلا تامل یقین کرے گا کہ آپ کے بعد کسی قسم کا
کوئی نبی بروزی یا ظلی وغیرہ نہیں ہو سکتا۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ غالباً کوئی ادنیٰ مسلمان اس میں شک نہیں کر سکتا

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر سب سے زیادہ شفیق اور مہربان ہیں، آپ کو دنیا کی تمام چیزوں میں اس سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں کہ ایک آدمی کو ہدایت ہو جائے، اور اسی طرح اس سے زیادہ کوئی چیز رنج دہ اور باعثِ تکلیف نہیں کہ لوگ آپ کی ہدایت کو قبول نہ کریں۔ خداوند سبحان، اپنے رسول کی رحمت و شفقت کو اس طرح بیان فرماتا ہے:-

عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ
عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ
رَّحِيمٌ ط

• سخت گراں ہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر تمہاری تکلیف، وہ تمہاری ہدایت پر حریص ہیں اور مسلمانوں پر شفیق و مہربان؛

اور دوسری جگہ آپ کی تبلیغی کوششوں کو ان وزن دار الفاظ میں بیان فرمایا ہے:-

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ مُّقِرٌّ عَلَىٰ آثَارِهِمْ
إِنْ لَمْ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ط

• شاید آپ اپنی جان اُن کے پیچھے ہٹا کر رہیں گے اگر وہ ایمان نہ لائیں؛

پھر اس نبی اُمّی (فداہ الی راسی) کے ارشاد و تبلیغ پر جانکاہ کوشش، مخلوق کی ہدایت کے لئے سخت ترین جفاکشی، ان کی سخت سے سخت ایذاؤں پر صبر و تحمل، کفار کی جانب سے پتھروں کی بارش کے جواب میں،

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَاِنَّهُمْ
لَا يَعْلَمُونَ ط

• اے اللہ! میری قوم کو ہدایت کر، کیونکہ وہ جانتے نہیں؛

فرمانا ایک ناقابلِ انکار مشاہدہ ہے جو آپ کی اُس شفقت کی خبر دے رہا ہے جو کہ آپ کو خلق اللہ کی ہدایت کے ساتھ تھی۔

اور اسی وجہ سے آپ نے امت کو ایسی سیدھی اور صاف و روشن مشاہدہ پر چھوڑا ہے کہ قیامت تک اس پر چلنے والے کے لئے کوئی خطرہ نہیں، بلکہ لیکنہا و نہادُہا سَوَاءٌ کا مصداق ہے، یعنی اس کا رات دن برابر ہے۔

آپ کے بعد قیامت تک جس قدر فتنے پیدا ہونے والے تھے اگر ایک طرف ان کی ایک ایک خبر دے کر اُن سے محفوظ رہنے کی تدبیریں امت کے لئے بیان فرمائیں، تو دوسری جانب اس امت میں جس قدر قابلِ اتباع و تقلید انسان پیدا ہونے والے تھے، ان میں ایک ایک سے امت کو مطلع فرما کر ان کی اقتدار کا حکم دیا۔

غرض کوئی خیر باقی نہیں کہ جس کی تحصیل کے لئے اُمت کو ترغیب نہ کی ہو، اور کوئی شر باقی نہیں کہ جس سے اُمت کو ڈرا کر اس سے بچنے کی تاکید نہ فرمائی ہو۔
چنانچہ آپ نے اپنے بعد اُمت کو حضرت ابو بکر صدیقؓ اور فاروق اعظمؓ کی اقتدار کا حکم کیا اور فرمایا :-

اِقْتَدُوا بِأَيِّدَيْنِ مِنْ بَعْدِي | "ان دو شخصوں کا اقتدار کرو جو میرے بعد
أَيُّ بَنِي وَعُمَرَ (بخاری و مسلم) | خلیفہ ہوں گے یعنی ابو بکر و عمرؓ؛

نیز آپ نے ارشاد فرمایا :-

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ | میری سنت کو لازم پکڑو اور خلفائے
الرَّاشِدِينَ۔ | راشدین کی سنت کو یہ

اور فرمایا :-

إِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ مَائِدَانِ أَخَذْتُمْ | "میں تمہارے لئے ایسی دو چیزیں چھوڑتا
بِهِ كُنْ تَفِضْلُوا، كِتَابَ اللَّهِ وَ | ہوں کہ اگر تم نے ان کے اتباع کو لازم پکڑا
عِثْرَتِي۔ | تو کبھی گمراہ نہ ہو گے، ایک خدا کی کتاب

(نسائی، ترمذی ص ۱۱۵۴) | دوسری میری عزت و اہل بیت ؟

پھر اطلاع دی کہ ہر سو سال کے بعد ایک مجدد پیدا ہوگا جو امت کی عملی خرابیوں کی اصلاح فرما کر ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹھیک سنت پر قائم کرے گا اور آپ کی مردہ سنتوں کو زندہ کرے گا۔ (رواہ ابوداؤد والحاکم والبیہقی فی المعرفة)

اور ارشاد فرمایا کہ آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام آسمان سے نازل ہوں گے، اور اس اُمت کے لئے امام ہو کر ان کی عملی خرابیوں کی اصلاح فرمائیں گے، یہاں تک کہ اپنے بعد ہونے والے خلفاء کی اطاعت کا حکم فرمایا اور اس کی یہ بات تاکید فرمائی کہ ارشاد ہوتا ہے :-

أَوْصِيَكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالتَّمَعِ | "میں تم کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا
وَالطَّاعَةِ وَكُلُوا مِمَّا تَرَى عَلَى عِبْدِ | ہوں اور خلفاء کی اطاعت و فرمانبرداری کی
حَبِشَتِي مَجْدَعِ الْأَطْرَافِ۔ | اگرچہ تم پر ایک حبشی غلام لنگھا، تو لا

(مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی ص ۲۸۲، ماہر مسلم) | حاکم بنادیا جائے ؟

اب منصف ناظرین غور فرمائیں کہ اگر اس امت میں کوئی کسی قسم کا نبی بروزی یا ملی وغیرہ پیدا ہونے والا تھا تو ضروری تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ اس کا ذکر فرماتے اور اس کے اتباع کی تاکید فرماتے، تاکہ یہ امت مرحومہ اُن کے انکار و تکذیب کے کافرنہ ہو جائے، ورنہ ایک عجیب حیرت انگیز معاملہ ہو گا کہ آپ اپنی امت کو اپنا بیعتی غلام کی اتباع کا تو حکم فرمائیں، اور اس کی نافرمانی سے ڈرائیں، لیکن ایک خدا کا نبی جو دنیا میں آپ کے بعد (برنگ بروز) پیدا ہونے والا ہے، اس کا کوئی تذکرہ ہی نہ فرمائیں، حالانکہ یہ بھی ظاہر ہے کہ خلیفہ کی اطاعت سے باہر ہونا زیادہ سے زیادہ فسق ہو سکتا ہے، بخلاف نبی کے کہ اس کا انکار قطعی کفر ہے۔ ایک شخص اگر تمام قرآن پر عمل کرے اور تمام انبیاء پر ایمان لائے مگر صرف ایک نبی کا انکار کرے تو وہ نہیں قرآن اور باجماع امت کا منکر ہے۔

خدا کے لئے سوچو اور غور کرو کہ وہ نبی جس کو خداوندِ عالم، رؤف رحیم اور رحمۃ اللعالمین کا خطاب دیتا ہے مخلوق کو چھوٹی چھوٹی باتوں کی خبر دیتا ہے اور خلفاء و اُمراء بلکہ ایک حبشی غلام کے اتباع کی طرف بلاتا ہے، مگر آئندہ پیدا ہونے والے نبی کا کوئی ذکر نہیں کرتا اور کسی ایک حدیث میں اشارہ بھی نہیں کرتا کہ چودھویں صدی میں ہم خود دوبارہ برنگ بروز دنیا میں آئیں گے، اس وقت ہماری تکذیب نہ کرنا۔ امت کو معمولی گناہوں سے بچنے کی تو ہدایت کرتا ہے مگر ان کو کفر صریح میں مبتلا ہونے سے نہیں روکتا۔

اگر معاذ اللہ واقعہ یہی ہے تو وہی مثل صادق آئے گی کہ قَسَمَ مِنَ الْمَطْطِ وَوَقَعَ تَحْتَ الْمِيزَابِ ”یعنی بارش سے جھاگ کر پنا لالہ کے نیچے آپڑے؛ جس کی دھار بارش سے کہیں زائد ہے۔ اور خاکم بدن یہ کہنا پڑے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت میں خیانت اور امت کی خیر خواہی میں کوتاہی کی کہ اُن کو چھوٹی چھوٹی باتوں میں لگا کر اہم کاموں سے غافل کر دیا۔ والعیاذ باللہ العظیم۔

خلاصہ یہ ہے کہ حدیث میں اس کا صاف اعلان ہے کہ آپ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی بروز، قلی، تشرعی، غیر تشرعی پیدا نہیں ہو سکتا۔

یہاں تک جو کلام کیا گیا وہ صرف آیت خاتم النبیین کے متعلق تھا، اور ہمارے گزشتہ کلام میں آپ معلوم کر چکے ہیں کہ مسئلہ زیر بحث میں بہت سی آیات ہدیہ ناظرین

کرنا ہے، لیکن جس تحقیق و تفصیل کے ساتھ آیت مذکورہ کو بیان کیا گیا ہے اگر ہر آیت پر ایسی ہی تفصیلی بحث کی جائے تو یہ مختصر رسالہ ایک طویل دفتر بن جائے گا، لہذا مناسب معلوم ہوا کہ باقی آیات کی تفسیر میں زیادہ اختصار سے کام لیا جائے۔

ختم نبوت کے ثبوت میں دوسری آیت

<p>”آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا، اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی، اور تمہارے لئے دین اسلام ہی پسند کیا۔“</p>	<p>الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ أَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (سورہ مائدہ ۱۰۰ پارہ ۶)</p>
--	---

شان نزول | یہ آیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حج میں عرفہ کے دن یوم جمعہ میں نازل ہوئی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نازل ہونے کے بعد اکیاشی روز سے زیادہ دنیا میں زندہ نہیں رہے۔ (ابن کثیر، درمنثور)

اور اس عرصہ میں بھی اکثر احادیث و آثار سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی حکم حلت و حرمت وغیرہ کا نازل نہیں ہوا (مکا بینہ ابن کثیر وابن حجر بالروایات)

صرف دو تین آیات ہیں جن کا نزول اس آیت کے بعد بیان کیا جاتا ہے، اور بعض حضرات نے اسی آیت کو آخری آیت قرار دیا ہے (دیکھو اتفاق السیوطی وغیرہ) حاصل یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ اس امت مرحومہ کی ایک بہت بڑی مخصوص فضیلت اور شرافت کا اعلان کر رہی ہے، یہی وجہ ہے کہ ایک یہودی حضرت فاروق عظیمؓ سے ایک مرتبہ کہا کہ اے امیر المومنین! تمہارے قرآن میں ایک آیت ہے جس کو تم پڑھتے ہو اگر وہ ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید مناتے، جس دن یہ نازل ہوئی، آپؐ نے فرمایا وہ کونسی آیت ہے؟ یہودی نے کہا:-

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ أَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي
فاروق عظیمؓ نے جواب دیا:-

قَدْ عَرَفْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ وَالْمَكَانَ
الَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ عَلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَهْوُ
قَائِمٌ يَوْمَ تِلْكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
(بخاری و مسلم)

ہم اُس دن اور اُس جگہ کو خوب جانتے
ہیں جس میں یہ آیت نازل ہوئی، یہ آیت
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعہ کے دن
اُس وقت نازل ہوئی جب کہ آپ
عرفہ میں کھڑے ہوئے تھے یہ

مطلب یہ تھا کہ اس دن ہمارے لئے دو عیدیں تھیں، یوم عرفہ اور یوم جمعہ،
چنانچہ درمثور میں بحوالہ مسند اسحق بن راہویہ اور مسند عبد بن حمید کے اس واقعہ
میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں۔

أَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَهُ لَنَا
عِيدًا ۱۔

اللہ تعالیٰ کا شکریہ جس نے ہمارے
لئے اس دن کو عید بنایا

اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس دن پانچ عیدیں جمع تھیں، جمعہ، عرفہ،
عید یسود، عید نصاریٰ، عید مجوس۔ اور دنیا کی تاریخ میں (نہ اس سے پہلے اور نہ اس
کے بعد) تمام مل دنیا کی عیدیں کبھی آج تک جمع نہیں ہوئیں۔ (غازن ۴۳۵)۔
غرض کہ یہ آیت شریفہ اس امت کی اس عظیم الشان خصوصی فضیلت کو بیان
کر رہی ہے جو باقر اہل کتاب اس امت سے پہلے کسی کو نہیں ملی، یعنی خداوند عالم
نے اپنا دین مقبول اس امت کے لئے ایسا کامل فرمادیا کہ قیامت تک اس میں ترمیم
کی ضرورت نہیں۔ عقائد، اعمال، اخلاق، حکومت، سیاست، شخصی آداب،
حرام و حلال، مکروہات و مستحبات کے قوانین اور قیامت تک کے لئے تمام ضروریات
معاش و معاد کے اصول اُن کے لئے اس طرح کھول دیئے کہ وہ تاقیام قیامت کسی
نئے دین یا نئے نبی کی رہبری کے محتاج نہیں، یہاں تک کہ اس خیر الامم کے پیشوا
سید الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اس عالم ظاہری سے رخصت ہوئے
ہیں جبکہ وہ اپنی امت کے لئے ایک ایسی صاف و سیدھی اور روشن شاہراہ تیار
فرما چکے ہیں جس پر چلنے والے کو دن اور رات میں کوئی خطرہ مانع نہ ہو، چنانچہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا ہے۔

تَزَكُّكُمْ عَلَى شَرِّ ذُنُوبِكُمْ ۲۔ میں نے تمہیں ایک ایسی صاف و سیدھی

لَيْسَ لَهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ۔ | پر مپوڑا ہو کہ جس کا رات دن برابر ہے :۔
یہاں تک کہ یقیناً کسی دوسرے دین اور دوسری نبوت کی محتاج نہیں رہی۔
بہر حال یہ آیت حکم کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے دین کو مجہد و جوہ کامل
فرمادیا ہے، اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کسی نئے نبی کے پیدا ہونے کی ضرورت
ہے اور نہ کسی نئے دین کی۔

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہو گئی کہ آیت مذکورہ میں اکمالِ دین سے مراد یہ ہے کہ
فرائض اور سنن اور حدود و احکام اور حلال و حرام کو مکمل بیان فرمادیا گیا، اور اس
کے بعد کوئی حلال و حرام نازل نہیں ہوا، اور نہ اس کی قیامت تک ضرورت رہی۔
اور بعض حضرات مفسرین نے فرمایا ہے کہ اکمالِ دین سے یہ مراد ہے کہ یہ دین قیامت
تک رہنے والا ہے، کبھی نسوخت یا مندرس اور بے نام و نشان نہ ہوگا۔ اور بعض مفسرین
نے اس امت کے لئے اکمالِ دین کی یہ مراد قرار دی ہے کہ یہ امت ہر ایک نبی اور ہر
آسمانی کتاب پر ایمان لائی، کیونکہ تمام انبیاء اور تمام کتابیں اس امت سے پہلے صفحہ
وجود میں آچکے، بخلاف تمام پہلی امتوں کے کہ ان کو یہ فضیلت نصیب نہیں ہوئی، کیونکہ
ان کے زمانہ میں تمام انبیاء اور تمام آسمانی کتابیں وجود ہی میں نہیں آئی تھیں۔

بہر حال مذکورہ القدرتوں کی قبول تفسیر میں سے اکمالِ دین کی جو تفسیر بھی رکھی جائے یہ
آیت ہمارے زیر بحث مسئلہ ”ختم نبوت“ کے لئے ایک روشن دلیل ہے، کیونکہ تنزیل
تفسیروں کا حاصل یہ ہے کہ اس دین کے بعد کوئی دین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی
تا قیامت پیدا نہ ہوگا، انہی مذکورہ بالا تفاسیر پر ذیل کی احادیث اور آثار و اقوال مفسرین شہیں
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ | ”حُضِرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَوَاتِي

لے کنزانی التفسیر المشی بہ لباب التادیل ج ۱ ص ۱۳۵ | خازن ج ۱ ص ۱۲

سے ممکن ہے کہ کسی کو اس جگہ شبہ پیدا ہو کہ خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی راوی ہیں کہ آیت ربی اس کے بعد نازل
ہوئی ہے لیکن اگر ہم بحیثیت سند اس کو صحیح بھی مان لیں تب بھی آپ کی مراد آیت ربی سے آخر سورہ بقرہ
آیت الذین یا کون الرب ولا تقومون الا یہ مراد ہے، اور ظاہر ہے کہ حرم ربی اس سے پہلے نازل ہو چکی تھی
اور یہ آیت مثل اور دوسری آیت کے محض زیادہ توفیح اور تہدید کے لئے ہے، واللہ اعلم ۱۲ منہ

ہے کہ اس آیت کے بعد نہ کوئی حلال کرے نہ
حکم نازل ہوا اور نہ حرام کرنے والا، اور نہ
کوئی چیز منسوخ و مٹنے میں اور نہ حد
اور دوسرا حکام میں ہے؟

لَمْ يَنْزِلْ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ حَلَالٌ
وَلَا حَرَامٌ وَلَا شَيْءٌ مِنَ الْفَرَائِضِ
وَالشَّعْبِ وَالْحُدُودِ وَالْأَحْكَامِ
(تفسیر مظہری، صفحہ ۱۰، سورہ مائدہ)

اور امام المغیرین ابن جریر نے مدنی سے نقل کیا ہے۔

”یہ دن جو آیت میں مذکور ہے یوم عرفہ ہے
پس اس کے بعد نہ کوئی حلال نازل ہوا
نہ حرام، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
وہاں سے واپس ہوتے ہی وفات پا گئے؟

قَالَ هَذَا النَّزْلُ يَوْمَ عَرَفَةَ فَلَمْ
يَنْزِلْ بَعْدَ هَذَا حَلَالٌ وَلَا حَرَامٌ
وَرَحِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَمَاتَ (مؤثر مشورہ ص ۲۵۹)

الغرض کہ انکم یہ آیت آیا حکام میں سے آخری آیت ہو، اور آئندہ کیلئے انقطاع دلی نبوت کی خبر دے ہی ہے
اور حدیث میں ہے کہ جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو فاروق اعظمؓ رونے لگے، آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیوں روتے ہو؟ فاروق اعظمؓ نے عرض کیا۔

”تحقیق ہم اپنے دین میں زیادتی اور ترقی
میں تھے، لیکن جب وہ کامل ہو گیا، اور
عادت اللہ اسی طرح جاری ہو کر جب
کوئی شے کامل ہو جاتی ہے تو پھر وہ ناقص
ہو جاتی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا، تم نے سچ کہا، اور یہی آیت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر وفات
سمجھی گئی، اور آپ اس کے بعد صرحت
کیا سی روز اس عالم میں زندہ رہے؟

إِنَّا كُنَّا فِي زِيَاةٍ مِّنْ دِينِنَا فَأَمَّا
إِذَا اكْتَمَلْنَا لَهُ لِمَ يَكْمُلُ شَيْءٌ
إِلَّا نَقُصُّ قَالَ صَدَقْتَ وَكَانَ
هَذِهِ الْآيَةُ نَعَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَاشَى
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَحَدًا أَزْوَاجًا يَوْمَئِذٍ -

ابوہ ابن ابی شیبہ وابن جریر البغوی من روایہ
بارون بن مشرہ، از مؤثر و تفسیر مظہری

فاروق اعظمؓ کا یہ واقعہ مذکور سابق تفسیر کی روشن دلیل اور کھلی شہادت ہے، کیونکہ اگر
الکمال دین اور تمام نعمت سے نزول احکام دین کا اختتام اور وحی نبوت کا انقطاع
اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مراد نہ تھی تو فاروق اعظمؓ کا اس موقع
پر رونے کا محل اور بے معنی ہو جائے گا۔

اور امام المفسرین علامہ ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

هَذِهِ الْأَمْثَلُ نِعَمَ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى هَذِهِ الْأُمَّةِ حَيْثُ اكْتَمَلَ تَعَالَى لَعَنَهُمْ وَيَتَحَبَّجُونَ إِلَى دِينٍ غَيْرِهِ وَلَا إِلَى نَبِيٍّ غَيْرِ نَبِيِّهِمْ مَكَلَّمَاتِ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ وَلِهَذَا جَعَلَهُ اللَّهُ خَاتِمَ الْأَنْبِيَاءِ وَبَعَثَهُ إِلَى الْإِنْسِ وَالْجِنِّ (ابن کثیر، ص ۳۵۲، ۳۵۳)

”یہ امت پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے کہ اس نے ان کے لئے دین کو کامل فرمایا، ولہذا امت محمدیہؐ نہ تو کسی دین کی محتاج ہے نہ اور کسی نبی کی، اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء بنا دیا، اور تمام جن و بشر کی طرف مبعوث فرمایا۔“

ابن کثیرؒ کی اس تفسیر سے جیسا کہ اکمال دین کے معنی حسب تحریر سابق معلوم ہوئے، اسی طرح اس کا بھی فیصلہ ہو گیا کہ آپ کے بعد نہ کسی شریعت اور صاحب شریعت نبی کی ضرورت ہے اور نہ مطلق نبی کی، صاحب شریعت ہو یا نہ ہو۔ اور علامہ فخر الدین رازیؒ اپنی تفسیر کبیر میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فقال مروی ہے نقل کرتے ہیں، اور خود بھی اسی کو اختیار فرماتے ہیں:-

إِنَّ الدِّينَ مَا كَانَ نَاقِصًا أَبَدًا بَلْ كَانَ أَبَدًا كَامِلًا كَانَتْ الشَّرَائِعُ النَّازِلَةُ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ تَعَالَى كَافِيَةً فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ إِلَّا أَنَّهُ تَعَالَى كَانَ عَالِمًا فِي أَوَّلِ وَقْتِ الْبُعْثَةِ بِأَنَّ مَا هُوَ كَامِلٌ فِي هَذَا الْيَوْمِ لَيْسَ بِكَامِلٍ فِي الْعَدْوِ وَلَا بِصَالِحٍ فِيهِ لِاجْتِرَامِ كَانَ يُنْسَخُ بَعْدَ الشُّبُوتِ وَكَانَ يُزِيلُ بَعْدَ الْحُكْمِ وَأَمَّا فِي آخِرِ زَمَانِ الْبُعْثَةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى

”دین الہی کسی ناقص نہیں تھا، بلکہ ہمیشہ سے کامل تھا، اور تمام شرائع الہیہ اپنے اپنے وقت کے لحاظ بالکل مکمل اور کافی تھیں مگر اللہ تعالیٰ پہلے ہی جانتا تھا کہ وہ شریعت جو آج کامل ہے کل کافی نہ ہے گی، اور اس لئے وقت مقرر پر بھیج کر اس کو منسوخ کر دیا جاتا تھا۔ لیکن آخر زمان بعثت میں اللہ تعالیٰ نے ایسی شریعت کامل بھیجی جو ہر زمانہ کے اعتبار سے کامل ہے، اور اس کے تا قیامت باقی رہنے کا حکم فرمایا۔“

علامہ یہ کہ پہلی شریعتیں بھی کامل

تھیں، مگر ایک وقت مخصوص تک کے لئے۔ اور یہ شریعت قیامت تک کے لئے کافی اور کامل ہے، اور اسی معنی کی بنا پر اَلْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ سنایا گیا ہے۔

شَرِيعَةً كَامِلَةً وَحَكَمَ بِبَقَائِهَا إِلَى
يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَالْشَّرْعُ أَبَدًا كَانَ كَامِلًا
إِلَّا أَنْ الْأَوَّلَ كَمَالَ إِلَى يَوْمِ مَغْصُومٍ
وَالثَّانِي كَمَالَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
فَلَا جُلْ هَذَا الْمَعْنَى قَالَ الْيَوْمَ
اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ۔

امام رازیؒ کی اس تحریر سے بھی یہ امر واضح ہو گیا کہ اکمالِ دین کی مراد وہی ہے جو اوپر عرض کی گئی، اور اس اُمت کے لئے اکمالِ دین کی غرض یہ ہے کہ یہ اُمت آخرِ عالم ہی، اور اس کا زمانہ آخرِ زمانِ بعثت ہے، کہ اس کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ کیا جائے گا۔

نیز امام مومنونؒ نے اپنے اس بیان سے مخالفین کا یہ شبہ بھی اٹھا دیا کہ اس آیت سے پہلے تمام ادیانِ سماویہ اور شرائعِ سابقہ کا ناقص ہونا لازم آتا ہے جس میں چند خوبیاں ہیں، ایک یہ کہ معاذ اللہ خداوندِ عالم کی طرفِ بخل کی نسبت لازم آتی ہے کہ پہلی امتوں کے لئے کامل دین نہ بھیجا۔ دوئم جب ان کے لئے دین ہی ناقص بھیجا گیا تو ان پر دارِ گور کیسی۔ سوئم اس میں ان انبیاءِ علیہم السلام کی بھی گو نہ تنقیص ہے جن کو دین ناقص دے کر بھیجا گیا۔

امام مومنونؒ نے اس تحریر میں ان تمام شبہات و اداہام کی جڑ قطع کر دی، اور فرادیا کہ آیت کی ہرگز یہ مراد نہیں کہ اب سے پہلی تمام شریعتیں اور ادیانِ سماویہ ناقص تھے، صرف یہ دین کامل نازل ہوا۔

بلکہ ہر دینِ الہی اور شریعتِ الہیہ ہمیشہ اپنے اپنے زمانہ کے لحاظ سے کامل تھے اور اس زمانہ کے لوگوں کی ہدایت کے لئے بالکل کافی و دشانی تھے، البتہ خداوندِ عالم کو معلوم تھا کہ آئندہ کسی زمانہ میں بوجہ انقلابِ حالات یہ شریعت اور قانون آئندہ نسلوں کے لئے ناکافی ہوگا، اور اس کو منسوخ کر کے دوسرا دین اور شریعت بھیجی جائے گی، لہذا پہلی تمام شرائع و ادیانِ سماویہ کا کمال صرف اپنے اپنے زمانہ کے لحاظ سے تھا، اور یہ دینِ متین جس کو لیکر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے قیامت تک کے لئے ہدایت و رہبری کا وسیعہ ہے، اس کا کمال غیر موقت اور ہمیشہ کے لئے ہے۔

خلاصہ یہ کہ دین الہی کوئی ناقص نہیں سب کامل میں، فرق صرف اتنا ہے کہ جس طرح پہلے انبیاء علیہم السلام خاص خاص مدت اور خاص خاص لوگوں کے لئے مبعوث ہوتے تھے ان کی بعثت نہ باعتبار زمانہ کے عام اور باعتبار انسانوں کے طبقات کے عام اور سب پر محیط ہوتی تھی، اسی طرح اُن کی مشرعتیں بھی ہمیشہ کے لئے تھیں، لیکن اس سے نہ اُن انبیاء علیہم السلام کی توہین ہوتی ہے اور نہ پہلے ادیان و شرائع کا ناقص ہونا لازم آتا ہے، اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے تمام جن و انس کی طروت قیامت تک کے لئے مبعوث ہوئے، اسی طرح آپ کا دین بھی قیامت تک کے لئے کافی اور کامل ہوا، اور یہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی شرافت اور آخرالام کی مخصوص فضیلت ہے۔ وَذَلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ يُوْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ۔

نیز تفسیر لباب التاویل معروف بن خازن صفحہ ۴۳۵ میں بھی آیت مذکورہ کی یہی تفسیر منقول ہے۔

۲۔ آیت اُکملت لکم دینکم الخ کی تفسیر یہ ہے کہ فرائض اور سنن اور حدود اور احکام اور حلال و حرام کے بیان سے تمہارا دین مکمل کر دیا گیا، چنانچہ اس کے بعد حلال و حرام یا سنن و فرائض میں سے کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔

یہی قول ہے حضرت ابن عباسؓ کا

وَأَمَّا تَفْسِيرُ الْآيَةِ فَقَوْلُهُ تَعَالَى
الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ
يَعْنِي بِالنِّسَاءِ الْإِثْنِ وَالسَّنَنِ وَ
الْحُدُودِ وَالْأَحْكَامِ وَالْحَلَالِ
وَالْحَرَامِ وَكُلِّ مَا يُزِيلُ بَعْدَ
هَذِهِ الْآيَةِ حَلَالَ وَوَلَا حَرَامَ وَ
لَا شَيْءَ مِمَّنْ النَّسَاءِ الْإِثْنِ هَذَا مَعْنَى
قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔

اور امام راغب اصفہانیؒ نے مفردات القرآن میں فرمایا ہے :-

۳۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ساتھ نبوت کو ختم کر دیا اور پہلی بار شرائع کو آپ کی شریعت کے ذریعہ ایک اعتبار سے مکمل فرمایا، جیسا کہ اللہ پاک فرماتا

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى كَمَا جَعَلَ النُّبُوَّةَ
بَنِيَّتَنَا مُخْتَلِمَةً وَجَعَلَ
شَرَاءَ نَبِيِّنَا يَسْرِ يَغْتَابُهُ مِنْ وَجْهِ
مُنْتَبِخَةٍ وَ مِنْ وَجْهِ مُكْمِلَةٍ
مُثَبَّتَةٍ كَمَا قَالَ تَعَالَى

اَلْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ | ہے اِیُّوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَہُ :
وَاَتَمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِی الْاِ

اور تفسیر مدارک صفحہ ۴۲۵ جلد اول میں بھی یہی تفسیر مذکور ہے ، اور کتاب الاعتصام صفحہ ۴۷ جلد اول میں اور اسی طرح تفسیر درخشور صفحہ ۲۵۹ جلد دوم میں بھی اکمال دین کی یہی تفسیر کی گئی ہے ۔

تمام تفاسیر معتبرہ و مستندہ اور جملہ صحابہ کا اس آیت کو آپ کی خبر و نجات سمجھنا صاف اُسی تفسیر کی روشنی میں دلیل ہے جو ہم نے عرض کی ہے ائمہ مفسرین اکمال دین کی اس تفسیر پر متفق ہیں ، وہو المراد ۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ | اگرچہ ہم آیت مذکورہ میں اکمال دین کی مذکورۃ العذر تفسیر کو احادیث اور آثار صحابہ اور ائمہ تفسیر کے مستند اقوال سے ثابت کر چکے ہیں جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ۔

لیکن اگر کوئی معاند اب بھی یہ تاویل کرے کہ اکمال دین کے لغوی معنی صرف دین کو کامل کرنے کے ہیں اور دین کو کامل کرنے سے یہ مراد بھی ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کو تمام ادیان دنیا پر غلبہ عنایت فرمایا اور اس امت کو تمام دشمنوں سے محفوظ فرمایا ۔

نیز یہ بھی ممکن ہے کہ اکمال دین کی غرض یہ ہو کہ جس سال میں عرفہ کے دن یہ آیت نازل ہوئی تھی اس سال فتح مکہ کی وجہ سے موسم حج تمام مشرکین کے تسلط سے پاک ہو گیا تھا ، تو ممکن ہے کہ امن و امان کے ساتھ حج کرنے کو اکمال دین سے تعبیر کیا گیا ہو ۔

سو اس کے متعلق ہم صرف فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوئے کا واقعہ اور آپ کا اُن کے خیال پر تصدیق فرمانا وغیرہ کی یاد دہانی کر دینا کافی سمجھتے ہیں ، کیونکہ ادیان پر اس دین کا غالب ہونا یا موسم حج کا کفار سے خالی ہونا کسی عقلمند انسان کے لئے رونے کا باعث نہیں ہو سکتا ، نیز اگر اکمال دین کے یہی معنی تھے تو پھر سلف کے اس کلام کے کیا معنی ہوں گے ،

وَكَانَ هَذَا اَنْعَى رَسُولِ اللّٰهِ | اور یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ | خبر و نجات سمجھی گئی ؟

علاوہ بریں اس وقت تک یہ بھی صحیح نہیں کہ اسلام تمام ادیانِ باقیہ پر غالب ہو گیا تھا، کیونکہ تمام عجم اُس وقت تک کفر و شرک کی ظلمات سے بھرا ہوا تھا، جیسا کہ سیرت کی معتبر کتابیں اور آثارِ صحابہ اس پر شاہد ہیں۔

نیز وہ آثار و اقوال ائمہ تفسیر جو اکمالِ دین کی اسی تفسیر پر متفق ہیں جو ہم نے عرض کی اس تفسیر کے خلاف ہیں، لہذا ان تمام امور کا لحاظ کرتے ہوئے صرف ایک احتمال دہی کو بے وجہ تفسیرِ مترآن بنا کر کسی طرح مناسب نہیں۔ وَاللّٰهُ يَهْدِي مَن يَّشَاءُ إِلَى سَوَاءٍ السَّبِيلِ

”اور جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت دوں اور میرا رسول تمہارے پاس آیا ہو تمہاری آسمانی کتابوں کی تصدیق کرے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو تم سب ان پر ایمان لاؤ اور ان کی مدد کرو“

ختم نبوت کے ثبوت | وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ
میں تیسری آیت | النَّبِيِّينَ لَمَّا آتَيْنَاكُمْ
مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ
جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا
مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ
آل عمران، پ ۱

اس آیت میں خداوند عز و جل نے اس عہد و ميثاق کا ذکر فرمایا ہے جو ازل میں تمام انبیاء سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لیا گیا ہے، آیت کی تفسیر ادوس کا پورا واقعہ بڑی تفصیل کا مقتضی ہے، علامہ سبکیؒ نے صرف اس آیت کی تفسیر میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام التعظيم والمنة في التوهمين به و لتصرفہ ہے، یہ رسالہ مواہب لدنیہ کے مقصد سادس میں باستیعاب نقل کیا ہے۔

خلاصہ تفسیر آیت کا یہ ہے کہ ازل میں جس وقت حق تعالیٰ نے تمام مخلوق کی ارواح پیدا فرما کر ان سے اپنے رب ہونے کا عہد و اقرار لیا، تمام انبیاء علیہم السلام سے اس عہد عام کے علاوہ ایک عہدِ خاص بھی لیا گیا، جو ایک جملہ شرطیہ کی صورت میں تھا کہ اگر آپ میں سے کسی کی حیات میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو کر تشریف لے آئیں تو آپ اُن پر ایمان لائیں اور اُن کی مدد کریں۔

جیسا کہ تفسیر ابن جریر و ابن کثیر اور تاریخ ابن عساکر میں، نیز فتح الباری میں کتاب النبیاء میں حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بالفاظ ذیل منقول ہے :-

مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ
إِلَّا أَخَذَ عَلَيْهِ الْبَيْتَ أَن لَّنْ
يُبْعَثَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ وَهُوَ حَيٌّ لِّيُؤْمِنَ بِهِ وَ
لِيَنْصُرَهُ كَذَلِكَ فِي شَرْحِ الْمَوْحِ
لِلزَّرْقَانِي، ص ۱۳۳ ج ۲۔

”حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام میں
سے جس کسی کو مبعوث فرمایا تو یہ عہد ان سے
ضرور لے لیا کہ اگر ان کی زندگی میں محمد
صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو گئے تو وہ
ان پر ایمان لائیں اور اُن کی مدد
کریں“

یہ عہد خالص اگرچہ جملہ شرطیہ کے طور پر تھا، جس کا وقوع ضابطہ سے ضرور نہیں،
اور حکمت و فائدہ کے درجہ میں اتنی بات کافی ہے کہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی جلالتِ شان سب انبیاء پر واضح ہو گئی، لیکن حق سبحانہ و تعالیٰ نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی اس امتیازی شان کو صرف جملہ شرطیہ ہی کے درجہ میں نہیں رکھا۔
بلکہ مختلف صورتوں سے مختلف مواقع میں اس خاص شان کا اظہار بھی فرمایا ہو، ایک
لیلۃ المعراج میں جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام انبیاء کو بیت المقدس
میں جمع فرما کر آپ کو سب کا امام بنایا گیا اور پھر آخرت میں سب انبیاء علیہم السلام
کو آپ کے جھنڈے کے نیچے جمع کیا جائے گا۔

اور عالم محسوسات و مشاہدات میں شاید اسی کا یہ انتظام کیا گیا کہ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کو اب تک زندہ رکھا گیا، کہ قرب قیامت میں اُن کو پھر آسمان سے
اُتارا جائے گا، کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور امت کی مدد فرمائیں گے اور
آپ کے دشمن و جال کو قتل کریں گے، وغیرہ ذلک۔

یہ سب مضمون زر قانی شرح مواہب مقصد سادس جلد سادس میں تفصیل مذکور ہے۔
اس آیت کی تفسیر میں اگرچہ دوسرے اقوال بھی ہیں، مگر عامۃ مفسرین کے نزدیک
یہی تفسیر رائج بلکہ متعین ہے۔

اور اس جگہ ہمارا مطلع نظر شَمَّ جَاءَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ کے الفاظ ہیں جن میں نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام انبیاء کے بعد تشریف لانے کو لفظ شَمَّ کے ساتھ ادا کیا گیا
ہے جو لغتِ عرب میں تراخی یعنی مہلت کے لئے آتا ہے، جب کہا جاتا ہے جَاءَنِي
الْقَوْمُ ثُمَّ عَمَرْتُ تو لغتِ عرب میں اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ پہلے تمام قوم آگئی

اور پھر کچھ مہلت کے بعد سب سے آخر میں عمر آیا۔

اس لئے اَلنَّبِيِّينَ کے بعد رُسُلٌ جَاءُكُمْ رُسُلٌ کے یہ معنی ہوں گے کہ تمام انبیاء کے آنے کے بعد سب سے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے اور جب کہ اغزیشاق میں سے کوئی نبی در رسول مستثنیٰ نہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام انبیاء علیہم السلام سے آخری بنیاد متعین ہو گیا، اور یہ واضح ہو گیا کہ آپ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی پیدا نہ ہوگا، تشرعی وغیر تشرعی یا ظلی و دروزی کی خود ساختہ قسموں میں سے کوئی بھی اب باقی نہیں ہے۔

آیت نمبر ۴ | قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رُسُلُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ.

”لئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں، وہ اللہ کہ جس کے لئے ملک ہوا سموات اور زمینوں کا“

آیت نمبر ۵ | تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا (سورۃ فرقان، چپ)

”یعنی مبارک ہے وہ ذات جس نے قرآن مجید کو اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہان والوں کے لئے تذکر بنے، یعنی تمام عالم والوں کو خدا کے عذاب سے ڈرائے“

آیت نمبر ۶ | وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رُسُلًا.

”یعنی ہم نے آپ کو راسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے“

(سورۃ النساء، پٹ)
آیت نمبر ۷ | وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ.

”یعنی یہ سترآن تمام جہان والوں کے لئے تذکر ہے“

آیات مذکورہ سے واضح ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کی طرف رسول ہو کر تشریف لائے ہیں جس میں عرب و عجم اور شرق و غرب کے انسان داخل ہیں خواہ آپ کے زمانہ میں موجود ہوں یا آپ کے بعد قیامت تک پیدا ہوں، جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریحاً ارشاد فرمایا ہے۔

اَنَا رَسُولٌ مِّنْ اُذْرِكَ حَيَّاكَ
مَنْ يُؤَلِّدُ بَعْدِي (رواہ ابن سعد
عن ابی الحسن مرفوعاً، صفحہ ۱۰۱ جلد ۶)

"میں اُن لوگوں کے لئے بھی رسول ہوں جن
کو اپنی زندگی میں پاؤں اور ان کے لئے
بھی جو میرے بعد پیدا ہوں گے"

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام اقوام عالم کی طرف عام ہے، خواہ اب
موجود ہوں یا آئندہ قیامت تک پیدا ہونے والے ہوں، بخلاف انبیاء سابقین کے
کہ اُن کی بعثت خاص خاص قوموں کی طرف مخصوص شہروں کے اندر ہوتی تھی، اور ان
کی وفات کے بعد دنیاوی نظام کے اعتبار سے ختم ہو جاتی تھی، اس لئے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوند عالم کے اُن انعامات کو جو صرف آپ کے ساتھ مخصوص ہیں بیان
کرتے ہوئے منجملہ چھ مقول اس کو بھی شمار فرمایا ہے کہ آپ کی رسالت تمام دنیا اور
اس کی آئندہ آنے والی نسلوں پر سب پر حاوی ہے، جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم
کی روایتوں سے ظاہر ہے۔

ادرجب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے کوئی قوم، کوئی انسان، کسی
زمانہ اور کسی قرن میں پیدا ہونے والا مستثنیٰ اور خارج نہیں، بلکہ قیامت تک دنیا
میں پیدا ہونے والے انسان سارے آپ ہی کی امت ہیں، تو ان حالات میں اگر آپ
کے بعد دوسرا نبی یا رسول آتا ہے تو آپ کی استیلازی فضیلت باقی نہیں رہتی، آپ
کی امت پھر اُس نبی کی امت کہلائے گی، جو بعد میں مبعوث ہوا، اور عیسیٰ علیہ السلام
چونکہ ان کو نبوت پہلے مل چکی ہے، اس لئے ان کا آخر زمانہ میں بحیثیت امام کے آنا
اس کے منافی نہیں۔

یہ آیات کریمہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر الانبیاء ہونے کی روشن دلائل
ہیں۔ مزید اطمینان کے لئے ملاحظہ فرمائیں تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۵۲ جلد ۴، جس میں آیت
نمبر ۴ کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ موصوف نے تحریر فرمایا :-

وَهَذَا مِنْ شَرِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَنَّهُ خَاتِمَةُ النَّبِيِّينَ
أَنَّهُ مَبْعُوثٌ إِلَى الْخَلْقِ كَأَنَّهُ
(القول) وَالْآيَاتُ فِي هَذِهِ الْكَلِمَةِ

"اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
فضیلت اور شرافت میں سے ہے کہ آپ
خاتم النبیین ہیں، اور آپ تمام مخلوق کی
طرف مبعوث ہیں، اور اس بارہ میں بہت سی

كَمَا إِنَّ الْأَحَادِيثَ فِي هَذَا الْكُتُبِ
مِنْ أَنْ تُخَصَّصَ وَهُوَ مَعْلُومٌ فِي
دِينِ الْإِسْلَامِ مُرَدَّةٌ أَنَّهُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالسَّلَامُ رَسُولٌ
إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ -

آیات نازل ہوئی ہیں جیسا کہ احادیث
اس باب میں احاطہ سے باہر ہیں، اللہ
بات دین اسلام میں براہتہ و ضرورت معلوم
ہے کہ آپ تمام انسانوں کی طرف ارسال
ہیں، جس میں سے کوئی مستثنیٰ نہیں ہو۔

غرض اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عموم بعثت صراحت بیان کیا، اور
اس کے لئے یہ لازم ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو، جو آپ کی امت کو اپنی طرف
دعوت دے۔

آیت نمبر ۱ | وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ
لَأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ -
(سورۃ الانعام، پٹ)

میری طرف اس قرآن کی وحی کی گئی
تاکہ اس کے ذریعہ سے میں تم کو ڈراؤں
اور تمام ان لوگوں کو جن کو یہ قرآن پہنچے

اس آیت میں صاف طور سے بیان کیا گیا ہے کہ قرآن عزیز کی شریعت صرف ان لوگوں
کے لئے مخصوص نہیں جو اس وقت موجود ہیں، بلکہ قیامت تک جن لوگوں کو یہ قرآن پہنچے
ان سب کے لئے یہی حجت ہے، آمنہ و کسی کتاب و شریعت اور نبوت کی ضرورت نہیں،
جیسا کہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔

آیت نمبر ۲ | وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأُمَمِ
فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ (سورۃ الاحزاب، پٹ)

تمام انسانوں کی جماعتوں میں سے جو شخص
اس کا کفر کرے پس جہنم اس کا ٹھکانہ ہو

ابن کثیر و دیگر نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ احزاب سے تمام اقوام عالم مراد
ہیں، اس لئے یہ آیت بھی عموم بعثت اور آپ کے آخر الانبیاء ہونے کی شاہد ہے۔
علاوہ بریں اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ کے بعد نجات صرف آپ کے ہی
اتباع میں منحصر ہے اور کسی نبی کی نہ ضرورت ہے نہ گنجائش۔

آیت نمبر ۳ | يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ
الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ
فَاذْكُرُوا الْاَلْغَمَ لَكُمْ (سورۃ نساء، پٹ)

اے لوگو! بیشک لایا ہے تمہارے پاس
پیغمبر (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) دین حق
ہیں ایمان لاؤ اس پر بہتر ہے تمہارے لئے

اس آیت میں بھی الناس سے تمام انسان مراد ہیں، اور عموم بعثت کے ذریعہ

ختم نبوت کا ثبوت ہے جس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔

آیت نمبر ۱۱ | وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (سورۃ الانبیاء، پک ۱)

”اور ہمیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام جہاں والوں کے لئے رحمت بنا کر“

یہ آیت دودو جہے ختم نبوت کا قوی ثبوت ہے۔ اوّل یہ کہ آیات سابقہ کی طرح یہ بھی عموم بعثت کو ثابت کر رہی ہے، اور عموم بعثت کے لئے ختم نبوت لازم ہے، جیسا کہ اوپر مفصل گذرا۔

دوم یہ کہ آیت حکم کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام اہل عالم کے لئے رحمت ہیں، اور آپ پر ایمان لانا نجات کے لئے کافی ہے، پس اگر آپ کے بعد کوئی اور نبی دنیا میں پیدا ہو تو آپ کی امت کے لئے آپ پر ایمان لانا اور آپ کی پیروی کرنا نجات کے لئے کافی نہ ہوگا جب تک اس نبی پر ایمان نہ لائے، اور اس کے فرمان پر چلنے کا عہد نہ کرے، کیونکہ خود قرآن کریم کا ارشاد ہے:-

”آپ فرمائیے کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس وحی پر جو ہم پر نازل کی گئی اور اس وحی پر جو حضرت ابراہیمؑ اور اسمعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اسحاقؑ پر نازل کی گئی اور ان کتابوں پر جو موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور تمام انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے دی گئیں ہم ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے، بلکہ سب پر ایمان لاتے ہیں اور ہم اس کی فرمانبرداری کر لیتے ہیں“

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ عَلَيْنَا
وَمَا اُنْزِلَ عَلٰى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعٖلَ
وَاسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَاَلَسُبْحٰنَ
مَا اُوْتِيَ مُوسٰى وَعِيسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ
مِنْ دَرَجَتٍ لَّا نَفِيْ تۡ بَيْنَ اَحَدٍ
مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ؕ
(سورۃ آل عمران، پ ۳)

اور دوسری جگہ ارشاد ہے:-

”جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ اور کہتے ہیں کہ ایمان لاتے ہیں بعض رسولوں پر اور کفر کرتے ہیں بعض اور ارادہ کرتے ہیں کہ جو ان کے دلائل اللہ اور اس کے رسولوں میں، اور چاہتے ہیں کہ کفر کریں

اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ
وَقِیْلُوْنَ قَوْلًا مِّنْ یَّعْنٰی
وَنَكْفُرُ بِیَّعْنٰی وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ
یَّتَّخِذُوْا بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ سَبِيْلًا
اَوْ نَكْلُفَ هُمْ اَلْكَافِرُوْنَ

حَقًّا الْأَيُّ (سورۃ نساء، پ) | اس کے پیچ میں کوئی راستہ، وہاں نہیں بلاشبہ
 جس کا کھلا ہوا انشاء یہ ہے کہ کوئی شخص اُس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب
 تک خدائے تعالیٰ کے تمام انبیاء پر بلا فرق کے ایمان نہ لائے، اور اسی وجہ سے امت
 محمدیہ کا اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص تمام انبیاء پر ایمان لائے اور اپنے نبی کی کامل پیروی
 کرے مگر کسی ایک نبی پر (خواہ کسی درجہ کا ہو) ایمان نہ لائے تو اس کی ساری نیکیاں ضبط
 اور ایمان مردود ہے، وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کا مستحق ہے، اور اسی وجہ سے انبیاء
 سابقین اپنی امتوں کو اپنے بعد آنے والے نبی کی اطاعت کا سبق دیتے رہے ہیں، پس اگر
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی کسی قسم کا نبی پیدا ہو، خواہ تشریفی ہو یا غیر تشریفی
 یا بقول مرزا صاحب ظلی یا بروزی، بہر حال جب کہ وہ نبی ہے تو تمام امت محمدیہ کی نجات
 اس وقت اس پر ایمان لانے اور اس کی اتباع کرنے میں منحصر ہوگی، اور وہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم پر کتنے صدق دل سے ایمان لائیں، اور آپ کی کتنی ہی پیروی کریں اس وقت
 تک ہرگز جنت کی صورت نہیں دیکھ سکتے جب تک کہ اس جدید نبی کی چوکت پر سر نہ
 رکھ دیں، اور اُس وقت اگر آپ کا کوئی امتی یہ چاہے کہ قرآن مجید کے تیس پاروں پر
 حرفاً حرفاً عمل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام احادیث کا کامل اتباع اور
 آپ کی سنت کی انتہائی پیروی کر کے اپنے آپ کو دوزخ سے بچائے تو یہ اُس کے لئے
 غیر ممکن ہوگا، جب تک کہ اس نبی کے سایہ میں پناہ نہ لے، جس کو دوسرے لفظوں میں
 یوں کہا جاسکتا ہے کہ اس نبی کے پیدا ہونے کے بعد اہل عالم کی رشد و ہدایت اور ان کی
 فلاح و بہبود (خاکم بدن) آپ کے دامن شفقت میں نہیں اور آج اُن کی نجات
 اُخروی آپ کے سایہ عاطفت میں نہیں ملتی، اور آج گنہگاروں اور گمراہوں کی طرف سے
 شفا سے رحمتہ للعالمین کا دربار خالی ہے، (نعوذ باللہ)

کیا ایسی حالت میں بھی رحمتہ للعالمین کو رحمتہ للعالمین کہا جاسکتا ہے جب کہ وہ
 اور ان کی شریعت کا اتباع کسی ایک انسان کی نجات کا کفیل نہ بن سکے۔

ولہذا ثابت ہوا کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی دنیا
 میں تجویز کرتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور قرآن مجید کی صریح آیتوں کی
 تکذیب کر رہا ہے اور وہ آپ کو رحمتہ للعالمین نہیں مانتا۔

فائدہ ۱: مرزائیوں کا مشہور سوال ہے کہ دجال اکبر کے قتل کے لئے جبکہ ایک نبی کی ضرورت تھی تو بہت ممکن تھا کہ خداوندِ عالم اسی امت میں کوئی نبی پیدا فرمادیتا کیا ضرورت تھی کہ ایک اسرائیلی نبی کو اس کام کے لئے آسمان پر اُتھا رکھا جائے اور ضرورت کے وقت اس کو دوبارہ دنیا میں نازل فرمایا جائے۔

لیکن اگر کوئی شخص ہماری گزشتہ تقریر کو ذرا انصاف سے ملاحظہ کرے، تو یقین ہے کہ فوراً کہہ اٹھے گا کہ حکومت کا اقتضا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاست کا کامل اظہار اس میں تھا کہ بجائے اس امت میں نبی کچید کرنے کے کسی ایسے نبی کو دوبارہ اس کام کے لئے بھیجا جائے، جس پر امت محمدیہ پہلے سے ایمان لاجکی ہو، کیونکہ آپ معلوم کر چکے ہیں کہ اگر کوئی نبی جدید آپ کے بعد دنیا میں مبعوث ہو تو لازم ہوگا کہ اب صرف آپ کا اتباع اور آپ پر ایمان لانا امت محمدیہ کے لئے کافی نہ رہے گا، بلکہ اس نبی کی اطاعت پر منحصر ہو جائے گا جو قطعاً سید الانبیاء کی شان کے خلاف ہے، بخلاف عیسیٰ علیہ السلام کے کہ آپ کی امت اُن پر پہلے ہی ایمان لاجکی ہے، اور قرآن کریم اُن کی نبوت و رسالت کا اعلان کر چکا ہے تو اب ان کے نزول کے بعد امت محمدیہ کی نجات کے لئے کسی جدید بشرط کا اضافہ نہ ہوگا۔

”جو کوئی برخلاف کرے رسول کے ساتھ
بعد اس کے کہ ظاہر ہوئی اس کے لئے ہدایت
اور پیروی کرے سوائے راہِ مسلمانوں کے
متوجہ کریں گے ہم اس کو جہنم متوجہ ہوا
داخل کریں گے ہم اس کو دوزخ میں، اور
بڑا ٹھکانا ہے (دوزخ)“

آیت نمبر ۱۱ | وَمَنْ يَتَّبِعِ الرَّسُولَ
مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ
وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُوْمِنِيْنَ
نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ
وَسَاءَتْ مَصِيْرًا
(آخر سورۃ النساء، ۵)

منصف ناظرین غور فرمائیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہوتا دو حال سے خالی نہیں، یا تو وہ بمقتضائے آیت مذکورہ طریقِ مؤمنین کا اتباع کرے گا، اور یا بمقتضائے نبوت لوگوں کو اپنے اتباع کی دعوت دے گا۔

پہلی صورت میں تو قلبِ موضوع لازم آتا ہے، اور معاملہ برعکس ہو جاتا ہے، کیونکہ خدا کے نبی دنیا میں اس لئے آتے ہیں کہ لوگوں کو اپنے اتباع کی طرف بلائیں، نہ یہ کہ

لوگوں کا اتباع کرنے لگیں، دیکھو قرآن مجید کا ارشاد ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا
لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ، (الآیۃ نسأ)

”اودہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا، مگر صرف
اسی لئے کہ اس کا اتباع کیا جائے“

نیز ارشاد ہوتا ہے۔

لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِمَّنْ
الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ

”اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت
سے کاموں میں تمہارا اتباع کرتے تو تم
تعطیل میں پڑ جاتے“

(سورہ ہجرات، ۲۴)

علاوہ بریں اگر خدا کا پیغمبر بھی دنیا میں اگر طریق مؤمنین کا اتباع کرنے لگے تو پھر دُور صورتیں ہیں، یا تو یہ سبیل مؤمنین معاذ اللہ گمراہی اور طریق معصیت ہے، اور یا خدا کا سیدھا راستہ اور اس کا مقبول طریق ہے۔ پہلی صورت تو ایک ایسی بدیہی البطلان صورت ہے کہ کوئی ادنیٰ مسلمان بلکہ ادنیٰ عقلمند بھی اس کا قائل نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس صورت میں اول تو یہ لازم آتا ہے کہ (معاذ اللہ) قرآن کریم لوگوں کو اس طریق مؤمنین کی طرف بلاتا ہے جو گمراہی کا راستہ ہے۔ دوسرے یہ کس قدر مضحکہ خیز بات ہے کہ خدا کے نبی ہدایت کرنے کے لئے بھیجے جائیں اور دنیا میں اگر خود بھی ایک گمراہی کے راستہ پر چلنے لگیں۔

اور دوسری صورت میں نبی کا وجود محض بے فائدہ اور اس کی بعثت محض بیکار رہ جاتی ہے، کیونکہ بعثت نبی کی ضرورت جب ہوتی ہے کہ خدا کے بندے اس کی صراط مستقیم کو چھوڑ دیں تاکہ یہ نبی اُن کو سیدھے راستہ کی ہدایت کرے۔

اور جب سبیل مؤمنین ایک ایسی مستقیم سبیل ہے کہ خداوندِ عالم تمام اہل عالم کو قیامت تک اس پر چلنے کی ہدایت فرماتے ہیں، اور اس سے ہٹنے پر سخت ترین دعید کرتے ہیں، تو پھر فرمائیے کہ اب کسی نبی جدید کے پیدا ہونے کی اور مرزا صاحب کے طرز پر اس کی نئی نئی قسمیں بنانے کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے۔

رہا عیسیٰ علیہ السلام کا آخر زمانہ میں نازل ہونا سو اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا، کیونکہ اگرچہ وہ بعد نزول بھی ویسے ہی خدا کے ادوا العزم نبی ہوں گے جیسے قبل رفاہ و قبل نزول تھے، لیکن چونکہ اُن کی بعثت اپنے زمانہ میں بھی صرف بنی اسرائیل کی طرف

تھی کہ تمام عالم کی طرف جیسا کہ آیہ کریمہ رَسُوْلًا اِلٰی بَنِي اِمْرَئِیْلَیْمَ سے معلوم ہوتا ہے اس لئے وہ بعد نزول بھی اس امت کی طرف بحیثیت ہوت مبعوث ہو کر نہ آئیں گے، بلکہ بحیثیت امامت تشریف لائیں گے، جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث سے ثابت ہوتا ہے، اور جب آپ کی تشریف آوری اس امت میں صرف بحیثیت امامت ہوگی، تو اب اس آیت سے آپ کے نزول پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

آیت نمبر ۱۲ | ثَمَّةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَثَمَّةٌ مِنَ الْآخِرِينَ، (سورہ واقعہ، ۲۷) | خدا کے مقرب بڑی جماعت ہر پہلوں میں سے اور تھوڑی بچھلوں میں سے ہے :

اس میں اس امت مرحومہ کو آخرین کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ امت آخری امت ہے، آئندہ نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی جدید امت۔ امام المفسرین ابن جریر طبری نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے :-

یَقُوْلُ تَعَالٰی ذٰکُمْ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْأَمَمِ الْمَاضِيَةِ وَكَلِيْلٌ مِّنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ الْآخِرُونَ وَقِيلَ لَهُمْ الْآخِرُونَ لِأَنَّهُمْ الْآخِرُ الْأَمَمِ	" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایک جماعت ہوگی پہلی امتوں میں سے اور تھوڑے سے ہوگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو آخرین اس لئے کہا گیا کہ وہ آخر الامم ہیں ۔"
---	---

(ابن جریر، ۷/۱، ج ۲۷)

اس سے معلوم ہوا کہ آخرین سے امت محمدیہ مراد ہے ۔

آیت نمبر ۱۳ | ثَمَّةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَثَمَّةٌ مِنَ الْآخِرِينَ (سورہ الواقہ، ۲۷) | " اصحاب البیت (یعنی جنتی) جماعت کثیر ہیں پہلوں میں سے اور جماعت کثیر ہیں بچھلوں میں سے ۔"

اس آیت میں آخرین سے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مراد ہے، جو

لے لیکن یہ بات اچھی طرح یاد رہے کہ اس کے یہ معنی نہیں کہ الیاذ باللہ آپ اس وقت نبوت معزول ہو جائیں گے، بلکہ آپ کا اُس وقت اس امت میں تشریف لانا بالکل ایسا ہوگا جیسے صوبہ پنجاب کا گورنر صوبہ بہار میں کسی ذاتی ضرورت سے چلا جائے تو اگرچہ وہ اُس وقت بحیثیت گورنر نہیں ہوتا، لیکن یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ وہ گورنری سے معزول ہو گیا ۱۲ منہ

مرتب ختم نبوت کا اعلان ہے۔ ہم اس کی شہادت میں وہ حدیث پیش کر دینا کافی سمجھتے ہیں، جو اس کے شان نزول میں روایت کی گئی ہے، جس کا مضمون یہ ہے :-

”کہ جس وقت پہلی آیت میں یہ بیان کیا گیا کہ جنت میں اہم سابقہ کی بڑی جماعت ہوگی، اور اس امت کی تھوڑی، تو صحابہ کرام پر یہ بات شاق ہوئی، چنانچہ ان کی تسلی کے لئے دوسری آیت نازل ہوئی، اور ارشاد ہوا کہ ایک جماعت پہلی امتوں کی اور ایک جماعت اس امت کی جس میں اہم سابقہ اور اس امت کو مساوات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے“ (ابن کثیر کو دیکھا جائے) اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کیا ہے :-

<p>” حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے امید ہے کہ تمام اہل جنت میں سے آدھے تم (یعنی آپ کی امت) ہوں گے۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کو بہت زیادہ سمجھا، پھر آپ نے یہی آیت پڑھی: ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْآخِرِينَ“</p>	<p>قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا رَجُؤَ أَنْ تَكُونُوا الشَّطْرَ (يَعْنِي مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ) فَكَبُرْنَا ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْآخِرِينَ، وَالْحَدِيثُ مِنْهُ (ابن جریر ص ۹۸ ج ۲۷)</p>
---	---

اور اسی قسم کی ایک روایت حضرت قتادہؓ سے بھی منقول ہے۔

اور حضرت حسنؓ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے :-

<p>” ایک جماعت اولین میں سے یعنی تمام پہلی امتوں میں سے اور ایک جماعت آخرین یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے“</p>	<p>ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ (مِنْ الْأُمَمِ) وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْآخِرِينَ (أُمَةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) (ابن جریر ص ۹۸ ج ۲۷)</p>
--	---

اور امام المفسرین ابن جریر طبری اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

<p>” ایک جماعت اولین سے یعنی ان لوگوں کی جو امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گندکے ہیں، اور ایک جماعت آخرین</p>	<p>ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ جَمَاعَةٌ مِنَ الَّذِينَ مَقَبُوا قَبْلَ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَلَاثَةٌ</p>
--	--

یعنی حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک جماعت امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، ایسا ہی اہل تفسیر صحابہ و تابعین نے فرمایا ہے :

مِنَ الْآخِرِينَ يَقُولُ جَمَاعَةٌ مِّنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَهْ أَهْلُ الثَّانِيَةِ
(تفسیر ابن جریر مشرق ج ۲۷)

خلاصہ یہ کہ ان دونوں آیتوں میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لقب کے ساتھ ذکر فرما کر اس کا اعلان کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی اور آپ کی امت آخری امت ہے۔

آیت نمبر ۱۷ | أَلَمْ نُنْعِلِكُمُ الْأَوَّلِينَ | کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک نہیں کیا پہلے کے پیچھے چلاتے ہیں پھلوں کو :

اس آیت میں اولین سے پہلے امتوں کے کفار مراد ہیں، اور آخرین سے اس امت کے، پس ثابت ہوا کہ یہ امت آخری امت ہے۔ (دیکھو تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۹۲ ج ۸)

اولین سے تمام وہ کفار مراد ہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوئے ہیں، اور ثمة تتبعہم الآخرين بطور استثنائے اس معنی میں ہے کہ ہم ایسا کریں گے اور پہلے کے پیچھے چلاؤں گے :

إِنَّ الْمَرَادَ مِنَ الْأَوَّلِينَ جَمِيعَ الْكُفَّارِ الَّذِينَ كَانُوا قَبْلَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلُهُ ثُمَّ تَتَّبِعُهُمُ الْآخِرِينَ عَلَى الْإِسْتِثْنَاءِ عَلَى مَعْنَى سَنَفْعُلُ ذَلِكَ وَتَتَّبِعُهُمُ الْأَوَّلُ الْآخِرَ.

تفسیر جامع السببان میں بھی یہی مفہوم بصراحت موجود ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آیت میں آخرین سے امت محمدیہ کے کفار مراد ہیں جس سے اس امت کا آخری امت ہونا ظاہر ہے۔

اور اگر تم ان اشیاء کا سوال کرو گے (جس کے سوال سے منع کیا گیا ہے) نزول قرآن کے زمانہ میں ان اشیاء کا ذکر کر دیا جائے گا :

آیت نمبر ۱۸ | وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ (سورہ مائدہ، پک)

اس آیت میں بیان اشیاء کے لئے حین یُنَزَّلُ الْقُرْآنُ کی قید بڑھا کر بتلادیا گیا کہ نزول قرآن کے بعد کوئی ذریعہ وحی کی صورت سے بیان احکام کا باقی نہ رہے گا

چنانچہ علامہ محمود اوسمی مفتی بغداد اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں :-

”یعنی بیان کرنے سے آیات میں مراد یہ ہے کہ بذریعہ وحی بیان کر دیا جائے گا جیسا کہ حین نزل القرآن کی قید سے معلوم ہوا (کیونکہ نزول قرآن کے بعد وحی منقطع ہو جائے گی بذریعہ وحی بیان کا)“

تَبْدَلْكُمْ أَمْ يَبْلُوْنَكُمْ
يَقِيْدُ تَقْيِيْدُ يَقُوْلُهُ تَعَالَى
حِيْنَ يُنْزَلُ الْقُرْآنُ .

(روح ص ۷۷)

(طبع جدید)

معلوم ہوا کہ آیت مذکورہ نزول قرآن کے زمانہ کے بعد انقطاع وحی کا اعلان کرتی ہے،

اور وہ انقطاع نبوت کو مستلزم ہے۔

”وہ ہے جس نے صحیحاً اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کرے اس کے تمام دینوں پر“

آیت نمبر ۱ | هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ
بِالْحَقِّ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ
عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (سورہ توبہ، پٹ)

”اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے اپنے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ صحیحاً تاکہ اس کو تمام ادیان و ملل پر غالب کر دے، اور اللہ تعالیٰ شہادت کے لئے کافی ہے“

آیت نمبر ۱ | هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ
بِالْحَقِّ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ
عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَكَفَى بِاللّٰهِ
شَهِيدًا ط (سورہ فتح، پٹ)

”وہ ہے جس نے صحیحاً اپنے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ اس کو تمام ادیان و ملل پر غالب کر دے اگرچہ شرکین بُرا مانیں“

آیت نمبر ۱ | هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ
بِالْحَقِّ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ
عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ط وَكَفَى
الْمُشْرِكُوْنَ ط (سورہ صف، پٹ)

یہ تین آیات قرآن مجید کی تین سورتوں میں تقریباً متحد الفاظ کے ساتھ وارد ہوئی ہیں، جن میں حق تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت عامہ و دین حق کے ساتھ اس لئے بھیجا ہے کہ تمام ادیان و ملل اور تمام مذاہب پر اس کو غالب کر دیا جائے۔

ظاہر ہے کہ تمام مذاہب پر کسی کا غلبہ جب ہی ثابت ہوتا ہے جب کہ یہ شخص

تمام ادیان کے عالم میں آجانے کے بعد پیدا ہوا ہو، تو ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام ادیان اور تمام طبعی انبیاء کے بعد دنیا میں تشریف لائے ہیں آپ کے بعد کوئی نیا آسمانی دین اس دنیا میں نہ آئے گا۔

آیت نمبر ۱۲ | يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
| أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
| وَادُّوْا إِلَى الْأُمُورِ مِنْكُمْ (نساء، پ)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، اور
رسول (محمد) کی اور ان لوگوں کی اطاعت
کرد جو تم میں سے اول الامر ہیں :

عامہ مفسرین نے فرمایا ہے کہ اولی الامر سے مراد سلاطین اسلام اور ارباب حکومت اسلامیہ ہیں، اور بہت سے مفسرین نے ائمہ مجتہدین اور علمائے امت کو بھی اول الامر میں داخل کیا ہے۔

بہر حال یہ آیت کریمہ حکم کرتی ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں اور اس کے رسول یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں اور پھر خلفائے اسلام اور ارباب حکومت اسلامیہ اور علماء کی اطاعت کریں، جس میں دو دوجہ سے ختم نبوت کا کھلا ہوا ثبوت ملتا ہے۔

اقل اس وجہ سے کہ خداوند عالم نے آپ کی امت کی نجات کے لئے انبیاء میں سے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو کافی قرار دیا ہے، اور اسی پر جنت و مغفرت کا وعدہ ہے، حالانکہ اگر کوئی نبی اس امت میں پیدا ہونے والا ہوتا تو ضروری تھا کہ اس پر ایمان لانے، اور اس کی اطاعت کو بھی نجات کی شرط بنائی جاتی، کیونکہ ہم اوپر تفصیلاً بیان کر چکے ہیں کہ کسی شخص کی نجات اس وقت تک ہرگز نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ خدا کے انبیاء میں سے کسی کم سے کم درجہ کے نبی کا بھی انکار کرے یا اس کی اطاعت سے علیحدہ رہے۔

الغرض انبیاء میں سے صرف آپ کی اطاعت کو مدارِ نجات قرار دینا اور مغفرت

لے یا دے کہ تمام انبیاء سابقین پر ایمان لانا بھی آپ کی اطاعت میں داخل ہے، کیونکہ آپ نے ان پر ایمان لانے کی تاکید فرمائی ہے، اور کلمہ کسی نبی کے پیدا ہونے کی خبر تک نہیں دی، لہذا اس کی اطاعت آپ کی اطاعت میں درج نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ

بدن پر ایک چیونٹی بھی لگی ہوئی ہو، جس کے کاٹنے کا خیال ہے، ایک مہربان اٹھے، اور اس چند گھڑی کے مہان کو چیونٹی سے بچنے کی تاکید پر تاکید کرے، مگر سامنے گھڑی ہوئی موت کا ذکر تک نہیں کرتا، کیا اس دوست نادرشمن کو دنیا کا کوئی انسان عقلمند یا اندھے کا مہربان دوست تسلیم کر سکتا ہے ؟

جو لوگ ان جیسے کھلے ہوئے ارشادات کے بعد بھی کسی نبی کا اس امت میں پیدا ہونا جائز سمجھتے ہیں، اگرچہ وہ اس کو ظلی یا بردی نبی کہا کرتے ہیں وہ قرآن کریم کی بزرگ ترین تحریف کر رہے ہیں، اور مسلمانوں کے کھلے ہوئے دشمن ہیں۔

مسلمانو! کیا تم پسند کرتے ہو کہ آج دنیا کی غیر قومیں تمہارے قرآن کا یہ مضحکہ اڑائیں کہ وہ کتاب جو تمام عالم کی ہدایت کی دعویٰ دار اور نجات کی کفیل ہونے کی مدعی ہو، وہ (عیاذ باللہ) ایسی مہمل کتاب ہے کہ اہم ترین مسائل کو چھوڑ کر لوگوں کے خیالات کو معمولی باتوں میں لگا دینا چاہتی ہے، اُن کو چھوٹے چھوٹے عذاب سے بجاتی ہے مگر کفر و ضلالت اور ابدی جہنم سے بچنے کی تدبیر بتلانا تو درکنار ان کو اس سامنے رکھی ہوئی جہنم کی اطلاع بھی نہیں دیتی، بلکہ معمولی چیزوں میں اُلجھا کر اس سے غافل کرنا چاہتی ہو۔ یہ آیت جس طرح تشریحی نبوت کے انقطاع کی تین دلیل ہے اسی طرح اس امر کا بھی قطعی اعلان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ظلی یا بردی یا کسی اور قسم کا نبی ہرگز ہرگز اس امت میں پیدا نہیں ہوگا، جن کے آنکھیں ہیں دیکھیں، اور جن کے کان ہیں سُنیں۔

آیت نمبر ۲۱ | وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
يُخْرِجْهُ خَيْرًا مِّنْ ذَلِكُمْ وَيُخَوِّضْهُ فِي
مَنْحَرٍ مَّرْمَرٍ ۚ وَمَنْ يَكْفُرْ
بِمَوَاقِفٍ ۚ لَّيْسَ لَهُ فِي شَيْءٍ
مِّنْهُ حِصْلَةٌ ذَاتُ نَافَعَةٍ ۚ
(سورہ فتح ۲۱)

”جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ایسی جنتوں میں داخل فرمائیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، اور جو شخص اعراف کرے گا اس کو سخت رندگ عذاب دیں گے۔“

یہ آیت کریمہ ایک ایسی آیت ہے کہ اگر پورے قرآن مجید کا نتیجہ کیا جائے تو اس مضمون کی مدد آیتیں نکلیں گی جن کا حاصل یہ ہے کہ اس امت میں قیامت تک پیدا ہونیوال

نسلوں کی نجاتِ آخرت اور دخولِ جنت کے لئے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ کے فرمان کی اطاعت کرنا کافی ہے، سوائے انبیائے سابقین کے کہ جن پر ایمان لانے کی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے، اور کسی نبی پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں، اور یہ ختمِ نبوت کا نہایت واضح اعلانِ اعلیٰ درجہ کا قوی ثبوت ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اس آیت اور اس قسم کی دوسری آیات میں خداوندِ عالم کا وعدہ ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپ کی پیروی کرنے والے کو بلا کسی دوسری شرط کے درجاتِ جنت عطا کئے جائیں گے۔

قرآن عزیز اگر کبھی منسوخ ہونے والا نہیں، اور شریعتِ قرآنیہ اگر قیامت تک رہنے والی ہے (جیسا کہ تمام امتِ محمدیہ بلکہ امتِ مرزائیہ کے نزدیک بھی مسلم ہے) تو لازمی بات ہے کہ یہ وعدہ بھی تمام عالم میں قیامت تک پیدا ہونے والی نسلوں کے لئے عام اور شامل ہوگا۔

تو اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہوا اور فرض کر لو کہ بقولِ مرزا صاحبِ برہنہ ہی رنگ میں پیدا ہوا، تو اب دو حال سے خالی نہیں، یا قرآن کریم اپنا وعدہ پورا کرے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں اور آپ کی اطاعت کرنے والوں کو بلا کسی مشروطِ جدید کے جنت میں داخل کرے، اور ان کی نجات کا ذمہ اٹھائے، اور یا ان لوگوں سے جنہوں نے اس کو مندرقوں کے بجائے اپنے سینوں اور جنہوں نے اُس کے ایک ایک حرف پر اپنی جانیں قربان کیں، آج یہ کہہ کر الگ ہو جائے کہ میں اب اپنا وعدہ پورا نہیں کر سکتا، آج تمہاری نجات میرے بس میں نہیں، جاؤ اس جدید نبی کے پاؤں پکڑو، اس میں اور صرف اسی میں تمہاری نجات ہے۔

لیکن ہر مسلمان جانتا ہے کہ پہلی صورتِ بدائے باطل ہے، کیونکہ اگر نبیِ جدید کے پیدا ہونے کے بعد قرآن کریم اپنا وعدہ پورا کرنے کے لئے اس جدید نبی کی اطاعت

لے مرزا صاحب اور ان کی امت کا طرزِ عمل اور بہت سے اقوال بھی اگرچہ منافی کے ساتھ قرآن کے بہت سے احکام کو منسوخ قرار دیتے ہیں، لیکن کم از کم زبان سے وہ بھی اس کے قائل ہیں قرآن مجید کا کوئی نقطہ یا کوئی حرف بھی منسوخ نہیں ہو سکتا۔ ۱۳

امتِ محمدیہ کے ذمہ نہ لگائے اور ان کو اس پر ایمان لانے اور اس کی پیروی کیلئے مجبور نہ کرے، تو اول تو یہ بتلاؤ کہ اس نبی کے دنیا میں بھیجنے کی کیا ضرورت تھی جب کہ قوم اُس پر ایمان لانے اور اس کی اطاعت کرنے پر مجبور نہیں، بلکہ معاذ اللہ یہ تو اس نبی کے لئے اچھی خاصی سزا اور اعلیٰ درجہ کی توہین ہوگی کہ اس کو دنیا میں اس لئے بھیجا جائے کہ لوگوں کو اپنی اطاعت کی طرف بلائے اور ان لوگوں سے کہہ دیا جائے کہ تمہیں اس کی اطاعت کی ضرورت نہیں، اس کے بغیر بھی جنت تمہاری میراث ہے۔

اس کے بعد یہ معاملہ خود نصوصِ شریعہ اور اجماعِ امت کے سراسر خلاف ہو، جیسا کہ ہم اُوپر مفصل لکھ چکے ہیں کہ مُشرِّعِ کریم ان لوگوں کے بارہ میں جو کسی ایک نبی پر بھی ایمان نہ رکھیں، اگرچہ باقی سب انبیاء پر کامل ایمان رکھتے ہیں،

أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا | وہ لوگ یقیناً کافر ہی ہیں؛

فرما چکا ہے۔ بہر حال شریعتِ قرآنیہ میں یہ نہیں ہو سکتا کہ دنیا میں کوئی کسی قسم کا نبی بھیجا جائے اور لوگوں کے ذمہ اس پر ایمان لانا، اس کی اطاعت کرنا اہم ترین فرض اور مدارِ نجات نہ قرار دیا جائے۔

اور جب پہلی صورت یوں باطل ہوئی تو لامحالہ دوسری صورت متعین ہو گئی یعنی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہو، اگرچہ بقول مرزا صاحب بوزی رنگ میں ہو تو قرآن مجید اس کے پیدا ہونے کے بعد اپنا یہ دعویٰ ہرگز پورا نہ کر سکے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والوں کو مطلقاً (بغیر کسی شرط کے) جنت میں داخل کیا جائے گا، بلکہ ضروری ہے کہ اس نبی پر ایمان لانے اور اس کی اطاعت کو شرطِ نجات بنایا جائے گا، جس کا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہے کہ اس وقت قرآن کی ان سب آیتوں کو منسوخ کہنا پڑے گا جو تمام امتِ محمدیہ کے اجماعی عقیدہ بلکہ امتِ مرزائیہ کے مسلمات کے بھی خلاف ہونے کے علاوہ اہل علم کے نزدیک ایک نرالا عجوبہ ہوگا، کیونکہ باتفاقِ علماء وعدہ میں نسخ جاری نہیں ہوتا، ورنہ پھر وعدہِ خلائی اور نسخ وعدہ میں کیا فرق ہوگا، اور یہی وجہ ہے کہ جو آسمانی کتابیں آج منسوخ ہو چکی ہیں ان میں بھی کوئی وعدہ کبھی منسوخ نہیں ہوا۔

ایکٹ لطیفہ یاد آیا کہ جب مرزا صاحب نے ایک مرتبہ بعض معاملات کے

متعلق پیشگوئی کی اور دعویٰ کیا کہ خداوند عالم نے بذریعہ وحی مجھ سے پختہ وعدہ کر لیا ہے کہ یہ کام ضرور پورا ہوگا، پھر جب خداوند عالم نے مرزا صاحب کا جھوٹ اور افتراء علی اللہ عالم پر آشکارا کرنے کے لئے یہ کام نہ ہونے دیا، باوجودیکہ مرزا صاحب نے اس کو سچ کہنے میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا، تو اُس وقت لوگوں نے ان سے کہا کہ میاں وہ تمہاری وحی اور وعدہ الہی کیا ہوا تو فرمایا کہ نادانو! تمہیں معلوم نہیں کہ وعدہ میں کبھی کچھ منفی شرطیں بھی ہوتی ہیں جن کے نہ ہونے کی وجہ سے وعدہ پورا نہیں کیا جاتا عام لوگ سمجھتے ہیں کہ خلاف وعدہ ہوا۔

یہ بات جس قدر مضحکہ خیز اور بدیہی البطلان ہے اس کے بیان کی ضرورت نہیں، مگر جب مرزا صاحب کی اساس نبوت اس جیسی لہجراتوں پر قائم ہو سکتی ہے تو عجب نہیں کہ اس قسم کی آیات میں بھی وہ یہ کہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے جنت میں ضرور داخل کیا جائے گا، بشرطیکہ مرزا غلام احمد کی بھی اطاعت کرے، اس وعدہ میں یہ شرط مخفی ہے، لیکن باوجود ہر قسم کے انحطاط اور تنزل کے دنیا ایسی اندھی نہیں ہوئی، اور لوگ اتنے عقل سے خالی نہیں ہوئے جو اس قسم کی رکیک اور باطل تحریفات پر کان لگا سکیں۔

کون نہیں جانتا کہ اگر اس طرح وعدوں کے اندر منفی شرائط کو جائز قرار دیا جائے گا تو یہ صریح وعدہ خلافی اور خالص جھوٹ بولنے کی تعلیم ہوگی کیونکہ ہر وعدہ خلاف اور ہر جھوٹے سے جوٹا آدمی یہی مذکر پیش کر دے گا کہ میرے وعدہ میں یا میرے کلام میں منفی شرطیں تھیں جن کا ذکر نہیں ہوا، اس لئے میں ایفاء وعدہ کے لئے مجبور نہیں۔

ایک شخص آج کسی سے وعدہ کرتا ہے کہ کل تمہیں دو ہزار روپے دیں گے، لیکن کل جب وہ ایفاء وعدہ کا سوال کرتا ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ ایفاء وعدہ میں شرط تھی کہ اگر تم اپنا گھر مجھے دو گے تو ہم دو ہزار روپے دیں گے۔ کیا کوئی انسان اس شخص کی یہ لہجرات سن کر اس کو سچا کہہ سکتا ہے؟

یا ایک شخص دن کے بارہ بجے یہ کہتا ہے کہ آفتاب طلوع نہیں ہوا، اور جب لوگ اس کے سفید جھوٹ پر نفرت کرتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ میرے کلام میں ایک شرط مخفی ہے یعنی آفتاب طلوع ہوا دس بجے شب کے وقت۔ تو کیا یہ شخص اُن خرافات

کی وجہ سے سچا کہلایا جاسکتا ہے ؟

اور میں کہتا ہوں کہ اگر اس قسم کی مخفی شرطوں کی بنیاد پر دعوے اور کلام سچے ہوا کریں تو دنیا میں کسی دعوے اور کسی کلام کو جھوٹ نہیں کہا جاسکتا بلکہ لفظ کذب ایک بے مصداق اور بے معنی آواز رہ جائے گی ، ہر وعدہ خلاف اور اعلیٰ درجہ کا کذاب مرزاجی کی بددلت سچائی کی سرخروئی حاصل کر سکتا ہے ۔

مگر یہ کوئی عجب نہیں ، کیونکہ جس طرح سچے لوگوں کا فیض سچے لوگوں کو پہنچتا ہے اسی طرح اگر مرزا صاحب کے فیض سے جوڑے لوگ آباد ہو جائیں تو کیا بعید ہے ، آخر ان غریبوں کا بھی تو کوئی ٹھکانا ہونا چاہئے ۔

سلسلہ کلام طویل ہو گیا ، اس کے بعد ہم پھر اصل کلام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور جس آیت کے متعلق اس قدر تفصیلی گزارش کی گئی ہے اسی کی اور چند نظائر ہدیہ ناظرین کرتے ہیں ، ناظرین کرام اس آیت کو پڑھتے وقت بھی مذکورۃ العذر گزارش کو یاد رکھیں تاکہ انہیں ہر آیت کے ساتھ کلام کو دہرانا نہ پڑے ۔

<p>آیت نمبر ۱۲ مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۖ وَمَنْ تَوَلَّى فُسَاۤءً أَسْأَلْتُمْ عَلَيْهِمْ خِيفًا ۖ</p>	<p>۴ اور جس نے رسول یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے پشت پھری (بلائے) ہم نے آپ کو ان پر محافظ بنا کر نہیں بھیجا ۵</p>
---	---

(سورہ نسا ، ۵)

اس آیت میں بھی اُمت محمدیہ کے لئے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو مطلقاً اللہ تعالیٰ کی اطاعت قرار دیا گیا ہے ، اور اگر کوئی نبی آپ کے بعد آنے والا ہوتا تو اس کے آنے کے بعد کوئی شخص اس وقت تک خلا کا مطیع کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا تھا جب تک کہ وہ اس نبی کی بھی اطاعت نہ کرے جیسا کہ اوپر مفسر لکھ رہا ہے ۔

<p>آیت نمبر ۱۳ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالْقِدِّيسِينَ وَالشُّهَدَاءِ ۖ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ۖ</p>	<p>۴ اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرے وہ قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی نبیین اور صدیقین اور شہداء اور صالحین</p>
--	---

(سورہ نسا ، ۵)

| کے ساتھ، اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔

اس آیت میں بھی درجاتِ جنت اور معتزینِ خداوندی کے ساتھ ہونے کا وعدہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر کیا گیا ہے، جو اس کا صاف اعلان ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، ورنہ معتزینِ خداوندی کے ساتھ ہونے کے لئے اس کی اطاعت بھی لازمی ہوتی۔

ایک نرالی منطق | آیت مذکورہ جو صفائی کے ساتھ ختم نبوت کا اعلان ہے عجائب میں سے ہے کہ مرزا صاحب نے اس کو اپنے دعوے کے اثبات میں پیش کیا ہے۔

صورت استدلال بھی ایک عجب مفہم کہ خیز صورت ہے کہ مسلمان چمکانہ نمازوں میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ جس کا حاصل یہ ہے کہ اے اللہ ہمیں سیدھے راستہ پر چلا، جو ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تو نے انعام فرمایا ہے۔ اُن کا بیان آیت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ وہ نبیین اور صدیقین اور شہداء ہیں، پس دونوں آیتوں کے ملانے سے اس دعا کا حاصل یہ ہوا کہ ہمیں نبیین اور صدیقین اور شہداء کے راستہ پر چلا، اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی یہ دعا غالباً قبول فرماتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو نبیین اور صدیقین اور شہداء کے راستہ پر چلاتا ہے، اور اس سے یہ لازم آیا کہ مسلمان نبیین اور صدیقین اور شہداء بن جاتے ہیں، لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کا نبی ہونا منوع نہیں۔

کیا خوب استدلال ہے۔ اس کا حاصل تو ہوا کہ جو شخص جس کے راستہ پر چلتا ہو وہ وہی بن جاتا ہے۔ نبیین کے راستہ پر چلنے والا نبی، اور صدیقین کے راستہ پر چلنے والا صدیق اور شہداء کے راستہ پر چلنے والا شہید بن جاتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ پھر تو یہ ترقی کا بہت اچھا ذریعہ ہے۔ کلکٹر کے راستہ پر چلنے والا کلکٹر اور وائسرائے کے راستہ پر چلنے والا وائسرائے اور بادشاہ کے راستہ پر چلنے والا بادشاہ ہو جایا کرے گا، بلکہ اس زینۂ ترقی سے تو شاید خدائی کا مرتبہ بھی حاصل ہو سکے، کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے: صِرَاطَ اللَّهِ الْعَظِيمِ الّٰہیہ تو مرزا صاحب کے تجویز کردہ قانون کے مطابق جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ پر

چلے گا وہ معاذ اللہ خلائین جاوے گا ، نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔

آیت نمبر ۲۴ | يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ
يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ
وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ
بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ
رَحِيمٌ

(آخر سورہ حدید، پتہ)

” اے پہلے (انبیاء پر) ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاؤ تو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت سے دو حصے مرحمت فرمائے گا اور تمہارے لئے ایک روشنی کر دے گا جس کے ذریعہ سے تم چلو گے اور تمہاری مغفرت فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے ۔“

اس آیت شریفہ میں بھی انبیاء سابقین کے بعد صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کو مدار نجات قرار دیا گیا ہے اور قیامت تک اسی پر مغفرت کا وعدہ ہے ، اگر آپ کے بعد کوئی نبی تشریفی یا غیر تشریفی اور بالقبول مرزا صاحب قسلی یا بردی پیدا ہونے والا ہوتا تو لازمی تھا کہ اس پر ایمان لانے کو بھی شرط نجات کی بنائی جاتی ۔ اس طرح بلا شرط کے وعدہ مغفرت اس کا کھلا ہوا اعلان ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا ۔

آیت نمبر ۲۵ | يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ
إِذْ نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ
الْكِتَابَ وَالَّذِينَ
أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ

(آخر سورہ نساء، پتہ)

” اے ایمان لانے والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور اس کتاب پر جس کو نازل کیا اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور اس کتاب پر جو نازل کی تھی پہلے ۔“

یہ آیت بھی اسی مدعا کو زیادہ وضاحت سے ثابت کر رہی ہے جو اوپر کر عرض کیا گیا ، کیونکہ اس میں بھی اول تو صرف آنے والے انبیاء میں سے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا حکم ہے ، اور کسی نبی پر ایمان لانے کی تلقین نہیں اور اگر کوئی اور نبی آتا تو ضرور تھا کہ وہ قرآن کریم جو خدا کی غیر منسوخ کتاب اور نجات عالم کا دائمی متکفل ہے اس پر ایمان لانے کی تاکید کرتا ، پھر آسمانی کتابوں اور وحی الہی میں جس پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے وہ صرف سابق کتب سماویہ اور وہ وحی ہے جو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی، اور کسی نبی ظلی وغیرہ کی وحی کو واجب العمل نہیں بتلایا گیا۔

آیت نمبر ۲۶ اَمِنْ الرَّسُولِ مِمَّا اُنْزِلَ

لَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالتَّوْحِيدُ
مِنْ اَمِنْ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَ
كُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نَقُولُ بَيْنَ
اَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ الْاِيَةُ
آخر سورہ بقرہ، پ

ایمان لائے رسول اس پر جو کچھ تمہارا اس کی
طرف اُس کے رب کی طرف سے اُتایا
سب ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور اس کے
ملائکہ پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے
رسولوں پر کہ ہم جدا نہیں کرتے کسی کو
اس کے رسولوں میں سے

اس آیت میں دو وجہ سے ختم نبوت کا ثبوت کا ملتا ہے۔

اول اس وجہ سے کہ یہ آیت مسلمانوں کو صرف اُس وحی پر ایمان لانے کو کافی بتلاتی
ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتائی ہے پہلے انبیاء پر نازل ہوئی اور آپ کے بعد
بھی سلسلہ وحی جاری ہوتا تو لازمی تھا کہ اس پر بھی ایمان لانا واجب ہوتا۔
دوم اس آیت نے یہ بھی ثابت کیا کہ خدا کے رسولوں میں سے کسی ایک کو بھی ایمان
سے جدا نہیں کیا جاسکتا، بلکہ سب پر ایمان واجب ہے، پس اگر کوئی نبی آپ کے
بعد (اگرچہ بقول مرزا برودی درنگ میں پیدا ہونے والا تھا تو یقیناً قرآن کریم اس کی
اطلاع دے کر اپنے پیروؤں کو اس پر ایمان لانے کی تاکید کرتا

آیت نمبر ۲۷ وَ اَمِنُوا بِمَا اُنْزِلَتْ

مُفَصِّلًا تِلْكَ اَمَعَكُمْ

(سورہ بقرہ، پ)

ایمان لاؤ اس وحی پر جو ہم نے تفصیل کی
ہے تصدیق کرنے وال اس وحی کی جو
تمہارے پاس ہے

اس آیت میں اہل کتاب کو خطاب کر کے فرمایا گیا ہے کہ یہ وحی یعنی ستران کریم
جو تمہاری پہلی کتابوں تورات و انجیل کی تصدیق کرتی ہے اس پر ایمان لاؤ۔ اس میں بھی
ستران کریم کے بعد کسی اور وحی پر ایمان لانے کا حکم نہیں۔

آیت نمبر ۲۸ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا

اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا اُنْزِلَ عَلٰی
اٰبٰٓءِہِیْمُ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ

ہے تم کہہ دو ہم ایمان لائے اللہ
پر اور اس وحی پر جو اتاری ہم پر اور جو وحی تھیں
ابراہیم پر اور اسماعیل پر اور اسحاق پر اور یعقوب پر

يُنْفِقُونَ وَالْأَسْبَاطُ وَمَا أَزْنِي
مُؤْمِنِي وَعَيْنِي وَالنَّبِيُّونَ مِنْ
ذُرِّيَّتِهِمْ لَا تَنْفِرُ قِيَّتَيْنِ أَحَدٍ مِنْهُمْ
وَيَخُنُّ لَهُ مُسْلِمُونَ (سورۃ آل عمران پ)

اور اس کی اولاد پر اور جو ملا موٹی کو اور
ہیٹی کو، اور سب نبیوں کو اپنے رب کی
طرف سے، ہم جدا نہیں کرتے ان میں
سے کسی کو؟

اس آیت کریمہ نے ایک طرف تو یہ اعلان کیا کہ تمام انبیاء کی وحی پر ایمان لانا فرض اور ضروری ہے جس پر لَا تَنْفِرُ قِيَّتَيْنِ أَحَدٍ مِنْهُمْ فرما کر آخر میں مکرر توجہ دلائی گئی ہے، اور دوسری جانب یہ بھی صاف طور سے بیان کر دیا کہ ایمان لانا صرف اس وحی پر ضروری اور فرض ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء سے سابقین علیہم السلام پر نازل ہو چکی ہے، کسی جدید وحی کو ایمان میں درج کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی، جو قطعاً اس کا اعلان ہے کہ آپ کے بعد کوئی وحی نازل نہ کی جائے گی ورنہ ضرورت تھا کہ لَا تَنْفِرُ قِيَّتَيْنِ أَحَدٍ مِنْهُمْ کے قاعدہ سے اس پر بھی ایمان لانا منسوخ ہوتا۔

اس آیت میں دو لفظ خصوصیت کے ساتھ قابل غور ہیں، اَوَّلٌ وَمَا أَزْنِي جو بصیغہ ماضی ادا کیا گیا ہے اور دوم النَّبِيُّونَ، جو لام استغراق کے ساتھ مزیں کیا گیا ہے۔ جن دونوں کے ملانے سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو جو کچھ آسمانی کتابیں اور وحی دینی تھیں وہ دی جا چکی ہیں، اور آپ کے بعد نہ کوئی نبی پیدا ہو گا اور نہ کسی کو وحی نبوت دی جائے گی۔

آیت نمبر ۲۹ | اَلَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ
بِزَعْمُونِ اَنَّهُمْ اٰمَنُوا بِمَا نَزَّلَ
الْبَلَدَ وَمَا نَزَّلَ مِنْ قَبْلِكَ اَلَا
(سورۃ نسا، ۵، ۶)

”کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو
دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر عمل پیرا
رکھتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کی گئی اور
اس کتاب پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئی؟“

اس آیت میں بھی دعویٰ ایمان میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء سابقین کی وحی کو درج کیا گیا ہے، اس کے بعد کسی وحی کا ذکر نہیں کیا گیا، بلکہ مِنْ قَبْلِكَ کی تخصیص سے اشارہ ہے کہ بعد میں وحی نازل ہونے والی نہیں۔

آیت نمبر ۳ | وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا
الصَّالِحَاتِ وَاٰمَنُوا بِمَا نَزَّلَ

”اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے
اچھے کام کئے اور وہ اس سب وحی پر

ایمان لائے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل
کی گئی، اور وہ اُن کے رب کے پاس سے
امروا قہی ہے اللہ تعالیٰ اُن کے گناہ اُن پر سے
اتار دے گا، اور ان کی حالت اچھی رکھے گا :-

عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ
رَبِّهِمْ كَقَوْلِهِمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَفْلَحُوا
بِالْإِسْلَامِ

(ابن ماجہ، سنن، ۱/۲۱۱)

اس آیت کریمہ میں بھی صاف طور پر وعدہ ہے کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
آپ کی وحی پر ایمان لائے گا اس کی مغفرت کی جائے گی، اور اس وعدہ میں کسی دوسرے
نبی پر ایمان لانا شرط نہیں، جس سے واضح ہو گیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا، ورنہ
لازم ہوگا کہ یہ آیت منسوخ ہو، اور محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ کا
اتباع کرنا انسان کو نجات نہ دلا سکے، اور جو وعدہ آیت میں مسلمانوں کے لئے کیا گیا ہے
اس کا ستم نہ بنائے، جس کی تحقیق مکرر گند چکی ہے۔

• اے لوگو! تمہارے پاس رسول آچکا
حق بات لیکر، تم ایمان لاؤ، تمہارے
لئے بہتر ہوگا :-

آیت نمبر ۲۱ | يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ
الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَآمِنُوا
خُذُوا زِينَتَكُمْ (سورہ نسا، پ، ۱۲۸)

اس آیت کریمہ میں بھی اول تو يَا أَيُّهَا النَّاسُ کے عام خطاب سے عموم بشت کی
طرف اشارہ کرتے ہوئے ختم نبوت کا ثبوت پیش کیا گیا، اور پھر صرف آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر ایمان لانے کو مداخلجات قرار دے کر بتلادیا گیا کہ آپ کے بعد اور کوئی نبی
نہیں جس پر ایمان لانا واجب ہو۔

• اے لوگو! تم کو پہنچ چکی تمہارے رب کی
طرف سے سند (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم)
اور اتاری ہے تم پر دینی واضح (یعنی
قرآن مجید) جو ایمان لائے اللہ پر اور اس
کو مضبوط پکڑا تو ان کو داخل کرے گا اپنی
مہرا و فضل میں :-

آیت نمبر ۲۲ | يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ
بُزْهُاءٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا
الْكِتَابَ نُورًا مُّبِينًا هَـ الَّذِيْنَ
آمَنُوا بِاللَّهِ وَاعْتَصَمُوا
بِهِ فَسَيُجْزِيهِمْ فِي رَحْمَةِ رَبِّهِ
وَفَضْلٍ، (آخر سورہ نسا، پ، ۱۲۹)

یہ آیت بھی دو وجہ سے ختم نبوت کی واضح دلیل ہے۔

اول اس لئے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عموم بشت کو ثابت کرتی ہے اور

قیامت تک تمام دنیا میں پیدا ہونے والی نسلوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کو فرض کرتی ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا آفتاب قیامت تک اسی طرح چمکتا ہے گا، جس کے سامنے کسی کو کب نبوت کے چمکنے کی ضرورت ہے، نہ یہ عادۃً ممکن ہے۔

دوم یہ آیت بھی آیت مذکورہ بالا کی طرح صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر ایمان لانے والے کے لئے جنت اور اس کے نعیم مقیم کا وعدہ کرتی ہے، جس سے لازم آتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی (جس پر پہلے سے ایمان نہ رکھتے ہوں) پیدا نہ ہوگا مگر مرفلاً۔

آیت نمبر ۱۳ | قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُذُرٌ

وَكَلِيبٌ مِّمَّنْ ؕ يَفْهَمُونَ بِهٖ ۙ اللَّهُ
مَنْ أَسْبَغَ مِنَّا وَهُوَ سُبُلُ السَّلَامِ

(مائده، پ، ۱۳۷)

”تمہارے پاس آنی اللہ کی طرف سے وحی

(یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور کتاب مبین

(یعنی قرآن مجید) جن سے اللہ تعالیٰ ہدایت

کرتا ہے سلامتی کے راستہ کی ان کو جو تاج

ہوئے اس کی رضا مندی کے ؟

یہ آیت بھی آیات مذکورہ سابقہ کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کے سوا کسی اور نے نبی یا نبی دجی پر ایمان لانے کے بغیر ہدایت اور دخول جنت کا وعدہ کرتی ہے جو ہر قسم کی نبوت کے انقطاع کا کھلا ہوا اعلان ہے۔

آیت نمبر ۱۴ | فَاسْكُنْهُمْ اَللَّذِيْنَ يَتَّبِعُونَ

رُكُوْهُنَ ۙ اَلزَّكٰوٰةَ ۙ وَ الَّذِيْنَ هُمْ

بِاٰتِيْنَ اٰيٰتِ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ

يَتَّبِعُونَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الَّذِيْ

اَلَّذِيْ يَجِدُ فِيْهِ مَثَلًا مَّا يَنْتَظِرُوْنَ

فِيْ التَّوْحٰدِ ۙ وَ اِلٰ نَحِيْلٍ ؕ

(اعراف، پ، ۱۶۷)

”سو میں کہہ دوں گا (اپنی رحمت، اُن لوگوں

کے لئے جو ڈرتے ہیں، اور وحی سے پیروی

جو ہماری باتوں پر یقین کرتے ہیں، اور

جو تاج میں اس رسول کے جو نبی بنائے

جس کو پاتے ہیں (اہل کتاب) کہہ سہا

اپنے پاس تو رات اور انجیل میں ؟

یہ آیت بھی پہلی آیتوں کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی پر ایمان لانے بغیر جنت و مغفرت کا وعدہ کرتی ہے، اور اگر کوئی اور نبی (اگرچہ بقول مرزا صاحب) بروزی رنگ میں ہی دنیا میں پیدا ہوتا تو یہ مسترآن کا وعدہ ہرگز پورا نہیں

ہو سکتا، جیسا کہ مکرر تفصیل کے ساتھ گزر چکا ہے۔

آیت نمبر ۲۵ قَالِ الَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَ
عَزَّوَجَلَّ ذِكْرُهُ وَاتَّبِعُوا التَّوْرَ
الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُونَ ۝ (اعراف، پ ۱۸۸)

”ہیں جو لوگ آپ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائے اور جنہوں نے آپ کی رفاقت اور مدد کی اور تابع ہوئے اس قرآن کے جو اس کے ساتھ اترا ہے، وہی مراد کو پیچھے ہے“

یہ آیت بھی مطلق نبوت کے انقطاع پر آیات مذکورہ کی طرح روشن دلیل ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی پر ایمان لانے کے بغیر ہر فلاح و بہبود کا وعدہ کرتی ہے۔

آیت نمبر ۲۶ قَامُوا بِآلِهِ وَرَسُولِهِ
النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُبَشِّرُ بِاللَّهِ
وَدَلِيلِهِ وَاتَّبِعُوا لَعَلَّكُمْ
تَهْتَدُونَ ۝ (اعراف، پ ۱۹۳)

”ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے پیچھے ہوئے نبی اُمی پر، جو ایمان لاتا ہے اللہ پر اور اس کے سب کلام پر، اور اس کے تابع ہو جاؤ تو شاید تم ہدایت پاؤ“

یہ آیت کریمہ بھی آیات مذکورہ کے ہم معنی اور مطلقاً ختم نبوت کی دلیل ہے، مگر آیت نمبر ۲۷ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا
اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۝ (آلہ، پ ۱۹۳)

”اے ایمان والو! حکم پر چلو اللہ کا اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے“

اس آیت کریمہ سے بھی ختم نبوت کا ثبوت اسی طرح سمجھئے جس طرح آیات سابقہ میں بیان کیا گیا ہے۔

آیت نمبر ۲۸ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا
دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۝ (آلہ، پ ۱۹۳)

”اے ایمان والو! مانو حکم اللہ کا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جبکہ بلائے تم کو ایک کام پر جس میں تمہاری زندگی ہے“

یہ کلام الہی بھی پہلی آیات کی طرح مطلقاً ختم نبوت کو ثابت کرتا ہے۔

آیت نمبر ۲۹ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ
وَلَا تَتَارَعَوْا تَفْشَلُوا ۝ (آلہ، پ ۱۹۳)

”اور حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اور آپس میں جھگڑو کہ نامرد ہو جاؤ اور تمہاری جوا کھڑ جائے“

اس آیت کا مطلق نبوت کے انقطاع کی واضح دلیل ہونا ہمارے گزشتہ کلام

اور بوضاحت ثابت ہو چکا ہے ۔

آیت نمبر ۴۲ | يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَبِّبْكَ اللَّهُ
وَمِنَ الْمُتَّبِعِينَ الْمُؤْمِنِينَ
(انفال ، پٹ)

” اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کافی ہے اللہ
آپ کو اور ان مسلمانوں کو جو آپ کا
اتباع کریں “

اس آیت کریمہ میں بھی صرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو نجات کے لئے
کافی قرار دے کر ختم نبوت کا روشن ثبوت دیا گیا ہے ۔

آیت نمبر ۴۳ | وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ
إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَكِيمٌ
(توبہ ، پٹ)

” مسلمان حکم پر چلتے ہیں اللہ کے اور اس
کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ، ان پر
اللہ رحم کرے گا ، بیشک اللہ زبردست
ہے حکمت والا “

یہ بھی گزشتہ آیات کی نظیر ہے اور مضمون مذکور کو ادا کرتی ہے ۔

آیت نمبر ۴۴ | كَا مَيُّوَا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَاللّٰهِ
الَّذِيْ اَنْزَلْنَا وَاللّٰهُ يَمَّا تَعْمَلُوْنَ
خَبِيْرٌ
(تغابن ، پٹ)

” ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول (محمد)
پر اور اس نور (قرآن) پر جو ہم نے نازل کیا
اور اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں سے خبردار ہے “

اس آیت شریفہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی پر ایمان لانے کو
شرط نجات نہیں بنایا گیا ، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر ایمان لانے کو
کافی بتلایا گیا ہے ۔

آیت نمبر ۴۵ | يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ
أَدْرَأَكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ
مِّنْ عَذَابِ الْيَوْمِ تَوَمَّنْ
بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَتَجَاهِدُوْنَ
فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَ
أَنفُسِكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ
إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

” اے ایمان والو ! میں بتاؤں تم کو ایک
سوداگری کہ بچائے تم کو دکھ کی ماسے ایمان
لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول (محمد صلی اللہ
علیہ وسلم) پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ
میں اپنے مال اور جان سے ، یہ تمہارے
لئے بہت ہی بہتر ہے اگر تم کچھ سمجھ سکتے
ہو “

اس آیت کریمہ نے جو نافع تجارت مسلمانوں کو سکھلائی ہے وہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں اور اسی ایمان کو عذاب آخرت سے بچانے کا کفیل بتلایا ہے، اس میں کہیں مشرط نہیں کہ ایک شہر روزی ظلی یا لغوی نبی آئے گا اور اس پر ایمان لانا بھی مشرط نجات ہے، اور ظاہر ہے کہ اگر سلسلہ نبوت جاری مانا جائے تو اس آیت کا وعدہ بغیر نبی پر ایمان لائے پورا نہیں ہو سکتا۔

”تم اشرار اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس مال میں سے خرچ کرو جس میں تم سے پہلے کا قائم مقام بنایا ہو، پس جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور اللہ کے راستہ میں خرچ کیا ان کے لئے بڑا ثواب ہے“

آیت نمبر ۳۳ | اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ
وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَقْلِفِيْنَ
فِيْهِ ۚ فَاَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ
وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝

(حدید، ۳۳)

یہ آیت اپنے مضمون اور ختم نبوت کے ثبوت میں پہلی آیات کی نظیر ہے، کیونکہ اس میں اجر کبیر کے وعدہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے ساتھ کسی بعد میں آنے والے نبی پر ایمان لانے کو شرط نہیں کیا گیا، خواہ وہ تشریفی ہو، یا بقول مرزا غیر تشریفی اور ظلی یا بروزی یا لغوی۔

”وہی ہے جس نے صحابہؓ پر صلوٰۃ پڑھائی ایک رسول انہی میں کا، پڑھتا ہے ان کے پاس اس کی آیتیں اور ان کو سنوا تا کہ ان کو رکھنا عائدی، اور اس سے پہلے پڑھے تھے یہ صریح گمراہی میں، اور ایک ادوں کے واسطے انہی میں سے جو ابھی ان میں نہیں تھے، اور وہی ہے زبردست حکمت والا“

آیت نمبر ۳۴ | هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِيْ
الْاٰمِيْنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ
آٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَارْسِلْ
كَانُزًا مِّنْ قَبْلِ لِيْ ۚ مَّا لِمُنِيْجٍ
وَاٰخِرِيْنَ مِّنْهُمْ لَتَنَالُوْا حَقُوْلَهُمْ
وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (جحد، ۳۴)

اس آیت کریمہ کے ترجمہ میں خط کشیدہ الفاظ پر غور کرو، جن میں صفائی کے ساتھ بتلایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف اپنے زمانہ کے لوگوں کے لئے نبی اور رسول نہیں تھے، بلکہ آپ کی نبوت تمام ان نسلوں کے لئے بھی محیط اور شامل ہے جو

آپ کے عہد مبارک میں پیدا ہوئے تھے ، اور قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے ۔
امام التفسیر ابن کثیر آیت مذکورہ کی تفسیر میں صحیح بخاری کی حدیث بروایت ابو ہریرہؓ
نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں :-

فَقَدْ هَذَا الْحَدِيثُ دَلِيلٌ عَلَى
أَنَّ هَذِهِ السُّورَةَ مَدَنِيَّةٌ وَعَلَى
عُمُومِ بَعْثِهِ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ لِأَنَّهُ
فَتَرَى قَوْلَهُ تَعَالَى وَآخِرِينَ مِنْهُمْ
يُنَادِيَنَّ وَلِهَذَا كَتَبَ كُتُبُهُ
إِلَى نَادِيَسَ وَالرُّدَمِ وَغَيْرِهِمْ
مِنَ الْأُمَمِ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ
عَزَّ وَجَلَّ وَإِلَى اتِّبَاعِ مَا جَاءَ بِهِ
وَلِهَذَا قَالَ مُجَاهِدٌ وَغَيْرُ
رَاحِدٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (وَآخِرِينَ
مِنْهُمْ لَنَنَاقِلَهُمْ حَقُّوا بِعَيْنٍ) قَالَ
هُوَ الْأَعَاجِمُ كُلُّ مَنْ مَدَنَى
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنْ غَيْرِ الْعَرَبِ -

اس حدیث میں دلیل ہے کہ یہ سورت
(عجمہ) مدنیہ ہے ، اور اس پر بھی اگر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و بعثت
(تمام عالم ، اور تمام لوگوں کے لئے)
حکم ہے ، کیونکہ آیت مذکورہ میں و آخرین
منہم کی تفسیر حدیث بخاری میں فارس
سے لگائی ہے ، اور اسی وجہ سے آپ نے
فارس و روم وغیرہ کی طرف دعوت نامے
ارسال فرمائے ، اور اسی لئے امام تفسیر
حضرت مجاہد اور دوسرے بہت سے
علماء تفسیر نے آخرین منہم کے متعلق
فرمایا ہے کہ اس سے مراد بھی لوگ میں غیر
عرب میں سے جن لوگوں نے آپ کی
تصدیق کی ہے :

(ابن کثیر)

نیز امام ابن کثیر بحوالہ ابن ابی حاتم اسی آیت کی تفسیر میں سہل بن سعد الساعدي
رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

أَنَّ فِي أَصْلَابِ أَصْلَابِ أَصْلَابِ
رِجَالٍ وَنِسَاءٍ مِنْ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ
الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ثُمَّ تَرَأَى
وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَنَنَاقِلَهُمْ حَقُّوا بِعَيْنٍ
يَعْنِي بَقِيَّةَ مَنْ بَقِيَ مِنْ أُمَّةٍ

بیشک میری امت کے مردوں اور عورتوں
کی پشت و پشت ایسے لوگ ہوں گے
جو جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے
اور آپ نے اس کی شہادت میں یہ آیت
پڑھی و آخرین منہم لَنَنَاقِلَهُمْ حَقُّوا بِعَيْنٍ - مراد

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | یہ تھی کہ آخرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو امت محمدیہ میں (قیامت تک) آئیں گے؟ (ابن کثیر، ص ۲۴۹ ج ۱)

آیت مذکورہ سے واضح طور پر حسب تقریر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ امر ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دائرہ نبوت و بعثت قیامت تک آنے والی تمام نسلوں پر محیط اور شامل ہے۔

اور ظاہر ہے کہ جب تمام آنے والی نسلیں آپ کی نبوت کے احاطہ میں داخل ہیں تو آپ کے بعد نہ کسی اور نبی کی ضرورت ہے اور نہ گنجائش۔

آیت نمبر ۴۶ | قُلْ هَذِهِ سَيِّئَاتِي أَدْعُوا إِلَى اللَّهِ فَمَا عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي (آخر سورہ یوسف، ۳۲) | ”آپ کہہ دیجئے کہ یہ میرا طریق ہے۔ میں خدا کی طرف اس طور پر بلاتا ہوں کہ میں دلیل پر قائم ہوں، میں بھی ادریسؑ کے ساتھ والے ہی؟“

اس آیت کریمہ میں اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي کے الفاظ قابلِ غور ہیں، جن میں ارشاد کیا گیا ہے کہ عَلٰی بَصِيرَةٍ دعوتِ حق دینے والے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور وہ صحابہ کرام اور علمائے امت جو آپ کے اسوۂ حسنہ کے متبع اور پیرو ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے مَنِ اتَّبَعَنِي کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے:-

يَعْنِي أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ كَأَنَّا عَلٰی | یعنی صحابہ کرام جو بہترین طریقہ احسنِ طَرِيقَةٍ وَاقْتَصَدَ هَذِهِ | اور ہدایت پر تھے؟ (معالم التنزیل)

اگر آپ کے بعد کوئی اور نبی دنیا میں پیدا ہونے والا تھا تو لازمی نتیجہ تھا کہ وہ بھی بصیرت کے ساتھ دعوتِ حق دینے والے افراد میں شمار کیا جاتا، بلکہ مناسب تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پہلے ان انبیاء کا ذکر ہوتا جو آپ کے بعد دعوتِ حق کے لئے آنے والے تھے، پھر اُن کے بعد صحابہ کرام اور علماء کا تذکرہ درجہ بدرجہ ہوتا، لیکن جب کہ تنزیلِ عزیز نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بجائے انبیاء کے نام لینے کے صحابہ کرام اور علمائے امت کا ذکر فرمایا تو ثابت ہوا کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی مبعوث ہونے والا نہیں۔

آیت نمبر ۴۷ | لَكِنَّ الرَّاٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ | ”لیکن اُن میں جو لوگ علم پر ثابت ہیں“

مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ
بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ
تَبْلِيكَ (نساء، پ)

آیت نمبر ۴۸ | إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ
إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ
لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا
وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ
(نور، پ ۱۸)

آیت نمبر ۴۹ | وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
وَيُخْشِ اللَّهَ وَيَتَّقْهُ فَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْفَائِزُونَ
(نور، پ)

آیت نمبر ۵۰ | قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا
الرَّسُولَ ۚ الْآيَةُ (نور، پ)
آیت نمبر ۵۱ | وَإِنْ تُطِيعُوا تَفْعَدُوا
(نور، پ)

آیت نمبر ۵۲ | وَاقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا
الزَّكَاةَ وَاطِيعُوا الرِّسُولَ لَعَلَّكُمْ
تُحْسِنُونَ (نور، پ)

آیت نمبر ۵۳ | إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ
آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ (نور، پ)

آیت نمبر ۵۴ | إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ
الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَنَ الْغَيْبَ
فَنَشِيطٌ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٌ كَرِيمٌ (نور، پ)

اور ایمان والے ہیں، وہ ایمان لاتے ہیں
اس وحی پر جو آپ پر نازل ہوئی اور جو
آپ سے پہلے انبیاء پر نازل ہوئی؟
"ایمان والوں کی بات یہ تھی کہ جب
بلائے ان کو اللہ اور رسول کی طرف
ان میں فیصلہ کرنے کے لئے تو کہیں ہم نے
سنا اور مانا اور وہی لوگ صلاح
پانے والے ہیں؟

"اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول
(محمد) کی اطاعت کریں اور اللہ سے
ڈریں اور یہیں اس کے عوام سے وہی
لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں؟

"کہہ دیجئے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور
رسول کی؟
"اگر تم آپ کی (یعنی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی) اطاعت کر دے تو ہدایت
پاؤ گے؟

"اور قائم کرو نماز اور ادا کرو زکوٰۃ اور
اطاعت کرو رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم)
کی، شاید تم پر رحم ہو؟

"ایمان والے وہ ہیں جو ایمان لائے ہیں
اللہ پر اور اس کے رسول (محمد) پر؟

"بس آپ تو صرف ایسے ہی شخص کو ڈرا
تھے جس میں جو نصیحت پر چلے، اور خدا سے
بے دیکھے ڈرے، سو آپ اس کو مغفرت

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری سنا دیجیے :

”ایمان والے وہ ہیں جو یقین لائیں اللہ

پر اور اس کے رسول (محمد) پر :

”اور جو کوئی پیروی کرے اللہ کی اور اس

کے رسول (محمد) کی اُس نے پائی بڑی مراد“

آیت نمبر ۵۵ | إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ

آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ (نور، ۲۴)

آیت نمبر ۵۶ | وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

فَعَدَّ قَدْ فَوْزًا عَظِيمًا (احزاب، ۳۳)

ان تمام آیات کریمہ میں بھی صرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی اور آپ سے پہلے انبیاء کی وحی پر ایمان لانے کو کافی بتا کر قیامت تک آنے والی نسلوں کے لئے صرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کے اتباع کو مدارِ نجات مقرر فرمایا ہے ، اور اسی پر جنت و مغفرت وغیرہ کے وعدے ہیں ۔

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ قرآن کریم کا یہ وعدہ کبھی منسوخ نہیں ہو سکتا ، بلکہ تا قیامت جاری ہے ، اگر دنیا میں وحی نبوت کا سلسلہ جاری ہو تو کیا اس وحی پر ایمان لائے بغیر کوئی انسان جنت اور اس کے درجات کا مستحق بن سکتا ہے ؟ اور اگر نہیں بن سکتا تو پھر قرآن کے یہ وعدے کیسے پورے ہو سکتے ہیں ؟

آیت نمبر ۵۷ | وَأَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ

مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ

وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى

ابن مَرْيَمَ (احزاب، ۳۴)

”اور یاد کر جب ہم نے انبیاء سے عہد

لیا ، اور آپ سے (لئے محمد) اور نوح سے

اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن

مریم سے“

اس آیت کریمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی تمام انبیاء سے پہلے ذکر فرمایا گیا ہے ، اسی کی وجہ خود زبانِ رسالت نے بیان فرمائی ہے ۔

”حضرت ابو ہریرہؓ آیت کریمہ ذِیْلَ اَنْفِ

مِنَ النَّبِيِّينَ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے

فرمایا کہ میں پیداؤں میں تمام انبیاء

سے پہلے تھا ، اور اس عالمِ بعثت

میں سب کے آخر میں اسی لئے

عَنْ اَبْنِ هُرَيْرَةَ فِي تَحْلِيلِ تَعَالَى

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ

مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ

وَاللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

كُنْتُ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ فِي خَلْقِي وَ

آخِرُهُمْ فِي الْبَعْثِ نَبِيًّا

قَبْلَهُمْ (ابن کثیر، ۴، ۸۲) سب سے پہلے میرا نام لیا گیا :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے بھی معلوم ہوا کہ اس آیت میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے اور سب سے آخری ہونے کی دلیل ہے ۔

آیت نمبر ۵۸ | اِنۡبِیُوءۡمَآ اَنْزِلَ اِلَیْکُمْ
مِّنۡ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ حِیۡثُ
اَوَّلِیَآءَ (احزاب، ۵۸)

اس وحی کا اتباع کرو جو تمہاری طرف
تمہارے رب کی طرف سے نازل ہو چکی ہو
اور نہ چلو اس کے سوا اور فتویوں کے پیچھے

یہ آیت کریمہ اگر ایک طرف اس وحی کا اتباع اہل عالم کے لئے فرض کرتی ہو جو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تو دوسری جانب صاف طور سے اس کا یہ بھی
ارشاد ہے کہ اس وحی کے علاوہ اور کسی وحی کا اتباع جائز نہیں ۔

اب انصاف کیجئے کہ اگر آپ کے بعد بھی کوئی آسمانی وحی خدا کی طرف سے آنے والی
تھی ، تو اس کے اتباع سے کیوں روکا جاتا ہے ، اور پھر اس پر بھی غور کیجئے کہ جب دنیا
اس کے اتباع سے ممنوع ہے تو پھر اس وحی کے نازل کرنے اور نبی کے دنیا میں بھیجنے
سے کیا فائدہ ہے ۔

آیت نمبر ۵۹ | وَلَقَدْ اٰهَلٰکُمَا الْقُرْۡاٰنَ
مِّنۡ قَبْلِکُمْ لَمَّا ظَلَمْتُمَا وَاٰجَآءَکُمُمُ
رُسُلُکُم بِالْبَیِّنٰتِ وَمَا کَانُوْا
یَعُوْذُوْا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْقَوٰمَ
الْمُجْرِیْمِیۡنَ ۚ ثُمَّ جَعَلْنَاکُمْ خَلِیۡفَ
فِی الْاَرْضِ مِمَّنۡ نَّبْعَثُ مِنْۢ بَیۡنَہُمْ
کَیۡفَ تَعْمَلُوْنَ (یونس، ۵۹)

”اور ہم ہلاک کر چکے سب امتوں کو تم سے
پہلے ، جبکہ انہوں نے ظلم کیا اور لائے تھے
ان کے رسول ان کے پاس کھلی نشانیاں
اور ہرگز نہ تھے وہ ایمان لانے والے ، پونہی
سزا دیتے ہیں ہم گنہگار قوم کو ، پھر ہم تم
کو نائب کیا زمین میں ان (سب) امتوں
کے بعد تاکہ دیکھیں تم کیا کرتے ہو ؟“

اس آیت کریمہ میں اول تو یہ بتلایا گیا کہ پہلی امتیں سب شرک کی وجہ سے ہلاک
ہو چکیں ، اور پھر بیان کیا گیا کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تمام امتوں
کی خلیفہ اور زمین میں سب کی قائم مقام ہے ، جس کا حاصل صاف یہ ہے کہ یہ امت
آخرالام ہے ، اس کے بعد نہ کوئی جدید نبی آئے گا اور نہ اس کی نئی امت پیدا ہوگی ۔
غالباً یہی وجہ ہے کہ خداوندِ عالم نے بنی اسرائیل پر اپنے انعامات کا تذکرہ کرتے

ہوئے ارشاد فرمایا :-

وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلْنَا نَبِيَّكُمْ
أَنْبِيَاءَ | " اے یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے
اندا نبیاء پیدا کئے "۔

لیکن خیر الام کے متعلق کہیں ایسے الفاظ مذکورہ نہیں، بلکہ اس موقع پر جَعَلْنَا نَبِيَّكُمْ
خَلِيفَتِ کئی آیتوں میں ارشاد فرمایا گیا ہے، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے تدویں
کی حکمت غامضہ اور خیر الام کی شان امتیاز کا اقتضار یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے آفتاب نبوت کے طلوع ہونے کے بعد کسی جدید ستارے کی روشنی کی ضرورت نہ سمجھی جائے۔
لیکن یاد رہے کہ اس سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ یہ امت ام سابقہ سے کسی درجہ
میں کم ہے، کیونکہ منصب نبوت کے نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ کمالات نبوت بھی
مفقود ہوں۔ چنانچہ ارشادات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اس کا اعلان کرتی ہیں کہ یہ
امت کمالات نبوت کے ساتھ مشفق ہے، مگر منصب نبوت آپ کے بعد کسی کو اس لئے
نہیں دیا جاتا کہ اس میں آپ کی شان عظمت کی تنقیص ہے۔

مسند ابوداؤد طیالسی میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک طویل حدیث نقل کی جو
جوانشاء اللہ تعالیٰ حصہ دوم ختمہ المتبوعۃ فی الحدیث میں مفصل نقل کی
جائے گی، اس کے چند جملے یہ ہیں :-

وَقَوْلُ الْأَمِّ كَاذِبٌ هَذِي
الْأُمَّةُ أَنْ تَكُونَ أَنْبِيَاءَ مُكَلَّمًا۔ | " قیامت کے روز تمام امتیں کہیں گی
کہ قریب ہے کہ یہ امت سب کی سب
انبیاء ہوں "۔ (مسند ابوداؤد طیالسی، ص ۳۵۳)

نیز خداوندِ عالم نے پہلی امتوں کے متعلق جب یہ ذکر فرمایا کہ وہ اپنے سے پہلی امتوں
کے قائم مقام اور خلیفہ ہیں تو ساتھ ہی اس قوم کا بھی ذکر فرمایا جس کا خلیفہ اس
امت کو کیا گیا تھا، چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے :-

وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلْنَاكُمْ خُلَفَاءَ
مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ | " یاد کرو جب ہم نے قوم نوح کے بعد
تمہیں خلیفہ بنایا "۔

اور دوسری جگہ ارشاد ہے :-

وَإِذْ كُنَّا إِذْ جَعَلْنَا خُلَفَاءَ
مِنْ بَعْدِ عَادٍ -

”یاد کرو جب ہم نے تمہیں عاد کے
بعد قائم مقام بنادیا“

جس میں کسی امت کو قوم نوح کا اور کسی کو قوم عاد کا خلیفہ اور قائم مقام بتلایا گیا ہے ، بخلاف خیر الامم کے کہ اس کی خلافت و نیابت کو کسی خاص قوم کے ساتھ مقید نہیں فرمایا بلکہ خلافت کے ساتھ فی الارض کی قید کا اضافہ کر کے اس کا صاف اعلان کر دیا کہ یہ امت محمدیہ علی الاطلاق تمام امم دنیا کی خلیفہ ہے ، اس کے بعد کوئی اور امت عالم دنیا میں آنے والی نہیں ۔

آیت نمبر ۶۱ | هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ
خَلِيفَتِ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ
فَوْقَ بَعْضٍ وَرَجَبَ .

”وہ اللہ وہ ہے جس نے تمہیں زمین کا
خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کے درجات
دوسروں پر بلند کئے“

(آخر الانعام ، پ ۱)

آیت نمبر ۶۲ | هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلِيفَتِ
فِي الْأَرْضِ الْآيَةِ (فاطر ، پ ۱)

”وہ اللہ وہی ہے جس نے تمہیں زمین
پر خلیفہ بنایا“

یہ آیات بھی آیت مذکورہ کی طرح اس امت کو تمام امم کا خلیفہ اور آخر الامم ثابت کرتی ہے جس کی تفصیل ابھی گزر چکی ہے ، مزید اطمینان کے لئے دیکھو تفسیر خازن صفحہ ۷۱ جلد ۲۔

”اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں لئے
امت محمدیہ تمام زمین کا خلیفہ بنایا اس
لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے پہلی تمام
اہم سابقہ کو ہلاک کر دیا اور تمہیں اُن
کا خلیفہ بنادیا کہ تم زمین پر اُن کی نیابت
کرو اور ان کے بعد زمین کو آباد کرو“
یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر الانبیاء اور

نَبِيِّنَّ وَاللَّهُ الَّذِي جَعَلَكُمْ بِنَا
أُمَّةً مُّحَمَّدٍ خَلِيفَتِ فِي الْأَرْضِ
فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَهْلَكَ مَنْ
كَانَ تَبْلُوكُمْ مِنَ الْأُمَمِ الْخَالِيَةِ
وَأَسْتَخْلَفَكُمْ فَجَعَلَكُمْ خَلِيفَتِ
مِنْهُمْ تُخَلِّفُونَهُمْ فِيهَا وَتَعْرِفُونَهَا
بَعْدَهُمْ وَذَلِكَ لِأَنَّ مُحَمَّدًا
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَآخِرُهُمْ وَ
آمَّتُهُ آخِرُ الْأُمَمِ۔

آپ کی امت کو آخرالام بنایا ہے :

تفسیر خازن کی مذکورہ بالا عبارت میں خط کشیدہ عبارت کو غور سے دیکھئے جس میں ہماری گزارش کی پوری تصدیق ہے۔

نیز علامہ نسفی تفسیر مدارک میں اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

لَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ حَاتِمُ النَّبِيِّينَ فَأَمَّتُهُ
قَدْ خَلَقَتْ مَا بَعْدَ الْأُمَمِ (مدارک)

”اس لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم
النبيين ہیں اور اس لئے آپ کی امت
ساری امتوں کی خلیفہ بنی ہے“

”قرب آہنچی قیامت اور شق ہو گیا
چاند رجب کہ قرب قیامت کی علامت
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے“

آیت نمبر ۲۲ | اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ
الْشَّقُّ الْقُمْرَةُ
(پارہ اقربت)

آیت میں قیامت کے قریب ہونے سے اس کی طرف اشارہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہ پیدا ہوگا، چنانچہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر تصریح فرمائی ہے، دیکھو ابو حازم سلمہ بن دینار رضی اللہ عنہ کی حدیث ذیل :-

قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَعِثْتُ أَنَا
وَالسَّاعَةُ هَكَذَا أَوْ أَشَارَ
بِاصْبَعَيْهِ الشَّيْبَانِيَّةِ وَالْوُسْطَى
(بخاری و مسلم)

”ابو حازم فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرمایا ہے
تھے کہ میں اور قیامت دونوں اس طرح
سیچے گئے ہیں اور آپ نے اپنی شہادت کی
اٹلی اور بیچ کی اٹلی کو ملاکشاہ فرمایا ہے“

اور اسی مضمون کی عین حدیثیں امام احمد نے اپنے مسند میں حضرت سہل بن سعد اور
حضرت انسؓ اور حضرت وہب سلواتیؓ سے بھی روایت فرمائی ہیں جن کو ابن کثیر نے
آیت مذکورہ الصد کی تفسیر میں پیش کیا ہے، دیکھو ابن کثیر صفحہ ۲۴۰، جلد ۹۔

اور حضرت ابن زعلیؓ کی ایک طویل حدیث میں بھی مضمون اور بھی زیادہ وضاحت
کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جس میں یہ بھی تصریح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت
دونوں کے قریب ہونے سے یہی مراد ہے کہ آپ کے اور قیامت کے درمیان کوئی

اور نبی پیدا نہ ہوگا۔

اسی حدیث میں ابو زمرؓ نے اپنا ایک طویل خواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنا اور آپؐ کا اس کی تعبیر بیان فرمانا ذکر کیا ہے۔ تمام خواب اور اس کی تعبیر اس جگہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں، صرف وہ جملے نقل کر دینا کافی ہیں جو اس وقت ہمارا مقصد متعلق ہے، یعنی ابو زمرؓ نے اس خواب میں منجملہ بہت سے واقعات کے یہ بھی دیکھا تھا کہ ایک ناقہ ہے اور اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلا رہے ہیں، آپؐ نے اس کی تعبیر میں ارشاد فرمایا :-

وَأَمَّا النَّاقَةُ الَّتِي رَأَيْتَهَا وَرَأَيْتَنِي أَبْعَثُهَا فِي السَّاعَةِ فَلَيْسَ بَأَقْرَبَ النَّاسِ بَعْدِي وَلَا أُمَّةٌ بَعْدَ أُمَّتِي الْحَدِيثُ

”وہ ناقہ جس کو تم نے دیکھا اور یہ دیکھا میں اس کو چلا رہا ہوں وہ قیامت ہے جو ہم پر قائم ہوگی، نہ میرے بعد کوئی نبی ہرگز نہ میری امت کے بعد کوئی امت“

(اخرجہ البیہقی فی دلائل النبوة ذکرہ ابن کثیر ص ۳۶۹ ج ۱)

آیت نمبر ۶۲ | اقْرَبُ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ (انبیاء، ۶۲)

”لوگوں کے لئے اُن کا حساب (قیامت کا دن) قریب آگیا اور وہ غفلت میں اس سے روگردانی کر رہے ہیں“

”آپؐ ہی خدا تعالیٰ کا حکم (یعنی قیامت) سونم اس میں جلدی مت مچاؤ“

آیت نمبر ۶۳ | اَتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ (سورہ نمل، ۶۳)

ائمہ مفسرین نے عامۃً بیان فرمایا ہے کہ آیت میں امر اللہ سے قیامت مراد ہے اور ناظرین معلوم کر چکے ہیں کہ قرآن میں قرب قیامت سے اشارہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے درمیان کوئی جدید نبی نہیں۔

آیت نمبر ۶۵ | كَذَٰلِكَ يُوحِي الْيَقِيْنُ اِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللَّهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (ابند شوریٰ، ۶۵)

”اسی طرح اللہ تعالیٰ وحی بھیجتا ہوا آپؐ کی طرف اور ان انبیاء کی طرف جو آپؐ سے پہلے ہیں، وہ اللہ جو زبردست حکمت والا ہے“

قرآن کریم نے اس مضمون کو بہت سی آیات میں بیان فرما کر مسئلہ زیر بحث کا واضح فیصلہ فرما دیا ہے، جس کا بیان آیات نمبر ۲ لغایت نمبر ۷ میں گزر چکا ہے، اسی لئے

ہم ناظرین کرام کی توجہ اس طرف منعطف کرتے ہوئے درخواست کرتے ہیں کہ پہلے اس پر غور فرمائیں کہ اس میں تو کسی کو شک نہیں ہو سکتا کہ خلائے قدوس کے تمام انبیاء درُسل واجب الاحترام ہیں، اُن کا ذکر باعثِ برکات اور اُن کے ہر قدم پر آنے والی نسلوں کے لئے عبرتیں اور حکمت کے سبق ہیں، اور اسی لئے اُن کے حالات و واقعات اور گراں قدر کارناموں کو جس قدر روشن کر کے بیان کیا جائے اسی قدر مفید اور نہایت مفید ہے جیسا کہ خود قرآن کریم کا طرزِ عمل بتلا رہا ہے۔

لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبوت و رسالت باقی اور وحی نبوت کا سلسلہ جاری ہے تو پہلی امتوں کی طرح اس امت کے لئے بھی انبیاء علیہم السلام کی دو جماعتیں ہو جائیں گی، ایک وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گذر چکی ہے، اور دوسری وہ جو آپ کے بعد آنے والی ہیں، اس صورت میں مناسب یہ تھا کہ مشرانِ عزیز دونوں قسم کی جماعتوں کا تذکرہ کرتا، دونوں کے حالات کو بیان کرتا، جیسا کہ کتب سابقہ تورات و انجیل وغیرہ اسی طرزِ عمل سے معمول ہیں، اُن میں اگر ایک طرف انبیاء سابقین کے کارنامے دکھلا کر اس امت کے لئے درسِ عبرت پیش کیا گیا ہے، تو دوسری جانب بعد میں آنے والے انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے حالات و علامات، اخلاق، عادات، تمدن، معاشرت، وطن، ہجرت گاہ وغیرہ اور ان کی شریعت کا طغریٰ امتیاز اس طرح بتلایا گیا ہے کہ جس کے معلوم کرنے کے بعد کسی شخص کو ان کے پہچاننے میں غلط فہمی نہیں ہو سکتی، بلکہ بنصرِ مشرانِ ہائے نبی کو اس طرح پہچانتے تھے جیسے کوئی شخص اپنی اولاد کو پہچانتا ہے۔ پھر آنے والے انبیاء کی صرف خبر ہی نہیں دی بلکہ ان پر ایمان لانے اور ان کے اتباع کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی بعثتِ انبیاء اور سلسلہ وحی جاری تھا تو مناسب بلکہ ضروری تھا کہ قرآن عزیز انبیاء سابقین کی طرح آنے والے انبیاء کا بھی مسلسل و مکمل تذکرہ کرتا اُن کے نام، اُن کا مولد، محلہ، اخلاق و عادات اور ایسے

حالات بیان کر دیتا کہ جن کے معلوم کرنے کے بعد امت مرحومہ کو آنے والے انبیاء کے پہچانے میں کوئی مشبہ باقی نہ رہتا۔

بلکہ اگر ذرا غور سے کام لیا جائے تو بعد میں آنے والے انبیاء کا تذکرہ بہ نسبت انبیائے سابقین کے زیادہ اہم اور ضروری تھا، کیونکہ انبیائے سابقین پر اجمالی ایمان کافی ہے، یہ ضروری نہیں کہ اس میں سے ہر شخص کا نام اور تشخص معلوم ہو، اس کی ہدایتیں یاد ہوں، اس کے تمام احکام کی اطاعت کی جائے، اور خود قرآن کریم کا ارشاد ہے

مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ،

جس نے بتلادیا کہ بہت سے انبیاء سابقین کے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں بتلائے گئے، امت کا تو ذکر ہی کیا۔

الغرض انبیائے سابقین کے متعلق صرف اس قدر اجمالی ایمان کافی ہے کہ خداوند عالم نے جتنے انبیاء بھیجے ہیں وہ سب حق و صداقت پر ہیں اُن کے شخصی حالات ایمان کا جزو نہیں۔ بخلاف بعد میں آنے والے انبیاء کے کہ اُن کے دعوے کی تصدیق ان پر ایمان لانا، اُن کے تمام احکام کا اتباع امت مرحومہ کا اولین فرض ہے اور ان کی نجات کا مدار ہوگا۔ وہ جب تک آنے والے انبیاء کو نہ پہچانیں اور ان پر ایمان نہ لائیں، اگرچہ پہلے سب انبیاء پر کامل ایمان رکھیں ہرگز نجات نہیں پاسکتے۔

ایسی حالت میں انصاف سمجھئے کہ انبیائے سابقین کے حالات کا ذکر لانا، اُن کے شخصی حالات کا تذکرہ زیادہ اہم اور ضروری ہے، یا بعد میں آنے والے انبیاء کا؟ اس کے بعد قرآن کریم کی آیات بنیات پر نظر ڈالئے اور دیکھئے کہ اس مجسم ہدایت نے بعد میں آنے والے انبیاء کے ذکر اور اُن کے حالات کا کہاں تک اہتمام کیا ہے اور انبیائے سابقین کا کہاں تک؟

ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ قرآن مجید کے تیس پاروں میں کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں دکھائی جاسکتی جس میں کسی بعد میں پیدا ہونے والے نبی کا نام یا اس کا حلیہ یا اس کا وطن یا اور کوئی تشخص بتلایا گیا ہو، بلکہ بلا تعین اجمالی طور پر کہیں یہ بھی ذکر نہیں کیا گیا کہ آپ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہوگا۔

بخلاف اس کے کہ انبیائے سابقین کے نام نامی، ان کے وطن اور جائے قیام

کا اکثر بلکہ مکرر ذکر فرمایا گیا ہے، ان کے تبلیغی کارناموں اور قصص عبرت کو ایک مرتبہ اور ایک جگہ نہیں، بلکہ قرآن کے مختلف مواضع میں مکرر سرکر لوثا یا گیا، ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کو دیکھئے کہ شاید کوئی پارہ ایسا نکلے جس میں اس قصہ کا تفصیلاً یا اجمالاً ذکر نہ ہو۔

تتزیل عزیز کے اس طرز عمل اور طریق ہدایت میں کیا چشم بصیرت کے لئے یہ سبق نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں، ورنہ کس قدر حیرت اور تعجب کا مقام ہے کہ جس آنے والے نبی کا شخصی طور پر پہچانا، اس کے حالات معلوم کرنا، اس کے احکام کی پیروی کرنا امت کے لئے جزو ایمان اور مدار نجات ہے، اس کا تو کہیں نام بھی نہ لیا جائے، کوئی ذکر بھی نہ کیا جائے، اس کے بعد میں آنے کی طرف اشارہ بھی نہ فرمایا جائے، اور جن انبیاء سابقین پر اجمالی ایمان لانا کافی تھا ان کے ناموں کا معلوم ہونا، ان کے حالات و تشفیات کا جاننا، ان کے قصص کا پڑھنا جزو ایمان نہیں تھا، اس کو بار بار مختلف عنوان سے سارے قرآن میں دہرایا جا رہا ہے۔ ہر اسی پر بس نہیں، بلکہ قرآن مجید میں اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت رسالت اور وحی کے تذکرہ کے ساتھ میں قبل، میں قبلیک وغیرہ کی قید لگا کر اس کا اعلان کیا جا رہا ہے کہ نبوت و رسالت اور وحی کے سلسلے صرف زمانہ قبل ہی تک محدود ہیں، بعد میں نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ سلسلہ وحی جاری رہے گا۔

اسی کی ایک نظیر وہ آیت کریمہ ہے جو اوپر تلاوت کی گئی ہے یعنی كَذَٰلِكَ يُوحِي الْيَقِيْنَ اِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ جس میں بتلایا گیا ہے کہ وحی الہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوگی، اور آپ سے پہلے انبیاء کی طرف۔

غور کا مقام ہے کہ اگر بعد میں بھی یہ سلسلہ وحی جاری تھا تو اذل تو لازمی تھا کہ اس کو نہایت روشن کر کے ذکر کیا جاتا اور امت کو اس کے اتباع کی تاکید اور ہدایت کی جاتی، اور اگر نہیں تھا تو کم از کم من قبلک کی تفصیلات کا تو کوئی موقع ہی نہیں تھا۔ اس لئے یہ یقین کہا جاسکتا ہے کہ قرآن عزیز میں وحی الہی کے ساتھ من قبلک اور من قبل وغیرہ کی تفصیلات اس بات کا کھلا ہوا اعلان ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا جدید نبی پیدا نہ ہوگا۔

نزیر بات بھی قابل لحاظ ہے کہ تشرآن مجید ایک غیر منسوخ وابدی قانون ہے، قیامت تک پیدا ہونے والی تمام نسلیں اسی کے زیر حکومت ہیں، یہاں تک کہ مشرق و مرزائیہ کی دونوں پارٹیوں کی بھی ظاہراً اس میں خلافت نہیں، اس کے باوجود اس میں آئندہ پیدا ہونے والے انبیاء کا تذکرہ نہ ہونا، اُن کے حالات کی تفصیل بلکہ اجمال کا بھی مذکور نہ ہونا قطعاً یہ حکم کر رہا ہے کہ آئندہ کسی طرح سے سلسلہ نبوت باقی نہیں۔

اگر کتب قدیمہ تورات و انجیل وغیرہ اس طرز عمل کو اختیار کرتی ہوئی صورت اپنے سے پہلے انبیاء کے تذکرہ پر اکتفا کرتیں، اور انبیاء کے ذکر کے ساتھ من قبل وغیرہ کی قیدیں لگاتیں، تو ایک درجہ میں غیر مناسب نہ تھا، کیونکہ وہ کتابیں ایک محدود زمانہ اور محدود اقوام کے لئے نازل کی گئی تھیں وہ اس کی کفیل نہ تھیں کہ قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے ہدایت کا مکمل سامان پیش کریں، اور ان انبیاء کا مفصل ذکر کریں جو اُن کے بعد میں آنے والے ہیں۔

لیکن قرآن عزیز جو تا قیامت تمام انسانوں کے لئے نجات و ہدایت کا کفیل ہو کر دنیا میں آیا ہے، اگر سلسلہ نبوت و وحی جاری رکھنے کے باوجود وہ بعد میں آنے والے انبیاء کے مفصل حالات بیان نہیں کرتا تو یقیناً کہنا پڑے گا کہ (معاذ اللہ) اس کی تعلیم اور ہدایت میں سخت نقصان ہے۔

جب ہم کتب سابقہ کو انبیاء مابعد کے مفصل اور مکمل حالات اور ان کے تذکرہ سے بھر ا ہوا دیکھتے ہیں، اور اس کے خلاف قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی جدید نبی کا نام تک نہیں پاتے۔ مفصل حالات کو چھوڑ کر اجمال اور اشارت لا بھی اس کی طرف نہیں دیکھتے، بلکہ صراحتاً اور قطعاً انقطاع نبوت کے مکرر اعلان اس کی آیات میں تلاوت کرتے ہیں تو ایمان لانا پڑتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی تشریفی یا غیر تشریفی اور بقول مرزا جی غلی یا بروزی نبی کو تجویز کرنا یقیناً

۱۔ اگرچہ حقیقت میں وہ صرف مرزا صاحب کی پوجا کرتے ہیں اور انہی کے اتباع میں بہت سے احکام مشرآئنیہ کو مضافی سے روک رہے ہیں ۱۲ منہ

اسلام اور شریعتِ اسلامیہ سے روگردانی اس کی نعوص کو ٹھکرانا اور کھلا ہوا اللہ زاد ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔

اس کے بعد ناظرینِ کرام وہ آیات ملاحظہ فرمائیں جن میں خداوندِ عالم نے انبیاء کے تذکرہ کے ساتھ من قبل وغیرہ کی قیدیں لگائی ہیں۔

تَنْبِيْهُ ۱۔ ان آیات سے یہ بات بھی بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ اگر بقول مرزا صاحبِ نبی کی کوئی قسم غیر تشریحی یا ظلی یا بردی وغیرہ بھی شریعت میں معتبر ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ بھی منقطع ہے، کیونکہ نبی خواہ کسی نوع کا ہو اس ایمان لانا فرض اور اداس سے اعراض کفر ہے۔

ایسی حالت میں قرآن کریم کا آنے والے غیر تشریحی یا ظلی یا بردی نبی کا کوئی تذکرہ نہ کرنا بلکہ اس کے خلاف انقطاعِ نبوت کا اعلان کرنا اس کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان اقسام میں سے بھی کسی قسم کا کوئی نبی بھیجتا حق تعالیٰ کو منظور نہیں۔

اس جگہ ایک اور بات بھی قابلِ غور ہے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر جو انتہائی شفقت تھی اس کے پیش نظر آپ نے قیامت تک امت کے سامنے پیش آنے والے تمام اہم معاملات کو ایک ایک کر کے نہایت صراحت و وضاحت کے ساتھ سمجھایا ہے جس کا بیان احادیثِ نبویہ میں اہتمام کے ساتھ آتا ہے ایک طرف آئمہ کئے والے فتنوں اور اُن کے بڑے قائدوں کے پورے نشانات اور پتے بتلا کر ان سے محفوظ رہنے کی تدبیریں تلقین فرمائیں، تو دوسری طرف ایسے بزرگوں کے پورے نام و نشان بتلائے جو ملت کی رہنمائی کریں گے۔ مثلاً دجالوں کے آنے کی خبر اور ان کے شر سے محفوظ رہنے کی تدبیریں، آنے والے فتنوں کی نشانیاں، اُن کے وجوہ و اسباب، اُن کے شر سے بچنے کی صورتیں، احادیثِ صحیحہ میں نہایت تفصیل کے ساتھ موجود ہیں، اسی طرح امت کی رہنمائی کرنے والے بزرگوں کے نام لے لے کر کہیں فرمایا اِقْتَدُوا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ اِنَّ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ رُفُوْى (ابن ماجہ) کہیں ارشاد فرمایا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَلَا مَعِيَ عِطَاشًا اِلَّا مَنْ اَحَبَّ اَبَا بَكْرٍ وَرُحْمًا وَرُحْمًا (داعی اکبر)

کہیں خلفائے راشدین کی سنت و طریق کو مضبوط پکڑنے کی ہدایت فرمائی تو کہیں
تَشْكُوْا بِعَقْدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ (ترمذی) ارشاد ہوا۔

اور حَوَارِی الرَّبِّیِّ (بہدیی) اور اَمِیْنُ هٰذِیْہِ الْاُمَّۃِ اَبُو عُبَیْدَہُ بْنُ الْجَرَّاحِ
(بخاری و مسلم) اور مِسْنَمُ هٰذِیْہِ الْاُمَّۃِ عُبَیْہُ الْعَبَّاسِ وَ مِیْطُ هٰذِیْہِ الْاُمَّۃِ
الْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ (کنز، ص ۳۳، ۶۳) اور حَیْوُ هٰذِیْہِ الْاُمَّۃِ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبَّاسٍ
(خطاب، کنز) اور اَعْلَمُہَا بِالْحَلَالِ وَ الْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ (کنز) فرما کر امت
کے رہنماؤں اور مقتداؤں کے نام دے چکے ہیں۔

یمن سے اویس سترنی کے آنے کا پتہ دیا (مسلم) ملک شام میں ابدال پیدا
ہونے کا ذکر کیا (مسند احمد) ہر صدی کے شروع میں مجدد پیدا ہونے کا اظہار فرمایا (بوداد)
آخر زمانہ میں امام مہدی کے پیدا ہونے کا تفصیلی تذکرہ اور ان کی علامات اور پوری
نشانیوں بتلائیں (العرف اللہدی فی اخبار المہدی)

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا آخر زمانہ میں آسمان سے اترنا بیان فرمایا اور
ان کی اتنی علامات و نشانات واضح طور پر بتلائے کہ اس سے زیادہ کسی شخص کے
نشانات متعین کرنا عا دۃً ممکن نہیں (التصریح بما تواتر فی نزول المسیح)

رحمۃ للعالمین نے امت کی حفاظت و ہدایت کے لئے یہ سب کچھ کیا لیکن کسی ایک
حدیث میں اس کا اشارہ تک نہ فرمایا کہ ہمارے بعد فلاں نبی تشریفی یا غیر تشریفی غلطی یا
بروزی فلاں ملک، فلاں زمانہ میں پیدا ہوگا، یہ اس کی علامات ہوں گی، اس کی
اطاعت امت پر فرض ہوگی، اطاعت نہ کی گئی تو امت کا فر، گمراہ اور ابدی عذاب
میں مبتلا ہو جائے گی۔

ہاں ذکر فرمایا تو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے دوبارہ آسمان سے نازل ہونے
کا ذکر فرمایا، جن کو نبوت اس دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مل چکی ہے،
اور ستر آں اُن کے ذکر سے بھرا ہوا ہے۔

پھر یہ بھی واضح فرمادیا کہ آخر زمانہ میں اس امت میں ان تشریف لانا باوجود منصب
نبوت پر قائم ہونے کے بحیثیت نبی نہیں، بلکہ ایک امام اور خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی حیثیت میں ہوگا، جیسے ایک صوبہ کا گورنر یا وزیر اعظم کسی دوسرے صوبہ میں چلا

جائے تو وہ اپنے عہد گورنری یا وزارت سے معزول نہیں ہوتا، مگر اس دوسرے سوہیل میں کہ جو اس حیثیت سے نہیں ہوتا پھر آخر زمانہ میں آنے میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا ذکر ایک سو سے زیادہ احادیث نبویہ میں اتنی تفصیل و توضیح کے ساتھ کیا گیا اور ان کے نشانات اور پتے دیئے گئے کہ کسی شخص کے اس سے زیادہ پتے دینا عادتاً ناممکن ہے تاکہ آنے والے مسیح کے بارہ میں امت کو کوئی التباس و اشتباہ نہ رہے (آنے والے مسیح کی علامات اور نشانیاں جو نصوصِ متبرکات اور احادیث نبویہ میں مذکور ہیں ان کو ہم نے ایک مستقل حصہ ”مسیح موعود کی پہچان“ میں درج کیا ہے یہ رسالہ شائع شدہ ہے ملاحظہ فرمایا جائے)۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے سوا اس امت میں کسی نبی یا رسول کے پیدا ہونے کا قطعاً کوئی تذکرہ بلکہ اس بار تک کسی حدیث میں نہیں، بلکہ اس کے خلاف اس کی بے شمار تصریحات موجود ہیں کہ آپ کے بعد کسی کا منصب نبوت کسی کو عطا نہیں ہوگا۔

قرآن کریم نے بھی جہاں ایمان کے بنیادی اصول بتلائے (جیسے آیت مذکورہ) میں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کے ساتھ صرف انبیائے سابقین کی وحی کو شامل فرمایا، کسی بعد میں پیدا ہونے والے تشریفی یا غیر تشریفی یا ظلی یا برزوی نبی اور اس کی وحی کا مطلقاً کوئی ذکر نہ کیا۔

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اختتامِ نبوت اور انقطاعِ وحی نبوت پورے قرآن اور ذخیرہ احادیث میں اور کوئی بھی ثبوت نہ ہوتا تو ایک سمجھ دار آدمی کے لئے اتنا ہی کافی تھا جس سے وہ یقین کر لیتا کہ آپ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی یا رسول پیدا ہونے والا نہیں، اور نہ آپ کے بعد وحی و نبوت کا سلسلہ جاری رہے گا۔

بقول قادیانیہ اگر نبوت کی کچھ اقسام تشریفی یا غیر تشریفی یا ظلی برزوی ہوتیں، اور ان میں سے کوئی قسم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی رہنے والی ہوتی، تو کیا اس موقع پر لازم نہ تھا کہ اس کا تذکرہ کیا جاتا، کہ فلاں قسم کا نبی فلاں فلاں علامات کے ساتھ آئے گا اس پر بھی ایمان لانا فرض ہوگا، اور جو کچھ اس پر نازل ہوگا اس کو

سبھی تسلیم کرنا، اور اس کی اطاعت کرنا مسلمان کے لئے ضروری ہوگا۔

”اور ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے تھے،

بہت اُمتوں کی طرف؟

”اے محمد! آپ کہہ دیجئے کہ مجھ سے پہلے

کس قدر پیغمبر آئے معجزے لیکر؟

”آپ سے پہلے بہت سے رسول

جھٹلائے گئے؟

”اور مذاق اڑایا گیا ہے ان رسولوں کا

جو آپ سے پہلے گزرے؟

”اور جھٹلائے گئے ہیں بہت سے

رسول تم سے پہلے؟

”اور ہم نے آپ سے پہلے مختلف بستی

والوں میں سے جتنے (رسول) بھیجے سب

آدمی ہی تھے (کوئی بھی فرشتہ نہ تھا)؟

”اور ٹھٹھا کیا گیا ہے بہت سے رسولوں

کے ساتھ آپ سے پہلے؟

”اور ہم نے بھیجے ہیں بہت سے رسول

آپ سے پہلے؟

”ہاں، محمد! آپ سے پہلے بھی ہم نے بھی مرد

بھیجے تھے کہ ہم حکم بھیجتے تھے ان کی طرف؟

”اللہ کی قسم ہم نے بہت سے رسول بھیجے

بہت سے فرقوں میں آپ سے پہلے؟

”اور جو کتاب ہم نے آپ کے طرف بلوادی

بھیجی وہی حق ہے، تصدیق کرنے والی اپنے

سے پہلی وحی کی؟

آیت نمبر ۶۱ | وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ

مِن قَبْلِكَ (انعام، ۶۱)

آیت نمبر ۶۲ | قُلْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّن

قَبْلِي بِالْبَيِّنَاتِ الْآيَةِ (آل عمران، ۶۲)

آیت نمبر ۶۸ | فَقَدْ كَذَّبَتْ رُسُلٌ

مِن قَبْلِكَ (آل عمران، ۶۸)

آیت نمبر ۶۹ | وَلَقَدْ أَسْتَهْزِئُ بِرُسُلٍ

مِن قَبْلِكَ (انعام، ۶۹)

آیت نمبر ۷۰ | وَلَقَدْ كَذَّبَ بَنُو رُسُلٍ

مِن قَبْلِكَ (انعام، ۷۰)

آیت نمبر ۷۱ | وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ

إِلَّا رِجَالًا نُّوْحِي إِلَيْهِمْ مِن

أَهْلِ الْقُرَىٰ (يوسف، ۷۱)

آیت نمبر ۷۲ | وَلَقَدْ أَسْتَهْزِئُ بِرُسُلٍ

مِن قَبْلِكَ (رعد، ۷۲)

آیت نمبر ۷۳ | وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا

مِن قَبْلِكَ (رعد، ۷۳)

آیت نمبر ۷۴ | وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ

إِلَّا رِجَالًا نُّوْحِي إِلَيْهِمْ (نمل، ۷۴)

آیت نمبر ۷۵ | تَاللّٰهِ لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ

أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ (نمل، ۷۵)

آیت نمبر ۷۶ | وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مَصَدَّقًا

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ (فاطر، ۷۶)

”دستور پڑا ہوا ان رسولوں کا جو آپ سے پہلے بھیجے ہم نے؟“
 ”ہم نے آپ سے پہلے جو کوئی رسول بھیجا اس کو بھی وحی کی کہ کوئی بندگی کے لائق نہیں میرے سوا سو میری ہی بندگی کر دے؟“

آیت نمبر ۷، اُسْتَنْتَ مِنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا (بنی اسرائیل، ۱۷، ۱۸)
 آیت نمبر ۸، رَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُولٍ اِلَّا نُوْحِيْ اِلَيْهِ اَنَّهُ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنَا خَاعِبُدُوْنِ ۝ (انبیاء، ۲۲)

ظاہر ہے کہ یہ توحید کی تعلیم لازماً نبوت ہے، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی رسول بھیجا جاتا تو اس کے لئے بھی یقیناً وحی ہوتی، اس کے لئے انبیاء ماقبل کی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں، اس وحی میں مِنْ قَبْلِكَ کی تہذیباً اس امر کا ثبوت ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ بھیجا جائے گا۔

”ہم نے آپ سے پہلے جو کوئی رسول اور نبی بھیجا ہے اور؟“
 ”اور جتنے بھیجے ہم نے آپ سے پہلے رسول سب کھانا کھاتے تھے؟“

آیت نمبر ۹، رَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُولٍ وَلَا يَنْفِيْ اِلٰهِيَّةِ ۝ (آیۃ مدح ۱۷)
 آیت نمبر ۱۰، رَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا اَنَّهُمْ لَيَأْكُلُوْنَ الطَّعَامَ (زمر، ۲۱)

یہ الفاظ بھی قابل لحاظ ہیں، کیونکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی مبعوث ہوتا تو یقیناً وہ بھی کھانے پینے سے بری نہ ہوتا، پھر اس میں انبیاء ماقبل کی تخصیص کا اس کے سوا کیا فائدہ ہے کہ آپ کے بعد نبوت کے انقطاع کا اعلان کرنا منظور ہے۔

”آپ سے پہلے بہت سے رسول جھٹلائے گئے؟“
 ”آپ کی طرف اد آپ سے پہلے انبیاء کی طرف یہ وحی بھی گئی کہ اگر (بالغرض) تم بھی شرک کر دو تو تمہارے بھی سائے عمل جبط (بیکار) ہو جائیں، اور تم خسارہ والوں میں داخل ہو جاؤ؟“

آیت نمبر ۱۱، نَعَدُّ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ (فاطر، ۲۲)
 آیت نمبر ۱۲، وَلَعَدَّ اُذْ حٰجِيَ الْيَلَدِ وَآلِي الْاَلِيْنِ مِنْ قَبْلِكَ لَنْ اَشْرَكَكَ لِيَخْبَطُنَّ عَنْكَ وَلَيَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (زمر، ۲۳)

اس میں بھی یہ بات غور طلب ہے کہ شرک اگر جسطرح عمل اور خصالہ کا باعث ہے تو وہ صرف انبیاء سابقین ہی کے لئے نہیں بلکہ اگر بعد میں بھی کوئی نبی ہوتا تو وہ بھی اس حکم سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔

اس کے باوجود مِنْ قَبْلِكَ کی تخصیص سے کیا اس کی طرف صاف اشارہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی پیدا ہوگا اور نہ یہ احکام اس پر جاری ہوں گے، ورنہ یہ تو ظاہر ہے کہ شریعت خداوندی کسی بعد میں آنے والے نبی کے لئے شرک کو جائز نہیں رکھے گی۔

”آپ سے وہی کہا جاتا ہے جو سب رسولوں سے آپ سے پہلے کہا گیا کہ آپ کا رب مغفرت والا ہے اور دردناک عذاب والا“

آیت نمبر ۸۲ | مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرَّسُولِ مِنْ قَبْلِكَ إِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَذُوْ عِقَابٍ أَلِيمٌ (م السجدہ، ۸۲)

اس میں بھی ظاہر ہے کہ انبیاء ماقبل کی تخصیص نہیں، اگر آپ کے بعد بھی انبیاء ہوتے تو یقیناً اُن سے بھی یہی کہا جاتا، پھر مِنْ قَبْلِكَ کی تخصیص کا اس کے سوا کیا فائدہ ہے کہ انقطاع نبوت بتلانا منظور ہو کہ نہ آپ کے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ یہ وحی اُس کی طرف بھیجی جائے گی۔

”ایسے ہی وحی بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی طرف اور آپ سے پہلوں کی طرف جو زبردست اور حکمت والا ہے“

آیت نمبر ۸۳ | وَإِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (شوری، ۸۳)

آپ کی طرف اور آپ سے پہلے انبیاء کی طرف وحی بھیجنے میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ سے پہلے انبیاء کی تخصیص کیا یہ نہیں بتلاتی کہ انبیاء ماقبل کے علاوہ اور کسی پر وحی نہ بھیجی جائے گی، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اگر بعد نزول وحی ہوگی تو وہ اس کے مخالف نہیں، کیونکہ وہ انبیاء سابقین میں داخل ہیں۔

”اور اسی طرح جو رسول بھیجائے آپ سے پہلے کسی بستی میں الخ“

آیت نمبر ۸۴ | وَكَذَلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ ذِكْرٍ إِلَّا ... الْآيَةُ (زخرف، ۲۴)

آیت نمبر ۸۶ | وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا
مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا ۚ
زخرف، ۲۵

”اور ان رسولوں سے دریافت کر لیجئے
جو ہم نے آپ سے پہلے بھیجے تھے“

ان کثیر التعداد آیات کریمہ میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ نبوت و رسالت اور وحی وغیرہ کے سلسلہ کا جہاں کہیں ذکر آیا ہے اس کو اکثر ماقبل کے ساتھ مخصوص بتلایا گیا ہے، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی انبیاء علیہم السلام پیدا ہونے والے تھے تو قرآن کریم کا یہ اسلوب قطعاً حکمت کے خلاف ہو جائے گا (والعیاذ باللہ) کیونکہ اس صورت میں اول تو یہ مناسب تھا کہ بعد میں آنے والے انبیاء کا فضل تذکرہ، اُن کے اسماء گرامی، اُن کے مواطن و جہاں حبر وغیرہ بیان کئے جاتے، اور بہ نسبت انبیاء سابقین کے اُن کا زیادہ تذکرہ کیا جاتا۔

اور اگر یہ بھی نہیں تھا تو کم از کم نبوت و رسالت اور وحی کے سلسلہ کے ساتھ مِنْ قَبْلُ وغیرہ کی تخصیصات اور قیود بڑھا کر اُمت کو اس شبہ میں تو نہ ڈالا جاتا کہ بعد میں کوئی نبی اور وحی آنے والی نہیں۔

قرآن عزیز کے اس اسلوب حکیم پر ایک نظر ڈالنے والا اس پر یقین کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس کتاب مجید کو اس طرز تحریر کے ذریعہ سے یہی بتلانا منظور ہے کہ کسی قسم کی نبوت اور کسی قسم سے وحی نبوت کا سلسلہ آپ کے بعد جاری نہ رہے گا۔ ان صاف و صریح شواہد کو بھی اگر کوئی نظر انداز کرے تو اس کی قیمت۔

غیر تشریحی یا ظلی بروزی | اس سلسلہ آیات سے قادیانی دجل و تحریف کا بھی بالکل ازالہ
نبوت کا انقطاع بلکہ ابطال ہو جاتا ہے جو قسم نبی غیر تشریحی یا ظلی یا بروزی وغیرہ کے عوائت سے بیان کی جاتی ہے، اور کہا جاتا ہے کہ آیات ختم نبوت صرف نبی تشریحی کے آنے سے مانع ہیں، غیر تشریحی یا ظلی دبروزی آ سکتے ہیں۔

کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ اگر غیر تشریحی یا ظلی دبروزی کوئی قسم نبی کی عند اللہ مقبوض ہوئی اور وہ بعد میں جاری ہونے والی ہوتی تو ضروری تھا کہ مسترآن حکیم جو باتفاق قیامت تک آنے والی نسلوں کی ہدایت کا کفیل ہو کر آیا ہے وہ بہ نسبت انبیاء سابقین کے ان آنے والے انبیاء کے حالات و مقامات کو نہایت اہتمام سے روشن کر کے بیان کرتا۔

مگر جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بجائے آنے والے انبیاء کی خبر دینے اور ان کے حالات بیان کرنے کے قرآن حکیم اپنی غیر معمولی آیات میں انقطاع سلسلہ نبوت کی خبر دیتا ہو اور جہاں کہیں انبیاء اور نبوت و رسالت کا تذکرہ آتا ہے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ماقبل کے ساتھ مقید کرتا ہے تو ہمارے نزدیک کسی شب پرہ چشم کو بھی اس حقیقت سے آنکھ چرانے کی مجال نہیں رہتی، کہ اگر بالفرض غیر تشریف یا غلطی و بروزی کوئی قسم نبوت کی عند اللہ معتبر بھی ہوتی تو وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی۔ کیا مرزا غلام احمد کا دم بھرنے والوں میں کوئی اللہ کا بندہ ہے جو خدا تعالیٰ نے ڈبے، اور اس بداهت کا اعتراف کرے کہ اپنے آپ کو ہمیشہ کے عذاب سے بچا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْۤ اِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

آیت نمبر ۸ | وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ
فی الْاَوَّلِيْنَ (سورہ زمر، ۵۶) | اور بہت رسول بھیجے ہم نے پہلے امتوں میں ۝

یہ آیت کریمہ اور اسی طرح تمام مذکورۃ الصلہ آیات جن میں بعثت انبیاء اور نزول وحی کا ذکر ہے سب کی سب اُممِ اولین اور زمان ماقبل میں نبوت اور وحی نبوت کو ثابت کرتی ہیں، مگر مابعد کے زمانہ کے لئے کوئی اشارہ بھی نہیں پایا جاتا حالانکہ اس کا بیان اس سے زیادہ اہم تھا جیسا کہ مفصل گذر چکا ہے۔

لہذا آیات قرآنیہ اس عظیم الشان ذخیرہ کو دیکھنے والا اس پر ایمان لانے کیلئے یقیناً مجبور ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا سلسلہ نبوت و وحی باقی نہیں۔

آیت نمبر ۸ | ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ

الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا
فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ
مُقْسِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ
يَاۤاٰذِنَ اللّٰهُ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ
الْكَبِيْرُ

۝ پھر ہم نے قرآن مجید کا وارث ان لوگوں کو بنادیا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں انتخاب کیا، پھر ان میں (تین قسم کے لوگ ہیں، بعض اپنے نفس پر ظلم کرنے والے، گنہگار اور بعض بیچ کی چال پر چلنے والے اور بعض نیکیوں میں بڑھنے والے، اللہ کے حکم سے، یہی ہے بڑی بزرگی ۝

(فاطر، پ ۲۲، ع ۳۷)

اس آیت کریمہ نے دارین مسلمان یعنی امت مرحومہ کو تین جماعتوں میں تقسیم کیا ہے، جن کی تعیین میں صحابہ کرام سے چند قول مروی ہیں۔

حضرت عقبہ ابن صہبان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اسی آیت کی تفسیر دریافت کی تو فرمایا :-

” پیارے ! تینوں جماعتیں عثمانؓ میں ان میں سے سابق بالخیرات تو وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں گزر گئے، آپ نے اُن کے لئے جنت کی بشارت دی۔ اور مقتصدہ لوگ ہیں جو آپ کے اصحاب میں سے اُن کے نشان قدم پر چلے اور ظالم نفس ہم جیسے لوگ ہیں۔“

يَا بُنَيَّ هَؤُلَاءِ فِي الْجَنَّةِ آمَنَّا
السَّابِقُ بِالْخَيْرَاتِ مِمَّنْ عَفَوِي
عَلَى عَهْدِ رَسُولِي اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ وَآمَنَّا
الْمُقْتَصِدُ مِمَّنِ اتَّبَعَنَا أَتْرُكُ مِنْ
أَصْحَابِهِ حَتَّى الْخَلْقَ بِهِمْ وَآمَنَّا
الظَّالِمُ لِنَفْسِهِ فَمِثْلِي وَمِثْلُكُمْ
تفسير ابن کثیر بحوالہ ابن ابی حاتم (ج ۸)

راوی کہتے ہیں کہ یہ صدیقہ عائشہؓ کی توافع اور کسر نفسی ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو ظالم لنفس میں شمار کیا ورنہ وہ تو سابقین بالخیرات میں اعلیٰ درجہ پر ہیں۔

اور حضرت عثمانؓ سے ان تینوں جماعتوں کی تعیین میں یہ روایت کیا جاتا ہے کہ :-
” ظالم لنفس گاؤں والے ہیں (جو اہل علم سے دور رہتے ہیں) اور مقتصد شہر والے ہیں،“

اور سابق بالخیرات اہل جہاد ہیں و (ابن کثیر بحوالہ ابن ابی حاتم، صفحہ ۱۹۶، جلد ۸)
ان تینوں جماعتوں کی تعیین خواہ صدیقہ عائشہؓ کے قول کے مطابق کی جائے یا حضرت عثمان غنیؓ کے، لیکن اتنی بات بالا جہال دونوں میں متفق علیہ ہے کہ ان میں سے کوئی جماعت انبیاء کی جماعت نہیں، بلکہ وہ سب صحابہ کرام ہیں، یا بعد میں آنے والے عام امتی۔

بالخصوص صدیقہ عائشہؓ کا قول تو اس میں بالکل صاف ہے، کیونکہ ان کی تفسیر پر سابق بالخیرات سے وہ صحابہ مراد ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں وفات پا چکے، اور آپ نے اُن کے لئے جنت کی بشارت دی، اور ظاہر ہے کہ ان میں سے کوئی نبی نہیں تھا، خود مرزا جی اور اُن کی امت بھی صحابہ کرام میں سے

کسی کو نبی نہیں مانتے ۔

اور جب امت کے افضل ترین طبقہ یعنی سابقین بالخیرات میں انبیاء نہیں تو مقتصد اور ظالم بنفسہ میں اظہر ہے کہ انبیاء نہیں ہو سکتے ، اور نہ مقتصد اور ظالم بنفسہ کے القاب شانِ نبوت کے کسی طرح مناسب ہیں ۔

الحاصل جو لوگ کتابِ مسبین یعنی قرآن مجید کی وراثت کے لئے منتخب کئے گئے ہیں ، اُن کی تین جماعتیں ہیں اور ان تینوں جماعتوں میں کسی نبی کا ذکر نہیں بلکہ ایک طرح سے نفی موجود ہے ، تو کیا یہ اس امر کا واضح ثبوت نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی فرد نبوت کا باقی نہیں ہے ، حتیٰ کہ قرآن عزیز کا وارث اور اس کی شریعت کا پابند ہو کر بھی کوئی نبی اس امت میں پیدا نہیں ہو سکتا ، اس سے اس غیر تشریعی اور ظلی نبوت کی بھی نفی ہو گئی جو مرزا حجتی نے مسلمانوں کو پہلانے کے لئے ایجاد کی ہے ۔

آیت نمبر ۸۹ | یَوْمَ تُقَلَّبُ دُجُوهُهُمْ فِي

النَّارِ يَقُولُونَ يَلَيْسَ تَنَا أَطَعْنَا

اللَّهِ وَ أَطَعْنَا الرَّسُولَ

(احزاب ، پ ۲۲)

” جس دن اوندھے ڈالے جائیں گے لٹے

منہ آگ میں کہیں گے کاش ہم نے اطاعت

کی ہوتی اللہ کی اطاعت کی ہوتی دھما

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ”

آیت کے سیاق و سباق پر نظر ڈالنے سے صاف ظاہر ہے کہ الرسول سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں ، اس لئے پہلے یسٹلٹ اور مایڈریٹ وغیرہ کے الفاظ دیکھو ۔
دہذا آیت کا حاصل یہ ہے کہ اس امت کے کفار کو جہنم میں اسی پر عذاب ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیوں نہ کی ، اور اسی پر ان کو حسرت ہوگی ۔
اور اگر آپ کے بعد از انبیا بھی پیدا ہونے والے تھے ، اور ان کی اطاعت بھی امت کے لئے ضروری تھی تو اس اطاعت کے ترک پر بھی عذاب ہونا چاہیے تھا اور اظہارِ حسرت کے وقت کفار کا یہ قول ہونا چاہیے تھا اَطَعْنَا الرَّسُولَ یعنی کاش ہم اُن سب رسولوں کی اطاعت کرتے جو ہماری طرف بھیجے گئے ۔

اور اسی طرح آیت ذیل بھی اسی معنی کی شاہد ہے :-

آیت نمبر ۹۰ | وَ يَوْمَ يَعْصِي الظَّالِمَةُ عَلَى

يَدَيْهِ يَقُولُ يَلَيْسَ لِي شَيْءٌ اَتَّخِذْتُ

” اور جس دن ظالم اپنے اٹھ کھڑے ہوں اور

کہے گا کاش کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا (پانچ)

آیت نمبر ۹ | وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً

لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا (سورہ سبأ، ۲۱)

کے ساتھ راستہ اختیار کرتا ہے

اور ہم نے آپ کو تمام ہی انسانوں کی

طرف بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے

اس مضمون کی چند آیات پہلے گزر چکی ہیں اور ان کے ذیل میں صورت استدلال بھی بیان کر دی گئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عموم بعثت ثابت کرتی ہے، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ قیامت تک تمام پیدا ہونے والی نسلوں کی ہدایت کے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفیل بنا دیئے گئے ہیں آپ کی نبوت کے بعد کسی اور نبوت کی (خواہ وہ کسی صورت سے ہو) ہرگز ضرورت نہیں۔

آیت نمبر ۱۲ | إِنَّ هُوَ الَّذِي يُرْسِلُكُمْ

بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ (سورہ سبأ، ۲۲)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم، تو ڈرانے

والے ہیں ایک آنے والے عذاب شدید

سے پہلے

اس آیت کریمہ میں عذاب شدید سے قیامت مراد ہے، جیسا کہ ابن کثیر وغیرہ مفسرین نے تصریح فرمائی ہے (دیکھو تفسیر ابن کثیر، ص ۱۷۶، ۱۷۷)۔

اور اس لئے اس آیت کا حامل بھی وہی ہے جو اوپر چند آیتوں سے ثابت ہو چکا ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے درمیان میں کوئی اور نبی پیدا ہونا والا نہیں، ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اسی آیت کی تفسیر حدیث ذیل سے کی ہے۔

عَنْ بُرَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعُثْتُ

أَنَا وَالسَّاعَةَ جَمِيعًا إِنَّ كَادَتْ

لَتَشَقَّقَنِي . رواه احمد في

حضرت بريدؓ راوی ہیں کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور

قیامت دونوں ساتھ ساتھ بھیجے گئے ہیں

(گویا وہ تو مجھ سے بھی آگے ہوئی جاتی

تھی)

مسند ۴ (ابن کثیر)

اس حدیث شریف کا مضمون آیت مذکورہ کی تفسیر اور اس کا واضح ثبوت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے درمیان کوئی اور نبی نہیں، اور قیامت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ ہونے سے یہی اور صرف یہی مراد ہو سکتا ہے ورنہ معاذ اللہ یہ کلام نبوی واقع کے خلاف ہوگا، بالخصوص آج جب کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو بھی تقریباً ساڑھے تیرہ سو برس گزر چکے ہیں اور قیامت آج تک بھی نہیں آئی۔ پس اتنی طویل اور عریض مدت کے ہوتے ہوئے اگر قیامت کو قریب کہا جاسکتا ہے تو صرف اس اعتبار سے کہ آپ کے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں۔

آیت نمبر ۱۲ | يَثْبُتُ اللَّهُ الَّذِينَ
أَمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي
الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ
سورہ ابراہیم، پ ۱۱

”مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو
مضبوط بات سے، دنیا کی زندگی میں
اور آخرت میں“

یہ آیت کریمہ عذابِ قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جس کی تفسیرِ حدیث میں اس طرح فرمائی گئی ہے، صحیح بخاری میں بروایت براہِ ابنِ عاذب مذکور ہے کہ:-

إِذَا أُنْعِمَ الْمُتَوَكِّلُ فِي قَبْرِهٖ
أَتَى ثُمَّ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ
فَذَلِكَ قَوْلُهُ يَثْبُتُ اللَّهُ الَّذِينَ
أَمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الْآيَةُ
(بخاری، پ ۱، ص ۱۸۳)

”جب مومن اپنی قبر میں جمایا جائے گا
تو اس کے پاس مندرشتے آئیں گے پھر
وہ شہادت دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی
معبود نہیں، اور محمد، رسول اللہ
ہیں، پس یہی قول ثابت ہے جو آیت
یثبت اللہ میں مذکور ہے“

اور صحیح مسلم اور نسائی اور ابوداؤد، ابن ماجہ، اسمعیلی، ابوعوانہ وغیرہ میں بھی یہ روایت کسی قدر تفصیل کے ساتھ موجود ہے، جس کے بعض الفاظ میں ہے کہ مومن قبر میں شہادت دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانے گا، پس یہی قول ثابت ہے۔

اور صحیح مسلم وغیرہ کی روایت میں ہے کہ اس سے پوچھا جائے گا کہ تیرا رب کون ہے؟ پس وہ کہے گا، رَبِّيَ اللَّهُ وَنَبِيِّنِي مُحَمَّدٌ (میرا پروردگار اللہ ہے اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ (دیکھو فتح الباری، ص ۲۰۳ ج ۱)

الغرض ان تمام احادیث سے ثابت ہوا کہ آیت میں قول ثابت سے وہ کلام مراد ہے جو مسلمان سوالِ قبر کے جواب میں کہے گا۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس میں جب نبوت پر کلام آئے گا تو وہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی بتلا کر امتحان میں کامیاب ہوگا۔

بلکہ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ وہ جواب میں یوں کہے گا۔

”میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو کہ خاتم النبیین ہیں۔“ دیکھو مذکورہ صفحہ ۱۶۵

ج ۶ کی روایت مذکور

اب اہل انصاف غور فرمائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی خواہ کسی قسم کے ہوں دنیا میں مبعوث ہوتے اور مسلمان ان پر ایمان لاتے تو ضرور تھا کہ جب قبر میں نبوت کا سوال ہوتا تو وہ اس نبی کا نام لیتے۔

لیکن ہم معاملہ برعکس دیکھتے ہیں تمام مسلمان مرکز بھی یہی کہتے ہیں کہ ہمارے نبی محمد ہیں اور اس کے ساتھ ہی مرزائی ادلام کا خاتمہ کرنے کے لئے یہ بھی اعلان کرتے ہیں کہ آپ آخر النبیین ہیں، اور جب آیت مذکورہ میں قول ثابت سے یہی مراد ہے یہ آیت کریمہ مطلقاً ختم نبوت کے لئے ایک قوی دلیل ہے۔

آیت نمبر ۱۲	قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ
اے محمد فرمادیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو، اگر تم میرا اتباع کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔	(سورۃ آل عمران، پ ۲۴۷)

اس آیت کریمہ میں اس امت کے لئے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع پر محبت خداوندی کا وعدہ ہے اور کسی نبی کے اتباع یا اس پر ایمان لانے پر یہ قول نہیں، جس سے ثابت ہوا کہ آپ ہی آخری نبی ہیں، آپ کے بعد نہ کوئی تشریفی نبی پیدا ہوگا اور نہ بقول مرزاجی غیر تشریفی یا غلی بردی، کیونکہ اگر کوئی نبی پیدا ہو تو لازمی ہو کہ اس پر ایمان لانے اور اس کا اتباع کرنے کے بغیر کوئی شخص محبوب خدا نہ بن سکے، جیسا کہ اس سے پہلے بہت تفصیل کر رہے ہیں۔

آیت نمبر ۱۵	مَا يَنْفَعُ دُونَ إِلَّا السَّاعَةِ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا
وہ لوگ اب کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں جو اس کے کہ ان پر قیامت اچانک پہنچ جائے اس لئے اب قیامت کی علامات آ رہی ہیں۔	(سورۃ محمد، پ ۲۶)

تفسیر جامع السببان صفحہ ۲۳۵ اور تفسیر کبیر صفحہ ۵۲۱ ج ۷، وغیرہ میں اس آیت

کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ :-

وَمِنْ أَشْرَاطِهَا مَبْعَثُ رَسُولٍ لِّلّٰهِ
مَلٰٓئِکَۃٌ عَلَیْہِ وَسَلٰمٌ

”اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت
خود علامات قیامت میں سے ہے ؟“

بعثت نبویؐ کو اس آیت نے علامات قیامت قرار دیا جس کی وجہ یہ ہے کہ آپؐ کے بعد اور کوئی نبی پیدا ہونے والا نہیں، جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذرؓ کی حدیث میں مفصل بیان فرمایا ہے، جس کی شرح آیت نمبر ۶۲ کے تحت میں گذر چکی ہے، نیز اس آیت نمبر ۱۶

اِنَّ هُوَ الْاٰخِرُ لِّلْعٰلَمِیْنَ
وَلَنَعْلَمَنَّ نَبِیَّۃًۢ بَعْدَ حِیۡیٰہِؑ

”یہ تو ایک نعمت ہے جہاں والوں کو
اور تم معلوم کر لو گے اس کا حال

(سورہ ص، پ ۲۳)

تھوڑی دیر پہلے ؟“

اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عموم بعثت بتلا کر ختم نبوت کا اعلان کیا گیا ہے، جس کا مفصل بیان پہلے گذر چکا ہے۔

آیت نمبر ۱۷
فَاِنَّہٗ نَزَّلَہٗ عَلٰی قَلْبِکَ
بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیِّنَ
یَدَیْہِؕ (بقرہ، پ)

”سو جبریلؑ نے یہ قرآن آپ کے قلب
تک پہنچا دیا ہے خداوندی حکم سے اس کی یہ
حالت ہے کہ تصدیق کر رہا ہے اس وحی کی
جو آپ سے پہلے نازل ہو چکی ہے ؟“

آیت نمبر ۱۸
وَلَمَّا جَآءَہُمْ رَسُوْلٌ
مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا
مَعَهُمْؕ (بقرہ، پ)

”اور جب آیا ان کے پاس رسولؐ (محمدؐ)
اللہ کی طرف سے جو اس وحی کی تصدیق
کرتا ہے جو اہل کتاب کے ساتھ تھی۔
(یعنی تورات و انجیل وغیرہ) ؟“

آیت نمبر ۱۹
وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقٌ لِّمَا
لَیْسَ مَعَهُمْؕ (بقرہ، پ)

”قرآن مجید حق ہے اس وحی کی تصدیق
کرنے والا جو اہل کتاب کے ساتھ تھی (یعنی
تورات و انجیل وغیرہ) ؟“

ان تینوں آیات قرآنیہ کا حاصل یہ ہے کہ جو وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی وہ اس وحی کی تصدیق کرنے والی ہے جو آپ سے پہلے انبیاء پر نازل ہو چکی ہے۔ اس مضمون کی آیات قرآن مجید میں کثرت سے موجود ہیں، اور اوپر بھی جا چکی ہیں

اگر ذرا تدبر سے کام لیا جائے تو ان سب آیات میں انقطاع وحی و نبوت کا واضح اعلان ہے، کیونکہ جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء اور آپ سے پہلی کتبِ سماویہ کے حالات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اگر ایک طرف اپنے سے پہلے انبیاء اور ان کی طرف نازل ہونے والی وحی کی تصدیق کرتے ہیں تو دوسری طرف آئندہ آنے والے نبی اور نازل ہونے والی وحی کی خوشخبری بھی امت کو سناتے اور ان کی تصدیق کرتے ہیں۔ دیکھو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اپنی امت کو دعوتِ اسلام دیتے ہیں تو فرماتے ہیں:-

” میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں،
تصدیق کرنے والا اس وحی کی جو مجھ سے
پہلے نازل ہوئی یعنی تورات اور خوشخبری
دینے والا ایک اور رسول کی جو آئیں گے

إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا
لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَ
مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي
اسْمُهُ أَحْمَدُ .

میرے بعد جن کا نام نامی احمد ہے :

(سورہ صاف، ۵۱)

جس میں ایک طرف وحی ماضی کی تصدیق ہے، تو دوسری طرف بعد میں آنے والے رسول کی بشارت بھی موجود ہے۔ لیکن سترآن مجید اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بعینہ اس مضمون کو بیان فرماتے ہیں تو اس اسلوب کو چھوڑ کر صرف اپنے سے پہلی وحی کی تصدیق پر اکتفا کرتے ہیں، زبانہ ما بعد کے متعلق کسی نبی یا کسی وحی کا کوئی تذکرہ نہیں فرماتے، حالانکہ اگر بعد میں بھی سلسلہ وحی جاری مانا جائے تو اس کی بشارت اور تصدیق بہ نسبت ماقبل کے زیادہ اہم ہے، جیسا کہ اوپر مفصل بیان کر دیا گیا ہے۔

کیونکہ کتب سابقہ کی تصدیق اگر اہل کتاب کی توجہ دین محمدی کی طرف کھینچنے والی ہے تو بعد میں آنے والے نبی اور نازل ہونے والی وحی کی بشارت اور اس کی تصدیق تمام امت محمدیہ کی آئندہ لسلوں کے لئے مدارِ نجات ہے۔

بایں ہمہ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ سترآن عزیز اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف اپنے سے پہلے انبیاء اور ان کی وحی کی تصدیق پر اکتفا فرماتے ہیں، اور ما بعد کے متعلق باوجود اشد ضرورت کوئی اشارہ بھی نہیں فرماتے، بلکہ صاف طور سے انقطاعِ نبوت کا اعلان فرماتے ہیں تو بلاشبہ اس پر ایمان لانا پڑتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعد کوئی نبی پیدا ہونا قضاے خداوندی میں مقدور نہیں۔

یہ ننانوے آیات قرآنیہ میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت کا اختتام ہو صحت ثابت کرتی ہیں اور اعلان کرتی ہیں کہ آپ کے بعد نہ کوئی تشریفی نبی پیدا ہو سکتا ہے اور نہ بقول مرزا جی غیر تشریفی یا ظلی بروزی۔

مسئلہ ختم نبوت کا ہر پہلو سے ترکان مجید کی روشنی میں واضح ہو چکا اس کی ننانوے آیتوں نے ہر سوتے ہوئے کو بیدار اور بیدار کو ہوشیار کر کے خدا کی حجت اہل عالم پر تمام کر دی، اس کے بعد بھی اگر کوئی ختم نبوت پر ایمان نہ لائے تو اس کی قسمت، **فَبِأَيِّ حَالٍ يَخْلُفُ بَعْدَ الْيَوْمِ يُؤْمِنُونَ** اس کے بعد وہ کونسی بات پر ایمان لائیں گے؟

ایک ضروری تنبیہ

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مذکورہ صدر ننانوے آیتیں جو ختم نبوت کے ثبوت میں پیش کی گئی ہیں، ان میں سے بعض اس مقصد میں بالکل صریح اور عبارت النقص ہیں، اور بعض اشارۃ النقص یا دلالت النقص اور اقتضاء النقص کے طور پر ہیں، اور یہ چاروں طریق باتفاق علماء اصول استدلال کے قطعی اور یقینی طریق ہیں۔ (دیکھو حسامی، نور الانوار وغیرہ) اور بعض وہ آیات بھی ہیں جن سے بطریق استنباط یا نکات کے طور پر ختم نبوت کا ثبوت نکلتا ہے، جو اصل مسئلہ کی تائید کے لئے پیش کی گئی ہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ



۱۔ قرآن کریم سے کسی مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے چار طریق ہیں، عبارت النقص، اشارۃ النقص، دلالت النقص، اقتضاء النقص۔ جن کی تعریفیں اصول کی کتابوں میں مفصل ہیں، اور یہ چاروں طریق باجماع اہل اصول قطعی اور یقینی ہیں ۱۲ منہ

ضمیمہ ختم نبوت حصہ اول

ایک اور شبہ | خاتم النبیین کے معنی میں مرزائیوں نے جو جدت طرازیں اختیار کی ہیں اور اس کا ازالہ | ان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ لفظ محض مجاز پر محمول ہے جیسا کہ اس کی دوسری نظر آخر خاتم المحدثین، خاتم المفسرین وغیرہ میں باتفاق یہی معنی مجازی مراد ہیں، کیونکہ عرف میں جس شخص کو خاتم المحدثین لکھا جاتا ہے کسی کے نزدیک اس امر سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ اس کے بعد کوئی محدث پیدا نہ ہوگا۔

مرزائی اپنی اس الجہ فریب تقریر پر خوش ہیں، لیکن درحقیقت یہ بھی اسی مرزائی خوش فہمی کا کرشمہ ہے جو خاص مرزائیت کا حصہ ہے، کیونکہ خاتم المحدثین، خاتم المحققین وغیرہ انسان کا کلام ہے، جس کو کچھ خبر نہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے، کتنے آدمی پیدا ہوں گے اور کتنے مریں گے، اور کتنے عالم ہوں گے، اور کتنے جاہل رہیں گے، کتنے محدث و مفسر بنیں گے اور کتنے آوارہ پھریں گے، اس لئے اس کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ کسی شخص کے لئے خاتم المحدثین یا خاتم المفسرین وغیرہ الفاظ استعمال کرے، اور اگر کہیں اس کے کلام میں ایسے الفاظ پائے گئے تو اس کے سوا چارہ نہیں کہ ان کو مجازیہ مبالغہ پر محمول کیا جائے ورنہ یہ کلام بالکل لغو اور بے معنی بلکہ جھوٹ ہو جائے گا۔

لیکن کیا غلاقی عالم کے کلام کو بھی اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے جس کے علم محیط سے کوئی چیز باہر نہیں، اور جو اپنے علم و اختیار کے ساتھ انبیاء کو مبعوث فرماتا ہے؟ پس جب علیم و خیر اور قدوس و حکیم کے کلام پاک میں کسی ذات کے متعلق خاتم النبیین کا لفظ ارشاد فرمایا گیا ہے تو کیا وجہ ہے کہ اس کے ظاہری اور حقیقی معنی کو جو بلا تکلف بنتے ہیں چھوڑ کر مبالغہ یا مجاز پر حمل کیا جائے۔

الغرض انسان کے کلام میں ہم مجبور ہیں کہ ان کلام کو ظاہری معنی سے پھیر کر مبالغہ یا مجاز پر محمول کریں، مگر خدائے قدوس کے کلام میں سہیل س کی کوئی ضرورت نہیں، اور بلا ضرورت حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجاز کی طرف جانا اصول مسلمہ کے خلاف ہے۔

اس کے علاوہ جب خاتم النبیین کے معنی خود قرآن مجید کی ننانوے آیات نے واضح طور پر بتلایئے جس میں کسی قسم کے مجاز یا مبالغہ کو دخل نہیں دیا، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسو احادیث میں اس کی ایسی شرح فرمائی ہے کہ جس میں کوئی خفا باقی نہ رہا، اور پھر اجماع صحابہؓ اور اقوال سلف نے اس کے ظاہری اور حقیقی معنی مراد لینے پر مہر کر دی، تو پھر کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اس کے خلاف کوئی مجازی معنی مراد لے، اگرچہ الفاظ میں اس کا احتمال بھی ہو۔

عجب ہے کہ خود متکلم جل مجدہ اپنے کلام کے ایک حقیقی معنی بیان فرماتا ہے، اور پھر اس کے رسول جن پر یہ کلام نازل ہوا اسی معنی کی انتہائی وضاحت فرماتے ہیں، اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد صحابہ کرامؓ اور پھر تمام علمائے سلف اسی کے معنی کو بیان کرتے ہوئے تصریح کرتے ہیں کہ یہ کلام اپنے ظاہری اور حقیقی معنی پر محمول ہے، نہ اس میں کوئی مجاز یا مبالغہ ہے اور نہ تاویل و تخصیص، جیسا کہ ہم اس رسالہ میں بحوالہ اقتصاد امام غزالیؒ اور بحوالہ شفاء قاضی عیاض نقل کر آئے ہیں۔

لیکن مرزا صاحب اور ان کی اندھا دھند تباہ کرنے والے یہ نیا انکشاف کر رہے ہیں کہ یہ لفظ مجازی معنی پر محمول ہے ۛ

بیر خدا کہ بابت وزاہ کے نہ گفت ۛ در حیرتم کہ بادہ فروش از کجاشنید
الغرض چونکہ قرآن عزیز اور احادیث نبویہؐ اور اقوال سلف نے اس کا قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ خاتم النبیین اپنے حقیقی اور ظاہری معنی پر محمول ہے، نہ اس میں کوئی مجاز ہے نہ مبالغہ اور نہ تاویل و تخصیص، تو اب کسی کو حق نہیں کہ اس لفظ کو خاتم المتعقین وغیرہ الفاظ پر قیاس کر کے اس کی منصوص و منقول تفسیر کو بدلے ۛ

ختم نبوت حصہ اول تمام شد

ختم النبوة

في الحديث

حَقَّة دَوْم

ختم نبوت فی الحدیث

حصہ دوم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

گفتہ ادا گفتہ اللہ بود : گرچہ از خلقوم عبد اللہ بود
احادیث نبویہ کا غیر محصور دفتر جو مسئلہ ختم نبوت میں منقول ہے، اس کا استیعاب
تو نہایت دشوار بلکہ اس وقت تو عاۃً غیر ممکن ہے۔ لیکن اس میں سے جس قدر حصہ
اس ٹھوٹے سے وقت میں اور محدود ذخیرہ حدیث میں ناقص تتبع کے ساتھ سامنے
آیا ہے، اس کو حوالہ تلم کیا جاتا ہے۔ ہاں احادیث کے موجودہ ذخیرہ کو دیکھ کر
سبھی بلا تامل یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ :-

ختم نبوت کی احادیث متواتر ہیں

جس کی تفصیل سے پہلے ہم مختصر طور پر متواتر کے معنی اور اس کا حکم بتلاتے ہیں :-
خبر متواتر وہ خبر ہے جس کے نقل کرنے والوں کی تعداد اس کثرت سے
پائی جائے کہ ان کی کثرت وحیثیت کو دیکھ کر عقل کو یہ گنجائش نہ ہو کہ ان سب کا جھوٹ
پر متفق ہو جانا تسلیم کر لے۔

مثلاً بغداد کو ہم نے دیکھا نہیں مگر اس کے مشاہدہ شہر ہونے کا آفتاب
کی طرح یقین رکھتے ہیں، کیونکہ اس کے وجود کی خبر دینے والے اس کثرت سے ہیں کہ
عقل ان سب کو کسی جھوٹ بات پر متفق ہو جانے والے قرار نہیں دے سکتی۔

خبر متواتر کا حکم یہ ہے کہ اس سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ قطعی اور یقینی اور ایسا ہی
بدیہی ہوتا ہے جیسا مشاہدات کا علم جس طرح دلی کو دیکھ کر ہمیں اس کے عظیم الشان شہر

ہونے کا یقین ہے ٹھیک اسی طرح بغداد کے شاندار شہر ہونے کا یقین اس کی خبر متواتر کی بناء پر ہے ، یا جس طرح اپنے والدین کو دیکھ کر ہیں اُن کے وجود کا یقین ہے اسی طرح سکندر اور آنا کے وجود کا یقین ہے ، حالانکہ نہ ہم نے ان کا زمانہ پایا نہ ان کو دیکھا ، بلکہ یہ فیض صرف خبر متواتر کا ہے ۔

اسی طرح حدیث متواتر کو سمجھنا چاہئے کہ جس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے والے آپ کے عہد مبارک سے لیکر آج تک اس کثرت سے ہوں کہ ان کا کسی خلاف واقعہ بات پر اتفاق کر کے جھوٹ بولنا محال ہو وہ حدیث متواتر ہے ، اس کے کلام نبوی ہونے کا یقین بالکل ایسا بدیہی ہوتا ہے جیسا دوپہر کے وقت آفتاب کے وجود کا ۔

اور اسی لئے تمام امت کا اجماعی فیصلہ ہے کہ اس پر ایمان لانا مسترآن کی طرح فرض اور اس کا انکار کفر مرتع ہے ، کیونکہ وہ درحقیقت ایک حدیث کا انکار نہیں ، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار اور عیاذ باللہ آپ کے صدق و دیانت پر حملہ ہے ۔

اس کے بعد معلوم کر لینا دشوار نہ رہا کہ احادیث ختم نبوت متواتر المعنی ہیں کیونکہ متواتر کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ روشن مثال محدثین نے حدیث ذیل کو قرار دیا جو

مَنْ كَذَّبَ عَلَى مُتَعَدٍّ فَلْيَسْبُوْهُ | ” جو شخص جان بوجھ کر کجھ پراقرار کرے یا
مُتَعَدٍّ فِي السَّارِ | کو پناٹھ کا نافرمانی میں سمجھ لینا چاہئے ؟

اور حافظ الدین علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس حدیث کے تواتر کو ثابت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ تواتر اسنادوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے جن میں سے تیس اسنادیں حسب قواعد محدثین صحیح ہیں ۔

اور جب تواتر کی اعلیٰ حد یہ ہے تو ہم کہتے ہیں کہ احادیث ختم نبوت کے متواتر ہونے

لہ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا یہ مطلب کسی کے نزدیک نہیں ہو سکتا کہ آپ کے علیہ شریف اذ آپ کی جسمانی کیفیات پر ایمان لائے ، بلکہ ایک نبی پر ایمان لانے کا اس کے سوا کوئی مطلب نہیں ہو سکتا کہ ان کے ہر قول پر بغیر کسی شک کے یقین کرے ۱۲ منہ

میں کوئی شبہ نہیں، کیونکہ ختم نبوت کی احادیث صریحہ تنوع سے بھی زائد ہیں، جن میں سے تقریباً چالیس حدیثیں تصریحات محمدین صیح ہیں، صرف اتنا فرق ہے کہ حدیث مَثْ كَذَبَ عَلَىٰ مُتَعَبِدًا کے الفاظ بھی متواتر ہیں، اور احادیث ختم نبوت متواتر المعنی ہیں، یعنی بالفاظ مختلف تنوع سے زائد احادیث میں مضمون ختم نبوت بیان فرمایا گیا ہے۔ بلکہ اگر کتب حدیث کے نتیجے میں پوری کوشش کی جائے تو عجب نہیں کہ لَانَبِيَّ بَعْدِي کے الفاظ بھی درجہ تواتر کو پہنچ جائیں، کیونکہ انہی الفاظ کے ساتھ حدیثیں احادیث آپ انشاء اللہ اسی رسالہ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

حالانکہ ہم عرض کیے ہیں کہ کتب حدیث کا جو ذخیرہ اس وقت ہمارے سامنے ہے وہ بہت مختصر ہے، اور اس پر مزید یہ کہ هجوم مشاغل کے وقت نہایت بے اطمینانی کی حالت میں اس رسالہ کی ترتیب ہو رہی ہے۔ اور امام الحدیث حافظ ابن حزمؒ کا بیان ہمارے اس گمان کی تصدیق کے لئے بھی کافی ہے۔

ملاحظہ ہو بطل و نخل ابن حزم صفحہ ۷۷، جلد اول :-

”جن حضرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و معجزات اور قرآن مجید کو نقل کیا ہے، اُن میں کثیر التعداد حضرات کا نقل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی ثابت ہو چکا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔“	وَقَدْ صَرَّحَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَقْلِ الْكَوَافِ الَّذِي نَقَلَتْ نُبُوَّتَهُ وَأَعْلَامَهُ وَكِتَابَهُ أَنَّهُ أَخْبَرَانَهُ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ.
--	--

طل کی اس عبارت سے نہ صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ حدیث لَانَبِيَّ بَعْدَنَا متواتر ہے، بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تواتر بھی اُسی درجہ کا تواتر ہے جس درجہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کے معجزات اور قرآن مجید کا تواتر ہے اور امام التفسیر الحدیث حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ نے آیت خاتم النبیین کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے :-

وَبِذَلِكَ وَرَدَتْ الْأَحَادِيثُ الْمَتَوَاتِرَةُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ مِنْ حَدِيثِ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ

(تفسیر ابن کثیر، ص ۷۹، ج ۸)

”احادیث متواترہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ختم نبوت پر وارد ہوئی ہیں، جن کے

صحابہ کی ایک بڑی جماعت نے بیان فرمایا ہے :-
 اور سید محمود اکوئیؒ روح المعانی میں فرماتے ہیں :-

وكونه صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين مما نطق به الكتاب
 وصدعت به السنة واجمعت عليه الامة في كفر مدعى خلافه
 ويقتل ان اصر - (روح المعانی، ۶۵، ج ۷)

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا اُن مسائل میں سے ہے جن پر قرآن
 مجید نے تصریح فرمائی اور احادیث نبویہؐ نے صاف طور سے اُن کو بیان فرمایا اور اس
 پر تمام امت محمدیہ کا اجماع ہے، اس لئے اس کا منکر کافر سمجھا جائے اور اگر
 اس پر اصرار کرے تو قتل کر دیا جائے“

اس کے بعد احادیث ختم نبوت مع ترجمہ اردو ہدیہ ناظرین کی جاتی ہیں، ترتیب
 میں اس کی رعایت کی گئی ہے کہ بخاری و مسلم کی روایات کو پہلے اور دوسری حدیث کی
 روایات کو بعد میں لکھا گیا ہے۔

صحیحین بخاری و مسلم کی احادیث

”حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ و
 سلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپؐ نے
 فرمایا کہ میری مثال مجھ سے پہلے انبیاء
 کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر
 بنایا اور اس کو بہت عمدہ اور آراستہ و
 پیراستہ بنایا، مگر اس کے ایک گوشہ
 میں ایک اینٹ کی جگہ تعمیر سے
 چھوڑ دی، پس لوگ اُس کے دیکھنے
 کو جوق در جوق آتے ہیں اور خوش
 ہوتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ یہ ایک
 اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی تاکہ مکان

حدیث نمبر ۱ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ
 مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا
 فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ
 لَبَنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ
 يَطُوفُونَ بِهِ وَيُعْجِبُونَ لَهُ وَ
 يَقُولُونَ هَذَا وَمِثْعَتْ هَذِهِ
 اللَّبَنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
 رواه البخاري في كتاب
 الأنبياء ومسلم ۲۳۸ ج ۲ فی

کی تعمیر مکمل ہو جاتی، چنانچہ میں نے اس جگہ کو پڑ کیا اور مجھ سے یہی تصریح ہوئی کہ ہاں اور میں ہی خاتم النبیین ہوں، (یا،) مجھ پر تمام رسل ختم کر دیئے گئے :-

الفضائل واحمد فی مسنده
۳۹۳، والنسائی والترمذی
رفی بعض الفاظه فکنت انا
سد ذل مؤذم النبنة وختم
فی النبیین وختم فی الرسل
هكذا الى الکذ عن ابی عساکر

جو لوگ کیمادی تحلیلات کے ذریعہ ختم نبوت کے عموم میں سے مسترعیہ نبوت بروزیت و ظلیت کی آٹے کر تاویلات باطلہ سے مسئلہ ختم نبوت کو صرف نبوت تشریعیہ کے ساتھ مخصوص کر دینا چاہتے ہیں وہ ذرا اس صحیح حدیث کے مضمون پر غور و نظر کریں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس مبلغ تمثیل کے ساتھ اُن کے ادا م کا استیصال فرما دیا ہے۔ کیونکہ اس تمثیل کا حاصل یہ ہے کہ نبوت ایک عالی شان محل کی طرح پہلے جس کے ارکان انبیاء علیہم السلام ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عالم میں تشریف لانے سے پہلے یہ محل بالکل تیار ہو چکا تھا، اور اس میں ایک اینٹ کے سوا اور کسی قسم کی گنجائش تعمیر میں باقی نہیں تھی، جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا فرما کر قصر نبوت کی تکمیل فرمادی، اب اُس میں نہ نبوت تشریعیہ کی گنجائش ہے، اور نہ غیر تشریعی وغیرہ کی۔

علاوہ بریں حدیث میں مثل الانبیاء من قبلی کے الفاظ خصوصیت پہ قابل غور ہیں جن سے انبیاء کا عموم بتلایا گیا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاء گذر چکے ہیں جن میں اصحاب شریعت جدیدہ بھی تھے، اور پہلی شرائع کے متبع بھی۔ الغرض ان سب کے جمع سے قصر نبوت کی تکمیل میں صرف ایک ہی اینٹ کی کمی واقع تھی جس کو آپ نے پورا فرمایا، آپ کے بعد کسی قسم کے نبی کی گنجائش نہیں رہی۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ | مرزائی امت نے اس حدیث کی تحریف کے لئے کہا ہے کہ جب نبوت کے محل میں کسی نبی کی گنجائش نہیں رہی تو پھر آخر زمانہ میں عیسیٰ کا تشریف لانا کس طرح ہو سکتا ہے، نیز ان کا اپنی جگہ سے نکل کر دوسری جگہ میں جانا قصر نبوت

کے زلزل کا باعث ہوگا۔

لیکن جس شخص کو عقل و انصاف کا کوئی حصہ ملا ہے وہ بلا تکلف سمجھ سکتا ہے کہ مکان کی کسی اینٹ کے تعمیر میں آخری ہونے سے یہ کسی طرح لازم نہیں آتا کہ پہلی تمام اینٹیں فنا ہو چکی ہوں۔

ٹھیک اسی طرح سمجھو کہ کسی نبی کا آخری ہونا بھی اس کو مستلزم نہیں کہ اس سے پہلے سارے انبیاء و فات پا چکے ہوں، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تمثیل بلیغ سے جو آپ کا قعر نبوت کے لئے آخری رکن ہونا سمجھ میں آتا ہے وہ کسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا منافی نہیں۔

اسی طرح یہ کہنا بھی انتہائی جہالت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے آخر زمانہ میں آنے سے قعر نبوت میں حرکت اور زلزل لازم آتا ہے، کیونکہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ مشبہ بہ کے تمام احکام مشبہ پر جاری کئے جائیں، یعنی اگر کوئی شخص یہ کہے کہ فلاں شخص شیر ہے یا شیر کے مانند ہے تو اس کا یہ مطلب سمجھا جائے کہ وہ درندہ جانور ہے، جنگلوں میں رہتا ہے، اُس کے دُم بھی ہے اور بڑے بڑے ناخنوں اور بالوں والا بھی ہے، وغیرہ وغیرہ۔

یا اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں آدمی چاند کے مانند ہے تو اس کا مطلب یہ لیا جائے کہ وہ ایک گول کرہ ہے نہ اس کے ہاتھ پاؤں ہیں اور نہ آنکھ ناک، وہ آسمان میں جڑا ہوا ہے یا جدید تحقیقات کے اصول پر وہ زمین کے گرد اگر دھڑکھار رہا ہے طر

بریں عقل و دانش بباہر گریست

حدیث نبوی میں اگر انبیاء علیہم السلام کو ایک مکان کی اینٹوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی تو ان عقلمندوں نے انبیاء علیہم السلام کو ٹھیک ٹھیک عمارت کی اینٹیں سمجھ لیا اور انعیاذ باللہ اُن کو تہ بہ تہ خیال کر کے ایک خیالی مکان بنالیا، اور عیسیٰ کے آخر زمانہ میں دوبارہ اس عالم میں آنے سے اس مکان میں زلزلہ ڈالنے لگے، کیا خوب یہ مبلغ علم و فہم اور اس پر مجددیت کے نہیں نبوت کے دعوے۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر اسی طرح مشبہ بہ کے تمام احکام کو مشبہ پر جاری کرنا ہے اور انبیاء علیہم السلام کو ٹھیک اینٹوں کی طرح سمجھنا ہے تو پھر قعر نبوت کا زلزل عیسیٰ علیہ السلام

کے آخری نزول پر ہی موقوف نہیں ہوگا، بلکہ اپنے زمانہ میں بھی وہ جب کوئی حرکت ایک جگہ سے دوسری جگہ کریں گے تب بھی مرزا ان منطق کے مطابق نبوت کے محل میں زلزلہ آئے گا، بلکہ اس صورت میں ایک حضرت عیسیٰ ہی کی کیا تخصیص ہے جب کہ ہر نبی تھر نبوت کے لئے ایک اینٹ کے مرتبہ پہ ہے، تو ہر نبی کی ہر حرکت سے یہی زلزلہ آتا ہے گا، اِنَّا لِلّٰہِ

حدیث نمبر ۱ عَنْ ابْنِ سَعْدٍ بِالْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِي وَمَثَلُ النَّبِيِّينَ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَتَتْهَا اللَّيْسَةُ وَاحِدَةً فَجِثَّتْ أَنَا فَأَتَمَمْتُ ذَلِكَ اللَّيْسَةُ (رواه مسلم واحد)

اس حدیث کا ترجمہ اور حاصل مضمون بھی وہی ہے جو پہلی حدیث میں گزر چکا اس لئے مکرر لکھنے کی ضرورت نہیں (روایت کیا اس کو امام مسلم اور امام احمد نے)۔

حدیث نمبر ۲ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِي وَمَثَلُ النَّبِيِّينَ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَتَتْهَا اللَّيْسَةُ وَاحِدَةً فَجِثَّتْ أَنَا فَأَتَمَمْتُ ذَلِكَ اللَّيْسَةُ (رواه الشيخان والترمذی وابن ابی حاتم)

اس کا ترجمہ اور حاصل مطلب بھی تقریباً وہی ہے جو پہلی اور دوسری کا ہے (روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابن ابی حاتم نے)۔

حدیث نمبر ۳ عَنْ ابْنِ حَازِمٍ قَالَ قَاعِدْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ خَمْسَ سِنِينَ تَسِفَعُهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتْ بُنُو إِسْرَئِيلَ تَسُومُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَأَنْبِيءُ يُعَدُّونَ وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْتُمُونَ قَالُوا إِنَّمَا نَأْمُرُنَا، قَالَ فَوَاسِعَةُ الْأَوَّلِ فَأَلْزَمُوا، أَعْطَوْهُمْ حَقَّهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ (رواه

البخاری فی کتاب احادیث الانبیاء ج ۱ ص ۳۹۱) و مسلم فی کتاب الامارۃ واحمد فی مسند ۲۹ ج ۲ وابن ماجہ وابن جریر وابن ابی شیبہ)

ترجمہ :- حضرت ابو حازم فرماتے ہیں کہ میں پانچ سال حضرت ابو ہریرہؓ کے ساتھ رہا میں نے خود سنا کہ وہ یہ حدیث بیان کیا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء علیہم السلام کیا کرتے تھے، جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی کو ان کا خلیفہ بنا دیتا تھا لیکن مسیح بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے، اور بہت ہوں گے۔ (ایسٹنر صاحب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ان خلفاء کے متعلق آپ کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہر ایک کے بعد دوسرے کی بیعت پوری کرو اور ان کے حق اطاعت کو پورا کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی رعیت کے متعلق ان سے سوال کرے گا؟

(روایت کیا اس کو بخاری نے صفحہ ۳۹۱ جلد اول میں، اور مسلم نے کتاب الامارت میں، اور امام احمد نے اپنے مسند صفحہ ۲۹۷ جلد میں، اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن ابی شیبہ نے)

یہ حدیث جس طرح نبوت تشریعیہ کے انقطاع کے لئے روشن دلیل ہے اسی طرح ہر قسم کی نبوت کے اختتام کا اعلان ہے، اس سے نہ مرزا صاحب کی ایجاب کردہ نبوت غیر تشریعیہ بچ سکتی ہے اور نہ بروزی اور ظلیہ۔

حدیث مذکورہ غیر تشریعی یا ظلیہ | اول اس لئے کہ نص حدیث مطلق اور عام ہے کلام کے بروزی یا لغوی نبوت کا انقطاع بعد کوئی نبی نہیں، جس سے مطلقاً ہر مصداق نبوت کی نفی ثابت ہوتی ہے، پس اگر بقول مرزا صاحب غیر تشریعی اور ظلی یا بروزی بھی کوئی نبی ہو سکتا ہے تو وہ یقیناً لائنبی کی نفی کے تحت میں داخل ہے بلکہ اگر لاہوری مرزائیوں کے خیال کے مطابق کوئی لغوی نبی بھی ہو سکتا ہے تو وہ بھی لائنبی کی نفی سے نہیں بچ سکتا، کیونکہ لائنبی بعدی کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ شخص جس پر لفظ نبی بولا جائے، آپ کے بعد پیدا نہیں ہو سکتا۔

دوم؛ اصول اور معانی کا مشہور علمی قاعدہ ہے کہ جب نکرہ نفی کے تحت میں آتا ہے، تو وہ استغراق اور عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ اس حدیث میں بھی لفظ نبی نکرہ ہے اور حرف نفی لا کے تحت میں واقع ہے، اس لئے حسب قاعدہ نبی سے باستغراق ہر نبی ملو ہونا چاہئے، یعنی صاحب شریعت جدیدہ ہو یا پہلی شریعت کا متبع اور بقول قادیانی مرزائیوں کے ظلی اور بروزی ہو یا بقول لاہوری مرزائیوں کے لغوی نبی ہو۔

لے مطلب یہ کہ اگر وہ ظلم کریں گے تو اللہ تعالیٰ خود ان کو جزائے گا، مگر تم اپنی اطاعت میں کمی نہ کرو ۲۰۸

الغرض حدیث مذکور اس امر کا صاف اعلان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہو سکتا جس پر کسی طرح لفظ نبی بولا جائے۔

سوم؛ حدیث میں انبیاء بنی اسرائیل کے مقابلہ میں منسرایا گیا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، جس سے معلوم ہوا کہ اس امت میں ایسے انبیاء بھی نہیں ہوں گے جیسے بنی اسرائیل کی سیاست کے لئے آئے تھے۔ اب دیکھ لیا جائے کہ وہ کس قسم کے انبیاء تھے اور سیاست بنی اسرائیل سے کیا مراد ہے۔

حافظ الدنیا علامہ ابن حجر عسقلانی ^{رحمۃ اللہ علیہ} فتح الباری شرح بخاری میں فرماتے ہیں:

قوله تسوهم الانبياء اى انهم كانوا اذا ظهر فيهم فساد بعث الله لهم نبيا يقيم لهم امرهم ويزيل ما غيروا من احكام التوراة .	یعنی بنی اسرائیل میں جب فساد ظاہر ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی نبی بھیجتا جو ان کے امور کو درست کرے اور ان تحریفات کو دور کرے جو انہوں نے
--	---

تورات میں کی ہیں۔

(فتح مولا، جلد ۶)

اس سے صاف معلوم ہوا کہ یہ انبیاء بنی اسرائیل مشرعیّت مستقلہ لیکر نہ آتے تھے، بلکہ شریعت موسویہ کے اتباع میں تبلیغ احکام کرتے، اور لوگوں کو صحیح احکام تورات کا پابند بناتے تھے، اسی قسم کے انبیاء کو مرزا صاحب نے غیر شرعی نبی کہا ہے، اس لئے حدیث مذکور کا حاصل صاف یہ ہو گیا کہ اس امت میں غیر شرعی (یعنی شریعت سابقہ کے متبع) انبیاء بھی پیدا نہیں ہوں گے۔

چہارم؛ سب سے زیادہ قابل لحاظ اور سب سے زیادہ واضح یہ بات ہے کہ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف القطار نبوت کے بیان کرنے پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اس کے ساتھ ہی اس چیز کو بھی بیان فرما دیا ہے جو نبوت کے قائم مقام ہو کر اصلاح عالم کے لئے باقی رہے گی، یعنی خلافت نبوت، چنانچہ ارشاد فرمایا: ^{رحمۃ اللہ علیہ} "یعنی میرے بعد کوئی نبی تو نہ ہوگا، مگر خلفاء بہت ہوں گے۔"

کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بیان میں ہر انسان کے لئے یہ سبق نہیں کہ نبوت کی کوئی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہونے والی نہیں ہے درہ کیا ضروری نہیں تھا کہ بجائے خلفاء کے اس قسم کے انبیاء کا ذکر فرمایا جاتا جو آپ کے بعد آیا

تھے۔ اور جب حدیث کے اسلوب حکیم نے آپ کے بعد صرف خلفاء کو رکھ لے تو یہ اُس کا یقینی ثبوت ہے کہ آپ کے بعد نہ کوئی تشریفی نبی ہو سکتا ہے، اور نہ بقول مرزا جی غیر تشریفی یا ظلی اور بروزی۔ اسی طرح اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کے بعد کسی شخص کو لقمہ بھی نبی نہیں کہا جاسکتا۔

ایک اور شبہ | کہا جاتا ہے کہ حدیث مذکور صحیح نہیں ہے، کیونکہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں قَوْلُ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَلَا تَقُولُوا لَآ نَبِيَّ بَعْدَهُ یعنی خاتم النبیین کہو، مگر لانی بعد مت کہو۔ (درمنثور)

اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے سامنے ایک شخص نے کہا کہ رحمت کرے اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کہ خاتم النبیین ہیں، یعنی آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، حضرت مغیرہؓ نے یہ شکر ارشاد فرمایا۔

”تمہارے لئے صرف خاتم الانبیاء کہہ دینا کافی ہے (لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ کہنے کی ضرورت نہیں) کیونکہ ہم سے حدیث بیان کی گئی ہو کہ جیسی کہنے والے ہیں پس جب وہ نکلیں گے تو وہ آپ سے پہلے بھی ہوئے اور بعد میں بھی“

حَسْبُكَ اِذَا قُلْتَ خَاتَمَ الْاَنْبِيَاءِ
فَاَنَّا كُنَّا نَحَدِّثُ اَنْ عِيسَى عَلَيْهِ
السَّلَامُ خَارِجٌ فَاَنْ هُوَ خَرَجَ فَقَدْ
كَانَ قَبْلَهُ وَبَعْدَهُ .

(درمنثور، ص ۲۰۴ ج ۵)

ہم اس نرے مرزائی اصول کے سمجھنے سے عاجز ہیں کہ اگر مطلب کے موافق نہ ہو تب تو احادیث متواترہ و مشہورہ اور روایات صحیح بخاری و مسلم کو بھی ردی کی ٹوکری میں ڈالنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں، اور اگر اپنی ہوائے نفس کے مطابق ہو تو ایک ضعیف سے ضعیف حدیث بلکہ ایک ایسے قول پر جس کی نسبت کسی صحابی کی طرف ہوا اگرچہ اس کی سند کا بھی کچھ پتہ نہ ملتا ہو اس درجہ یقین کر لیا جاتا ہے کہ اس کے مقابلہ میں صحیح بخاری کی مرفوع حدیثوں کا رد کر دینا ان کے نزدیک سہل ہو جاتا ہے۔

کس قدر حیرت کی بات ہے کہ ایک طرف صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث مرفوعہ ہے اور دوسری طرف اُس کے مقابلہ میں ایسے دو قول ہیں جن کی نسبت حضرت عائشہؓ اور حضرت مغیرہؓ کی طرف ہے جن کی اسناد کا حال بھی معلوم نہیں۔ اصول حدیث اور عقل و دانش کے فیصلہ سے اس وقت واجب تھا کہ صحیح اور مرفوع حدیث کو

مجهول الاسناد آثار پر ترجیح دے کر بمقابلہ احادیث صحیحہ کے ان آثار کو نظر انداز نہ اقبال تاویل سترار دیا جاتا، مگر مرزائی دنیا کے نرالے اصول نے فیصلہ کیا کہ ایک مجهول الاسناد قول صحابی کی بنا پر صحیحین کی قوی الاسناد مرفوع حدیث کو مردود کر دیا، کیا خوب ہے بار خاطر ہو تو مفسرآن کا بھی ارشاد بڑا پُر دل کو بھاجائے تو مرزائی خرافات اچھی پر شبہ اور اس کا مفصل جواب اس رسالہ کے پہلے حصہ میں آیت خاتم النبیین کے تحت گذر چکا ہے، جس میں ان آثار صحابہ کی اسنادی اور معنوی تحقیق مکمل بیان کی گئی ہے۔ ناظرین کرام اُس کے لئے صفحہ سے صفحہ تک مکرر ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عائشہؓ خود ختم نبوت | علاوہ برس جب ہم ختم نبوت کی احادیث پر نظر ڈالتے ہیں اور اُن کی قائل ہیں اور اس کی | کے ردِ اِوٰہ کی فہرست لگاتے ہیں تو اُن میں صدیقہ عائشہؓ کا نام بھی احادیث روایت کرتی ہیں | علی حرفوں میں سامنے آتا ہے، اور دفعہ حدیث میں سب احادیث ذیل خود حضرت عائشہؓ کی روایت سے ہم تک پہنچتی ہیں:-

عن عائشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا يَبْقَى بَعْدَهُ مِنْ الشُّبُهَةِ شَيْءٌ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الْمَالِحَةُ نَزَلَهَا الْمَلَكُ أَوْ تَرَى لَهُ وَكَذَلِكَ كُنَّا الْعَمَالُ بِرَوَايَةِ أَحْمَدَ وَالْخَطِيبِ .	" حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد نبوت میں سے کوئی جزو باقی نہیں رہے گا بجز بشارات کے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ بشارات کیا چیز ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اچھے خواب جو کوئی مسلمان خود دیکھے یا اس کے لئے کوئی اور دیکھے۔ (اس روایت کو کنز العمال میں بحوالہ سند احمد و خطیب نقل کیا ہے)
---	---

نیز عائشہ صدیقہؓ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت فرماتی ہیں:-

أَنَا خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِي خَاتِمُ مَسَاجِدِ الْأَنْبِيَاءِ كَذَلِكَ الْكَتَرُ عَوَالَةِ الدِّيلِيِّ وَابْنِ النَّجَّارِ وَالْبَزَّازِ .	" میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد خاتم مساجد الانبیاء ہے (نقل کیا اس کو کنز العمال نے بحوالہ طبری و ابن نجار و ابن بزار)
--	--

کیا اس کے بعد بھی کسی مسلمان بلکہ منصف انسان کے لئے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ

صدیقہ عائشہؓ پر یہ افتراء باندھے کہ وہ ختم نبوت کا انکار کرتی ہیں۔

کیا ظلم نہیں کہ ہوائے نفس کے موافق ہو تو ایک مجہول الاسناد قول پر بلا تحقیق ایمان لے آئیں، اور ہوائے نفس کے خلاف ہو تو ہر صحیح سے صحیح اور قوی سے قوی حدیث کو رد کر دیا جائے، اَنْفُکُمْ اَجَاءَ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰی اَنْفُکُمْ اَسْتَکْبِرُوْا ثُمَّ

ایک اور شبہ | کہا جاتا ہے کہ حدیث لابی بعدی حیات عیسیٰؑ کے مخالف ہے جیسا اور اس کا جواب کہ ابھی حضرت عائشہؓ اور دیگرؓ کی طرف منسوب اقوال سے معلوم ہوا کیونکہ اگر لابی کی نفی عام ہے تو عیسیٰؑ بھی اس نفی میں داخل ہیں، اور اگر عام نہیں ہو تو آپ کے بعد بھی انبیاء ہونے کی گنجائش نکلتی ہے اور مسئلہ ختم نبوت ہاتھ سے جاتا ہے۔

یہ وہ شبہ ہے کہ مرزائی امت اس کو لایخل سمجھ کر بڑے دعوے کے ساتھ پیش کرتی ہے۔ لیکن حقیقت میں یہی اُن کی انتہائی سادہ لوحی کی دلیل اور مبلغِ علم کا امتحان ہے، کیونکہ یہ شبہ وہ شخص کر سکتا ہے جس کو عربی عبارت سمجھنے کی بھی تمیز نہ ہو، اور جو محاورات عرب سے بالکل ناواقف ہو۔ عربی محاورہ میں جب اس قسم کی عبارت بولی جاتی ہے تو اس کی مراد صرف یہ ہوتی ہے کہ آئندہ یہ وصف کسی شخص میں پیدا نہ ہوگا، جس شخص میں پہلے سے موجود ہے اس کا معدوم ہو جانا ہرگز مراد نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر چند محاورات ملاحظہ ہوں :-

حدیث میں ہے لَا هَجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ یعنی فتح مکہ کے بعد مکہ سے ہجرت نہیں ہوگی جس کا مطلب ہر فہیم انسان یہی سمجھتا ہے کہ فتح مکہ کے بعد کوئی شخص مہاجر نہ بنے گا، نہ یہ کہ فتح مکہ سے پہلے جو شخص مہاجر ہو چکا ہے فتح مکہ کے بعد اس کا زندہ رہنا محال ہو جائیگا یا اس کی ہجرت باطل ہو جائے گی۔

اور جب لَا هَجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ کی ترکیب بعینہ لابی بعدی کی ترکیب ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ لابی بعدی کا مطلب تمام نصوص شرعیہ کے خلاف یہ لیا جائے کہ انبیاء سابقین میں سے بھی کوئی نبی آپ کے بعد دنیا میں نہیں آسکتا، یا زندہ نہیں رہ سکتا۔

یا اگر کوئی شخص کہتا ہے لا عمل بعد الموت تو بلاشبہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد کوئی عمل نہیں ہوگا، نہ یہ کہ مرنے کے بعد عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے

اور آئندہ کوئی جدید عمل نہیں ہو سکتا، کوئی انسان اس جملہ کے معنی نہیں لے سکتا کہ مرنے کے بعد اس کے پہلے کئے ہوئے بھی عمل بیکار ہو جاتے ہیں۔ اس باب میں جس قدر محاوراتِ عرب کا نتیجہ کیا جاتا ہے وہ سب اس کے ہونا نظر آتے ہیں۔ محاوراتِ عرب سے آگے بڑھ کر اگر احادیث کے طرق اور ان کے الفاظ کو دیکھتے تو خود نصوصِ حدیث اور الفاظِ روایت ہمارے بتائے ہوئے معنی کے لئے شاہد نظر آتے ہیں، مثال کے طور پر ملاحظہ ہو،

صحیح مسلم غزوہ تبوک میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی وہ حدیث جس میں لانیبی بعدی کے بجائے لانیبۃ بعدی کے الفاظ موجود ہیں، جس کے معنی یہ ہیں کہ میرے بعد نبوت نہیں، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ لانیبی بعدی کے معنی بھی یہی ہیں کہ آپ کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائے گی۔

اس کے بعد ہم یہ کہتے ہیں کہ لانیبی بعدی میں نفی بالکل عام ہے، اس سے کوئی نبوت مستثنیٰ نہیں، مگر محاورہ عرب اور فنِ حدیث کے موافق اس کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو عہدہ نبوت نہ دیا جائے گا، نہ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ علیہما السلام کو اور نہ آئندہ پیدا ہونے والے مرزا کو۔

ہاں جن حضرات کو آپ سے پہلے یہ عہدہ مل چکا ہے اس کا سلب ہونا اور ان کا عہدہ نبوت سے معزول ہو جانا اس سے کسی طرح لازم نہیں آتا، پس اگر حضرت عیسیٰؑ کو اس عالم میں آپ سے پہلے عہدہ نبوت مل چکا ہے تو ان کا آپ کے بعد میں تشریف لانا ہرگز لانیبی بعدی کے خلاف نہیں، ہاں جو مسیحیت کا مدعی آج اپنے لئے عہدہ نبوت ثابت کرنا چاہتا ہے، اس کے لئے بیشک یہ حدیث ایک مایوس کن پیغام ہے وہ اس پر جتنا ماتم کرے بجا ہے۔

الغرض محاوراتِ عرب کا نتیجہ حکم کرتا ہے کہ لانیبی بعدی کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کسی کو عہدہ نبوت نہ دیا جائے گا، اور جن لوگوں کو آپ سے پہلے اس عالم میں نبوت مل چکی ہے ان سب کا فنا ہو جانا یا ان کا نبوت سے معزول ہو جانا یا آپ کے بعد دوبارہ دنیا میں نہ آ سنا کسی طرح اس حدیث کے مفہوم میں داخل نہیں، بلکہ یہ محض مرزائی خوش فہمی کی برکات ہیں اور شاید حضرت عائشہؓ اور حضرت

مفسر کو کشف کے آئینہ میں یہی خوش فہم مسرقہ نظر آگیا ہو جس کی اصلاح اور ان کے خیالاتِ باطلہ کے قلع قمع کے لئے انہوں نے کلمہ لانی بعدی کے طلاق کو عوام کے لئے پہلے ہی سے روک دیا ورنہ عربیت سے واقف حضرات سے یہ اندیشہ نہیں ہو سکتا تھا۔

ایک اور شبہ | قادیانی نبوت کے دلدادہ لوگوں نے حدیث لَا نَبِيَّ بَعْدِي کی تحریف اور اس کا ازالہ کے لئے جو کچھ تدبیریں اختیار کی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لانی کی نفی کو نفی کمال مترادف دیا جائے، یعنی میرے بعد کوئی کامل نبی نہیں ہو سکتا غیر مستقل اور غیر تشریحی نبی ہونے کی نفی نہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے لَا اِيمَانُ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهُ (جس شخص میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں، یعنی کامل ایمان)۔

اور حدیث میں ہے لَا صَلَوةَ لِجَارِ الْمُتَّحِدِ إِلَّا فِي الْمُتَّحِدِ (مسجد کے پڑوسی کی نماز نہیں ہوتی مگر مسجد ہی میں یعنی کامل نماز، پس جس طرح ان احادیث میں باتفاق نفی کمال مراد ہے۔ اسی طرح اگر لانی بعدی میں بھی نفی کمال مترادف دیا جائے تو کیا حرج ہے؟

جواب؛ کیا خوب، اگر یہی اجتہاد اور یہی قیاس ہے تو اگر کوئی بت پرست ہندو یہ کہتا ہے کہ لا الہ الا اللہ میں بھی نفی کمال ہے یعنی کامل معبود سوا اللہ کے کوئی نہیں، اگرچہ غیر مستقل اور غیر شائع معبود ہو سکتے ہیں، اور حقیقت یہی تمام بت پرست قوموں کا عقیدہ بھی ہے، تو آپ اس کو کیا جواب دیں گے؟ یا کوئی کہتا ہے کہ آیت قرآنیہ لَا رِيبَ فِيْهِ میں بھی نفی کمال مراد ہے، یعنی کامل رب قرآن میں نہیں اگرچہ بعض اقسام رب کے موجود ہیں تو کیا امر زانی امت اس کو بھی تسلیم کر لے گی؟

کوئی ان نبوت کے دعویداروں سے پوچھے کہ اگر حدیث لَا اِيمَانُ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهُ وغیرہ میں نفی کمال بھی تسلیم کر لی جائے تو اس سے یہ کیسے لازم آتا ہے کہ لانی بعدی میں بھی نفی کمال ہی مراد ہو، کیا کسی ایک حدیث میں مجازاً نفی کمال مراد ہو جانا آپ کے نزدیک اس کو مستلزم ہے کہ سب جگہ یہی معنی چلائے جائیں؟ اور اگر ایسا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ لا الہ الا اللہ اور لا ریب فیہ وغیرہ میں نفی کمال مراد نہ لی جائے۔ اور اگر آپ کے پاس کوئی ایسی دلیل موجود ہے کہ جس کے ذریعہ سے لا الہ الا اللہ

میں نفی کمال مراد لینے سے منع کیا جاسکتا ہے تو وہی دلیل ہماری جانب سے لانی بعدی میں نفی کمال مراد نہ ہونے پر تصور منسرا لیں۔

ایک شہاد اس کا جواب | مرزائی ائمہ نے جدید نبوت کے اشتیاق میں حدیث لانی بعدی کی تحریف کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا، ہر ضعیف سے ضعیف اور لہجہ سے لہجہ وہم کا سہارا ڈھونڈھا گیا، اسی ذیل میں کہا گیا کہ حدیث لانی بعدی کو ایسا سمجھنا چاہئے جیسے حدیث إِذَا هَلَكَ كِبْسِيُّ فَلَا كِبْسِيَّ بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرٌ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ (یعنی جب کسری بادشاہ ملک فارس ہلاک ہو جائے گا تو پھر اس کے بعد کوئی کسری نہیں ہوگا، اور جب قیصر بادشاہ روم ہلاک ہو جائے گا تو پھر کوئی اس کے بعد قیصر نہیں ہوگا)۔

چونکہ کسری اور قیصر خاص شخصوں کے نام نہیں بلکہ کسری ملک فارس کے ہر بادشاہ کا لقب ہے، اور اسی طرح قیصر ملک روم کے ہر بادشاہ کو کہا جاتا ہے، اور یہی ظاہر ہے کہ ملک فارس اور روم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک برابر بادشاہ ہوتے چلے آئے ہیں جس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ کسری اور قیصر برابر موجود رہے ہیں، اس لئے کہنا پڑتا ہے کہ اس حدیث سے اس کے ظاہری معنی مراد نہیں، بلکہ حدیث کی مراد یہ ہے کہ اگرچہ قیصر و کسری باقی ہوں گے مگر اسلام کے زیر نگین ہو کر رہیں گے، اُن کی خود مختار سلطنتیں باقی نہ رہیں گی۔ اسی طرح لانی بعدی کو سمجھنا چاہئے، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مستقل اور شرعی نبی نہ ہوں گے بلکہ جو نبی ہوگا وہ آپ کا متبع اور آپ کی شریعت کا پیرو ہوگا۔

لیکن اگر ذلالت انصاف کیا جائے تو مرزائی منطق کی یہ شکل اور اس کا نتیجہ بنا، فاسد علی الفاسد کی مجسمہ تصویر نکلتی ہے، خود ہی اپنے دماغ میں منسرخ کر لیا کہ کسری و قیصر آج تک موجود ہیں، اور خود ہی حدیث لا کسری کی ایک تحریف تیار کر لی، اور پھر اہل اسلام کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ ان کی تحریف کو تمام دوسری احادیث کا بھی قبلہ تسلیم کر لیں، اور سب کو کھینچ تان کر اس کے مطابق بنائیں، تِلْكَ أَمَانَةُهُمْ۔

یہ محض دھوکہ اور بالکل غلط ہے کہ کسری اور قیصر آج تک موجود ہیں۔ نووی شرح مسلم میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ اور تمام علماء نے فرمایا ہے کہ حدیث کی مراد یہ ہے کہ کسری عراق میں اور قیصر ملک شام میں باقی نہ رہے گا۔

جس کا حاصل یہ تھا کہ ان دونوں اقلیم میں ان کی سلطنت نہ رہے گی، چنانچہ ٹھیک اسی طرح ہوا، کسریٰ اور کسرویٹ کا تو بالکل خاتمہ ہو گیا، اور قیصر نے ملک شام سے بھاگ کر کسی اور جگہ پناہ لی، غرض ان دونوں اقلیموں میں کسریٰ و قیصر نہ رہے۔

اس لئے خود یہی کہنا غلط ہے کہ حدیث لا کسریٰ اپنے ظاہری معنی میں مستعمل نہیں ہو، پھر اُس پر لَا نَبِيَّ بَعْدِي کو قیاس کر کے اس کی تحریف اگر بنا، فاسد علی الفاسد نہیں تو اور کیا ہے۔

ہاں اس جگہ مرزائی اجتہاد کا ایک اور کرشمہ بھی قابلِ دید ہے، وہ یہ کہ اگر تھوڑی دیر کے لئے کوئی یہ فرض بھی کر لے کہ حدیث لا کسریٰ کسی وجہ سے اپنے ظاہری حقیقی معنی میں ہے تو اس سے یہ کیسے لازم آگیا کہ حدیث لا نبی بعدی کو بھی کھینچ تان کر اس کے مطابق بنا دیا جائے، کیا کسی ایک حدیث میں کسی وجہ سے مجازی معنی لے لینا آپ کی شریعت میں اس کو مستلزم ہو کہ کسی حدیث میں اس لفظ کے حقیقی معنی نہ لئے جائیں۔

ایک لطیفہ | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق اس امت میں جھوٹے مدعی نبوت ہمیشہ آتے رہے ہیں، اور حدیث لا نبی بعدی چونکہ ان کے مقاصد یا جوہیت کے مقابلہ میں مستحکم و سبکداری کی طرح حائل ہوئی اس لئے سب کی نظر عنایت اس کی تحریف پر ٹٹلی رہی ہے، اور ان میں سے ہر شخص نے اپنی اپنی فہم کے مطابق اس کی تحریف میں کوشش کی۔

ایک شخص نے اپنا نام لفظ لا رکھ لیا، اور نبوت کا دعویٰ دار بن کر خود اسی حدیث کو اپنی نبوت کا گواہ بنا لیا، اور کہنے لگا کہ اصل عبارت حدیث یوں ہو لَا نَبِيَّ بَعْدِي

۱۔ حافظ الدنیا علامہ ابن حجر فتح الباری شرح بخاری میں ان دونوں اقلیم کی تخصیص کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قریش کی عادت تھی کہ سروی کے زمانہ میں یمن اور گرمی کے زمانہ میں شام کا سفر کرتے تھے، اور یہی جگہ ان کی تجارت کا ہی تھیں، جیسا کہ قرآن عزیز میں ”وطلعت اشدار لمیث“ کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے، جب قریش مسلمان ہو گئے تو ان کو اپنی تجارتوں کا خون ہوا کہ اب ہمارا یمن اور شام میں داخلہ بند کر دیا جائے گا، اس پر ان کی تسکین کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری تجارت گاؤں ان کے وجود ہی سے پاک کر دی جائیں گی ۱۲

جس میں لامبتداء اور بُنیّ بُعْدی اُس کی خبر ہے، جس کے مطابق حدیث کے معنی یہ ہوئے کہ ”میرے بعد یہ شخص مسمیٰ بہ لابی ہو گا“ (کذا فی فتح الباری)

ایک عورت کو مغرب میں یہی جنون سوار ہوا اور نبوت کا دعویٰ کر بیٹھی، لوگوں نے ”لابی بعدی“ کا فرمان اس کے مقابلہ پر پیش کیا تو کہنے لگی کہ حدیث لابی بعدی ہے لابی بعدی نہیں یعنی مرد کے نبی ہونے کا انکار ہے، عورت کی نبوت کا انکار نہیں (فتح الباری شرح بخاری)

مگر زمانہ میں خیر اور صلاح کے آثار باقی تھے، دلوں میں امانت کا کوئی حصہ موجود تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا احترام جزو ایمان سمجھا جاتا تھا، وہاں اس قسم کی لابی تحریفات کب کھب سکتی تھیں، اُمت نے اُن کے ساتھ وہی سلوک کیا جو ایک مرتد کے ساتھ کیا جاتا ہے، عالم اسلام کو ان کے وجود اور ان کی تحریفات سے پاک کر دیا، حالانکہ ان کی تحریفات مرزا قادیانی کی تحریفات سے زیادہ دلچسپ تھیں۔ قسمت سے ہمارے حصہ میں اگر منتہی ایسا خوش فہم آیا ہے کہ اس کو تحریف کرنے کا بھی کوئی سلیقہ نہیں تو لوگ بھی ایسے خوش عقیدہ آئے کہ انہیں ہر مجنون کے ہڈیاں کو دین نبی سمجھ لینا بالکل سہل ہے، خدا جانے اگر یہ لوگ پہلے منتہیوں کے زمانہ میں جوتے اور ان کی شعبدہ کاریاں دیکھتے تو کیا کرتے؟!

حدیث نمبر ۵ | عَنْ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

أَنَا مُحَمَّدٌ أَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَسْحُوحُ الَّذِي مَسَحَى اللَّهُ لِي الْكُفْرَ

أَنَا حَامِشٌ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى عَقْبِي وَأَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ

الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ (رواه البخاری ومسلمہ صفحہ ۲۶۱ ج ۲)

وَابْنُ نَعِيمٍ فِي الدَّلَائِلِ، مِثْلًا)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور ماسح ہوں یعنی میرے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا، اور میں حاشر ہوں، یعنی میرے بعد ہی قیامت آجائے گی اور حشر برپا ہوگا (اور کوئی نبی میرے اور قیامت کے درمیان نہ آئے گا) اور میں عاقب ہوں اور عاقب اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے بعد اور کوئی نبی نہ ہو (روایت کیا

اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے صفحہ ۲۶۱ ج ۱۲ اور ابونعیم نے دلائل صفحہ ۱۲ میں ۱۱ اور اسی حدیث کے بعض الفاظ میں ہے یُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمَيْ جَسَدٍ کی شرح کرتے ہوئے حافظ ابن حجر نے فتح الباری صفحہ ۳۰۶ جلد ۶ میں فرمایا ہے :-

ممكن أن يكون المراد بالقدم	• ممکن ہے کہ قدم سے مراد زمانہ ہو، یعنی جس
الزمان اسی وقت قیامی علی	وقت علامات قیامت کے ظہور کے ساتھ
قد می لظہور علامات الحشر	میں اپنے قدم پر کھڑا ہوں گا، اور یہ اس
اشارۃ الی انہ لا نبی بعدہ	بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کے بعد
لا شریعۃ۔	نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی شریعت ہے

حافظ کے کلام سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ حدیث ہر قسم کی نبوت کے انقطاع کی خبر دے رہی ہے خواہ پہلی شریعت کے تابع ہو یا شریعت جدیدہ کے ساتھ ۔

حدیث نمبر ۶ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ فَإِنْ تَكُنْ فِي أُمَّتِي أَحَدًا فَإِنَّهُ عَمْرٌ، زَادَ زَكْرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ فِيمَا كَانَ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ رِجَالٌ يُكَلِّمُونَ مِنْ غَيْرِ أَنْ تَكُونُوا أَنْبِيَاءَ فَإِنْ تَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَعَمْرٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيحِهِ ۵۲۱ ج ۱ فی مناقب عمرو و كذلك رواه مسلم

ترجمہ :- ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم سے پہلی امتوں میں محدث ہو کرتے تھے، پس اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہے“ اور اسی حدیث کے دوسرے الفاظ میں یہ ہے کہ ”تم سے پہلے بنی اسرائیل میں کچھ لوگ مکلم ہو کرتے تھے، بغیر اس بات کے کہ وہ نبی ہوں، پس اگر ان میں سے کوئی میری امت میں بھی ہو سکتا ہے تو وہ عمر ہے“ (روایت کیا اس کو بخاری نے اپنی صحیح صفحہ ۵۲۱ جلد اول میں، اور روایت کیا اس کو مسلم نے) :-

محدث یا مکلم کون ہوتے ہیں؟ | حافظ نے فتح الباری صفحہ ۴۴ جلد ۶ میں لفظ محدث کی شرح کرتے ہوئے فرمایا کہ مکلم اور محدث کی تفسیر میں چند اقوال ہیں، بعض لوگوں نے اس کے

مسنیٰ ٹلہم بتلائے ہیں، یعنی جس کو اللہ کی طرف سے الہام ہوتا ہے، اور صحیح مسلم کی ایک روایت اس کی تائید کرتی ہے، جس میں خود حدیث میں بجائے محدثوں کے ملہمون کا لفظ منقول ہے۔

اسی طرح مسند حمیدی میں حضرت عائشہؓ سے اسی مضمون کی ایک حدیث آئی ہے، جس کے آخر میں اللہم بالصواب مذکور ہے، اور ترمذی نے ابن عیینہ کے بعض شاگردوں سے محدثوں کی تفسیر میں مضمون کے الفاظ نقل کئے ہیں، یعنی جن کو اللہ کی طرف سے حق بات سمجھادی جاتی ہے۔

بہر حال یہ بات خود نص حدیث سے بھی ثابت ہے کہ محدث یا مکتم وہ لوگ ہیں جو انبیاءؑ تو نہیں مگر الطافِ خداوندی اُن کی طرف خاص طور پر مبذول ہیں اور اُن کو حق بات کا اللہ کی طرف سے الہام ہو جاتا ہے یا حق بات سمجھادی جاتی ہے۔

یہ بات خود نص حدیث سے بھی ثابت ہے اور تمام اقوال محدثین بھی اس کے مطابق ہیں کہ محدث نبی نہیں ہوتا۔

اس کے بعد اصل حدیث کے مضمون پر غور فرمائیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کے سب سے بہتر افراد یعنی صحابہ کرامؓ اور ان میں سے بھی منتخب حضرت عمرؓ کے لئے اگر کوئی بڑے سے بڑا درجہ تجویز فرمایا ہے تو وہ صرف محدثیت کا درجہ ہی نبوت کا درجہ ان کے لئے بھی تجویز نہیں کیا، بلکہ صراحتہً اس کی نفی فرمائی، صحابہ کرامؓ جو باجماع امت خیار الخلائق بعد الانبیاءؑ ہیں، اور ان میں بھی خلفائے راشدین جن کی سنت کا اتباع بھی مثل سنت نبویہ امت کے لئے ضروری سمجھا گیا ہے، جب رتبہ نبوت کو نہیں پاسکتے تو اُن کے بعد کوئی غوث یا قطب یا ولی یقیناً اُس درجہ کو نہیں پاسکتا، کیونکہ باتفاق امت کوئی ولی کتنا ہی ترقی کرے مگر صحابہؓ کے درجہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا، افضل ہونا تو کجا، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ غیر نبی سے افضل نہیں ہو سکتا۔ اب اگر صحابہ کرامؓ کے بعد کوئی نبی بنے تو لازم آتا ہے کہ غیر نبی یعنی صحابہ کرامؓ اس نبی سے افضل ہوں۔

حدیث نمبر ۱ | عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ أَنْتَ بِسُنَّتِي هَادُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

رواہ البخاری و مسلم فی غزوۃ تبوک ، وَفِي لَفْظِ الْمُسْلِمِ خَلَقَهُ عَلَيْهِ
السَّلَامُ فِي بَعْضِ مَعَارِيضِهِ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ يَا رَسُولَ اللَّهِ خَلَقْتَنِي مَعَ النَّسَاءِ
وَالْعَبْيَانِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا تَرْضَى
أَنْ تَكُونَ بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبُوَّةَ بَعْدِي وَ
فِي لَفْظِ آخِرِ عِنْدَهُ إِلَّا أَنْتَ لَسْتَ نَبِيًّا .

ترجمہ :- حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ
سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے حضرت ہارونؑ موسیٰؑ کے ساتھ تھے، مگر میرے
بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا (اس لئے کہ تم ہارونؑ کی طرح نبی نہیں) روایت کیا اس کو
بخاری و مسلم نے غزوۃ تبوک کے باب میں، اور مسلم شریف کی روایت میں اتنی بات اور
زیادہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جہاد میں حضرت علیؑ کو ساتھ نہیں لیا
بلکہ گھر پر چھوڑ دیا، تو حضرت علیؑ نے (بطور نیا زمندانہ شکایت کے) عرض کیا کہ آپ
نے مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑ دیا، آپ نے (ان کو تسلی کے لئے) ارشاد
فرمایا کہ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم میرے ساتھ ایسے ہو جاؤ جیسے ہارونؑ موسیٰؑ کے
ساتھ (یعنی جس طرح حضرت موسیٰؑ جب کوہ طور پر تشریف لے گئے تو ہارونؑ کو
بنی اسرائیل کے پاس اپنا نائب بنا کر چھوڑ گئے تھے اسی طرح سے تم اس وقت
میرے نائب تھے، لیکن میرے بعد نبوت نہیں) (اس لئے تمہارا مرتبہ اگرچہ ہارونؑ
کا سا ہے، مگر تم کو نبوت حاصل نہیں) اور مسلم شریف کی ایک روایت کے الفاظ یہ
ہیں اِلَّا أَنْتَ لَسْتَ نَبِيًّا (مگر تم نبی نہیں ہو) :-

جن لوگوں نے لانی نبی بعدی کے الفاظ کو تحریفات کا میدان بنا رکھا ہے وہ اگر
ان الفاظ پر بھی نظر ڈالیں تو ان کے سارے منصوبے ختم ہو جاتے ہیں ۔

حدیث نمبر ۱۸ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ
السَّاعَةُ حَتَّى يَقْتَتِلَ ذِشْتَانِ فَيَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ وَغَوْمُهُمَا
وَاحِدَةٌ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَبْعَثَ دَجَالُونٌ كَذَّابُونَ قَرِيبًا
مِنْ ثَلَاثِينَ كُلَّهُمْ يُزْعَمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ (سواء البخاری و
مسلم و احمد)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہؓ مدنی میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ اس سے پہلے یہ علامات نہ ہو چکے کہ درجہ مقول میں جنگ عظیم رونما ہو، حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہو اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی جب تک کہ تقریباً ۳۰ دجال کاذب دنیا میں نہ آچکیں جن میں سے ہر ایک یہ کہتا ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں (روایت کیا اس کو امام بخاریؒ اور مسلمؒ اور امام احمدؒ نے) :-

اس حدیث میں آپ کے بعد مدعی نبوت کو دجال و کذاب فرمایا گیا ہے، جیسا کہ آئندہ حدیث میں اس کی اور بھی زیادہ تصریح ہے۔

ایک سوال | اس جگہ پر یہ سوال ہوتا ہے کہ اگر ہر مدعی نبوت دجال و کذاب ہے تو پھر تیس کا عدد صادق نہیں آتا، کیونکہ مدعی نبوت تو تیس سے بہت زیادہ ہو چکے ہیں اور یہ معلوم اور کہتے ہوں گے۔

جواب | حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری شرح بخاری میں اس سوال کو حل کرتے ہوئے فرمایا ہے :-

<p>”اور ہر مدعی نبوت مطلقاً اس حدیث میں مراد نہیں، اس لئے کہ آپ کے بعد مدعی نبوت تو بے شمار ہوئے ہیں، کیونکہ یہ بے بنیاد دعوے عموماً جنوں یا سوداویہ سے پیدا ہوتے ہیں، بلکہ اس حدیث میں جن تیس دجالوں کا ذکر پروردہ ہی جن کی شوکت قائم ہو جائے اور جن کا مذہب مانا جائے اور جن کے متبع زیادہ ہو جائیں یا</p>	<p>ولیس المراد بالحدیث من ادعی النبوة مطلقاً فانهم لا یحصون کثرة لکون غالبهم ینشأ لهم ذلک عن جنون و سوداء و انما المراد من قامت له الشوكة . (فتح مفحۃ ۴۵۵ جلد ۶)</p>
--	--

حافظ کی اس عبارت سے جس طرح مذکورہ الصدر سوال کا شافی جواب معلوم ہو گیا کہ اگرچہ مدعی نبوت سبھی کذاب ہیں مگر حدیث میں ۳۰ کے عدد سے وہ مدعی نبوت مراد ہیں جن کی شوکت و حشمت قائم ہو جائے، اور ان کے ماننے والوں کی کوئی جماعت پیدا ہو جائے، اسی طرح دوا و دافئہ معلوم ہوئے :-

اَوّل یہ کہ اس قسم کے دعوائے نبوت آجکل عموماً جنوں یا سودا دیت کا کرشمہ بنتے ہیں۔
دوم یہ کہ کسی مدعی نبوت کی شوکت و شہمت کا قائم ہو جانا یا اُس کے مذہب کا
رواج پانا اور اُس کے متبعین کا زیادہ ہو جانا یہ اس کی سچائی یا حقانیت کی دلیل
نہیں ہو سکتی، ہاں اس کی دلیل ہوتی ہے کہ کوئی معمولی متنبی نہیں ہے، بلکہ اُن ہی تیس
دجالوں کی فہرست میں کا ایک نمبری جھوٹا ہے جن کا ذکر حدیث میں آیا ہے۔

اب مرزا صاحب کا اپنے مریدین کی کثرت یا مذہب کے رواج یا لوگوں کے اموال
بٹورنے پر فخر کرنا اور اس کو اپنی حقانیت کی دلیل بلکہ معجزہ قرار دینا جس درجہ کی دلیل
ہے وہ بھی ظاہر ہو گیا، اور معلوم ہو گیا کہ مرزا صاحب اُن تیس دجالوں میں سے بڑا تر ہے
رکتے ہیں، سچ ہے ۵

دکانِ امرأ من جند ابلیس فاقی ۛ به الحال حتی صار ابلیس من جند
”ابلیس کے لشکر کا ایک آدمی تھا پھر اس کی ترقی ہو گئی یہاں تک کہ ابلیس بھی

اس کا ایک لشکر بن گیا ۛ

حدیث نمبر ۹ | عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ مِثْلُهُ عِنْدَ مُسْلِمٍ (فتح الباری مطبوعہ ہند ۱۳۳۲ھ)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت جابر بن سمروہ سے بھی اسی مضمون کی حدیث امام مسلم نے روایت کی ہے؟

حدیث نمبر ۱۰ | عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ

سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا

خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (رواہ مسلم)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کہ قریب

ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک بھی کہے گا کہ میں نبی

ہوں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ روایت کیا

اس کو مسلمؒ نے؟

کیا اس قسم کی صاف صاف احادیث اور ارشادات نبویہ کے بعد بھی مسئلہ

”ختم نبوت“ کا کوئی پہلو خفاء میں رہتا ہے؟ اور کیا اس کے بعد بھی مرزائی

امت کے لئے وقت نہیں آیا کہ وہ اپنے خیالاتِ باطلہ سے تائب ہو جائیں؟

حدیث نمبر ۱۱ | عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَتُصِيفُ
بِالرُّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَ
طَهُورًا قَدْ أَرْسَلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُيِّمَ لِي النَّبِيُّونَ (رواہ
مسلم فی الفضائل)۔

ترجمہ ۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تمام
انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے :۔ اول یہ کہ مجھے جوامع الکلم دیے گئے
اور دوسرے یہ کہ رعب سے میری مدد کی گئی، (یعنی مخالفین پر میرا رعب پڑ کر ان کو
مفلوب کر دیتا ہے) تیسرے میرے لئے غنیمت کا مال حلال کر دیا گیا (بخلاف انبیاء
سابقین کے کہ مال غنیمت اُن کے لئے حلال نہ تھا، بلکہ آسمان سے ایک آگ نازل
ہوتی تھی جو تمام مال غنیمت کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتی تھی، اور یہی جہاں کی مغبولیت
کی علامت سمجھی جاتی تھی) اور چوتھے میرے لئے تمام زمین نماز پڑھنے کی جگہ بنادی گئی
(بخلاف اُمم سابقہ کے کہ ان کی نماز صرت مسجدوں ہی میں ہو سکتی تھی) اور زمین کی ٹہنی
میرے لئے پاک کرنے والی بنادی گئی (یعنی بوقت ضرورت تیمم جائز کیا گیا جو کہ
پہلی امتوں کے لئے جائز نہ تھا) پانچویں میں تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا
گیا ہوں (بخلاف انبیاء سابقین کے کہ وہ خاص خاص قوموں کی طرف کسی خاص
اقلیم میں ایک محدود زمانہ تک کے لئے مبعوث ہوتے تھے) چھٹے یہ کہ مجھ پر انبیاء ختم
کر دیے گئے (روایت کیا اس کو مسلم نے فضائل میں)۔

حدیث نمبر ۱۲ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَنْبِقْ مِنَ النَّبُوءَةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ (رواہ
البخاری فی کتاب التبیین ص ۳۳۱ ج ۱۲ علی هامش الفہم و مسلم)۔

ترجمہ ۱۔ " حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ اے لوگو! نبوت کا کوئی جز و سوائے اچھے خوابوں کے باقی نہیں (اس حدیث
کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے) "۔

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ نبوت بالکلیہ ختم ہو چکی اور سلسلہ وحی منقطع ہو گیا
البتہ اجزائے نبوت میں سے ایک جز و مبشرات باقی ہے یعنی جو سچے خواب مسلمان

دیکھتے ہیں، یہ بھی نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے جس کی تشریح بخاری ہی کی دوسری حدیث میں اس طرح آئی ہے کہ سچا خواب نبوت کا چھیا لیسواں جزو ہے۔
ایک شے اور اس کا ازالہ | عبرت کی جگہ ہے کہ ارشادات نبویہ کے ان بیانات کے بعد بھی سچا اس کے کہ مرزائی قلوب میں زلزلہ پڑ جاتا، اور وہ ایک متنبی کا ذب کو چھوڑ کر سید الانبیاء کی نبوت کو اپنے لئے کافی سمجھ لیتے، ان کی جسارت اور تحریف میں دلیری اور بڑھتی جاتی ہے، وَكَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى قَلْبِ كُلِّ مَكْبُورٍ جَبَّارٍ۔

اور حدیث میں سلسلہ نبوت کے انقطاع پر یہ صاف ارشاد ہوتا ہے، اور اُدھر قادیانی دنیا میں خوشیاں منائی جاتی ہیں کہ اس سے بقاء نبوت ثابت ہو گیا اِنَّ هَذَا النَّبِيُّ مُعْجَبٌ۔

کہا جاتا ہے کہ اس حدیث میں بتلایا گیا ہے کہ نبوت کا ایک جزو باقی ہے جس سے نفس نبوت کا بقاء ثابت ہوتا ہے، جیسے پانی کا ایک قطرہ بھی باقی ہو تو پانی کو باقی کہا جاسکتا ہے، اسی طرح نبوت کے ایک جزو کا باقی ہونا خود نبوت کا باقی ہونا ہے۔ اہل دانش فیصلہ کریں کہ اس فلسفہ اور سائنس کے دور میں ایک مدعی نبوت کی طرف سے کہا جا رہا ہے، اُس کو جس روز اور گھل کا بدیہی امتیاز معلوم نہیں، وہ کسی شے کے ایک جزو موجود ہونے کو گھل کا موجود ہونا سمجھتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ نماز کے ایک جزو مثلاً اللہ اکبر کو پوری نماز اور وضو کے ایک جزو مثلاً ہاتھ دھونے کو پورا وضو کہا جائے، اسی طرح ایک لفظ اللہ کو پوری اذان اور ایک منٹ کے روزہ کو اداے روزہ کہا جائے۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر قادیانی نبوت کی یہی برکات ہیں کہ کسی شے کے ایک جزو کے وجود کو گھل کا وجود قرار دیا جائے، اور جزو پر کل کا اطلاق درست ہو جائے تو پھر ایک ایٹم کو پورا مکان کہنا بھی درست ہوگا، اور کھانے کے بیس اجزاء میں سے ایک جزو نمک ہے تو نمک کو کھانا کہنا بھی روا ہوگا۔ نمک کو پلاؤ اور پلاؤ کو نمک کہا جائے تو کوئی غلطی نہ ہوگی۔ اور پھر تو شاید ایک تاکہ کو کپڑا کہنا بھی جائز ہوگا۔ اور ایک اٹھل کے ناخن کو انسان اور ایک رسی کو پار پانی بھی کہا جائے اور ایک میخ کو کوائر بھی۔ کیا خوب! نبوت ہو تو ایسی ہو کہ تمام ہی کو بدل ڈالے۔

بس اگر ایک اینٹ کو مکان اور نمک کو پلاؤ اور ایک ٹاگہ کو کپڑا اور ایک رستی کو چارپائی اور ایک میخ کو کوڑا نہیں کہہ سکتے تو نبوت کے چمکیسویں جزو کو بھی نبوت نہیں کہہ سکتے۔

رہی پانی کی مثال کہ اس کا ایک قطرہ بھی پانی ہی کہلاتا ہے اور پورا سمندر بھی پانی کہلاتا ہے۔ سو یہ ایک جدید مرزائی فلسفہ ہے کہ ان عقلمندوں نے پانی کے ایک قطرہ کو پانی کا ایک جزو سمجھ رکھا ہے، حالانکہ پانی کا ایک قطرہ بھی ایسا ہی مکمل پانی ہے جیسے ایک دریا۔ جو شخص علم کی اسجد سے بھی واقف ہے وہ جانتا ہے کہ پانی کے ہر قطرہ میں اجزائے مائیکرو پورے پورے موجود ہیں، فرق اتنا ہے کہ سمندر میں پانی کے اجزاء زیادہ ہیں، اور قطرہ میں کم مقدار میں موجود ہیں، مگر اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ایک قطرہ میں پانی کے دونوں اجزاء جن کو جدید فلسفہ ہیڈروجن اور آکسیجن کہتا ہے موجود ہیں اس لئے پانی کے قطرات کو پانی کے اجزاء نہیں کہا جاسکتا بلکہ پانی کے اجزاء وہی ہیڈروجن اور آکسیجن ہیں، تو جس طرح تنہا ہیڈروجن کو بھی پانی کہنا غلط ہے اور تنہا آکسیجن کو بھی پانی کہنا غلط ہے، اسی طرح نبوت کے کسی جزو کو نبوت کہنا بھی غلط ہے، یہ محض لچر اور ناقابلِ ذکر بات ہے کہ نبوت کا ایک جزو باقی ہونے سے نبوت کا بقا ثابت کر ڈالا۔

نبوت بردہ یا غلبہ وغیرہ | اس حدیث میں یہ بات زیادہ قابلِ لحاظ ہے کہ آنحضرت
بالفرض اگر نبوت ہے تو وہ بھی | صلی اللہ علیہ وسلم نے انقطاع نبوت کے ذکر کے ساتھ صرف
آپ کے بعد منقطع ہے | روایات صالحہ کے بقا کا ذکر فرمایا ہے اور کسی قسم کی نبوت
کا نام نہیں لیا، جو اس بات کا بدیہی ثبوت ہے کہ آپ کے نزدیک نبوت کی کوئی
قسم آپ کے بعد باقی نہیں رہی ورنہ ضروری تھا کہ نبوت کی جو قسم باقی رہنے والی ہو
جائے سچے خواب کے اس قسم کا ذکر فرمایا جاتا۔

اور اسی پر بس نہیں، بلکہ نبوت کے تمام اجزاء اور اقسام کے بالکل انقطاع کی
خبر دے کر صرف ایک جزو یعنی روایات صالحہ کا استثناء فرمایا گیا ہے، اب انصاف
کہیے کہ اگر سوائے روایات صالحہ کے اور بھی کوئی جزو یا کوئی نوع یا کوئی قسم
نبوت کی باقی رہنے والی تھی، تو اس کا استثناء کیوں نہیں فرمایا گیا؟

مرزا صاحب نے اپنی اسلام دشمنی پر پردہ ڈالنے کے لئے کبھی فرمایا کہ ختم نبوت کا مسئلہ تو میرا ایمان ہے مگر صرف تشرعی نبوت ختم ہوئی ہے، اور میری نبوت غیر تشرعی ہے۔ اور کبھی کہا کہ کلی نبوت ختم ہوئی ہے اور میری نبوت جزئی ہے۔ اور کبھی ارشاد ہوا کہ حقیقی نبوت ختم ہوئی ہے اور میری نبوت ظلی اور بروزی ہے۔ اور کبھی لکھا ہے کہ مستقل نبوت ختم ہوئی ہے اور میری نبوت غیر مستقل ہے۔

غرض ان متعارض اور متہالت اقوال کو اختیار کر کے مرزا صاحب نے سمجھا ہے کہ ہماری نبوت بھی سیدھی ہو گئی، اور مسلمانوں کے سامنے یہ کہنے کی بھی جگہ باقی رہی کہ قرآن و حدیث کے صریح حکم یا امت کے اجماعی عقیدہ ختم نبوت کے منکر نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اس حدیث نے مرزا صاحب کے سامنے منسوبے خاک میں ملا دیے ہیں۔ کیونکہ اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے فرض کر لیں کہ ظلی و بروزی وغیرہ جو ختم نبوت کی مرزا صاحب نے ایجاد کی ہے وہ واقعی نبوت کی ایک قسم ہے، اس حدیث میں اس کے بھی انقطاع کی خبر بصراحت موجود ہے۔ کیونکہ اس میں اجزاء و اوارع نبوت میں سے روئے ماحمہ کے سوا کچھ مستثنیٰ نہیں فرمایا گیا۔ پس اگر ظلی و بروزی وغیرہ بھی نبوت کی قسمیں ہیں تو وہ بھی اس حدیث کی زو سے منقطع و ختم ہو چکیں، اور مرزا صاحب کو ان متعارض اقوال اور نئی نئی قسم کی نبوتیں تراشنے کے بعد بھی کچھ ہاتھ نہ آیا۔

حدیث نمبر ۱۳ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَشَفَ

الْبَشِيرَةَ وَرَأَسَهُ مَغْضُوبٌ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَالنَّاسُ مَغْضُوبٌ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النَّبِيِّ إِلَّا التَّوْبَةُ وَالصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تَرَى لَهٗ (رواه مسلم والنسائي وغيره)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرضِ وفات میں دروانہ کا پردہ کھولا، آپؐ کا سر مبارک بوجہ مرض کے بندھا ہوا تھا، اور لوگ حضرت صدیق اکبرؓ کے پیچھے مغضوب باندھے کھڑے تھے، آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ نبوت میں کوئی جزو باقی نہیں رہا، مگر اچھے خواب جو مسلمان دیکھتے ہیں، یا اس کے لئے کوئی اور دیکھے (روایت کیا اس کی مسلم اور نسائی نے)؛

حدیث نمبر ۱۴ | عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ابِرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أَخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِي أَخِرُ الْمَسَاجِدِ (رواه مسلم صفحہ ۴۴۶ جلد ۱) و النسائی ولفظه خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَخَاتِمُ الْمَسَاجِدِ۔

ترجمہ :- " حضرت عبداللہ بن ابراہیم بن قارظ فرماتے ہیں کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے ابو ہریرہؓ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے، (اس حدیث کو مسلم نے ص ۴۴۶ جلد اول میں اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ نسائی کے الفاظ میں بجائے آخر الانبیاء اور آخر المساجد کے خاتم الانبیاء اور خاتم المساجد واقع ہوا ہے) اور یہ روایت معنی واحد ہیں، جیسا کہ اسی رسالہ میں مفصل گزر چکا ہے۔

تنبیہ :- حدیث میں خاتم المساجد سے مراد خاتم مساجد الانبیاء ہے، جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں خود یہی لفظ موجود ہے، جس کو ائمہ حدیث دہلی، ابن نجار، بزار وغیرہ نے حضرت عائشہؓ سے بایں الفاظ روایت کیا ہے :-

أَنَا خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِي | " میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد خَاتِمُ مَسَاجِدِ الْأَنْبِيَاءِ وَكَذَلِكَ الْكَلِمَةُ | مساجد انبیاء کی خاتم اور آخر ہے۔

حاصل یہ ہے کہ آپ کے بعد نہ کوئی نبی پیدا ہوگا اور نہ کسی نبی کی اور

مسجد بنے گی۔

ایک لطیفہ :- مرزائی دنیا میں صحیح مسلم کی حدیث کے الفاظ دیکھ کر خوشحال منائی گئیں کہ اس نے ختم نبوت کے مسئلہ میں تحریف کا راستہ نکال دیا، کیونکہ خاتم المساجد کے معنی باتفاق یہ نہیں ہو سکتے کہ آپ کے بعد کوئی مسجد نہیں بنے گی، کیونکہ یہ واقعات کے خلاف ہے، اسی طرح خاتم الانبیاء کے معنی بھی یہ نہیں ہوں گے کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

لیکن دہلی، ابن نجار اور بزار کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کی جو حدیث ابھی پیش کی گئی ہے کہ خاتم المساجد کے معنی خاتم مساجد الانبیاء ہیں، اس نے ان کے تمام منصوبے خاک میں ملا دیئے۔

حدیث نمبر ۱۵ | عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَمِّي لَنَا أَنْفُسَهُ أَسْمَاءً فَقَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ وَآخِمْدُ وَالْمُقْتَلُ

(الحديث، رواه مسلم صفحة ۲۶۱ جلد ۲)

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اسماء شریفہ ہم سے بیان فرمایا کرتے تھے، چنانچہ آپؐ نے فرمایا میں محمد ہوں اور احمد اور مقتول بھی ہوں (اس حدیث کو امام مسلمؒ نے روایت فرمایا ہے)۔
امام نوویؒ نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لفظ مقتول کے معنی شمر سے نقل کئے ہیں کہ مقتول بمعنی عاقب ہے، اور عاقب کے معنی خود نص حدیث میں آخر الانبیاء بیان فرمائے ہیں، جیسا کہ حدیث نمبر ۱۵ میں گزرا ہے۔ اور ابن الاعرابی نے مقتول کا ترجمہ ہوا المستبعد للانبیاء کیا ہے، جس کے معنی بھی یہی آخر الانبیاء ہوتے ہیں۔ اس لئے نوویؒ نے دونوں قول نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ فظہران المتقنی ہوا الآخر، یعنی ثابت ہوا کہ مقتول کے معنی آخر کے ہیں، اور اس لئے حدیث کا حامل مطلب یہ ہوا کہ میں آخر الانبیاء ہوں۔

حدیث نمبر ۱۶ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي حَدِيثِ الشَّاعَةِ يَقُولُ لَكُمْ عِيسَى إِذْ هَبُوا إِلَى غَيْرِي إِذْ هَبُوا إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيَامُونَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُونَ يَا مُحَمَّدُ، أَنْتَ رَسُولُ

اللَّهِ وَخَاتِمُ النَّبِيِّينَ (رواه البخاری ۶۸۵ ج ۲ مسلم ۱۱۷۱)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک طویل حدیث کہ ذیل میں روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب لوگ حضرت عیسیٰؑ سے قیامت کے روز شفاعت کے لئے عرض کریں گے تو وہ کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ اے محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں (الآخر الحدیث)، روایت کیا اس کو بخاری نے صفحہ ۶۸۵ ج ۲

میں اور مسلم نے صفحہ ۱۱۱ جلد اول میں

حدیث نمبر ۱۷ | عَنْ أَبِي رَزِينٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ أَنَا وَالشَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ (رواه البخاری

فصیحہ - مشکوٰۃ المصابیح باب قرب القیامۃ

ترجمہ ۱۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (انگشت شہادۃ اور بیچ کی انگلی کو ملا کر) فرمایا کہ میں اور قیامت دونوں اس طرح ملے ہوئے جیسے تم میں جس طرح یہ دونوں انگلیاں ملے ہوئی ہیں۔

بالفائق علماء حدیث اس سے مراد یہ ہے کہ آپ کے اور قیامت کے درمیان کوئی جدید نبی پیدا نہ ہوگا اور قیامت آپ کے ساتھ ملے ہوئی آنے سے ہی مراد ہو سکتی ہے۔ ورنہ حدیث کا خلاف واقعہ ہونا لازم آتا ہے کہ آپ کی پیدائش تقریباً چودہ سو برس ہو چکے اور اب تک قیامت کا پتہ نہیں۔

اور دوسری احادیث میں آپ کے ساتھ قیامت کے متصل ہونے کا ہی مطلب خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے جیسا کہ ختم النبوة فی القرآن (آیت نمبر ۶۷ کے تحت) صفحہ ۱۷۸ میں حضرت ابو زمرہؓ کی طویل حدیث کا ایک حصہ نقل ہو چکا ہے جس کے چند جملے یہ ہیں ۱۔

<p>• وہ ناکہ جس کو تم نے خواب میں دیکھا اور یہ کہ میں اس کو چلا رہا ہوں وہ قیامت جو میرے قائم ہوگی، کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت۔</p>	<p>وَأَمَّا النَّاقَةُ الَّتِي لَا تَرَىٰهَا أَبْعَثُهَا فِي السَّاعَةِ عَلَيْنَا نَقُومُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدَ أُمَّتِي.</p> <p>(ابن کثیر ص ۳۶۹ ج ۹)</p>
--	--

اس میں بوضاحت معلوم ہو گیا کہ قیامت کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملے ہوئے آنے کے یہی معنی ہیں کہ آپ کے اور قیامت کے درمیان نہ کوئی نبی ہوگا نہ کوئی دوسری امت۔

حدیث نمبر ۱۸ | عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ فِي الْأَمَمِ قَبْلَكُمْ مُحَدِّثُونَ فَإِنْ تَمَكَّنَ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَعَسَىٰ مِنْ الْخَطَإِ (رواہ مسلم والنسائی والابو یعلیٰ والحمد)

ترجمہ ۲۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم سے پہلی امتوں میں محدث ہو کر رہتے تھے، اگر میری امت میں بھی ان میں سے کوئی ہو سکتا ہے تو وہ غرض ہیں (اس حدیث کو مسلم اور نسائی اور ابو یعلیٰ اور امام احمد نے روایت فرمایا ہے)

حدیث نمبر ۱۹ کے تحت محدث کے معنی اور مضمون حدیث کا مطلب مفصل
گزر چکا ہے ۔

حدیث نمبر ۱۹ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْأَخِيرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْنَ أَرْبَعِ الْكِتَابِ مِنْ قَبْلِنَا وَأَوْثَيْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ الْحَدِيثُ (رواه البخاری
ومسلم والنسائی مِنَ الْكُتُبِ ۲۳ ج ۶) ومثله عند أبي نعیم فی
الدلائل صفحہ ۹ ۔

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم سب
آخر میں اور قیامت میں سب سے سابق ہوں گے ، صرف اتنی بات ہے کہ اہم سابقہ
کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی اور میں اُن کے بعد ملی (روایت کیا اس حدیث کو
بخاری اور مسلم اور نسائی نے (کذا فی الکترمز ۲۳ ج ۶) اور ابو نعیم نے دلائل نبوت
میں بعینہ یہی حدیث نقل کی ہے ۲۰

صحیح مسلم میں ابواب الجمعہ میں اس حدیث کو چار طریق سے روایت کیا ہے ۔
حدیث نمبر ۲۰ | عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْأَخِيرُونَ مِنَ أَهْلِ
الدُّنْيَا وَالْأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (رواه مسلم ۲۸۷ ج ۲)
ترجمہ :- حضرت حذیفہؓ سے بھی یہی مضمون مسلم نے روایت کیا ہے ، اس کے الفاظ یہ ہیں کہ ہم
دنیا میں سب آخری امت ہیں اور قیامت میں سب سے پہلے ہوں گے ۲۱

صحیحین کے علاوہ ، وہ احادیث جن کو ائمہ حدیث نے صحیح کہا ہے ؛

حدیث نمبر ۲۱ | عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ دَجَالُونَ سَبْعَةٌ وَعِشْرُونَ مِنْهُمْ أَرْبَعُ نِسْوَةٍ
وَأَبِي خَاتِيمٍ النَّبَسِيُّ لَا يَبْقَى بَعْدِي (رواه احمد والطبرانی
اسنادہ جید والطحاوی فی مشکل الآثار ۳ ج ۳)

ترجمہ :- حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری
امت میں ستر کذاب دجال ہوں گے جن میں سے چار عورتیں ہوں گی ،

حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا اس کو امام احمد اور طبرانی نے باسناد جید روایت کیا ہوا اور اسی طرح روایت کیا اس کو طحاوی نے مشکل الآثار ج ۴ میں ۹۰ اس سے پہلے ایک حدیث گزر چکی ہے جس میں تیش و جالوں کا ذکر ہے، اس میں سوائیس مذکور ہیں، مگر ان میں کوئی تعارض نہیں ہو سکتا ہے اول آپ کو سوائیس کا علم ہوا ہو پھر تیس کا ہونا معلوم ہوا۔

حدیث نمبر ۲۲ | عَنْ عَلِيٍّ قَالَ دُجِعْتُ دَجْعًا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقَامَ مَنِيَّ فِي مَقَامِهِ وَقَامَ يُصَلِّي وَآلَفِي عَلَى طَرَفِ ثَوْبِهِ ثُمَّ قَالَ بَرَكْتُ يَا بَنِي طَالِبٍ فَلَا بَأْسَ عَلَيْكَ مَا سَأَلْتَ بِاللَّهِ لِي شَيْئًا إِلَّا مَا أَلْتُ لَكَ مِثْلَهُ وَلَا سَأَلْتُ اللَّهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَانِيهِ غَيْرَ أَنَّهُ قِيلَ لِي أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي فَقُمْتُ كَأَنِّي مَا اشْكَيْتُ رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ وَابْنُ شَاهِينَ فِي السَّنَةِ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَالْبُزْجَنِيُّ فِي فَصَائِلِ الصَّحَابَةِ كَذَا فِي الْكُتُبِ

ترجمہ :- ”حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے سخت درد ہوا، میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے مجھے اپنی جگہ کھڑا کر دیا، اور خود نماز پڑھنے لئے کھڑے ہو گئے، اور آپ نے کپڑے کا ایک کنارہ میرے اوپر ڈال دیا، پھر فرمایا کہ اے علی! تم شفا یاب ہو گئے، اب تم میں کوئی مرض نہیں رہا۔ جو کچھ تم اللہ سے میرے لئے دعا کرو گے، میں تمہارے لئے وہی دعا کروں گا، اور میں جو کچھ دعا کروں گا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا، اس کے سوا کہ مجھ سے کہہ دیا گیا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا، (اس لئے تمہارے لئے بھی نبوت کی دعا نہیں کر سکتا) حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں دہاں سے ایسا تندہرست ہو کر اٹھا کہ گویا بیمار تھا ہی نہیں (روایت کیا اس کو ابن جریر نے اور فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے، نیز روایت کیا ابن شاہین نے سنت میں اور طبرانی نے معجم اوسط میں اور ابونعیم نے فضائل صحابہ میں (از کثر الحال)

حدیث نمبر ۲۳ | عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَوَّلُ الْأَنْبِيَاءِ آدَمُ وَالْآخِرُ مُحَمَّدٌ رَوَاهُ ابْنُ حَبَّانَ

فی صحیحہ و ابونعیم فی الحلیۃ و ابن عساکر و الحکیم الترمذی
(من الکتر ص ۱۲ ج ۶) و اخرجہ ابن حبان فی تاریخہ فی السنۃ
العاشرة ص ۶۹ قلی

ترجمہ ۱۔ "حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب
انبیاء میں پہلے آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔
(روایت کیا اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی کتاب صحیح میں، نیز اپنی تاریخ میں سنہ
کے احوال کے تحت قلی ص ۶۹ پر اور ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن عساکر و حکیم ترمذی
وغیرہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے) (دیکھو کنز العمال صفحہ ۱۲۰ ج ۶) اور حافظ
ابن حجرؒ نے بھی مستح الباری میں اس کی تصحیح کی ہے، ۴

حدیث نمبر ۲۴ | وَعَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَبِيبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَشْرَى أَنْ تَكُونَ يَمَنُزَلَةً هَانُوتٍ مِنْ
مُؤْمِنِي إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (رواه الحاكم في المستدرک و
الطبرانی في الكبير کذا فی الکتر، ص ۱۵۲ ج ۶)

ترجمہ ۲۔ "حضرت مالک ابن حویرثؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ
سے منبر پایا کہ کیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ تم ایسے ہو جیسے اروٹ موٹی کے ساتھ
تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ (اس حدیث کو حاکم نے مستدرک میں نقل
کر کے تصحیح کی ہے اور طبرانی نے معجم کبیر میں بھی روایت کیا ہے۔ حدیث کا مطلب اللہ
تعالیٰ مفضل پہلے گذر چکی ہے) ۴

حدیث نمبر ۲۵ | عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا
مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمُتَّقَى وَالْحَاشِي وَالْمَاجِي وَالْخَائِمُ
وَالْعَاقِبُ (رواه احمد و ابن سعد و الطبرانی و الحاكم (من الکتر)

ترجمہ ۳۔ "حضرت نافعؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پایا ہے کہ
میں محمد ہوں، اور احمد، متقی، حاشی، ماحی، خاتم اور عاقب (روایت کیا
اس کو امام احمدؒ نے مسند میں اور ابن سعد و طبرانی نے اور حاکم نے اس کو مستدرک
میں درج کر کے تصحیح فرمایا، (من الکتر)

مراد حدیث کی یہ ہے کہ یہ سب میرے نام ہیں۔ مقفی اور عاقب کے معنی پہلے گزر چکے ہیں کہ خاتم الانبیاء کو کہا جاتا ہے۔ اسی طرح حاشرہ کے معنی بھی یہی ہیں کہ آپ کے بعد ہی حشر و قیامت قائم ہو جائے گی، کوئی نبی اور نہ پیدا ہوگا۔ اور ماحی کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے کفر کو مٹائے گا۔

حدیث نمبر ۲۶ | عَنْ عَوْتِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعًا قَوْلَ اللَّهِ لَا آتَا الْخَاشِئُ وَلَا آتَا الْعَاقِبُ وَلَا آتَا الْمُقَفِّي (رواہ رطب وک من الکند)

ترجمہ:- "حضرت عوت بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے قسم میں حاشر اور عاقب اور مقفی ہوں (روایت کیا اس کو طبرانی نے اور حاکم نے مستدرک میں درج کر کے تصحیح کی ہے)۔"

ابھی گزر چکا ہے کہ حاشر، عاقب، مقفی تینوں کی مراد ایک ہے، یعنی آخر الانبیاء۔

حدیث نمبر ۲۷ | عَنْ وَهْبِ بْنِ مُثَنَّبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا فِي حَدِيثِ طَوِيلٍ فِي الْمُخَشِرِ يَقُولُ قَوْمٌ نُوحٍ وَآتَى عَلَيْهِ هَذَا يَا أَحْمَدُ وَأَنْتَ وَأُمَّتُكَ آخِرُ الْأُمَمِ (رواہ الحاکم فی المستدرک کذا فی الکند)

ترجمہ:- "حضرت وہب بن منبہ حضرت ابن عباس سے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حضرت نوح کی امت کہے گی کہ اے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ حالانکہ آپ اور آپ کی امت آخر الامم ہے (اس کو حاکم نے مستدرک میں درج کر کے صحت کا حکم کیا ہے)۔"

حدیث نمبر ۲۸ | عَنْ الْحَسَنِ عَنْ سَبْعَةٍ رَحِطَ شَهْدُ ذَا بَدْرٍ رَأَوْهُمْ رَفَعُوا الْحَدِيثَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رواہ الحاکم فی المستدرک)

ترجمہ:- "حضرت حسن سے سات صحابہ جو غزوہ بدر کے شرکا ہیں سے تھے مرفوعاً اسی مضمون کو نقل کرتے ہیں جو اس سے پہلی حدیث میں حضرت ابن عباس کی روایت سے نقل کیا گیا ہے (حاکم نے مستدرک میں روایت کر کے صحت کا حکم کیا ہے)۔"

لہ ایک معاملہ کی طرف اشارہ ہے جو ابتدائے حدیث میں مذکور ہے ۱۲۱ منہ

حدیث نمبر ۲۹ | عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَوْفُوْعًا إِلَى خَاتِمِ الْفِئَةِ نَبِيِّ أَوْ أَكْثَرَ رَوَاهُ

الحاکم فی المستدرک من الکفر ص ۱۳ ج ۶

ترجمہ ۱۔ "حضرت ابوسعیدؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں ایک ہزار انبیاء کا ختم کرنے والا ہوں یا کچھ زیادہ کا (حاکم نے مستدرک میں نقل کر کے تصحیح فرمائی ہے)۔"

حدیث نمبر ۳۰ | عَنْ عِزِّ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ وَخَاتِمِ النَّبِيِّينَ رَوَاهُ السَّيِّهَقِيُّ وَالْحَاكِمُ

وصدحه (کنزانی الدر المنثور ص ۲۵ ج ۵)

ترجمہ ۱۔ "حضرت عریاض بن ساریہؓ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور تمام انبیاء کا خاتم اور آخر (اس کو بیہقی نے روایت کیا) اور حاکم نے مستدرک میں روایت کر کے تصحیح فرمائی۔ (از در مشور)۔"

حدیث نمبر ۳۱ | عَنْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ فِي قِصَّةِ طَوِيلَةٍ لَهُ حِينَ جَاءَتْ

عَشِيرَتُهُ يَطْلُبُونَهُ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا

أَسْلَمَ فَقَالُوا لَهُ إِمضْ مَعَنَا يَا زَيْدُ فَقَالَ مَا أُرِيدُ بِرَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَلًا وَلَا غَيْرِهِ أَحَدًا فَقَالُوا يَا مُحَمَّدُ إِنَّا

مُعْطُونَكَ بِهَذَا الْعِلَامِ دِيَارَ قَسَمٍ مَا شِئْتَ فَإِنَّا حَامِلُونَ إِلَيْكَ

فَقَالَ أَسْأَلُكُمْ أَنْ تَشْهَدُوا أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّيَ حَسَنُ

أَنْبِيَائِهِ وَرُسُلِهِ وَأَرْسِلُهُ مَعَكُمْ الْحَدِيثَ (اخرجه الحاکم

مفصلًا درس دقتہ فی مستدرک ص ۳۱ ج ۳)

ترجمہ ۱۔ "حضرت زید بن حارثہؓ اپنے اسلام لانے کا ایک طویل اور دلچسپ قصہ بیان فرما کر آخر میں فرماتے ہیں کہ جب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر مسلمان

ہو گیا تو میرا قبیلہ مجھے تلاش کرتا ہوا آپ کی خدمت میں پہنچا اور مجھے آپ کے پاس

دیکھ کر کہا اے زید! اٹھو اور ہمارے ساتھ چلو، میں نے جواب دیا کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے بدلہ میں ساری دنیا کو کچھ نہیں سمجھتا اور نہ آپ کے سوا کسی

کا ارادہ رکھتا ہوں۔ پھر انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے

کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ! ہم آپ کو اس لڑکے کے بدلہ میں بہت سی دیتیں (اموال) دینے کے لئے تیار ہیں، جو آپ چاہیں منہ رادیں، ہم ادا کر دیں گے، مگر اس لڑکے کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے۔

آپ نے فرمایا کہ میں تم سے مرث ایک چیز مانگتا ہوں، وہ یہ ہے کہ شہادت دو اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی قابلِ عبادت نہیں، اور یہ کہ میں رسولوں کا ختم کرنے والا ہوں (جیب تم یہ گواہی دو گے) میں اس لڑکے کو تمہارے ساتھ کر دوں گا (الحديث) روایت کیا اس کو حاکم نے مستدرک ۴۱۲ ج ۳ میں، ۵۰

فائدہ :- اس حدیث میں یہ بات قابلِ لحاظ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیدہ ختم نبوت کو کلمہ شہادت کی طرح ایمان کا جزو و مسترار دیا ہے۔
حدیث نمبر ۲۲ | عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ جَاءَ عُمَرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي قَسَرْتُ بِأَخِي مِنْ قُرَيْظَةَ فَكَتَبَ لِي جَوَامِعَ مِنَ التَّوْرَةِ لِأَعْرِضَهَا عَلَيْكَ فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوَأْصَبَ فِيكُمْ مُوسَى ثُمَّ اتَّبَعْتُمُوهُ لَصَلَّيْتُكُمْ إِنَّكُمْ حَقٌّ مِنَ الْأَمَمِ أَنَا حَظُّكُمْ مِنَ النَّبِيِّينَ رواه احمد في مسنده كذا في الدر المنثور للسيوطي، ص ۳۸ ج ۲۔

ترجمہ :- ”حضرت عبداللہ بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں بنی قریظہ میں اپنے ایک بھائی کے پاس گذرا، اس نے تورات سے کچھ جامع کلمات لکھ کر مجھے دینے میں تاکہ آپ کے سامنے پیش کروں۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک بدل گیا، اور فرمایا کہ اس ذاتِ قدوس کی قسم ہے جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے، اگر غرض ہوگی بھی تمہارے اندر آجائیں اور تم اُس وقت اُن کی اتباع کرنے لگو تو تم گمراہ ہو جاؤ کیونکہ تم تمام امتوں سے صرف میرا حقہ ہو، اور تمام انبیاء میں سے صرف میں تمہارا حقہ ہوں۔ (اس کو امام احمد نے مسند میں روایت کیا ہے) (ازد منشور ۴۱۲ ج ۲)۔
 نیز اس کو حاکم نے روایت کیا ہے (کذا فی اکثر ۵۱ ج ۱)۔

فائدہ ۱۔ اس حدیث میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حصر کر کے بتلادیا ہے کہ نہ اس امت کے لئے اور کوئی نبی ہو سکتا ہے اور نہ یہ امت کسی اور نبی کی امت بن سکتی ہے۔

حدیث نمبر ۳۲ | عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنَّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ (رواه الترمذی وقال هذا حدیث صحیح وقال ابن کثیر فی تفسیرہ ص ۸۰ أخرجه أحمد ایضاً)

ترجمہ ۲۔ "حضرت انس بن مالک روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی، (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کر کے فرمایا ہے کہ حدیث صحیح ہے اور ابن کثیر نے اپنی تفسیر ص ۸۰ میں فرمایا ہے کہ اس کو امام احمد نے اپنی مسند میں بھی روایت کیا ہے۔"

فائدہ ۱۔ اس حدیث میں لفظ نبی اور رسول کو علیحدہ علیحدہ بیان کر کے یہ بھی بتلادیا گیا ہے کہ نہ کوئی تشریفی نبی آپ کے بعد ہوگا نہ غیر تشریفی، کیونکہ ہم اس رسالہ کے پہلے حصہ کے شروع میں لکھ چکے ہیں کہ جہور کے نزدیک رسول صاحب شریعت نبی کو کہا جاتا ہے۔ اور نبی عام ہے، صاحب شریعت جدید ہو یا پہلی شریعت کا شیع۔

حدیث نمبر ۳۳ | عَنْ أُمِّ كُرَيْظٍ الْكِنَانِيَّةِ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ذَهَبَتِ النَّبُوَّةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ (رواه ابن ماجه فی سننه ص ۲۸۷ وأحمد والطبرانی وضحہ ابن خزيمة کذا فی الکتن)۔

ترجمہ ۱۔ "حضرت ام کرز کعبیہ منرانی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرما رہے تھے کہ نبوت ختم ہو گئی صرف مبشرات باقی رہ گئے (اس کو ابن ماجہ نے اپنی سنن ص ۲۸۷ میں اور امام احمد نے مسند میں اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور ابن خزيمة نے اس کو روایت کر کے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے (کذا فی الکتن)۔

اس حدیث میں بھی مبشرات سے اچھے خواب مراد ہیں جس کی تفصیل ابھی گزری ہے۔

حدیث نمبر ۳۵ | عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ وَأَنَا أَخِيرُ الْأَنْبِيَاءِ وَأَنْتُمْ أَخِيرُ الْأُمَمِ

(رواہ ابن ماجہ فی سننہ ص ۲۰۰ باب فتنۃ الدجال وابن خنیئہ
والحاکم والضیاء من منتخب الکثر، ص ۶۷)

ترجمہ :- حضرت ابوامامہ باہلیؓ نے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کیا کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آخر الانبیاء ہوں اور تم سب آخری امت ہو
(دیکھو ابن ماجہ صفحہ ۲۰۰ باب فتنۃ الدجال اور منتخب الکثر صفحہ ۴۱ جلد ۶ میں اس

حدیث کو بحوالہ صحیح ابن خزیمہ اور حاکم اور ضیاء نے بھی روایت کیا ہے) :-
حدیث نمبر ۳۶ | عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنِ ابْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَ
التَّمَثِيلَ بِاللِّسْنَةِ الْخَاتِمَةِ فِي آخِرِهِ قَا نَا خَاتِمِ النَّبِيِّينَ مُؤَصِّمٌ
قِيلَ لَكَ اللَّيْسَةُ (رواہ احمد والترمذی وقال الترمذی هذا
حدیث حسن صحیح غریب)

ترجمہ :- حضرت ابی بن کعبؓ نے مذکورہ بالا حدیث جس میں نبوت کو آپؐ نے ایک
عظیم الشان محل کے ساتھ اور انبیاء عظیم السلام کو اس کی انیٹوں کے ساتھ تشبیہ
دی ہے مفصل الفاظ نقل کرنے کے بعد یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ میں خاتم النبیین
ہوں اور درجہ میرا انبیاء میں ایسا ہے جیسا اس محل میں آخری اینٹ کا (روایت کیا
اس کو ترمذیؒ اور امام احمدؒ نے اور ترمذیؒ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح غریب ہے) :-
یہ چھتیس احادیث ختم نبوت کے ثبوت میں محدثین کی اصطلاح کے مطابق
صحیح احادیث ہیں جو حدیث کے اقسام میں سب سے قوی حجت سمجھی جاتی ہیں ۔

سنن اربعہ یعنی صحاح ستہ کی باقی احادیث

نسائی ، ابوداؤد ، ترمذی ، ابن ماجہ

حدیث نمبر ۳۷ | عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (رواہ الترمذی)

ترجمہ :- حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میرے
بعد کوئی نبی ہو تا تو وہ عمر بن خطابؓ ہوتے ۔ (روایت کیا اس کو ترمذیؒ نے) :-

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ میں کمالات نبوت موجود تھے، مگر بایں ہمہ ان کو عہدہ نبوت نہیں دیا گیا، کیونکہ سلسلہ نبوت ختم کر دیا گیا ہے۔ حدیث میں لفظ لَوْ كَانَ سے اسی طرف اشارہ ہے، کیونکہ لفظ لَوْ عربی زبان میں اسی غرض کے لئے آتا ہے کہ شرط موجود نہ ہونے کی وجہ سے مشروط بھی موجود نہیں، لہذا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ میرے بعد چونکہ کوئی نبی نہیں ہو سکتا اس لئے عمرؓ بھی نبی نہیں ہوئے۔

خیر الامم اور کمالات نبوت | اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت کے انقطاع سے یہ لازم نہیں آتا کہ کمالات نبوت بھی منقطع ہو جائیں، بلکہ اس امت میں بھی کمالات نبوت موجود ہیں، البتہ عہدہ نبوت نہیں دیا جاتا، اور یہ ایسا ہے کہ ایک نایغ نتیجہ عالم میں مدرس ہونے کی قوت اور درس و تدریس کا کمال موجود ہے مگر اس وقت تک مدرس نہیں کہا جاسکتا، جب تک کہ کسی مدرسہ میں یہ عہدہ اس کو نہ دیا جائے یا ایک گریجویٹ جو انگریزی فنون کا پورا ماہر ہے، اس میں ڈپٹی کلکٹر ہونے کی قوت اور کمال موجود ہے، مگر کلکٹری کا عہدہ اس کو جب تک نہ دیا جائے وہ کلکٹر نہیں کہلا سکتا۔ الحاصل اس امت کے فضلاء کمالات نبوت سے محروم نہیں، بلکہ کمالات نبوت میں سے ان کو دافرصہ ملا ہے، البتہ آپ کی نبوت چونکہ قیامت تک باقی اور قائم ہو، اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو عہدہ نبوت دینے کی نہ ضرورت ہے اور نہ مناسب، کیونکہ آپ کی نبوت قائم ہوتے ہوئے کسی کو عہدہ نبوت دینا آپ کی کسر شان ہو، اس لئے عہدہ نبوت کسی کو نہیں دیا گیا۔

حضرت ابن عباسؓ ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تمام ائمہ سابقہ ہمارا احترام کریں گی اور کہیں گی۔

كَانَ هَذِهِ الْأُمَّةُ أَنْ تَكُونُوا أَنْبِيَاءَ	یہ امت بلحاظ کمالات سب کے سب
كَلَّمَا رَدَّوْا الْوُدَّ وَالطَّيَّاسِي فِي مَنْدِ	انبیاء ہونے کے قریب ہیں
۳۵۴ ذَكَرْتُ لَكَ رِوَاةَ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي حَنِظَلَةَ	

اور شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے خصائص کبریٰ صفحہ ۱۶ میں بھی مضمون حضرت کعب احبارؓ سے بحوالہ تورات و انجیل نقل کیا ہے۔ اور کنز العمال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپؐ نے چند صحابہ کے متعلق فرمایا کہ كَادُوا أَنْ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ

یعنی یہ لوگ باعتبار کمالات انبیاء ہونے کے قریب ہیں۔

اس بیان سے اُس قادیانی مکر کی بھی حقیقت کھل گئی جس کو وہ مسلمانوں کے سامنے خوبصورت بنا کر پیش کیا کرتے ہیں، کہ اگر بالکل نبوت کا انقطاع تسلیم کر لیا جائے تو اس امت مرحومہ کی سخت توہین ہوگی، کہ ساری امتیں ہمیشہ نبوت کا شرف پاتی رہیں اور یہ اس سے محروم رہ گئی۔

کیونکہ احادیث مذکورہ سے ثابت ہو گیا کہ یہ امت کمالات نبوت میں تمام پہلی امتوں سے بھی بہت آگے ہے۔ اور عہد نبوت کا نہ ملنا چونکہ آپ کی نبوت کے بقا و قیام کی وجہ سے ہے، اس لئے یہ بھی درحقیقت اس امت کے لئے افضلیت کا باعث ہے نہ کہ محرومی یا نقصان کا۔

حدیث نمبر ۲۸ | عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا أَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُخْلِفَ قَالَ لَهُ عَلِيٌّ مَا يَقُولُ النَّاسُ فِي

إِذَا خَلَفْتَنِي قَالَ فَقَالَ أَمَا أَنْ تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ

مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا يَكُونُ بَعْدِي نَبِيٌّ (رواہ احمد وابن ماجہ والترمذی)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہؓ روایت فرماتے ہیں کہ جب (غزوہ تبوک کے موقع پر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ حضرت علیؓ کو کرم اللہ وجہہ کو مکان پر چھوڑ دیں

اور جہاد میں نہ لے جائیں، تو حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر آپ نے

مجھے چھوڑ دیا تو لوگ کیا کہیں گے (کہ جہاد چھوڑ کر بیٹھ گئے) آپ نے فرمایا کیا تم اس

پر راضی نہیں کہ تمھارا مرتبہ میرے ساتھ ایسا ہو جیسا کہ حضرت ہارونؓ کا موسیٰؓ کے ساتھ

ہے (یعنی جیسے موسیٰؓ کو وہ طور پر جانے کے وقت حضرت ہارونؓ کو اپنے پیچھے چھوڑ گئے تھے

اسی طرح تم میرے پیچھے رہو، مگر (اتفاق ہے کہ حضرت ہارونؓ نبی تھے) اور میری نبوت

کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا (اسی لئے تم بھی نبی نہیں ہو)۔

فائدہ: اس حدیث سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ جیسی نبوت ہارونؓ کو ملی تھی

وہ بھی منقطع ہو چکی ہے، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہارونؓ کی نبوت شریعت مستقلہ کے ساتھ

نہیں تھی، بلکہ شریعت موسویہ کے اتباع اور احکام تورات کی تبلیغ کے لئے تھی، اس

سے ثابت ہوا کہ جس کو مرزا صاحب غیر شرعی نبوت کہہ کر باقی رکھنا چاہتے ہیں وہ بھی

اس حدیث کے حکم سے ختم اور منقطع ہو چکی ہے۔

حدیث نمبر ۳۱ | عَنْ سَفِينَةَ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ فِي التَّوْحِيدِ

وَنَزُولِ الْمِيزَانِ مِنَ السَّاءِ قَالَ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ خِلَافَةُ النَّبِيِّ تُلْثُونَ عَامًا ثُمَّ يَكُونُ مُلْكٌ

فَأَمْسَاءُ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي قَسَاءً ذَٰلِكَ قَالَ

خِلَافَةُ نُبُوَّةٍ ثُمَّ يُؤْتِي اللَّهُ الْمُلْكَ مَنْ يَشَاءُ (رواه الترمذی ابو داؤد)

ترجمہ :- حضرت ام سلمہ کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہ ایک طویل حدیث میں ایک خواب

اور اس میں آسمان سے ایک ترازو کا آنا ذکر کر کے بیان کرتے ہیں کہ یہ خواب شکر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک بدل گیا اور پھر فرمایا کہ نبوت کی خلافت میں

برس تک ہے گی ، اور پھر ملک و سلطنت ہو جائے گی ، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اس پر رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ کچھ دنوں خلافت نبوت ہے اور پھر اللہ تعالیٰ جس کو

چاہے ملک دے (روایت کیا اس کے ترمذی اور ابو داؤد نے) :-

نبوت بروز یہ اگر بالفرض نبوت ہو | اس حدیث میں بھی بوضاحت بیان کیا گیا ہے کہ آپ کے

تو وہ بھی آپ کے بعد منقطع ہے | بعد صرف خلافت نبوت باقی رہے گی ، نبوت بالکل نہیں رہے گی

اور اگر نبوت کی بھی کوئی قسم باقی رہتی تو لازم تھا کہ خلافت کے ذکر سے اس کے ذکر کو مقدم سمجھا جاتا۔

اس سے بھی بلا تکلف ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کی تو اس بجا و نبوت بروز کی غلطی یا غیر

مستقل نبوت اگر واقع میں بھی نبوت کی قسمیں فرض کر لی جائیں تو وہ بھی آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی نہیں رہ سکتیں ۔

حدیث نمبر ۳۲ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ لَيْسَ يَتَّبِعِي بَعْدِي مِنَ النَّبِيِّ

إِلَّا الرَّذِيئَةُ الصَّالِحَةُ (رواه النسائي و ابو داؤد من الفتح ص ۲۳۱)

ترجمہ :- ” حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

کہ میرے بعد سوائے روئے صالحہ کے نبوت میں سے کوئی جزو باقی نہیں رہے گا ۔

(روایت کیا اس کو نسائی اور ابو داؤد نے ، کذا فی فتح الباری صفحہ ۲۳۱ ج ۱۲) :-

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت کی کوئی قسم شرعی یا غیر شرعی یا بقول مرزا

صاحب غلطی یا بروز یا غیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی نہیں رہ سکتی ۔

حدیث نمبر ۴۱ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَحْنُ آخِرُ الْأُمَمِ وَأَوَّلُ مَنْ يُحَاسَبُ أَيْنَ الْأُمَّةُ أُمِّيَّةٌ وَنَبِيِّهَا
فَنَحْنُ الْآخِرُونَ الْأَوَّلُونَ (رواه ابن ماجہ کذا فی الکتر، ص ۶۳)

ترجمہ :- "حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم
سب سے آخری امت ہیں اور قیامت میں سب سے پہلے ہمارا حساب ہوگا، پکارا جائے گا
کہ کہاں ہے امتِ امیہ اور اس کے نبی؟ اس لئے ہم ایک حیثیت سے سب سے اول
بھی ہیں اور سب سے آخر بھی (روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے، کذا فی الکتر، ص ۶۳)

حدیث نمبر ۴۲ | عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ مَرْفُوعًا تَكْمِلُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ سَبْعُونَ أُمَّةً نَحْنُ آخِرُهَا وَخَيْرُهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ابْنُ حُمَـ
وَالِدٍ أَرْمِي كَذَا فِي الْكُتُبِ ص ۶۳ ج ۶۳ وَتَالَ هَذَا أَحَدُ يَثِ حَسَنٍ كَذَا
فِي الْمَشْكُوتَةِ ص ۵۸۳

ترجمہ :- "حضرت بہز بن حکیمؓ اپنے باپ حکیمؓ سے اور وہ اُن کے دادا سے روایت کرتے
ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز ستر امتیں کا میل
ہوں گی۔ ہم اُن سب سے آخر اور سب سے بہتر ہوں گے (روایت کیا اس کو ترمذی ابن حُمَـ
وَالِدٍ اور دارمی نے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے) ص ۵۸۳

حدیث نمبر ۴۳ | عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَنْدَةَ قَالَ السَّيِّءُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْتُمْ تَمُوتُونَ سَبْعِينَ أُمَّةً وَأَنْتُمْ خَيْرُهَا وَأَكْرَمُهَا عَلَى اللَّهِ،
رَوَاهُ أَحْمَدُ فِي مُسْنَدِهِ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْحَاكِمُ فِي
الْمُسْتَدْرَكِ، كُتْر، ص ۲۳ ج ۶۳

ترجمہ :- "حضرت معاویہ بن جندہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
تم ستر امتیں پوری کرتے ہو جن میں سے تم سب سے بہتر اور اللہ کے نزدیک زیادہ محترم
ہو (روایت کیا اس کو ترمذی نے اور ابن ماجہ نے اور احمد نے مسند میں اور حاکم
نے مستدرک میں کذا فی الکتر، ص ۲۳ ج ۶۳)

حدیث نمبر ۴۴ | عَنْ حَدِيفَةَ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ أَبِيهِ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا رُبُّكَ إِلَّا الرَّبُّ
الْمُتَالِحَةُ (رواه النسائي، كُتْر، ص ۳۳ ج ۶۳)

ترجمہ ۱۔ حضرت حذیفہؓ فر فرما دیت کرتے ہیں کہ نبوت میں سے اچھے خواب کے سوائے کوئی چیز دو باقی نہیں رہا ہے

حدیث نمبر ۴۹ | عَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَيْنَ كَتَيْبَتَيْ خَاتَمِ النَّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ (رواه الترمذی فی شمس اللہ، ص ۳)

ترجمہ ۱۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان ختم نبوت ہے، اور آپ خاتم النبیین ہیں، (رواه الترمذی) ۲

مسند امام احمد بن حنبلؒ کی احادیث

یہ حدیث کی دستند اور معتبر کتاب ہے کہ جس کی شہرت تعریف سے بے نیاز ہے سات لاکھ پچاس احادیث کے ذخیرہ میں سے صرف تیس ہزار احادیث کا انتخاب کر کے امام احمد بن حنبلؒ نے یہ کتاب تیار کی ہے اور جہور محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ اس میں کوئی حدیث حسن لغیرہ سے کم نہیں، اس لئے اس کی احادیث معتبر و مستند ہیں۔

حدیث نمبر ۴۶ | عَنْ عَبْدِ بَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنِ الشَّيْخِ مَعْلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي عِنْدَ اللَّهِ مَكْتُوبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَإِنَّ آدَمَ لَمُتَّجِدَلٍ فِي طَيْبَتِهِ (رواه فی شرح السنة واحمد فی مسند کذا فی مشکوٰۃ والکنز ص ۳۳ ج ۶) وفي لفظ لهذا الحديث عند ابن سعد إني في أم الكتاب خاتم النبيين الحديث كذا في الكنز۔

ترجمہ ۱۔ حضرت عباس بن ساریہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین اس وقت لکھا ہوا تھا جبکہ آدم پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ اس حدیث کو امام احمدؒ نے مسند میں روایت کیا ہے، (کذا فی مشکوٰۃ) نیز یہ حدیث کثر العمال میں بھی بحوالہ ابن سعد روایت کی گئی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں کہ میں ام الکتاب میں خاتم النبیین لکھا ہوا تھا (کذا فی الكنز صفحہ ۱۱۲ جلد ۶) ۲

حدیث نمبر ۴۷ | عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَ يَقُولُ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا كَالْمُدْرِجِ فَقَالَ أَنَا الشَّيْءُ الْأَوْتَى ثَلَاثًا وَلَا تَبْقَى بَعْدِي إِلَى قَوْلِهِ فَا سَمِعُوا وَأَطِيعُوا مَا دُمْتُ فِيكُمْ فَإِنَا ذَهَبَ لِي فَعَلَيْكُمْ بِكَتَابِ اللَّهِ تَعَالَى أَحِلُّوا حَلَالَهُ وَحَرِّمُوا حَرَامَهُ (رواه احمد في مسند وكنز في تفسير ابن كثير ص ۸۶ ج ۱ طبع قديم ۳ بغوی)

ترجمہ ۱۔ حضرت عثمان بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، (اور اس طرح تقریر فرماتے گئے) جیسے کوئی رخصت ہونے والا کرتا ہے، پس تین مرتبہ کمر منسرایا کہ میں نبی امی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور (اسی حدیث کے آخر میں منسرایا کہ) جب تک میں تمہارے اندر موجود ہوں اس وقت تک میرے احکام سنتے اور ان کا اتباع کرتے رہو، اور جب مجھے دنیا سے لے لیا جائے تو تم کتاب اللہ کو مضبوط پکڑو اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھو (روایت کیا اس کو امام احمد نے اپنی مسند میں (اور ابن مردودہ نے، کنزانی الدر المنثور ج ۳) کنزانی ابن کثیر ج ۸) ۲

مطلب یہ ہے کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں مفہوم قرآنی کی تعبیر و تفسیر خود حضورؐ فرماتے ہیں اس کا اتباع ضروری ہے، اور آپ کے بعد جو کوئی نئی بات پیش آئے اس کو خود قرآن میں تلاش کر کے حکم معلوم کرو۔

اور حضرت معاذ بن جبلؓ کی روایت نے یہ بھی واضح کر دیا کہ اگر تہران میں مسئلہ نہ ملے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں تلاش کریں اس میں بھی نہ ملے تو مسلمانوں کے اجماع کو، پھر قیاس شرعی کو استعمال کریں۔

حدیث نمبر ۴۸ | عَنْ ثَعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ وَ حَدَّثَهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُونُونَ الشُّبُوحَ فِيكُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونُوا تَمِيْزُفَعْمَا اللَّهُ تَعَالَى ثُمَّ تَكُونُونَ مُلْكًا جَبَرِيَّةً تَكُونُوا مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونُوا ثُمَّ يَزِيْزُفَعْمَا اللَّهُ تَعَالَى ثُمَّ تَكُونُونَ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ الشُّبُوحِ ثُمَّ سَكَنَتْ (رواه احمد في مسند و البیهقی کنزانی في مشکوٰۃ)

ترجمہ ۱۔ حضرت ثعمان بن بشیرؓ اور حذیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہے کہ تمہاری اندر نبوت رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا یعنی جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں زندہ رہیں گے، پھر اللہ تعالیٰ نبوت کو اٹھائے گا، اس کے بعد قوت کے زور پر بادشاہت رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوگا اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو اٹھائے گا پھر خلافت طریقہ نبوت پر ہوگی، اس کے بعد آپ خاموش ہو گئے۔ (امام احمد نے مسند میں اور بیہقی نے روایت کیا ہے (از مشکوٰۃ) اس حدیث میں سب سے آخر میں جس خلافت کا ذکر ہے اس سے وہ خلافت مراد ہے جو قریب قیامت حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں ہوگی۔

فائدہ ۱۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کے بعد نبوت کی کوئی قسم باقی نہیں رہے گی، بلکہ صرف ملک و جیوت یا خلافت باقی رہے گی جس سے مرزا صاحب کی تعریف کردہ نبوت کے اقسام ظلیہ، برزخیہ و غیر کا بھی قلع قمع ہو جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۳۹ | عَنْ حُذَيْفَةَ ذِي الْيُنَيْنَةِ حَدَّثَنَا حَدِيثُ الثَّعْنَانِ الْمَذْكُورِ مَرْدُوعًا

(رواہ احمد فی مسندہ والبیہقی کذا فی المشکوٰۃ)

ترجمہ ۱۔ حضرت حذیفہؓ سے اسی مضمون کی ایک حدیث مروی ہے جو حضرت نعمان بن بشیرؓ

کا روایت سے اس سے پہلی روایت میں بیان ہوا ہے (روایت کیا اس کو احمد نے)۔

حدیث نمبر ۴۰ | عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ ذَهَبَتِ النَّبُوءَةُ فَلَا نُبُوَّةَ بَعْدِي إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ، قِيلَ مَا

الْمُبَشِّرَاتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الرَّجُلُ

أَوْ تُرَى لَهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْخَطِيبُ كَذَا فِي الْكُنُزِ

ترجمہ ۱۔ حضرت حذیفہ بن اسیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

نبوت مل گئی میرے بعد نبوت میں سے سوائے مبشرات کے کچھ باقی نہیں باقی

کیا گیا کہ مبشرات سے کیا مراد ہے؟ ارشاد ہوا کہ اچھے خواب جو انسان خود دیکھتا

ہے یا اس کے واسطے کوئی اور دیکھے (اس کو احمد نے مسند میں اور خطیبؒ نے کنز

نے روایت کیا ہے (کذا فی الکتر)۔ اس روایت کی مفصل تحقیق گزر چکی ہے۔

حدیث نمبر ۴۱ | عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيِّ أَنْتَ بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّكَ

لَا نَبِيَّ بَعْدِي (رواہ احمد و ابویکرا لمطیری فی جزئہ ۱۵۳ ج ۶ کنز الکتب ترجمہ ۱۔) حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰؑ کے ساتھ ہارونؑ مگر (اتفاق ہے کہ ہارونؑ نبی ہیں تم نہیں کیونکہ) میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ (اس کو امام احمد نے اپنی مسند میں اور خطیب مطیری نے جز میں روایت کیا ہے) (از کثر ۱۵۳ ج ۶) اس روایت کی توضیح بھی پہلے گزر چکی ہے۔

حدیث نمبر ۵۲ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ مَا اخْتَرْتُكَ إِلَّا لِنَفْسِي وَأَنْتَ مَعِيَ بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (رواہ احمد و ابن عساکر من الکتب)

ترجمہ ۱۔ حضرت زید بن ابی اوفیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی! قسم ہے اس ذات قدوس کی جس نے مجھے دین حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے تمہیں اپنے ہی لئے پسند کیا ہے، اور تم مجھ سے ایسے ہو جیسے موسیٰؑ سے ہارونؑ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ (اس کو امام احمد نے مسند میں اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے) (از کثر) ؟

حدیث نمبر ۵۳ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي حَدِيثِ الشَّعَاةِ قَالُوا نَبِيُّنَا يَقُولُونَ أَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا لِنَقْضِي بَيْنَنَا فَيَقُولُ إِنِّي لَسْتُ هُنَا كَمَا إِنِّي أَتَّخِذْتُ وَأَعِزُّ إِلَهُينِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَ لَكِنْ أَتَّخِذْتُمْ لَوْ أَنَّ مَتَاعًا فِي وَعَايٍ قَدْ حُتِمَ عَلَيْهِ أَكَّانَ يُوَصَّلُ أَمَّا مَا فِي الْوِعَاءِ حَتَّى يُفْضَ الْخَاتَمُ فَيَقُولُونَ لَا نَقُولُ فَإِنْ مُحْتَدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حَضَرَ الْيَوْمَ وَقَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتِيَنِي النَّاسُ فَيَقُولُونَ أَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُفْضِيَ بَيْنَنَا فَأَقُولُ أَنَا لَهَا أَنَا لَهَا إِلَى أَنْ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَتَخْرُجُ الْآخِرُونَ وَالْأَوَّلُونَ وَالْأَوَّلُ مَنْ يُخَاسِبُ وَتَقَرَّبَ لَنَا الْأُمَمُ عَلَى طَرِيقَتِنَا

وَقَوْلُ الْأَمَمِ كَادَتْ هَذِهِ الْأُمَّةُ أَنْ تَكُونَ أَسْيَاءَ مُكَلَّمَا الْحَدِيثِ
 رَوَاهُ الْبُورْهَانُ الطَّيَالَسِيُّ فِي مَسْنَدِهِ ۳۵۴ ، رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبُيْهَقِيُّ
 فِي الْغَاظِ يَقُولُ (رَبِيعِي عَيْثُ) أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 خَاتَمَ النَّبِيِّينَ قَدْ خَصَّ النَّبِيُّمَ -

ترجمہ :- حضرت ابن عباسؓ سے قیامت اور شفاعت کے متعلق ایک طویل حدیث روایت
 کرتے ہیں جس کے آخر میں ہے کہ تمام لوگ حضرت عیسیٰؑ کے پاس جائیں گے اور
 کہیں گے کہ اے روح اللہ آپ ہی ہماری شفاعت فرمائیں کہ ہمارا حساب ہو جائے
 وہ فرمائیں گے کہ میں یہ کام نہیں کر سکتا، کیونکہ دنیا میں میری اور میری والدہ کی
 پرستش کی گئی ہے، لیکن کیا تم جانتے ہو کہ اگر کسی برتن کو بند کر کے اس پر مہر
 لگا دی جائے تو کیا اس برتن کی چیز کو اس وقت تک لے سکے ہیں جب تک کہ
 اس کی مہر نہ توڑی جائے ؟ لوگ کہیں گے کہ ایسا تو نہیں ہو سکتا۔ پھر عیسیٰؑ
 فرمائیں گے کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم (جو انبیاء کے خاتمہ پر بہتر لہ مہر کے ہیں) آج
 موجود ہیں اور ان کی انگلی اور پھلی لغزشیں سب معاف کر دی گئی ہیں (تم ان کے
 پاس جاؤ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لوگ بیشک میرے پاس آئیں گے اور
 کہیں گے کہ یا محمد آپ ہی ہماری شفاعت فرمائیے تاکہ ہمارا حساب ہو جائے ۔
 میں کہوں گا کہ ہاں یہ کام میں ہی کروں گا، اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ ہم سبے آخر میں اور سبے پہلے، اور وہ امت جس کا حساب سب سے پہلے
 ہو گا اور تمام امتیں ہمارے لئے تعظیماً راستہ چھوڑ دیں گی، اور سب امتیں
 کہیں گی کہ یہ امت تو قریب ہے کہ سب ہی انبیاء میں شمار ہوں (الی آخر الحدیث) :-

اس طویل حدیث کو البورہان و الطیالسی نے اپنی مسند صفحہ ۳۵۴ میں روایت کیا
 ہے، اور امام احمد نے اپنی مسند میں اور البیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور
 ان کے الفاظ یہ ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں
 اور آج یہاں موجود ہیں الخ ۔

حدیث نمبر ۵۴ | عَنْ بُرَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ جَبِيْعًا إِنَّ كَادَتْ لِتَسْبِقَنِي (اخرجه ابن جریر)

بحوالہ مسند احمد، کنانی تفسیر ابن کثیر ص ۵۶ ج ۶ طبع قدیم مبنی
ترجمہ ۱۔ ” حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اور قیامت
دونوں ساتھ بھیجے گئے ہیں وہ تو قریب تھی کہ مجھ سے بھی آگے جائے۔“

اس حدیث میں مبالغہ کے ساتھ قرب قیامت کو بیان فرمایا گیا ہے، اور حدیث
نمبر ۱ کے تحت آپ نے معلوم کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے
ساتھ ہونے سے یہ مراد ہے کہ آپ کے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔
حدیث نمبر ۵ | عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ مَرْفُوعًا لَا نُبُوءَ بَعْدِي إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ التَّوْبَاتُ
الصَّالِحَةُ (اخرجه سعيد بن منصور واحمد في مسندهما وابن مردويه

من الكنز ص ۳۳ ج ۱۸)

ترجمہ ۱۔ ” حضرت ابو الطیفیلؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کہ مسیر
بعد نبوت باقی نہیں رہے گی مگر مبشرات، یعنی اچھے خواب باقی رہیں گے (روایت کیا

اس کو سعید بن منصور اور امام احمد بن حنبل اور ابن مردويه نے (کنز العمال ص ۳۳ ج ۱۸)۔
حدیث نمبر ۵ | عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لَا يَبْقَى بَعْدِي مِنَ النَّبُوءَةِ شَيْءٌ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ
التَّوْبَاتُ الصَّالِحَةُ (اخرجه احمد والخطيب، من الكنز ص ۳۳ ج ۱۸)

ترجمہ ۱۔ ” حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد
نبوت میں سے کوئی جزو سوائے مبشرات یعنی اچھے خوابوں کے باقی نہیں رہے گا (روایت کیا
اس کو امام احمد بن حنبلؓ اور خطیبؒ نے (کنز العمال ص ۳۳ ج ۱۸)۔“

باقی مستند کتب کی احادیث

اس حصہ میں وہ احادیث ہدیہ ناظرین کی جائیں گی جو معتبر ائمہ حدیث نے
اپنی مستند کتابوں میں درج فرمائی ہیں، مگر محدثین نے ان کے متعلق خاص طور پر
کوئی حکم تجویز نہیں کیا۔

حدیث نمبر ۵ | عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ أَنَا قَائِدُ الْمُؤْمِلِينَ وَلَا فُخْرَ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَلَا

نَحْرُ دَانَا أَوَّلَ شَافِعٍ وَمُشَقِّعٍ وَلَا نَحْرَ - (رواہ الدارمی وابن عساکر کذا فی المشکوٰۃ والکتر ص ۱۰۹ ج ۶)۔

ترجمہ ۱۔ "حضرت جابر بن عبد اللہؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تمام رسولوں کا پیشوا ہوں اور کوئی فخر نہیں اور میں خاتم النبیینؐ کو اور کوئی فخر نہیں، اور میں قیامت کے روز پہلا شفاعت کرنے والا اور دعوت قبول الشفاعت ہوں اور کوئی فخر نہیں، روایت کیا اس کو دارمی نے اور ابن عساکر نے (کذا فی المشکوٰۃ والکتر، ص ۱۰۹ ج ۶)۔

اور خصائص کبریٰ صفحہ ۲۲۴ جلد ۲ میں اسی حدیث کو تاریخ بخاری اور معجم اوسطا لبرانی اور سیقی اور ابونعیم کے حوالہ سے بھی نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر ۵۸ عَنْ تَيْمِيزِ الدَّارِمِيِّ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ فِي سَوَالِ الْقَبْرِ فَيَقُولُ (اِی المیت) اَلَا سَلَامٌ وِیْنِیْ وَ مُحَمَّدٌ نَبِیِّیْ وَ هُوَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ یَقُولُوْنَ لَهُ صَدَقْتَ (رواہ ابن ابی الدنیا والبیہقی کذا فی الدر المنثور للسيوطی ص ۱۲۵ ج ۶)۔

ترجمہ ۱۔ "حضرت تميم دارمیؓ ایک طویل حدیث کے ذیل میں سوال قبر کے بارے میں روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (شکوہ بخیر کے جواب میں) مسلمان کہے گا کہ میرا دین اسلام ہے، اور میرے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور وہ خاتم النبیینؐ ہیں، شکوہ بخیر یہ شکوہ کہیں گے کہ تو نے سچ کہا۔ روایت کیا اس کو ابن ابی الدنیا اور ابویہقی نے (منقول از درمنثور، صفحہ ۱۶۵ جلد ۶)۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مسئلہ ختم نبوت ایمان کا اس قدر اہم جزو ہو کہ قبر کے متعلق سوال و جواب میں بھی اس کی شہادت دی جاتی ہے۔

حدیث نمبر ۵۹ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ آدَمَ أَخْبَرَهُ بِنَبِيِّهِ فَجَعَلَ يَرَى فَمَسَائِلَ بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ فَرَأَى نُورًا سَاطِعًا فِي أَمْقَلِهِمْ قَالَ يَا رَبِّ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا ابْنُكَ أَحْمَدُ هُوَ الْأَوَّلُ وَهُوَ الْآخِرُ وَهُوَ شَافِعٌ وَأَوَّلُ مُشَقِّعٍ (رواہ ابن عساکر کذا فی الکتر)۔

ترجمہ ۱۰۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کو اپنی اولاد پر مطلع فرمایا، آدم ان میں دیکھ رہے تھے کہ بعض بعض پر فضیلت رکھتے ہیں، پس ان سب کے نیچے کی جانب میں ایک نور دیکھا، تو عرض کیا کہ اے میرے پروردگار یہ کون ہے؟ ارشاد ہوا کہ یہ آپ کے بیٹے احمد ہیں، وہی سب سے پہلے نبی ہیں اور وہی سب سے آخری ہیں، اور قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کرنے والے اور مقبول الشفاعت ہوں گے (روایت کیا اس کو ابن عساکر نے) (از کثر)

حدیث نمبر ۶۰ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَمَّا نَزَلَ آدَمُ بِالْمَنْدِي وَاسْتَوْحَشَ فَنَزَلَ جِبْرِيلُ فَنَادَى بِأَذْنِ اللَّهِ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ مَرَّتَيْنِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَرَّتَيْنِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ مَرَّتَيْنِ قَالَ آدَمُ لِحَبْرِي مَنْ

مُحَمَّدٌ قَالَ أَخِي وَلَدِي مِنَ الْأَنْبِيَاءِ (مسند ابن عساکر، کذا فی الکتر)

ترجمہ ۱۱۔ حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدم ہندوستان میں نازل ہوئے (مگر تنہائی کی وجہ سے) ان کو وحشت ہوئی تو جبریل علیہ السلام نازل ہوئے، اور اذان پڑھی، اللہ اکبر اللہ اکبر دو مرتبہ، اشہدان لا الہ الا اللہ دو مرتبہ، اشہدان محمد رسول اللہ دو مرتبہ۔ آدم نے جبریل امین سے دریافت کیا کہ محمد کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ انبیاء میں سے آپ کے سب سے آخری بیٹے ہیں

(روایت کیا اس کو ابن عساکر نے) (کترالعمال، ص ۱۱۱ جلد ۶) ۴

اور خصائص کبریٰ جلد ۱ میں اسی حدیث کو بحوالہ علیہ ابو نعیم بھی نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر ۶۱ | عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فِي خُطْبَتِهِ يَوْمَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَا بَقِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ فَاغْبُدُوا رَبَّكُمْ وَصَلُّوا أَخْسَكُمْ وَصُومُوا أَشْرَكُمْ وَأَذُوا ذَلُولَةَ أَمْوَالِكُمْ طَيْبَةً بِهَا أَنْفُسُكُمْ وَأَطِيعُوا أَوْلَاةَ أُمُورِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ (کذا فی منتخب الکتر علی هامش مسند احمد)

ترجمہ ۱۔ حضرت ابوامامہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جہاں الوطاع کے خطبہ میں فرمایا اے لوگو! نہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ تمہارے بعد کوئی امت خسر داد! اپنے رب کی عبادت کرتے رہو، اور پانچ نمازیں پڑھتے رہو اور رمضان کے روزے رکھتے رہو، اور اپنے احوال کی زکوٰۃ خوش دلی کے ساتھ دیتے رہو اور اپنے خلفاء اور حکام کی اطاعت کرتے رہو تو تم اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے (مفتی کتر علی حاشیہ مسند امام احمد، ص ۳۹۱ ج ۲) ۴

فائدہ ۱۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ کے بعد کوئی نبی کسی قسم کا نہیں ہو سکتا، نہ تشریفی نہ غیر تشریفی، اور مرزا صاحب کا ایسا ذکر وہ بروزی بظلی، لغوی جزئی وغیرہ۔ کیونکہ اگر کسی قسم کا کوئی نبی بعد میں آنے والا ہوتا تو ضروری تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اطاعت امت کے لئے اولی الامر کی اطاعت سے زیادہ ضروری قرار دے کر اس کی تاکید کو مقدم فرماتے، حالانکہ حدیث میں صرف اولی الامر کی اطاعت کے حکم پر بس کیا گیا ہے۔

حدیث نمبر ۶۲ | عَنْ نَعِيمِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ كَذَّابًا كُلُّهُمْ يُزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ (رواه الطبرانی)

ترجمہ ۱۔ حضرت نعیم بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تین دجال نہ پیدا ہوں، جن میں سے ہر ایک کا یہ دعویٰ ہو کہ میں نبی ہوں (طبرانی) ۵

حدیث نمبر ۶۳ | عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو اللَّيْثِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ كَذَّابًا كُلُّهُمْ يُزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ (رواه ابن ابی شیبہ)

”حضرت عبید اللہ بن عمروؓ و لیثیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ اس سے پہلے تین کذاب نہ پیدا ہو چکیں، جن میں سے ہر ایک یہ کہتا ہو کہ میں نبی ہوں (روایت فرمایا ابن ابی شیبہ نے) ۶

حدیث نمبر ۶۴ | عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ أَكْثَرُ النَّاسِ فِي أَمْرِ مَسِيئَةٍ الْكَذَّابُ

قَبْلَ أَنْ يَقُولَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ شَيْئًا ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فِي شَأْنِ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي قَدْ أَكْثَرْتُمْ فِي شَأْنِهِ فَإِنَّهُ كَذَّابٌ بَيْنَ ثَلَاثَيْنِ يَخْرُجُونَ قَبْلَ الدَّجَالِ (رواه الطحاوی فی مسند الاممیین)

ترجمہ ۱۔ " حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ مسیلہ کذاب کے بارے میں جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہیں فرمایا تھا اس وقت تک لوگوں میں چھ میگوئیاں ہو رہی تھیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز خطبہ دیا اور بعد حمد و صلوٰۃ کے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص جس کے بارے میں تم رائے زنی کر رہے ہو وہ تین کذابوں میں سے ایک کذاب ہے جو دجال اکبر سے پہلے نکلیں گے (دیکھو شکل اکابر طحاوی ص ۱۰۴ ج ۱) ۴

حدیث نمبر ۶۵ | عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ نُوفَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدَ أُمَّتِي (رواه البيهقي في كتاب التذوي)

ترجمہ ۱۔ " حضرت ضحاک بن نوفلؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں ہوگی (طبرانی اور بیہقی نے روایت فرمایا ہے) ۵

حدیث نمبر ۶۶ | عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أُسْرِيَ بِي إِلَى السَّمَاءِ قَرَّبَنِي رَبِّي اللَّهُ تَعَالَى حَتَّى كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ كَقَابِ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى قَالَ يَا حَبِيبِي يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَيْكَ يَا رَبِّ قَالَ هَلْ غَمٌّ إِنْ جَعَلْتُكَ أَخِيَرِ النَّبِيِّينَ قُلْتُ لَا يَا رَبِّ قَالَ يَا حَبِيبِي هَلْ غَمٌّ أَمَّتِكَ إِنْ جَعَلْتُكُمْ أَخِيَرِ الْأُمَمِ قُلْتُ لَا يَا رَبِّ قَالَ أَبْلَغُ عَنِّي السَّلَامَ وَ أَخِيَرُهُمْ إِيَّيْ جَعَلْتُكُمْ أَخِيَرِ الْأُمَمِ (رواه الخطيب والذيلي) (كذا في الكفر ص ۱۱ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ " حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شبِ اسری میں جب مجھے آسمان پر لے گئے تو مجھے میرے رب اللہ تعالیٰ نے اتنا قریب فرمایا کہ قاب قوسین (دوکانوں کی مقدار) کا فاصلہ درمیان میں رہ گیا یا اس سے بھی کم ہو

اور آواز دی اے میرے محبوب اے محمد! میں نے عرض کیا کہ حاضر ہوں، اے میرے پروردگار۔ پھر ارشاد ہوا کہ کیا تمہیں یہ ناگوار ہے کہ میں نے تمہیں آخر التبعین کو آیا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر ارشاد ہوا کہ کیا تمہیں یہ ناگوار ہے کہ ہم نے تمہاری امت کو آخر الام بنادیا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں اے میرے رب، ایسا نہیں، پھر فرمایا کہ اپنی امت کو میرا سلام پہنچا دو اور کہہ دو کہ میں نے تمہیں آخر الام کر دیا (روایت کیا اس کو خطیب اور دہلی نے) (کنزانی الکتر ۱۳۲ ج ۲) ۵

حدیث نمبر ۶۷ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ عَنْهُ الشَّيْخُ مَلِكٌ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِذَا أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْ نُوحٍ آلِهِ قَالُوا كُنْتُ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ وَآخِرُهُمْ فِي الْبَعْثِ (رواہ ابن ابی حاتم وابن مردويه وابو نعیم فی الدلائل ملہ والدہلی وابن عساکر وابن ابی شیبہ وابن جریر وابن سعد (کنزانی تفسیر ابن کثیر، ص ۸۹ ج ۸ طبع قدیم مع بغوی والدہ المنشور ۱۳۵۵ھ کنز العمال ۱۳۲ ج ۶)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ وَإِذَا أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ میں باعتبار اصل خلقت کے سب سے پہلا نبی ہوں اور باعتبار بعثت کے سب سے آخری (روایت کیا اس کو ابن ابی حاتم نے، ابن مردويه اور ابو نعیم نے دلائل النبوة ملا میں نیز ابن عساکر ابن شیبہ اور ابن جریر ابن سعد نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے (دیکھو تفسیر ابن کثیر صفحہ ۸۹ جلد ۸، اور درمنثور ۱۳۵ جلد ۸، اور کنز العمال ۱۳۲ ج ۶) ۵

حدیث نمبر ۶۸ | عَنْ قَتَادَةَ كُنْتُ أَوَّلَ النَّاسِ فِي الْخَلْقِ وَآخِرُهُمْ فِي الْبَعْثِ (رواہ ابن سعد مرسلًا وکنزانی الکتر ۱۳۲ ج ۶ ورواہ ابن ابی شیبہ مسندًا عنہ، کنزانی الدس ۱۸۳ ج ۵)

ترجمہ :- حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں باعتبار اصل خلقت کے سب انسانوں سے پہلا ہوں اور باعتبار بعثت کے سب انبیاء سے آخری (روایت کیا اس کو ابن سعد نے مرسلًا اور ابن ابی شیبہ نے مسندًا) (دیکھو درمنثور ۱۳۵ ج ۸)

حدیث نمبر ۶۹ | عَنْ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ

أَخَصِّمُكَ بِالشُّبُوهِ وَلَا نُبُوهَ بَعْدِي وَتُخَفِّصُهُ بِسَبْعٍ لَا يُعَاجِلُكَ فِيهَا

أَحَدٌ أَنْتَ أَوْ لَتُهُمْ إِيْمَانًا (رواه ابو نعیم فی الحلیۃ، (کذا فی الکترۃ ص ۶۱)

ترجمہ ۱۔ "حضرت معاذ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی! میں نبوت

میں تمہارے ساتھ مقابلہ کیا جاتا ہوں، مگر میرے بعد نبوت نہیں ہو سکتی، اور تم سب

چیزوں میں مقابلہ کئے جاؤ گے جن میں کوئی تم سے بڑھ نہ سکے گا، ان میں سے ایک یہ

ہے کہ تم ان میں سب سے پہلے ایمان لانے والے ہو (روایت کیا اس کو ابو نعیم نے علیہ

س، (کنز العمال، صفحہ ۱۵۶ ج ۶) "

حدیث نمبر ۷۰ | وَ عَنْ أَنَسٍ رَفَعَهُ أَنَّ الرِّسَالَةَ وَالشُّبُوهَ قَدْ انْقَطَعَتْ لِلْأَنْبِيَاءِ

بَعْدِي وَلَا رَسُولَ وَلَا لَكِنْ بَقِيَتْ الْمُبَشَّرَاتُ قَالُوا وَمَا الْمُبَشَّرَاتُ

قَالَ رُؤْيَا الْمُسْلِمِينَ جُزْءٌ مِنْ أَجْزَاءِ الشُّبُوهِ أَخْرَجَهُ ابُو بَعْلَى (الفتح ص ۲۳۲ ج ۱۲)

ترجمہ ۲۔ "حضرت انس فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسالت اور

نبوت منقطع ہو گئی اور میرے بعد نہ کوئی نبی ہو سکتا ہے نہ رسول، لیکن مبشرات باقی

رہ گئے ہیں، صحابہ نے عرض کیا کہ مبشرات سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں

کے خواب جو کہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک جز ہیں (روایت کیا اس کو ابو بعلی نے)

دیکھو فتح الباری، صفحہ ۲۳۲ جلد ۱۲) "

فائدہ ۱۔ اس حدیث کی مفصل تحقیق تو پہلے گزر چکی ہے، اور جو مطلب اس جگہ

عرض کیا گیا ہے اُس کے متعلق یہ حدیث بہت صاف دلیل ہے، اس میں خود تصریح ہے کہ

نبوت موجود نہیں بلکہ اس کا ایک جُزء موجود ہے۔

حدیث نمبر ۷۱ | عَنْ سَهْلِ بْنِ السَّاعِدِيِّ قَالَ اسْتَأْذَنَ الْقَبَّاسُ عَنْ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْهَجْرَةِ فَلَكَتَبَ إِلَيْهِ يَا عَمِّ أَتَيْتُ مَكَانَكَ أَنْتَ

بِهِ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ خَلَّمَ بِكَ الْهَجْرَةَ كَمَا خَلَّمَ بِي النَّبِيَّ (رواه

الطبرانی وابو نعیم وابو بعلی وابن عساکر وابن النجار، (من الکتاب

" حضرت سہل بن الساعدی فرماتے ہیں کہ حضرت عباسؓ نے مسلمان ہو کر آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے فرمایا کہ اے عمو! اپنی جگہ

ٹھہرے رہو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ہجرت ختم کر دی جس طرح کہ مجھ پر انبیاء ختم کر دیئے گئے (روایت کیا اس کو طبرانی، ابونعیم، ابویعلیٰ، ابن عساکر و ابن نجاصہ و کثیر المال) منقطع مکہ کے بعد چونکہ مکہ خود دارالاسلام ہو گیا تھا اس لئے وہاں ہجرت کرنے کی اجازت نہیں دی۔

حدیث نمبر ۷۱ | عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَفْتُكَ أَنْ تَكُونَ خَلِيفَتِي قُلْتُ أَتَخَلِّفُ عَنْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَلَا تَرَى أَنَّ تَكُونَ مِنِّي بِسَزِيلَةٍ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا بَيْنَ بَعْدِي (رواہ الطبرانی فی الاوسط)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس لئے تمہیں پیچھے چھوڑا ہے کہ تم مکان پر میرے قائم مقام رہو، میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا میں آپ سے ظمہ و ہوں گا؟ آپ نے فرمایا کہ کیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ تم مجھ سے ایسے ہو جیسے موسیٰ سے ہارون، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا (اس لئے تم ہارون کی طرح نبی نہیں) (روایت کیا طبرانی نے معجم اوسط میں)“

حدیث نمبر ۷۲ | وَ عَنْ عُمَرَ بْنِ مَرْثَدَةَ عَنِ الْخَطِيبِ (كَذَانِي كُنْزِ الدِّينِ ج ۱ ص ۶۱۵) ”حضرت عمرؓ نے بھی بعینہ اسی مضمون کی حدیث روایت فرمائی جس کو خطیب نے

نقل فرمایا ہے (دیکھو کنز العمال، صفحہ ۱۵۴، جلد ۱)“

حدیث نمبر ۷۳ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ عِنْدَ الطَّبْرَانِيِّ فِي الْكَبِيرِ (كَذَانِي كُنْزِ الدِّينِ ج ۱ ص ۶۱۵) ترجمہ ۱۔ ”حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی بعینہ اسی مضمون مرفوعاً مروی ہے جس کی طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے (دیکھو کنز، صفحہ ۱۵۴، جلد ۱)“

حدیث نمبر ۷۴ | عَنْ حَبِشَةَ بِنْتِ جَدَادَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ أَنْتَ مِنِّي بِسَزِيلَةٍ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا بَيْنَ بَعْدِي (رواہ ابونعیم، کذانی الکفر)

ترجمہ ۲۔ ”اسی مضمون کی حدیث حضرت حبشہ بنت جنادہؓ نے بھی بیان فرمائی ہے جس کو ابونعیم نے روایت کیا ہے (کذانی الکفر)“

حدیث نمبر ۷۵ | عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَا عَلِيُّ اَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى اِلَّا اَنْهُ لَا يَنْبَغِي بَعْدِي
(رواہ الطبرانی)

ترجمہ ۱۔ "حضرت اسما بنت عمیسؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علیؓ! تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے ہارونؑ موسیٰؑ کے ساتھ، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا (طبرانی)

حدیث نمبر ۷۱ | عَنْ مَا لِيْلَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ
كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُثْمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (رواہ الخلیب)

ترجمہ ۱۔ "حضرت مالکؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن الخطابؓ ہوتے (روایت کیا اس کو خطیب نے)۔
اس حدیث کی تحقیق گندھکی ہے اور مطلب ظاہر ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ میں اگرچہ کمالات نبوت سے حصہ دامن موجود ہے، مگر چونکہ آپؐ کے بعد دروانہ نبوت بند ہے، اس لئے عہدہ نبوت ان کو نہیں دیا گیا۔

حدیث نمبر ۷۲ | عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَنَا خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِي خَاتِمُ مَسَاجِدِ الْأَنْبِيَاءِ (رواہ

الدیلمی وابن النجار والبخاری) (من الکثر)

ترجمہ ۱۔ "حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد مساجد انبیاء کی خاتم ہے (روایت کیا اس کو دیلمی، بخاری، ابن خبار نے) (از کثر العمال)۔

حدیث کا مطلب صاف ہے کہ میرے بعد نہ کوئی اور نبی پیدا ہوگا اور نہ کوئی اور مسجد نبی کی تیار ہوگی۔

حدیث نمبر ۷۳ | عَنْ الْحَسَنِ مُوسَلًّا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَنَا رَسُولُ مَنْ اُدْرِكُ حَيَاتًا وَمَنْ يُوَلِّدُ بَعْدِي (رواہ ابن

سعد) (من الکثر، ص ۱۰۱، ج ۶)

ترجمہ ۱۔ "حضرت حسنؓ مرسلاروایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس شخص کا بھی رسول ہوں جس کو میں زندگی میں پالوں اور اس شخص کا بھی جو میرے

بعد پیدا ہوگا۔ (روایت کیا اس کو ابن سعد نے، دیکھو کثر العمال ملا ۱۶) اور
خصائص کبریٰ، صفحہ ۱۸۸ جلد ۱ :-

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت تک جو انسان پیدا ہوگا اس کے نبی صرف
آپ ہی ہیں اور کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

حدیث نمبر ۸۷ | عَنْ أَبِي ثَلَيْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةٌ بَعْدِي كُنتُ نَارَ عِبْدٍ وَارَبِّكُمْ وَأَقِيمُوا حُكْمَكُمْ
وَصُومُوا شَهْرَكُمْ وَأَطِيعُوا أَوْلَاءَ أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ
(رواہ الطبرانی والبخاری، (من الککنز)

ترجمہ :- حضرت ابو ثعلیبہ فرماتے ہیں رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد
کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہوگی۔ پس تم اپنے پروردگار کی
عبادت کرتے رہو اور پانچوں نمازیں (ٹھیک وقت پر موافق شرط) پڑھتے رہو،
اور ماہ رمضان کے روزے رکھتے رہو اور اپنے مسلمان حکام کی اطاعت کرتے رہو تو
تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو گے (روایت کیا اس کے طبرانی اور بخاری نے) (کثر العمال)

حدیث نمبر ۸۸ | عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَمْ يُبْعَثْ نَبِيٌّ قَطُّ إِلَّا كَانَ فِي أُمَّتِهِ مَنْ يُحَدِّثُ فَإِنْ
يَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَعُوْهُمْ (رواہ ابن عساکر، (من الککنز)

ترجمہ :- حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
مجھ سے پہلے کوئی نبی نہیں بھیجا گیا، جس کی امت میں کوئی محدث نہ ہو، اگر ان میں سے
کوئی میری امت میں بھی ہے تو وہ عمر میں (روایت کیا اس کو ابن عساکر نے) اور
کثر :- اور خصائص کبریٰ ملا ۱۲۲ میں اسی حدیث کو بحوالہ طبرانی نقل کیا ہے۔

پہلے گزر چکا ہے کہ جب حضرت عمرؓ کے لئے آپ نے صاف محدث کا درجہ بیان
فرمایا ہے، حالانکہ دوسری احادیث میں یہ بھی موجود ہے کہ اس امت میں کوئی نبی
ہوتا تو وہ عمرؓ ہی ہوسکتے تھے، تو جب باایں ہمہ حضرت عمرؓ کے لئے درجہ نبوت حاصل
نہیں ہے، تو صاف ثابت ہوا کہ آپ کے بعد کسی کے لئے یہ درجہ ملنے والا نہیں ہو۔

حدیث نمبر ۸۹ | عَنْ عَقِيلِ بْنِ أَبِي مَالٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَا عَقِيلُ وَاللَّهِ لَا حِجَّتَ لِحَمَلَتَيْنِ لِقَاءِ ابْنِكَ وَلِحُبِّ ابْنِ طَالِبٍ
إِيَّاكَ وَأَمَّا أَنْتَ يَا جَعْفَرُ فَخُلُقُكَ يُشَبِّهُ خُلُقِي وَأَمَّا أَنْتَ يَا عَلِيُّ
فَأَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكَرٍ

ترجمہ :- حضرت عقیل بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی ! تم مجھ سے اُس درجہ میں ہو جس میں موسیٰ سے ہارون تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا (ابن عساکر، ذکر اعمال)۔

حدیث نمبر ۸۲ | عَنْ أَبِي الْقُضَيْلِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْتَ لِي عِنْدَ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ عَشْرُ أَسْمَاءَ مُحَمَّدٌ، أَحْمَدُ وَأَبُو الْقَاسِمِ
وَالْقَاسِمُ وَالْخَاسِمُ وَالْمُتَاسِي وَالْعَاقِبُ وَالْحَاشِي وَطَهُ.
(رواه ابن عساکر وابن عدی فی الکامل) (من الکفر ص ۱۱۶ ج ۶)۔

ترجمہ :- حضرت ابو القضیلؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے پروردگار کے نزدیک میرے دس نام ہیں۔ محمد، احمد، ابو القاسم، قاسم، فاتح، خاتم، ناجی، عاقب، حاشر، یس، طہ (بروایت ابن عساکر و ابن عدی، ذکر، صفحہ ۱۱۶، جلد ۱)۔

حدیث نمبر ۸۳ | عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعًا أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَالْحَاشِي الَّذِي
أُخْشِرُ النَّاسَ عَلَى قَدَمِي (من الکفر ص ۶ بروایہ طبرانی)

ترجمہ :- حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں محمد ہوں، ادا احمد، اور حاشر کہ میرے زمانہ میں لوگوں کا حشر ہوگا (طبرانی، ذکر، صفحہ ۱۱۶ ج ۶)۔ پہلے گزر چکا ہے کہ اس حدیث کا حامل آپ کا آخر النبیین ہونا ہے۔

حدیث نمبر ۸۴ | عَنْ حُذَيْفَةَ مِثْلَهُ (رواه سعید بن منصور فی سننہ من الکفر ص ۶ ج ۶)
ترجمہ :- حضرت حذیفہؓ نے بھی اسی مضمون کی حدیث سعید بن منصور نے اپنے سنن میں روایت فرمائی ہے (دیکھو ذکر اعمال صفحہ ۱۱۶ جلد ۱ اور خصائص میں بحوالہ ترمذی وغیرہ)۔

حدیث نمبر ۸۵ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا مُحَمَّدٌ وَالْحَاشِي وَالْمُقْتَلَى وَالْخَاسِمُ رَوَاهُ الْخَطِيبُ
(ابن عساکر، من الکفر ص ۱۱۶ ج ۶)

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں احمد ہوں اور محمد ہوں اور حاشر ہوں اور مٹفی اور خاتم (روایت کیا اس کو خطیب اور ابن عساکر نے) (کنز العمال، صفحہ ۱۱۶ جلد ۲)۔

ان سب احادیث میں جو اسماء گرامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں ان میں کئی ایسے ہیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں جیسا کہ اس سے پہلے تفصیل گذر چکا ہے۔

حدیث نمبر ۸۷ | عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ بَدَأَ هَذَا الْأَمْرَ نُبُوءَةً وَرَحْمَةً وَكَأَيُّهَا خِلَافَةٌ وَرَحْمَةً وَكَأَيُّهَا مُلْكًا عَصُومًا وَكَأَيُّهَا عُتُوًّا وَجَبْرِيَّةٌ وَفَسَادًا فِي الْأُمَّةِ (رواه الطبرانی في الكبير، كذا في الكنز، ص ۲۹ ج ۶)

ترجمہ۔ "حضرت ابومالک اشعریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کو نبوت اور رحمت بنا کر شروع کیا اور پھر (کچھ دنوں کے بعد) خلافت اور رحمت ہونے والی ہے، اور پھر (کچھ دنوں کے بعد) ملک عصوص (یعنی مفسر سلطنت) ہونے والی ہے اور پھر تکبر اور جبر اور امت میں فساد ہونے والا ہے۔ (روایت کیا اس کو طبرانی نے معجم کبیر میں) (دیکھو کنز العمال ص ۲۹ ج ۶)۔"

حدیث نمبر ۸۸ | عَنْ مُعَاذِ بْنِ مَرْثُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رواه ابوداؤد الطيالسی والبیہقی فی السنن) (من الکنز، ص ۲۹ ج ۶)

ترجمہ۔ "حضرت معاذ بن مرثودؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث ابوداؤد طیالسی نے اور بیہقی نے سنن میں روایت کی ہے (کنز العمال، صفحہ ۲۹ جلد ۲)۔"

حدیث نمبر ۸۹ | عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لَمْ يَبْقَ بَعْدِي مِنَ الْمُبَشِّرَاتِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الرَّجُلُ أَذْثُرِي لَهُ (رواه البيهقي في الشعب) (من الكنز، ص ۳۳ ج ۸)

ترجمہ۔ "حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد مبشرات میں سوائے اچھے خوابوں کے کچھ باقی نہیں رہا (یعنی سلسلہ وحی منقطع ہو گیا) اور اب مبشرات میں سے مرث خواب کی صورت رہ گئی۔"

حدیث نمبر ۹۰ | عَنْ عِصْمَةَ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ
كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عَمْرُو بْنُ الْخَطَّابِ (رواه الطبرانی، من الکبیر ۱۳۳)
ترجمہ: حضرت عاصم بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطابؓ ہوتے (روایت کیا اس حدیث کو طبرانی
نے) (از کنز العمال صفحہ ۱۴۶ ج ۶) ۵

اور پہلے احادیث میں گزر چکا ہے کہ حضرت عمرؓ نبی نہیں ہیں، لہذا معلوم ہوا کہ آپ
کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

حدیث نمبر ۹۱ | عَنْ مَعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
حَدِيثٍ طَوِيلٍ فِي الْفِتَنِ مَتَا سَخَبِ الشُّبُوءَةِ نَصَارَتٌ مُلْكًا عَصُومًا
رَحِمَ اللَّهُ مَنْ أَخَذَهَا بِالْحَقِّ خُرُوجٍ مِنْهَا كَمَا دَخَلَهَا (رواه الطبرانی
فی الکبیر، (کنز فی الکبیر، ص ۳۹ ج ۶)

ترجمہ: حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتن کو بیان کرتے ہوئے
ایک طویل حدیث میں فرمایا کہ نبوت منقطع ہو گئی اور اب ملک عصوص
اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے جو اس ملک کو حق کے موافق لے، اور اس سے اسی طرح
پاک و صاف نکل جائے جس طرح داخل ہوا تھا (روایت کیا اس کو طبرانی نے
معجم کبیر میں، (کنز صفحہ ۳۹ جلد ۶) ۵

حدیث نمبر ۹۲ | عَنْ قَتَادَةَ قَالَ ذُكِرْنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرُهُ إِلَى الْكُعْبَةِ نَحْنُ نَكْمِلُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
سَبْعِينَ أُمَّةً نَحْنُ آخِرُهَا وَخَيْرُهَا (رواه ابن جریر فی تفسیر قولہ
كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ (الآیۃ)، (کنز فی الدرس، ص ۶۳ ج ۶)

ترجمہ: حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
ایک روز کعبہ سے کمر مبارک لٹکائے ہوئے بیٹھے تھے اس وقت فرمایا کہ ہم سترائیں
پوری کریں گے جن میں ہم سب سے آخر اور سب سے بہتر ہوں گے، اس کو ابن جریر نے
آیت كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ کی تفسیر میں نقل فرمایا ہے (دیکھو در منثور، صفحہ ۶۳ جلد ۶) ۵
حدیث نمبر ۹۳ | عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَزْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ سَبْعُونَ

أُمَّةٌ نَحْنُ أَخِرُهَا وَخَيْرُهَا رَوَاهُ الْمَادِرِيُّ، كَذَا فِي الْكَتْمَةِ ۳۲ ج ۶
ترجمہ: حضرت محمد بن حزمؒ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ستر امتیں پوری ہو جائیں گی جن میں ہم سب آخر اور سب بہتر ہوں گے، روایت کیا اس کو مادر دی نے۔ (ازکثر، ص ۲۳۲ ج ۶) ۵

حدیث نمبر ۹۲ | عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سُرَّةَ وَمِنْ الشَّيْخِ مَلِكٍ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ أُمَّتِي كَمَثَلِ نِقَةٍ قَامَ عَلَيْهَا صَاجِبُهَا فَاخْتَدَمَ رَوَّالُهَا وَهَيَّا مَسَاكِينَهَا وَخَلَقَ مَسْفَعَهَا فَطَعَمَ عَامًّا فَوْجًا وَعَامًّا فَوْجًا فَلَعَلَّ خَيْرَهَا طَعْمًا أَنْ يَكُونُوا أَجُودَ هَمًّا قِيَوَانًا وَأَهْلُو لَعْمًا شُرَاحًا وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ لِيَجِدَنَّ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ فِي أُمَّتِي خُلَفَاءَ مِنْ خَوَارِجِهِ رَوَاهُ ابُو نَعِيمٍ، كَذَا فِي الْكَتْمَةِ ۳۵ جلد ۶

ترجمہ: حضرت عبدالرحمن بن سُرَّةؒ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی باغ والا اپنے باغ کا پورا حق ادا کرے اور اس کی گولیں گہری اور اس کی ٹھیکیں درست اور اس کے درختوں کی شاخ بریکے پھر ایک سال اس کے پھل ایک فوج کو کھلائے اور دوسرے سال دوسری فوج کو (اسی طرح ہر سال ایک فوج کو کھلاتا ہے) تو شاید وہ فوج جو آخر میں کھائے گی، اُس کے پھل عود ہوں گے، اور اُن کے خوشے لائے ہوں گے۔ اُس ذات قدوس کی قسم جس نے دین حق کے ساتھ مجھے بھیجا ہے کہ عیسیٰ (جب نزول فرمائیں گے) تو میری امت میں اپنے خوارین کے قائم مقام لوگ پائیں گے (روایت کیا اس کو ابونعیم نے) (ازکثر العمال صفحہ ۲۲۵ ج ۶) ۵

حدیث نمبر ۹۵ | عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَسُولًا إِذَا بُعِثَ خَاتِمًا وَفَاتِحًا دُعِيتُ جَوَامِيعَ الْكَلِمَةِ وَفَوَاتِحُهَا رَوَاهُ ابُو بَيْهَقٍ فِي الشَّعْبِ (كَذَا فِي الْكَتْمَةِ ۳۱ ج ۶)

ترجمہ: حضرت ابوقتادہؒ رسولاً روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں فاتح اور خاتم بن کر بھیجا گیا ہوں (یعنی اصل خلقت میں سب سے پہلے اور بعثت نبوت میں سب سے آخر) اور

مجھے جانشینِ حکیم اور نواحِ حکیم دیئے گئے ہیں۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الیہان میں (از کتر العمال، صفحہ ۱۰۶ جلد ۶)۔

حدیث نمبر ۹۶ | عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ مَرْثُوْعًا إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَدْرَكَ بِي فِي الْآخِرِ الْمَرْجُوِّ وَاخْتَارَنِي اخْتِيَارًا فَتَخَنُ الْآخِرُونَ وَتَخَنُ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (رواہ الدارمی، من الکتر، ص ۱۱۰ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت عمرو بن قیسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک امرِ منتظر کے لئے چنا لیا ہے، اور مجھے انتخاب فرمایا ہے، پس ہم قیامت کے روز آخرین ہوں گے اور ہم ہی سابقین ہوں گے۔ روایت کیا اس کو دارمی نے (کتر، صفحہ ۱۱۰ ج ۶)۔

حدیث نمبر ۹۷ | عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ الْعَرَشَ كَتَبَ عَلَيْهِ مِنْ نُورِ طُولِ الْعِلْمِ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَبِهِ أُخِذَ وَبِهِ أُعْطِيَ وَامْتَهُ أَنْفُضُ الْأَمَمِ وَأَفْضَلُهُ أَبُو بَكْرٍ (رواہ الرافعی، من الکتر، ص ۱۳۸ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا کیا تو اس پر نور سے یہ کلمہ لکھا، قلم کا طول اتنا تھا جتنا مغرب سے مشرق کا فاصلہ، البتہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد اللہ کے رسول ہیں انہی کی وجہ سے اطاعت نہ کرنے پر مواخذہ کروں گا اور انہی کی وجہ سے اطاعت کرنے پر عطا کروں گا، ان کی امت تمام امتوں پر افضل ہے اور پھر ساری امت میں ابو بکرؓ افضل ہیں، روایت کیا اس کو رافعی نے (کتر، ص ۱۳۸ ج ۶)۔

حدیث کی تصریح سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ تمام امتِ محمدیہ سے افضل ترین مسند ہیں، حالانکہ وہ نبی نہیں ہیں، جس سے صاف ثابت ہوا کہ اس امت

لے خصائصِ کبریٰ صفحہ ۱۹۴ جلد ۲ میں ابن شہاب سے نقل کیا ہے کہ جو امح الکلم سے مراد یہ ہے کہ پہلے انبیاء کی وحی میں جو بہت سے امر لکھے جاتے تھے وہ آپ کے لئے ایک یاد دہانی میں جمع کر دیئے گئے، انہی اور نواحِ حکم سے مراد وہ کلمات ہیں جو کسی مستقل علم کا باب کھول دیتے ہیں ۱۱ نہ

میں کوئی نبی نہیں ہو سکتا، ورنہ لازم آئے گا کہ غیر نبی (ابوبکرؓ) نبی سے بڑھ جائے، حالانکہ یہ ناممکن ہے۔

حدیث نمبر ۹۸ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا وَحْيَ إِلَّا الْقُرْآنُ رَكْنٌ فِي الْمَقْصَصِ مِنْ مُشْكَلِ الْأَنْبَاءِ (ص ۴۵۲)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قرآن کے سوا کوئی وحی نہیں، (دیکھو معقروں میں مشکل الآثار، صفحہ ۴۵۲)“

مراد یہ ہے کہ قرآن کے بعد اور کوئی جدید آسمانی کتاب نہیں آ سکتی۔

حدیث نمبر ۹۹ | عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِي عِنْدَ رَبِّي عَشْرٌ أَسْمَاءَ قَالَ أَبُو الطُّفَيْلِ حَفِظْتُ مِنْهَا ثَمَانِيَةَ مُحَمَّدٌ وَآحَمَدُ وَأَبُو الْقَاسِمِ وَالْقَاتِمُ وَالْخَاتِمُ وَالْعَاقِبُ وَالْخَاشِئُ وَالْمُتَّحِي (رواه ابونعیم فی الدلائل ص ۱۲)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت ابوالطفیلؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے پروردگار کے نزدیک میرے دس نام ہیں (ابوالطفیل کہتے ہیں) کہ مجھ ان میں سے آٹھ یاد رہ گئے وہ یہ ہیں محمد، احمد، ابوالقاسم، فاتح، خاتم، عاقب، شاہی (دیکھو دلائل النبوة، ابونعیم، صفحہ ۱۲)“

حدیث نمبر ۱۰۰ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِي السُّبُورَةُ وَلكُمْ الْخِلَافَةُ (رواه ابن عساکر) (من الکفر ص ۱۸۰ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے لئے نبوت ہے اور تمہارے لئے خلافت، روایت کیا اس کو ابن عساکر نے، (از کثر العمال ص ۱۸۰ ج ۶)“

حدیث کی تقسیم سے معلوم ہوا کہ اس امت میں سب سے بڑے نبوت کے محض خلافت ہی نبوت صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔

حدیث نمبر ۱۰۱ | عَنِ ابْنِ شِهَابٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْمَئِنَّ يَا عَمَّ فَإِنَّكَ خَاتِمُ الْمُرْسَلِينَ فِي الْمُرْسَلَةِ كَمَا أَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ فِي النَّبُوتَةِ (كذا فی الکفر ص ۱۸۰ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ ”ابن شہابؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے عمو! تم آرام پاؤ گے کیونکہ تم خاتم المرسلین (مبعوثین) کی طرح خاتم النبیین (نبوتوں کے خاتم) کی طرح ہو گے۔“

ترجمہ ۱۔ ابن شہابؒ مرسل روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ اے چچا آپ مطمئن رہیں (اور مکہ سے ہجرت نہ کریں) اس لئے کہ آپ ہجرت میں خاتم المہاجرین ہیں جیسے میں نبوت میں خاتم النبیین ہوں۔ روایت کیا اس کو رویانی اور ابن عساکر نے (کنز، ص ۱۷۸ ج ۶)۔

حدیث نمبر ۱۰۲ | عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ خَيْرُ النَّاسِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَبِيٌّ (رواہ الطبرانی وابن عدی فی الکامل) (من الکنز، ص ۱۳۷ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت سلمہ بن الاکوعؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر انبیاء کے سوا تمام انسانوں سے بہتر ہیں، روایت کیا اس کو طبرانی نے معجم کبیر میں اور ابن عدی نے کامل میں (کنز، صفحہ ۱۳۷ ج ۶)۔

حدیث نمبر ۱۰۳ | عَنْ عُمَرَ مَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ مَرْفُوعًا أَبُو بَكْرٍ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدِي إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَبِيٌّ (رواہ ابن عدی والطبرانی فی الکبیر والخطیب فی الملتقى والمفتق والدلیلی) (من الکنز، ص ۱۳۸ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت عمرؓ بن الاکوعؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابوبکرؓ سوائے نبی کے میرے بعد سب انسانوں سے افضل ہیں۔ روایت کیا اس کو ابن عدی نے اور طبرانی نے معجم کبیر میں، اور خطیب نے متفق و متفق میں اور دہلی نے (کنز، ص ۱۳۸ ج ۶)۔

حدیث نمبر ۱۰۴ | عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانِي جِبْرِيلُ فَقُلْتُ مَنْ يَمَاجِدُ مَعِيَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَهُوَ بَنِي أُمِّرَ أُمِّتِكَ مِنْ بَعْدِكَ وَهُوَ أَفْضَلُ أُمِّتِكَ مِنْ بَعْدِكَ (رواہ الدلیلی من الکنز، ص ۱۳۸ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تو میں نے دریافت کیا کہ میرے ساتھ ہجرت کون کرے گا؟ فرمایا ابوبکرؓ، اور وہی آپ کے بعد آپ کی امت کے خلیفہ ہوں گے اور وہ آپ کے بعد ساری امت سے افضل ہیں (کنز، ص ۱۳۸ ج ۶)۔

حدیث نمبر ۱۰۵ | عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ أَتَمْنِي أَنْ أَمَامَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ وَلَا غُرُبَتْ عَلَى أَحَدٍ بَعْدَ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ

أَفْضَلَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ (رواه ابن النجار ورجل) (من الکثر ۱۳۰ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ "حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اے ابو الدرداءؓ! کیا تم اس شخص سے آگے چلتے ہو جو تم سے دنیا و آخرت میں

افضل ہے۔ یاد رکھو کہ نبیین اور مرسلین کے بعد پورے دور شمس یعنی زمانہ میں

ابو بکرؓ سے افضل کوئی نہیں ہوا (کثر، ص ۱۳۰ ج ۶)

حدیث نمبر ۱۰۶ | عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوعًا قَالَ خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ وَ

عُمَرُ (رواه ابن عساکر - من الکثر ۱۴۳ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ "حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس

امت کے نبی کے بعد ساری امت سے افضل ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں (روایت کیا

اس کو ابن عساکر نے) (کثر، ص ۱۴۳ ج ۶) ۵

حدیث نمبر ۱۰۷ | عَنِ النَّبِيِّ مَرْفُوعًا خَيْرُ أُمَّتِي بَعْدِي أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ -

(رواه ابن عساکر - من الکثر ۱۴۲ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ "حضرت زبیرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے

بعد میری امت میں سب سے بہتر ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں (ابن عساکر) (کثر، ص ۱۴۲ ج ۶) ۶

ان تمام احادیث کا حاصل یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ تمام امت محمدیہؓ میں افضل

السان ہیں، اور بالیٰ ہمہ جب کے وہ نبی نہیں تو معلوم ہوا کہ اس امت میں کوئی نبی نہیں

ہو سکتا ورنہ غیر نبی کا نبی سے افضل ہونا لازم آئے گا۔

حدیث نمبر ۱۰۸ | عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ فَقَالَ لَا غَرَابِي

لَا أَمْنٌ بِكَ (يَعْنِي بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) حَتَّى يُوْتِيَنِي

بِكَ هَذَا الْمَنْبُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَنَا

يَا صَبُّ فَقَالَ الْمَنْبُ بِلِسَانِ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ يَفْهَمُهُ الْقَوْمُ جَمِيعًا

لَبَّيْكَ وَمَعَدُوكَ يَا رَسُولَ رَبِّ الْعَالَمِينَ قَالَ مَنْ تَعْبُدُ فَقَالَ

الَّذِي فِي السَّمَاءِ عَرْشُهُ وَفِي الْأَرْضِ سُلْطَانُهُ وَفِي الْبَحْرِ مَسِيرُهُ
 وَفِي الْجَنَّةِ رَحْمَتُهُ وَفِي النَّارِ عَذَابُهُ قَالَ فَمَنْ أَنَا قَالَ أَنْتَ رَسُولُ
 رَبِّ الْعَالَمِينَ وَخَاتِمُ النَّبِيِّينَ الْحَدِيثُ أَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي
 الْأَوْسَطِ وَالصَّغِيرِ وَابْنُ عَدَى وَالْحَاكِمُ فِي الْمَعْجَزَاتِ وَالْبَيْهَقِيُّ
 وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ عَسَاكَرٍ وَابْنُ عَدَى مِنْ يَنْظُرُ فِي حَالِهِ سَوَى
 مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ بْنِ الْوَلِيدِ الْبَصْرِيِّ السُّعْلِيِّ شَيْخُ الطَّبْرَانِيِّ وَابْنُ عَدَى وَ
 قَالَ السُّيُوطِيُّ فِي الْخَصَائِصِ ثَلَاثُ أَحَادِيثَ عَنْ طَرِيقِ أَخْرِيسَ فِيهِ
 مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ الْوَلِيدِ أَخْرَجَهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ .

ترجمہ :- حضرت عمر فاروقؓ سے ایک طویل حدیث کے ذیل میں مروی ہو کر ایک گاڑی والے
 کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی تو اس نے ایک گواہ آپ کے
 سامنے چھوڑ دی، اور کہا، میں جب تک ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ گواہ آپ
 پر ایمان نہ لائے۔ آپ نے گواہ سے خطاب کر کے فرمایا کہ بتلا میں کون ہوں؟
 گواہ نے نہایت بلیغ عربی زبان میں جس کو ساری مجلس سمجھتی تھی، کہا اللہ کی د
 سعدیک یا رسول رب العالمین، یعنی اے رب العالمین کے سچے رسول میں
 حاضر ہوں، اور آپ کی اطاعت کرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تو کس کی عبادت
 کرتی ہے؟ گواہ نے جواب دیا کہ اس ذات مقدس کی کہ آسمان میں اس کا عرش عظیم
 ہے اور زمین پر اس کا قبضہ و سلطنت ہے اور دریا میں اس کا بنایا ہوا ستہ ہوا
 جنت میں اس کی رحمت ہوا اور دوزخ میں اس کا عذاب ہو۔ آپ نے فرمایا میں کون
 ہوں؟ گواہ نے جواب دیا کہ آپ پروردگار عالم کے سچے رسول ہیں اور انبیاء
 کے ختم کرنے والے ہیں۔

اس حدیث کو طبرانی نے معجم الاوسط اور معجم صغیر میں اور ابن عدی اور حاکم نے
 معجزات میں اور بیہقی، ابونعیم، ابن عساکر نے ردایت کیا ہے (دیکھو خصائص کبریٰ
 للسیوطی صفحہ ۶۵ جلد ۲) شیخ حلال الدین سیوطیؒ اس حدیث کو نقل کرنے کے
 بعد فرماتے ہیں کہ اس کی اسناد میں کوئی ایسا شخص نہیں جس کی ثقاہت میں کلام
 کیا جائے، سوائے محمد بن علی بن الولید کے جو کہ طبرانی اور ابن عدی کے استاد ہیں

لیکن اس روایت کے لئے ایک اور طریقہ سند بھی ہے جس میں محمد بن علی بن الولید نہیں ہیں، ابو نعیم نے اسی اسناد کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے۔
الحاصل حدیث کے قابل وثوق ہونے میں کوئی تاثر نہیں ہو سکتا۔

حدیث نمبر ۱۰۹ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ عِنْدَ الْبَيْهَقِيِّ كَذَا فِي الْخِصَالِ الْكُبْرَى (ج ۶)
ترجمہ ۱۔ ”حضرت عائشہؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث بیہقی نے روایت کی ہے (دیکھو
خصائص کبیر صفحہ ۶۵ جلد ۱۲)“

حدیث نمبر ۱۱۰ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مِثْلَهُ أَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ (من الخصائص الکبری)
ترجمہ ۲۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے بعینہ اسی مضمون کی حدیث بیہقی نے روایت کی ہے (از خصائص کبری)
حدیث نمبر ۱۱۱ وَمِثْلَهُ عَنْ عَلِيٍّ أَخْرَجَهُ ابْنُ عَسَاكَرٍ كَذَا فِي الْخِصَالِ (ج ۶)
ترجمہ ۱۔ ”اسی طرح بعینہ مضمون کی حدیث حضرت علیؓ سے ابن عساکر نے روایت فرمائی ہے۔“
افسوس جنگل کے وحشی جانور آپ کے آخر التیمین ہونے پر بیان لاتے ہیں
مگر اسلام کے مدعی قادیانیوں کے کانوں پر جوں بھی نہیں رینگتی۔

گفتہ میں شرط آدمیت نیست؛ مرغ تسبیح خوان و تو خاموش
حدیث نمبر ۱۱۲ عَنْ أَبِي زَيْدٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
ثَاوِيلَ رُؤْيَا (روى الحديث طولاً) وبعض الغاظه هكذا وَأَمَّا
النَّاقَةُ الَّتِي رَأَيْتَهَا وَرَأَيْتَنِي أَبْعَثَهَا فِي السَّاعَةِ عَلَيْنَا نَقُومُ لِأَنِّي
بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدَ أُمَّتِي۔ رواه البيهقي في دلائل النبوة هكذا
عند ابن كثير في التفسير، ص ۳۶۹ ج ۹ طبع قدیم مع بغوی

ترجمہ ۱۔ ”حضرت ابو زید جہنیؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنا ایک
طویل خواب بیان کیا۔ آپ نے اُس کی مفصل تعبیر بیان فرمائی، اس کے آخری
جملے مسئلہ زیر بحث کے لئے روشن دلیل ہیں وہ یہ ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ
تم نے جو خواب میں اونٹنی کو دیکھا اور یہ دیکھا کہ میں اس کو چلا رہا ہوں تو اس سے
مراد قیامت ہے جو ہماری امت پر قائم ہوگی، کیونکہ نہ میرے بعد کوئی نبی ہے،
اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے دلائل نبوت
میں (از تفسیر ابن کثیر، ج ۹، ص ۳۶۹ طبع قدیم مع بغوی)“

حدیث نمبر ۱۱۳ | فی حدیث طویل فی باب الاسماء عن ابی ہریرۃؓ مرفوعاً

قَالُوا يَا جِبْرِيلُ مِنْ هَذَا مَعَكَ قَالَ هَذَا مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ خَاتِمُ
النَّبِيِّينَ (الی ان قال) فَقَالَ لَهُ رَبُّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدْ اخَذْتُكَ
حَبِيبًا وَهُوَ مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَةِ مُحَمَّدٌ حَبِيبُ الرَّحْمَنِ وَارْسَلْتُكَ
لِلنَّاسِ كَافَّةً وَجَعَلْتُ اُمَّتَكَ هُمْ الْاَوَّلُونَ وَهُمْ الْاٰخِرُونَ وَ
جَعَلْتُ اُمَّتَكَ لَا تَجُوزُ لَهُمْ خُطْبَةٌ حَتَّى يَشْهَدُوا اِنَّكَ عَبْدِي وَ
رَسُولِي وَجَعَلْتُكَ اَوَّلَ النَّبِيِّينَ خَلْقًا وَآخِرَهُمْ بَعْثًا وَاعْطَيْتُكَ
سَبْعًا مِنَ الْمَنَافِي وَلَمْ اَعْطِهَا نَبِيًّا قَبْلَكَ وَاعْطَيْتُكَ خَوَاتِمَ
سُورَةِ الْبَقَرَةِ مِنْ كُنْزِ تَحْتِ الْعَرْشِ لَمْ اَعْطِهَا قَبْلَكَ وَجَعَلْتُكَ
فَاتِحًا وَخَاتِمًا الْحَدِيثِ رَوَاهُ الْبَزَارُ (کن فی مجمع الزوائد ۴/۲۷۷)

ترجمہ ۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے شبِ اسری کے واقعہ کو مفصل ایک طویل حدیث میں بیان کیا ہے جس کے چند جملے حسب ضرورت درج کئے جاتے ہیں۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتوں نے جبریل سے کہا کہ تمہارے ساتھ یہ کون ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ اللہ کے رسول اور تمام انبیاء میں سے آخر محمدؐ ہیں (اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ کی جانب سے مجھے ارشاد ہوا کہ میں تمہیں اپنا محبوب بنایا ہے اور توریت میں بھی لکھا ہوا ہے کہ محمد اللہ کے محبوب ہیں) اللہ ہم نے تمہیں تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا ہے، اور آپؐ کی امت کو اولین و آخرین بنایا، اور میں نے آپؐ کی امت کو اس طرح رکھا کہ ان کے لئے کوئی خطبہ جائز نہیں جب تک کہ وہ خالص دل سے گواہی نہ دیں کہ آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں، اور میں نے آپؐ کو باعتبار اصل خلقت کے سب سے اول اور باعتبار بعثت کے سب سے آخر بنایا ہے اور آپؐ کو سب سے ثانی (سورۃ فاتحہ) دی جو آپؐ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی، اور آپؐ کو آخر سورۃ بقرہ کی آیتیں دی ہیں اس خزانہ سے جو عرش کے نیچے ہے اور جو آپؐ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیا

اور آپ کو فاتح اور خاتم بنایا (الاحسن للحدیث) (مجمع الزوائد، از صفحہ ۲۷)

صفحہ ۲۹ بحوالہ بزار ۴

اور خصائص کبریٰ، صفحہ ۱۷۱ میں اس حدیث کو بحوالہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردودہ اور ابویعلیٰ اور بیہقی نے بھی نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۲ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا أَمَرَ ابْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِإِخْرَجِ هَاجَرَ حُجِّلَ عَلَى الْبُرَاقِ فَكَانَ لَا يَسْتَرِيأُ مِنْ عَذَابِهِ سَهْلَةً إِلَّا قَالَ أَنْزِلْ هَهُنَا يَا جِبْرِيلُ فَنُفِثَ وَلَا حَتَّى أَتَى مَكَّةَ فَقَالَ جِبْرِيلُ أَنْزِلْ يَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ حَيْثُ لَاصْتُ وَلَا زُرِعَ قَالَ لَعَنَ هَهُنَا يَا خُرَجُ النَّبِيُّ الْأَمِّيُّ مِنْ ذُرِّيَةِ ابْنِكَ الَّذِي تَسْتَمُ بِهِ الْكَلْبَةُ الثَّلْثِيَّةُ (کنزانی الخصائص الکبریٰ ص ۵)

ترجمہ ۱۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیمؑ کو حضرت ہاجرہ کے لیجانے کا حکم دیا گیا تو آپ کو بُراق پر سوار کیا گیا، پس جب براق کسی عمدہ شیر یا درم زمین پر لیگر گذرتا تھا تو ابراہیمؑ فرماتے تھے کہ جبریلؑ یہاں اتر جاؤ مگر جبریلؑ انکار کرتے تھے یہاں تک کہ مکہ کی سرزمین پر گذر ہوا تو جبریلؑ ان میں ٹھہر گئے اور فرمایا کہ اے ابراہیمؑ یہاں اتر جاؤ۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ عجیب بات ہے یہاں اتارتے ہو جہاں نہ کوئی گھیتی کا سامان ہے نہ دودھ کا۔ جبریلؑ نے جواب دیا کہ ہاں اسی جگہ آپ کے صاحبزادے کی ذریت سے نبی اُمی پیدا ہوں گے جن کے ذریعہ کلمہ علیا تمام (مکمل) ہوگا (خصائص کبریٰ ص ۵)۔

حدیث نمبر ۱۱۵ | عَنْ سَلْمَانَ فِي حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ يَا تَوْفَّ مَحَمَّدًا أَيْقُوْكَوْنَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَنْتَ الَّذِي مَتَّحَ اللَّهُ بِكَ رَحْمَةً وَغُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ وَمَا تَأَخَّرَ۔ رواه ابن ابی شیبہ (کنزانی فتح الباری، ص ۳۷۸ ج ۱۱)

ترجمہ ۱۔ حضرت سلمان فارسیؓ سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز تمام مخلوق جمع ہو کر اٹھیں گی اور کہیں گی کہ اے اللہ کے نبی آپ ہی وہ ہیں کہ اللہ نے آپؐ کو نبوت کو شروع فرمایا اور آپؐ ہی پر ختم کیا، اور آپؐ کی سب اگلی پچھلی لغزشیں معاف کیں (آپؐ ہی ہماری سفارش کئے) روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہؒ نے (از فتح الباری، ص ۳۷۸ ج ۱۱)۔

حدیث نمبر ۱۱۶ | عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ تَزَلَّ مُوسَى فَاتَّبَعَهُمْ وَتَرَكَ مُوسَى لَضَلَلْتُمْ أَنَا حَقْلُكُمْ

مِنَ النَّبِيِّينَ وَأَنْتُمْ حَقْلِي مِنَ الْأُمَمِ . رواه البيهقي في الشعب (۳، ۱۱۶)

ترجمہ ۱۔ "حضرت عبداللہ بن الحارثؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں خود موسیٰ علیہ السلام بھی آجادیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کا اتباع کرو تو البتہ تم گمراہ ہو جاؤ۔ انبیاء میں سے تمہارا حصہ صرف میں ہی ہوں، اور امتوں میں سے میرا حصہ صرف تم ہی ہو۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں (من الکثر)۔"

اسی مضمون کی ایک حدیث بحوالہ مسند احمد نمبر ۴۸ میں گزر چکی ہے، جس میں آپؐ نے انحصار کے ساتھ اس امت کے لئے صرف اپنی ذات اقدس کو نبی قرار دیا ہے، اور اس امت کے لئے اپنے سوا کسی اور کے نبی ہونے سے انکار فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۱۷ | عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ مِثْلُهُ عِنْدَ الطَّبْرَانِيِّ فِي الْكَلْبِ (۱۵ جلد)

ترجمہ ۱۔ "حضرت ابوالدرداءؓ ہے بھی اسی مضمون کی ایک حدیث طبرانی نے روایت فرمائی ہے۔"

حدیث نمبر ۱۱۸ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى مُوسَى لَمَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِ التَّوْرَةُ وَقَرَأَهَا فَوَجَدَ فِيهَا ذِكْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ

فَقَالَ يَا رَبِّ إِنِّي أَجِدُ فِي الْأَلْوَابِ أُمَّةَ هُمُ الْأَخِرُونَ النَّاسِ قُلُوبُهَا فَاجْعَلْهُمْ أُمَّتِي (الحديث)

ترجمہ ۱۔ "حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰؑ جب

تورات نازل ہوئی اور انہوں نے اس کو پڑھا تو اس میں اس امت کا ذکر پایا، اہا

وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں الواح تورات

میں ایک ایسی امت پاتا ہوں (جو دنیا میں) سب سے آخری امت ہے اور (قیامت

میں) سب پہلے ہیں، ان کو میری امت بنائے (دلائل نبوت، ابونعیم، ص ۱۱۴)۔"

حدیث نمبر ۱۱۹ | أَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ مِنْ طَرِيقِ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَيْنَ نَتْفَى

أَدَمَ مَكْتُوبٌ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ (انصاف کبریٰ ص ۱۱۶)

ترجمہ ۱۔ "ابن عساکر نے بطریق ابوالزبیرؓ حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت آدمؑ کے

دونوں شانوں کے درمیان لکھا ہوا تھا "محمد رسول اللہ خاتم النبیین"۔"

حدیث نمبر ۱۲۰ | عَنْ أَنَسٍ (فی حدیث طویل)، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مُوسَى دَعَا اللَّهَ تَعَالَى اجْعَلْنِي نَبِيَّ تِلْكَ الْأُمَّةِ (یعنی

الْأُمَّةَ الْمَرْخُومَةَ) قَالَ (يَعْنِي اللَّهَ تَعَالَى) نَسِيَهَا مِنْهَا قَالَ اجْعَلْنِي

مِنْ أُمَّةٍ ذَلِكَ النَّبِيُّ قَالَ اسْتَقْدَمْتُ وَاسْتَأْخَرْتُ وَلَكِنْ مَا جِئْتُ

بَيْنَكُمْ فِي دَارِ جَلَالٍ (رواه ابو نعیم فی الحلیۃ کذا فی الخصائص ص ۱۲۷)

ترجمہ :- حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ نے

اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ مجھے اس امت (یعنی امت محمدیہ) کا نبی بنائے تو ارشاد

ہوا کہ اس امت کا نبی خود انہیں میں سے ہوگا (آپ نہیں ہو سکتے) پھر موسیٰ نے

عرض کیا کہ مجھے اس نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت بنادیا جائے تو ارشاد ہوا کہ آپ

اُن سے پہلے آئے ہیں اور وہ بعد میں تشریف لائیں گے (اس لئے امت بھی نہیں

ہو سکتے) البتہ دار جلال میں ہم آپ دونوں کو جمع کر دیں گے (ابو نعیم فی الحلیۃ کذا

فی الخصائص، ص ۱۲۷ ج ۱) ۹

اس حدیث میں ایک قویہ ثابت ہوا کہ حضرت موسیٰؑ جیسا اولوالعزم پیغمبر بھی جب اس

امت کا نبی نہیں بن سکتا، تو پھر اور کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی نبوت

کا درجہ کیسے پاسکتا ہے۔ دوسرے اس حدیث میں لفظ نبیہا زیادہ قابل غور ہے کیونکہ

اس کو بصیغہ واحد اکر کے بتلادیا گیا ہے کہ اس امت کے لئے صرف ایک نبی ہوگا ورنہ

اقتضائے مقام یہ تھا کہ بصیغہ جمع انبیاء ہا منها فرمایا جاتا۔

حدیث نمبر ۱۲۱ | عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ الشَّيْبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ

وَأَحْمَدٌ وَأَنَا رَسُولُ الرَّحْمَةِ أَنَا رَسُولُ الْمَلِيقِ وَالْمَلِيقِ

بُؤْثٌ بِالْجِهَادِ وَلَمْ أُبْعَثْ بِالزَّرَّاعِ (اخرجه ابن سعد، کذا فی الخصائص ص ۱۲۸)

ترجمہ :- حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں محمدؐ

میں احمد ہوں اور رسول رحمت ہوں اور جہاد کا رسول ہوں اور سب آخری رسول

ہوں جس کے بعد حشر و قیامت ہوگی، مجھے جہاد کے لئے بھیجا گیا ہر ذراعت کے لئے نہیں۔

حدیث نمبر ۱۲۲ | عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ فِي قِصَّةِ الْمَعْرَاجِ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ قَالَ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

يَا بَنِيَّ إِنَّكَ لَا تَرَبُّكَ اللَّيْلَةُ وَإِنَّ أُمَّتَكَ أَخِرَ الْأُمَمِ وَأَضْعَفُهَا
فَإِنْ اسْتَظَمَّتْ أَنْ تَكُونَ حَاجَتَكَ كُلُّهَا أَوْ جَلَّهَا فِي أُمَّتِكَ فَا فَعَلْ،
اخرجه ابن عرّفہ فی جزئہ و ابونعیم و ابن عساکر من طریق ابن ابی عبیدہ
عن ابن مسعود (خصائص، ص ۱۶۲ ج ۱)

ترجمہ :- "حضرت عبداللہ بن مسعود واقعہ معراج بیان فرماتے ہوئے ایک طویل حدیث
کے ذیل میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر کسب
معراج میں مجھ سے حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ آپ آج کی رات اپنے پروردگار سے
ملنے والے ہیں، اولاد آپ کی امت آخری امت ہے، اور سب زیادہ ضعیف ہے،
اس لئے اگر آپ کچھ کر سکتے ہیں تو اپنی امت کے لئے سہولت کے بارے میں کوشش
کیجئے (ابن عرّفہ، ابونعیم، ابن عساکر)۔"

حدیث نمبر ۱۲۳ | عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا كَانَ نَبِيٌّ
إِلَّا كَانَ فِي أُمَّتِهِ مُعَلِّمٌ أَوْ مُعَلِّمَانِ فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَهُوَ
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (اخرجه الطبرانی فی الادسط. خصائص کبریٰ ص ۱۲۹ ج ۱)
ترجمہ :- "حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر نبی کی
امت میں ایک یا دو معلم (محدث) ہوا کرتے تھے، اگر میری امت میں ان میں سے
کوئی ہو سکتا ہے تو وہ عمر بن خطابؓ ہیں (طبرانی)۔"

اس مضمون کی متعدد احادیث باختلاف الفاظ پہلے گزر چکی ہیں، اس حدیث میں
بھی بجائے محدث کے معلم کا لفظ رکھا ہے، مگر مضمون واحد ہے، تقریب مضمون اور ختم
نبوت کا ثبوت مفصل ملاحظہ فرما چکے ہیں

حدیث نمبر ۱۲۴ | اخرجه ابن عساکر عن سلمان في حديث طويل قال قال جبريل
لنبي صلى الله عليه وسلم إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ إِنْ كُنْتَ أَصْطَفَيْتَ أَوْمًا
فَقَدْ خَوَّمْتُ بِكَ الْأَنْبِيَاءَ وَمَا خَلَقْتُ خَلْقًا أَكْرَمَ مِنْكَ عَلَى .
(خصائص، ص ۱۹۳ ج ۲)

ترجمہ :- "ابن عساکر نے حضرت سلمانؓ سے ایک طویل حدیث میں روایت کیا ہے کہ جبریلؑ
نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ کا پروردگار فرماتا ہے کہ اگر ہم نے آدم کو

مافی اللہ ہونے کا تمغہ امتیازی دیا ہے تو آپ پر تمام انبیاء کو ختم کر کے آپ کی شان امتیاز سبک بڑھادی ہے، اور میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو میرے نزدیک آپ سے زیادہ عزیز ہو۔

حدیث نمبر ۱۲ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ أَيَّدَنِي بِأَرْبَعَةٍ وَزَلَّاءِ اثْنَيْنِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ جِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ وَاثْنَيْنِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ أَبِي بَكْرٌ وَعُمَرُ أَخْرَجَهُ الْبَزَارُ وَالطَّبْرَانِيُّ (کذا فی الخصائص، ص ۲۰۰-۲۰۱)

ترجمہ ۱۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار وزیروں کے ذریعہ میری تائید فرمائی جن میں سے دو آسمان والوں میں سے ہیں یعنی جبریلؑ اور میکائیلؑ اور دو زمین والوں میں سے یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ (بزار، طبرانی، از خصائص کبریٰ، جلد ثانی ص ۲۰۰)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر ہیں، لیکن با ایں ہمہ تبصر سجات نبویہ و اجماع امت وہ دونوں انبیاء میں داخل نہیں، حالانکہ انبیاء سابقین کے وزیر نبی ہوتے تھے جیسا کہ خود قرآن میں موجود ہے وَجَعَلْنَا أَخَاهُ هَارُونَ ذَرِيَّةَ (الآیہ) اور ہم نے موسیٰ کے بھائی ہارون کو ان کا وزیر بنا دیا۔ اور دوسری جگہ حضرت موسیٰ کی دعا اس طرح نقل کی گئی ہے۔

وَجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِنْ أَهْلِي | یعنی اے اللہ میرے لئے میرے اہل چس ہارونؑ کو میرا وزیر بنا دے۔

پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وزراء انبیاء و رسل نہیں (حالانکہ انبیاء سابقین کے وزیر نبی ہوتے تھے)، تو صاف ظاہر ہو گیا کہ اس امت میں سوائے آپ کے آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

حدیث نمبر ۱۲۶ أَخْرَجَ ابْنُ جُرَيْجٍ فِي كِتَابِ السَّنَةِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ اخْتَلَا أَصْحَابِي عَلَى جِبْرِيلَ الْعَالَمِينَ سُبُوِي النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ وَاخْتَارَ مِنْ أَصْحَابِي أَرْبَعَةً أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُمَارٌ وَعَلِيًّا فَجَعَلَهُمْ خَيْرَ أَصْحَابِي وَفِي أَصْحَابِي كُلِّهِمْ خَيْرٌ

(خصائص کبریٰ، صفحہ ۲۰۲ جلد ۲)

ترجمہ ۱۔ ”ابن حشر نے کتاب السنۃ میں حضرت جابرؓ سے روایت کیلئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ کو انبیاء و مرسلین کے علاوہ تمام اہل عالم میں پسند فرمایا، اور میرے صحابہؓ میں سے چار کو پسند فرمایا یعنی ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، اور ان چاروں کو تمام صحابہ میں بہترین قرار دیا اور میرے سب صحابہ میں خیر اور جلال غالب ہے (خصائص کبریٰ)۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تمام امت سے افضل ہیں اور باہیں ہمہ جہت وہ بھی نبی نہیں تو اور کوئی کیسے نبی ہو سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۷ | عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فِي حَدِيث طویل) بَلْ يَا يَهُودِي أَنْتُمْ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ السَّائِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ - أَخْرَجَهُ ابْنُ رَاهَوِيَةَ فِي مُسْنَدِهِ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي الْمَصْنَعِ (خصائص، ص ۲۰۹، ۲۱۰)

ترجمہ ۱۔ ”ایک طویل حدیث کے ذیل میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے یہودی تم دنیا میں ہم سب پہلے ہو، اور ہم دنیا میں سب آخر ہیں اور قیامت میں سب آگے ہوں گے (مسند ابن راہویہ مصنف ابن ابی شیبہ)۔“

حدیث نمبر ۱۲۸ | أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي حَدِيث طویل عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ أَنَّ سَأَلَهُ مَا هَاتَا عَائِلَ مَلِكِ الرُّومِ عَلَى الشَّامِ هَلْ كَانَ رَسُولُكُمْ أَخْبَرَكُمْ أَنَّ يَأْتِي بَعْدَهُ رَسُولٌ قَالَ لَا وَلَكِنْ أَخْبَرْتَهُ لَا يَأْتِي بَعْدَهُ وَأَخْبَرْتَنَا عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ قَدْ بَشَّرَ بِهِ قَوْمَهُ قَالَ الرُّومِيُّ وَأَنَا عَلَى ذَلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ (خصائص ص ۲۸۴ جلد ۲)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ جب یرموک پہنچے تو لشکرِ روم کے سردار نے ایک قاصد بھیجا، قاصد نے کہا کہ ملکِ شام کے گورنار ماہان کی طرف سے آیا ہوں، انہوں نے کہا ہے کہ آپ ہمارے پاس اپنی جماعت میں سے ایک عقلمند کو بھیج دیجئے تاکہ ہم ان سے مکالمہ کریں، حضرت ابو عبیدہؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو اس کام کیلئے منتخب فرمایا۔ چنانچہ حضرت خالدؓ تشریف لے گئے۔ دورانِ گفتگو میں ماہان نے

دریافت کیا کہ کیا تمہارے رسول نے تمہیں یہ خبر بھی دی ہے کہ ان کے بعد کوئی اور رسول آئے گا، حضرت خالدؓ نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ یہ خبر دی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اور یہ خبر دی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے میرے وجود کی اپنی امت کو پہلے ہی سے بشارت دی تھی، ماہان رومی نے یہ سن کر کہا کہ ہاں میں بھی اس پر گواہ ہوں (ابولنیم) :-

حدیث نمبر ۱۲۹ | عَنْ أَنَسٍ (فی حدیث طویل) مَرْفُوعًا الْحَدَّثُ بِاللَّهِ الَّذِي رَسَلَنِي رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ وَكَأَنَّهُ لِّلنَّاسِ (الی قولہ) وَجَعَلَ أُمِّيَّ هُمُ الْآخِرُونَ وَهُمْ الْأَوَّلُونَ قَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى جَعَلْتَ أُمَّتَكَ هُمُ الْآخِرُونَ وَهُمْ الْأَوَّلُونَ (الی قولہ) جَعَلْتَ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ خَلْقًا وَآخِرَهُمْ بَعَثَ (الی قولہ) وَجَعَلْتَ نَايِحًا وَخَاتِمًا (اخرجہ ابولنیم) (خصائص کبریٰ ص ۱۹۶) ترجمہ :- حضرت انسؓ ایک طویل الذیل حدیث میں روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ محمد ہے اُس ذات قدوس کے لئے جس نے مجھے تمام اہل عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور میری امت کو سب سے آخری اور سب سے پہلا بنایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تمہاری امت کو آخری امت اور اول بنایا، اور ہم نے باعتبار خلقت کے آپ کو سب سے پہلے اور بعثت میں سب سے آخری بنایا اور ہم نے آپ کو فاتح اور خاتم بنایا :-

حدیث نمبر ۱۳۰ | عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِّي أَمَّا تَرْضَوْنِي أَنْ تَكُونُوا مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ وَلَا وِلَايَةَ (خصائص ص ۲۳۹ ج ۲ بحوالہ طبرانی)

ترجمہ :- حضرت ابن عمرؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم مجھ سے اس مرتبہ پہ ہو جاؤ جس پر حضرت موسیٰؑ سے ہارونؑ تھے، مگر ہارون کی طرح تم کو نبوت اور ولایت نہیں مل سکتی (طبرانی) :-

حدیث نمبر ۱۳۱ | أَخْرَجَ ابُو نَعِيمٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ مَيْمَنَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا فِي مَلَكٍ يَطُتُ مِنْ ذَهَبٍ نَشَقُّ بَطْنِي فَأَخْرَجَ حُسْوَةً فِي جَوْفِي نَقَلَهَا ثُمَّ ذَرَعْتُهِ ذُرُورًا ثُمَّ قَالَ رَفِئَا

قَالَ رَأَيْتَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ الْمُتَّقِي وَالْحَاشِي (خصائص ص ۱۲۵ ج ۱)
ترجمہ ۱۔ " حضرت یونس بن مسیرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
میرے پاس ایک فرشتہ ایک سونے کا طباق لایا، پھر میرے پیٹ کو چاک کر کے
اس میں سے ایک لوتھر نکالا پھر اس کو دھویا، اور اس پر کوئی چیز چھڑکی،
پھر کہا کہ آپ محمد ہیں اللہ کے رسول جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور جن کے
بعد ہی شر و نشر ہو جائے گا (ابونعیم)؛

حدیث نمبر ۱۳۲ | اخراج الدارمی وابن عساکر عن ابن غنم قال جبریل
أَنزَلَ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَشْأَ بَطْنَهُ ثُمَّ قَالَ جِبْرِيلُ
قَلْبٌ وَكَيْفٌ فِيهِ أَذُنَانِ سَمِيعَتَانِ وَعَيْنَانِ بَصِيرَتَانِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ
اللهِ الْمُتَّقِي وَالْحَاشِي (مخصائص ص ۶۵ ج ۱)

ترجمہ ۱۔ " دارمی اور ابن عساکر نے ابن غنم سے روایت کیا ہے کہ جبریلؑ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کا پیٹ چاک کیا، اور پھر
کہا کہ قلب حفاظت کرنے والا ہے، کان سننے والے ہیں، اور آنکھیں دیکھنے
والی ہیں یہ محمد ہیں اللہ کے رسول جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اور جن کے بعد
اسی قیامت قائم ہو جائے گی (از خصائص ص ۶۵ جلد ۱)؛

حدیث نمبر ۱۳۳ | عَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ كَانَ زَيْدُ بْنُ خَارِجَةَ مِنْ سَرَاةِ
الْأَنْصَارِ فَبَيْنَمَا هُوَ يَسْتَبِي فِي طَرِيقٍ مِّنْ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَ
الْعَصْرِ إِذْ خَرَفَتُوْنِي فَأَعْلَسَتْ يَدِ الْأَنْصَارِ فَأَتَوْهُ فَأَحْتَمَلُوهُ إِلَى
بَيْتِهِ وَسَجَّوْهُ كَسَاءً وَبُرْدَيْنِ وَفِي الْبَيْتِ نِسَاءٌ مِّنْ نِّسَاءِ الْأَنْصَارِ
يَكْبِيْنَ عَلَيْهِ وَرِجَالٌ مِّنْ رِّجَالِهِمْ تَمَكَّتْ عَلَى حَالِهِمْ حَتَّى إِذَا كَانَ بَيْنَ
الْمُعْشَاءِ وَالْعِشَاءِ إِذَا سَمِعُوا صَوْتًا قَائِلٍ يَقُولُ أَنْصَتُوا أَنْصَتُوا
فَنَظَرُوا فَإِذَا الصَّوْتُ مِنْ تَحْتِ الثِّيَابِ فَحَسَرُوا عَنْ رُجُوهِ وَ
صَدَرَهُ فَإِذَا الْعَائِلُ يَقُولُ عَلَى لِسَانِهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ النَّبِيُّ
الْأَوَّلِيُّ خَاتِمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ كَانَ ذَلِكَ فِي الْكِتَابِ
الْأَوَّلِ صَدَقَ صَدَقَ .

ایک حیرت انگیز واقعہ

ترجمہ ۱۔ ”نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ زید بن خارجه انصار کے سرداروں میں سے تھے، ایک روز وہ مدینہ طیبہ کے کسی راستہ میں چل رہے تھے کہ یکایک زمین پر گرے اور فوراً وفات ہو گئی، انصار کو اس کی خبر ہوئی تو ان کو دہاں جا کر اٹھایا اور گھر لائے اور چاروں طرف سے ڈھانپ دیا، گھر میں کچھ انصاری عورتیں تھیں جو ان کی وفات پر گریہ و زاری میں مبتلا تھیں، اور کچھ مرد جمع تھے، اسی طرح پر جب مغرب و عشاء کا درمیانی وقت آیا تو اچانک ایک آواز سنی کہ ”چپ رہو چپ رہو“ لوگ متحیر ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ آواز اسی چادر کے نیچے سے آرہی ہے جس میں میت ہے۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے اُن کا منہ کھول دیا، اس وقت دیکھا گیا کہ زید بن خارجه کی زبان سے یہ آواز نکل رہی ہے کہ محمد رسول اللہ النبی الامی خاتم النبیین لانی بعدہ الخ“ یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں اور نبی امی ہیں، جو انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا یہی مضمون کتاب اول یعنی توریت و انجیل وغیرہ میں موجود ہے، سچ کہا سچ کہا“

حدیث نمبر ۱۳۲ | رَوَى أَبُو يَعْقُبٍ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ التَّائِبِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ قَلَاثُونَ كَذَّابًا دَجَالًا مِنْهُمْ الْمُسَيِّمَةُ وَالْعُغْصَى وَالْمُخْتَارُ أَكْذَابِي

فتح الباری من طبع الهند، ص ۳۴۳، پ ۱۴۳

ترجمہ ۱۔ ”ابو یعلیٰ نے باسناد حسن حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت اُس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی جب تک تیس جھوٹے و دجال نہ نکل آویں، جن میں سے سیلہ، عغسی، اور مختار ہیں۔“

حدیث نمبر ۱۳۵ | عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ فِي خُطْبَةِ ابِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَجَمَعَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعَلَهُمُ الْأُمَّةَ الْبَاقِيَةَ الْوَسْطَى رَكَتَا الْعَمَالِ ۱۳۵ ج ۳

ترجمہ ۱۔ ”جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بعض عرب مرتد ہو گئے

اور حضرت مدیق اکبرؑ نے اُن پر جہاد کا ارادہ کر کے صحابہ سے مشورہ طلب کیا اور ان سب اپنی قلبی تعداد اور ضعف کی وجہ سے جہاد کو مناسب نہ سمجھا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ منبر پر چڑھے، اور ایک نہایت شجاعانہ طویل الذیل خطبہ دیا (جس کے ابتدائی کلمات یہ ہیں) کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور آپ کے ذریعہ تمام متفرق اور مختلف لوگوں کا سر جوڑ دیا، اور اُن کو تاقیامت باقی رہنے والی درمیانہ چال کی امت بنا دیا (تا آخر حدیث) آپ کی امت تاقیامت جب ہی آپ کی امت رہ سکتی ہے جب کوئی دوسرا نبی نہ آئے گا :

حدیث نمبر ۱۳۶ | وفی حدیث النبی عند البیهقی فی الدلائل فی حدیث الاسماء
بنینا ہو لیسیر اذ لقیہ خلق اللہ فسلموا علیہ فقالوا السلام علیک یا
اَوَّلَ السلام علیک یا اَخِرَ السلام علیک یا حاشیر (نقل فی شرح صحابہ
ص ۶۳۰) وفی آخرہ قال جبریل واما الذین سلموا علیک فابراہیم
وموسى وعیسیٰ .

ترجمہ ۱۔ "بیہقی نے حضرت انسؓ سے واقعہ معراج میں ایک حدیث روایت کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں کی سیر فرما رہے تھے تو آپ کا ایک جماعت پر گزر ہوا، جنہوں نے آپ کو دیکھ کر اس طرح پر سلام کیا، السلام علیک یا اَوَّلَ، السلام علیک یا اَخِرَ، السلام علیک یا حاشیر۔ اور اسی حدیث کے آخر میں ہے کہ جبریلؑ نے بعد میں آپ سے کہا کہ جن لوگوں نے آپ کو سلام کیا تھا یہ حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ تھے :

اس میں آپ کے آخر اور حاشیر ہونے اور آپ پر نبوت ختم ہونے کا اعلان ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۷ | عن ابن عباسؓ میں مرفوعاً ابو بکرؓ وعمرؓ وعیسیٰؑ بمنزلہ ہادون
میں مؤمنی (رواہ ابن الجوزی)

ترجمہ ۱۔ "حضرت ابن عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ کا مرتبہ میرے مقابلہ میں ایسا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کے ساتھ حضرت ہارونؑ کا تھا۔ (ابن جوزی) :

اس حدیث میں شیخین کا مرتبہ مقام ہارونی کو قرار دیا گیا ہے، مگر با اس ہمہ دونی نہیں تھے

اور آپ نے اُن کے نبی نہ ہونے کے متعلق بار بار اعلان فرمایا ہے، اس سے ظاہر ہے کہ اگر اس امت میں کوئی نبی ہو سکتا تو یہ دونوں بزرگ جو مقام ہارون میں تھے ضرور یہ عہدہ پاتے۔

حدیث نمبر ۱۳۸ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ خَيْرُ أَهْلِ السَّمَوَاتِ الْأَرْضِ

وَحَيْرٌ مِّنْ بَقِيٍّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (رواہ الدیلمی) (کنز ص ۱۴۲ ج ۶)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ابو بکرؓ

عمرؓ تمام آسمانی اور زمینی مخلوقات سے بہتر ہیں، اور ان تمام لوگوں سے بھی بہتر

ہیں کہ قیامت تک جن کا پیدا ہونا باقی اور مقدور ہے :-

اس حدیث نے نہایت وضاحت سے ہمارے مقصد کو صاف کر دیا ہے کہ شیخینِ ثاقبات

تمام آنے والی نسلوں سے افضل میں جن کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ آئندہ کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا تاکہ غیر نبی کا نبی سے افضل ہونا لازم نہ آئے۔ اور اسی مضمون کی دو حدیثیں پہلے بھی گذر چکی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۹ | عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوعًا أُتِيَتْ بِكَفَّةٍ مِيزَانٍ فُوضِعَتْ فِيهَا وَ

وَجِئْتُ بِأَمِّي ثُمَّ دُفِيعَتْ فِي الْكِفَّةِ الْأُخْرَى فَرَجَحْتُ بِأَمِّي ثُمَّ رُفِعَتْ

فَجِئْتُ بِأَبِي بَكْرٍ فُوضِعَ فِي كِفَّةِ الْمِيزَانِ فَرَجَحَ بِأَمِّي ثُمَّ رُفِعَ أَبُو بَكْرٍ وَ

جِئْتُ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فُوضِعَ فِي كِفَّةِ الْمِيزَانِ فَرَجَحَ بِأَمِّي ثُمَّ رُفِعَ

الْمِيزَانُ إِلَى السَّمَاءِ وَأَنَا أَنْظُرُ (رواہ ابو نعیم فی فضائل الصحابة) (کنز ص ۱۴۳ ج ۶)

” حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (خواب میں)

میرے سامنے ایک ترازو لائی گئی اور مجھے اس کے پلہ میں رکھ دیا گیا اور پھر میری

تمام امت کو جمع کر کے دوسرے پلہ میں رکھ دیا گیا، تو میں وزن میں ساری امت

بڑھ گیا اس کے بعد مجھے دلوں سے اٹھا دیا اور ابو بکرؓ کو رکھ دیا گیا تو وہ بھی ساری امت

سے بڑھ گئے، اس کے بعد ابو بکرؓ کو اس میں سے اٹھایا گیا اور عمرؓ کو اس میں رکھ دیا

گیا وہ بھی ساری امت سے بڑھ گئے۔ اس کے بعد وہ ترازو آسمان پر اٹھالی گئی،

جس کو میں سامنے دیکھ رہا تھا (ابو نعیم) :-

حدیث نمبر ۱۴۰ | عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ فِي مِثْلِهِ (بتغییر ما) عند الطبرانی فی الکبیر (کتر اعمال ص ۱۴۳ ج ۶)

ترجمہ :- اسی مضمون کی حدیث حضرت معاذ بن جبلؓ سے بھی طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کی ہے :-

حدیث نمبر ۱۴۱ | عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُولُوا

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَإِسَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتِمِ النَّبِيِّينَ . أخرجه الدیلمی مرفوعاً قال الحافظ ابن حجر العسقلانی المعروف أنه موقوف عليه كذا رواه ابن ماجه (از کتب ص ۱۲۵ ج ۱)

ترجمہ ۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (بوقت ورود) تم یہ کہا کرو کہ اے اللہ تو اپنی رحمتیں اور برکات رسولوں کے سردار اور متقیوں کے امام اور انبیاء کے ختم کرنے والے رسول (محمد) پر نازل فرما۔ اس کو دیلمی نے مرفوعاً روایت کیا ہے، مگر حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے متعلق مشہور یہ ہے کہ یہ حضرت عبداللہ بن مسعود پر موقوف ہے، چنانچہ ابن ماجہ نے اس کو موقوفاً ہی روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۲ | عَنْ الضَّحَّاكِ بْنِ زَوْقٍ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ فِي الرَّؤْيَا مَرْفُوعًا قَالَ ذُنُوبًا سَبْعَةً أَلَا لَيْبُ سَنَةٍ وَأَمَّا فِي أَخْرِهَا أَلَا (القولها وَأَمَّا النَّبِيُّ الْغَيُّ رَأَيْتَهَا وَرَأَيْتَنِي أَتَّبِعُهَا فَبَعِيَ السَّاعَةَ عَلَيْنَا نَقُومُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدِي أُمَّتِي) (رواه الطبرانی في الكبير والبيهقي) (از کتب ص ۸۳ ج ۱)

ترجمہ ۱۔ حضرت ضحاک بن زوقؒ نے طویل حدیث میں ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا کی کل عمر سات ہزار سال ہے اور میں اس کے آخری ہزار میں مبعوث ہوا ہوں اس کے بعد ضحاک کے خواب کی تعبیر دیتے ہوئے فرمایا کہ تم نے جو اونٹنی دیکھی اور یہ دیکھا کہ میں اس کے پیچھے ہوں تو سمجھ لو کہ وہ قیامت ہے، جو ہم پر قائم ہوگی، نہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت ہوگی (طبرانی، بیہقی)۔

حدیث نمبر ۱۲۳ | عَنْ عَلِيٍّ فِي صِيغَةِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ وَإِسَامِ الْمُرْسَلِينَ . الحديث (رواه عياض في الشفاء)

ترجمہ ۱۔ حضرت علیؑ سے درود شریف کے میں جو روایت کئے گئے ہیں اُن میں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و امام المرسلین بھی آیا ہے (قاضی عیاض نے اپنی کتاب شفاء میں اس کو نقل کیا)۔

وہ احادیث جن مسئلہ ختم نبوت بطور استنباط سمجھا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۴ | عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوعًا أَنَّهَا سَتَكُونُ فِشْنَةً قِيلَ مَا لَمْ يَخْرُجْ عَنْهَا قَالَ كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ نَبَأٌ مِنْ قَبْلِكُمْ وَخَبْرٌ مِنْ بَعْدِكُمْ وَحُكْمٌ مَا بَيْنَكُمْ هُوَ الْفَصْلُ لَيْسَ بِالْمَزَلِ مِنْ تَرْكِهِ مِنْ جَبَابٍ قَصَصَهُ اللَّهُ وَمِنْ أَتَى الْهَدْيَ مِنْ غَيْرِهِ أَضَلَّهُ اللَّهُ. (رواه احمد والترمذی) (کنز، ص ۴۵، ج ۱)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ایک فتنہ پیدا ہونے والا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ پھر اس سے بچنے کی کیا سیل ہو؟ آپؑ نے فرمایا کہ خدا کی کتاب (قرآن) جس میں تم سے پہلے لوگوں کے واقعات اور آئندہ آنے والوں کی خبریں اور تمہارے نزاعات کے فیصلے موجود ہیں، وہ فیصلہ کن کتاب ہے، چھٹھا نہیں، جو ظالم اس کو چھوٹے گا اللہ اس کو ہلاک کرے گا، اور جو اس کے سوا (کسی منسوخ شدہ آسمانی کتاب سے) ہدایت و ہونڈے گا اس کو اللہ گمراہ کر دے گا (امام احمد، ترمذی)۔“

حدیث نمبر ۱۳۵ | عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ مِثْلَهُ وَلَفْظُهُ مِمَّنْ امْتَسَكَ بِهِ وَآخَذَ كَانَ عَلَى الْهَدْيِ وَمَنْ أَخْطَا فَهَلَّ الْحَدِيثُ (رواه احمد في مسند) وعبد الله بن حميد) (من الكنز، ص ۱۳۵، ج ۱)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت زید بن ارقمؓ سے بھی یہی مضمون مروی ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ جس شخص نے اس کی (یعنی قرآن کی) پیروی کی وہ ہدایت پہنچے اور جس نے اُسے چھوڑا وہ گمراہ ہو گیا۔“

حدیث نمبر ۱۳۶ | عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ مَرْفُوعًا إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ كِتَابَ اللَّهِ هُوَ حَبْلُ اللَّهِ مِمَّنْ اتَّبَعَهُ كَانَ عَلَى الْهَدْيِ وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلَى الضَّلَالَةِ (رواه ابن أبي شيبة وابن حبان في صحيحه) (کنز، ص ۱۳۶، ج ۱)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارا اندر اللہ کی کتاب (قرآن) چھوڑتا ہوں وہ اللہ کی رسی جو جس نے پکڑ لیا اور اس کا اتباع کیا اس نے ہدایت پائی، اور جس نے چھوڑ دیا گمراہ ہو گیا (ابن ابی شیبہ، صحیح ابن حبان)۔“

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ مترآن کریم کے بعد نہ کوئی اور آسمانی کتاب نازل ہوگی اور نہ کوئی شریعت جدیدہ آئے گی، نہ مترآن کا کوئی حرف منسوخ ہوگا۔ یہ صرف نبوتِ قشریہ کے انقطاع کی دلیلیں ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۷ | عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ نَزَّلَ اللَّهُ كِتَابَهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ وَأَخْلَ حَلَالَهُ وَحَرَّمَ حَرَامَهُ فَمَا أَخْلَ فِي كِتَابِهِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ فَهُوَ حَلَالٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَا حَرَّمَ فِي كِتَابِهِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ فَهُوَ حَرَامٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالْمُسْلِمُ وَالنَّجَشِيُّ فِي الْأَمَانَةِ (کنز، ص ۵۰، ۱۷)

ترجمہ ۱۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے لوگو!

اللہ نے اپنی کتاب اپنے نبی کی زبان پر نازل فرمائی، اور اپنے حلال کو حلال اور

حرام کو حرام بیان فرمادیا ہے، پس جو اللہ نے اپنی کتاب میں اپنے نبی کی زبان پر حلال

کر دیا ہے وہ قیامت تک حلال ہے، اور جو حرام کر دیا ہے وہ قیامت تک حرام ہے؛

حدیث نمبر ۱۳۸ | عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَبْرَحَ هَذَا الدِّينُ قَائِمًا يُقَاتِلُ عَلَيْهِ عَصَابَةٌ مِنْ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (کنز، ص ۵۰، ۱۷)

ترجمہ ۱۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ دین یعنی

دین محمدی ہمیشہ قائم رہے گا، اور اس کے باقی رکھنے کے لئے مسلمانوں کی ایک جماعت

ہمیشہ جہاد کرتی رہے گی، جب تک کہ قیامت قائم ہو (صحیح مسلم)

حدیث نمبر ۱۳۹ | عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ مُثَلِّهِ عَنِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ (کنز، ص ۲۳۱، جلد ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت مغیرہؓ سے اسی مضمون کی حدیث بخاری و مسلم میں موجود ہے؛

حدیث نمبر ۱۴۰ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ ابْنِ مَاجَةَ (کنز، ص ۲۳۱، جلد ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے اسی مضمون کی حدیث سنن ابن ماجہ میں موجود ہے؛

حدیث نمبر ۱۴۱ | عَنْ عَمْرِو بْنِ مَثَلَةَ عَنِ الْحَاكِمِ فِي الْمُسْتَدْرَكِ (کنز، ص ۲۳۱، جلد ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت عمروؓ سے اسی مضمون کی حدیث مستدرک حاکم میں ہے؛

حدیث نمبر ۱۴۲ | عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ مَعَاذٍ عَنِ ابْنِ مَاجَةَ وَالْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ (کنز، ص ۲۳۲، جلد ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت معاویہؓ سے یہی مضمون بخاری و مسلم و مسند احمد میں مروی ہے؛

حدیث نمبر ۱۵۲ | عَنْ ثَوْبَانَ مِثْلَهُ عَنِ الْمُسْلِمِ وَالْقَزَازِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ (کنز ص ۶۲۳۲)
ترجمہ ۱۔ "حضرت ثوبانؓ سے بھی اسی معنی کی حدیث کو مسلم و ترمذی، ابن ماجہ میں روایت کیا ہے؟"
حدیث نمبر ۱۵۳ | عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مِثْلَهُ وَفِيهِ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ عِنْدَهُ . مُسْلِم (کنز ص ۶۲۳۲)

ترجمہ ۱۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث صحیح مسلم میں مروی ہے؟
حدیث نمبر ۱۵۵ | وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِثْلَهُ وَفِيهِ حَتَّى يُقَاتِلُوا أَخِيَهُمُ النَّجَّالَ،
اُخْرَجَهُ أَحْمَدُ فِي مُسْنَدِهِ وَابُودَاؤُدُ وَالْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ (کنز ص ۶۲۳۲)
ترجمہ ۱۔ حضرت عمران بن حصینؓ سے بھی یہی مضمون امام احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کے الفاظ یہ بھی ہیں کہ یہاں تک کہ اس امت کا آخری طاغوت دجال سے مقابلہ کرے گا؟

حدیث نمبر ۱۵۶ | وَعَنْ قُتَيْبَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ مِثْلَهُ عَنِ ابْنِ جَبَانَ فِي صَحِيحِهِ وَاحْمَدُ التِّرْمِذِيُّ (کنز ص ۶۲۳۲)

ترجمہ ۱۔ حضرت قوتیبہ بن ایساؓ سے بھی یہی مضمون صحیح ابن حبان اور مسند احمد جامع ترمذی وغیرہ میں مروی ہے؟
حدیث نمبر ۱۵۷ | عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نَقِيلٍ مِثْلَهُ عَنِ الطَّبْرَانِيِّ فِي الْكَبِيرِ وَابْنِ سَعْدٍ (کنز ص ۶۲۳۲)
ترجمہ ۱۔ سلمہ بن نقیلؓ سے بھی مضمون طبرانی اور ابن سعد نے بھی روایت کیا ہے؟
حدیث نمبر ۱۵۸ | وَعَنْ أَنَسٍ مِثْلَهُ عَنِ ابْنِ جَبَانَ فِي صَحِيحِهِ (کنز ص ۶۲۳۵)

ترجمہ ۱۔ "حضرت انسؓ سے صحیح ابن حبان میں بھی مروی ہے؟"
حدیث نمبر ۱۵۹ | وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ مِثْلَهُ عَنِ عَبْدِ بْنِ حَمِيدٍ .

ترجمہ ۱۔ "نیز زید بن ارقمؓ سے بھی مضمون مروی ہے (مسند عبد بن حمید)؟"
حدیث نمبر ۱۶۰ | وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ مِثْلَهُ اُخْرَجَهُ ابُو النَّصْرِ السَّجَوِيُّ فِي الْاِبَانَةِ وَالْهَرَوِيُّ فِي ذِمِّ الْكَلَامِ (کنز ص ۶۲۳۵)

ترجمہ ۱۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے بھی مضمون ابوالنصر سجوی نے ابانہ میں اور ہروی

نے ذم الکلام میں روایت کیا ہے؟

یہ کل کی کل تعدادِ احادیث اعلان کر رہی ہے کہ اُمتِ محمدیہؐ آپؐ کی امت ہو کر قیامت تک باقی رہے گی جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کے بعد اور کوئی نبی نہیں ہو سکتا،

ورنہ پھر تو لوگ اس نبی کی امت کہلا دیں گے جیسے انبیاء سابقین کی امتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد آپ کی امت کہلاتی ہیں نہ کہ گذشتہ انبیاء کی۔
حدیث نمبر ۱۶۱ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ نَبِيٌّ قَبْلِي وَلَا أُخْلَعُ نَحْوًا بُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَأَنَّهُ الْأَحْمَرُ وَالْأَسْوَدُ وَكَانَ النَّبِيُّ قَبْلِي يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ (رواه احمد فی مسندہ والحکیم - من الکفر ص ۱۰۹ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ "حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں، اور یہ میں خود سے نہیں کہتا، ان پانچ چیزوں میں، ایک یہ کہ میں تمام انسانوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں، جس کا عرب و عجم سب برابر ہیں، اور مجھ سے پہلے انبیاء صرف اپنی قوم کے لئے مبعوث ہوتے تھے (مسند احمد و حکیم ترمذی)۔"

حدیث نمبر ۱۶۲ | عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوعًا أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ نَبِيٌّ قَبْلِي أُرْسِلْتُ إِلَى الْأَمِّيِّ وَالْأَسْوَدِ وَالْأَحْمَرِ (الحدیث) رواہ العسکری فی الامثال (کفر ص ۱۰۹ ج ۶)
 ترجمہ ۱۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ ایک یہ کہ مجھے بلا امتیاز کالے گویے (عرب و عجم کے) تمام عالم کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے (عسکری فی الامثال)۔"

حدیث نمبر ۱۶۳ | وَمِثْلُهُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ - رواہ طحطاوی وحاکم والدارمی (من الکفر ص ۱۰۹ ج ۶)
 ترجمہ ۱۔ اسی مضمون کی حدیث ابو ذرؓ سے مسند احمد و مستدرک حاکم وغیرہ میں بھی موجود ہے (کنز العمال)
حدیث نمبر ۱۶۴ | وَمِثْلُهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ (الحدیث) رواہ الطبرانی فی الکبیر (کفر ص ۱۰۹ ج ۶)
 ترجمہ ۱۔ اسی مضمون کی ایک حدیث حکیم ترمذی اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے نبی ﷺ سے روایت کی ہے۔
حدیث نمبر ۱۶۵ | وَمِثْلُهُ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ - أخرجه احمد فی مسندہ والطبرانی فی الکبیر - (من الکفر ص ۱۰۹ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ "حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے امام احمدؒ نے مسند میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں اسی مضمون کی حدیث روایت کی ہے۔"

حدیث نمبر ۱۶۶ | عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ أُعْطِيتُ الْبَيْتَةَ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ نَبِيٌّ قَبْلِي أَمَا أَوَّلُهُنَّ فَأُرْسِلْتُ

إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ كَافَّةً عَامَّةً وَكَانَ مِنْ قَبْلِي إِنْشَاءُ رُسُلٍ إِلَى قَوْمِهِ . رواه احمد

فی مسنده والحقیم (من الکند، ص ۶۱۱۰ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت عمرو بن شعیبؓ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ آج کی رات مجھے ایسی پانچ چیزیں دی گئی جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں

ان میں سے پہلی یہ ہے کہ میں تمام عالم کی طرف نبی ہو کر آیا ہوں اور مجھ سے پہلے انبیاء

صرف اپنی اپنی قوموں کی طرف پیغمبر ہو کر آتے تھے ۛ

حدیث نمبر ۱۶۷ | وَثَبْتُ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ تَغْنَدُ الطَّبْرَانِي فِي الْكَبِيرِ وَأَخْرَجَ التِّرْمِذِي

بَعْضُهُ وَقَالَ حَسَنٌ صَحِيحٌ (من الکند، ص ۶۱۱۰ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ " حضرت ابو امامہؓ سے بھی اسی مضمون کی ایک حدیث روایت کی گئی ہے جس کو

طبرانی نے روایت کیا ہے، اور ترمذیؒ نے اس کے ایک حصہ کو روایت کر کے کہلایا ہے کہ

یہ حسن صحیح ہے (کنز العمال، ص ۶۱۱۰ ج ۶) ۛ

حدیث نمبر ۱۶۸ | عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يُحْيِيكَ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً (الحديث)

ترجمہ ۱۔ " حضرت خالد بن معدانؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

کہ میں تمام عالم والوں کی طرف بھیجا گیا ہوں ۛ

یہ احادیث میں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے لئے نبی

ہیں، آپ کی نبوت کے بعد قیامت تک جتنے انسان پیدا ہوئے یا ہوں گے سب آپ کی

امت میں نبی نہیں۔ کیونکہ عموم بعثت میں دونوں قسم کے عموم داخل ہیں، یعنی عموم اقوام عالم

اور عموم زمان یعنی اپنے زمانہ میں بھی آپ کی نبوت تمام اقوام دنیا کے لئے ثابت تھی اور

باعث بار زمانہ کے آپ کے بعد کی آنے والی نسلوں کو بھی شامل ہے جیسا کہ گذشتہ

احادیث میں حضرت حسنؓ کی حدیث میں تبصریح گزر چکا ہے، کہ آپ نے فرمایا ہے کہ: أَنَا

رَسُولٌ مِّنْ أَدْرِكُهُ حَيَاتًا وَمَنْ يُّؤَلِّدُ بَعْدِي (یعنی میں اس شخص کا بھی رسول ہوں جس کو

میں اپنی زندگی میں پا لوں اور اس شخص کا بھی جو میرے بعد قیامت تک پیدا ہوگا)۔

بہر حال آپ کی نبوت تمام اقوام عالم کے لئے اور قیامت تک ہر زمانہ کو شامل ہے

اور قیامت تک آپ کی نبوت کا سلسلہ باقی ہے، جب یہ ظاہر ہے تو آپ کی نبوت کے

ہوتے ہوئے کوئی نبی نہیں ہو سکتا، ورنہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ نبوت کی توہین ہوگی، اور احادیث ذیل بھی اسی مضمون کی تائید کرتی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۶۹ | عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ بَعَثَنِي رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ وَهُدًى لِلْمُؤْمِنِينَ (رواه احمد بن مسند والطبرانی في الكبير) ترجمہ:- حضرت ابو امامہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام اہل عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مومنین کے لئے ہدایت۔

(مسند احمد و معجم کبیر طبرانی)۔

حدیث نمبر ۱۷۰ | عَنْ مِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ بَعَثَنِي رَحْمَةً لِلنَّاسِ كَافَّةً. رواه الطبرانی في الكبير (کنز، ص ۱۱۱ ج ۶) ترجمہ:- حضرت مسور بن مخرمہ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام انسانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

حدیث نمبر ۱۷۱ | وَمِثْلُهُ عَنْ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ ابْنِ سَفْيَانَ عَنْ ابْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ ابْنِ نَعِيمٍ وَابْنِ النَجَّارِ ترجمہ:- حضرت انسؓ سے بھی یہی مضمون ایک روایت حسن بن سفیان اور ابن مسعود اور ابونعیم اور ابن النجار میں مروی ہے (خصائص کبریٰ، ص ۱۶ ج ۱)۔

حدیث نمبر ۱۷۲ | عَنْ عُمَرَ بْنِ رُوَيْمٍ مَرْثُوعًا خَيْرُ أُمَّتِي أَوْلَاهَا وَأَخْوَاهَا أَوْلَاهَا فِيهِمْ رَسُولُ اللَّهِ وَأَخْوَاهَا فِيهِمْ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ وَبَيْنَ ذَلِكَ نَحْمُ أَعْوَجَ لَيْسُوا مِنْكُمْ وَلَسْتُمْ مِنْهُمْ. رواه ابونعیم في الحلیة مرسلًا (من الکفر، ص ۱۳۲ ج ۶)

ترجمہ:- حضرت عروہ بن رویم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کا بہترین طبقہ اس کا سبک پہلا اور سبک آخری طبقہ ہے، کیونکہ پہلے طبقہ میں اللہ کا رسول (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں، اور آخری طبقہ میں حضرت عیسیٰؑ ہیں اور اس کے درمیان ٹیڑھے راستے والے ہیں، نہ تم میں وہ ہیں اور نہ تم ان میں سے (ابونعیم مرسل)۔

حدیث نمبر ۱۷۳ | عَنْ زَيْلِ بْنِ عَسْرٍ وَالْعَدَنِيِّ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ ثُمَّ قَالَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَى الْأَنْبَاءِ كَافَّةً (إِلَى أَنْ قَالَ) فَتَنْ أَجَابَنِي فَكَذَلِكَ الْجَنَّةُ نَزْلًا وَتَوَابًا وَمَنْ عَصَانِي كَانَتْ لَهُ النَّارُ مُتَقَلِّبًا (الحديث، من الکفر)

ترجمہ ۱۔ "حضرت زمل بن عمرو رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تمام مخلوق کی طرف اللہ کا رسول ہوں اور پھر فرمایا کہ جس نے میری دعوت قبول کی اس کے لئے جنت میں جہانی ہے، اور جس نے نافرمانی کی اس کے لئے جہنم ٹھکانا ہے۔"

حدیث نمبر ۱۷۱ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا أَنَّ اللَّهَ أَيَّدَ فِي يَأْزُبَعَةَ وَزُرَاءِ اثْنَيْنِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ جِبْرِئِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَاثْنَيْنِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ (خَطِيبَانِ الْبَرَاءِ) ترجمہ ۱۔ "حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار وزیروں کے ساتھ میری تائید فرمائی دو آسمان والوں میں سے یعنی جبریلؑ و میکائیلؑ اور دو زمین والوں میں سے یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ (طبرانی و بزار)۔"

اس سے بھی ثابت ہوا کہ تمام اقوام عالم قیامت تک آپ ہی کی امت ہوگی حتیٰ کہ نزولِ عیسیٰ کے بعد بھی سب لوگ آپ ہی کی امت ہوں گے، کیونکہ حضرت عیسیٰؑ باوجود عہدہ نبوت پر باقی رہنے کے اس امت کے لئے نبی ہو کر نہ آئیں گے، بلکہ جس طرح پہلے نبی اسرائیل کے نبی تھے اُسی عہدہ نبوت پر ہوں گے۔

حدیث نمبر ۱۷۲ | عَنْ ابْنِ الدُّوَاءِ مَرْفُوعًا رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ فِي حَوْلِ الْعَرْشِ فَمِنْهَا خُفَاءٌ مَكْتُوبٌ فِيهَا يَعْلَمُ نُوْرُ أَبْنَيْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ أَبُو بَكْرٍ الْقَيْدِيُّ رَوَاهُ ابْنُ حَبَّانٍ فِي الضَّعْفَاءِ وَاللَّاحِقُ فِي الْأَفْرَادِ (کنز، ص ۱۳۸ ج ۶) ترجمہ ۱۔ حضرت ابوالدرداءؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شبِ اسیری میں نے عرشِ عظمیٰ کے حوالے میں دو خفّاء مکتوب دیکھا جس میں نور کے قلم سے لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر القیدی (ابن حبان، دارقطنی)۔"

حدیث نمبر ۱۷۳ | عَنْ عَلِيٍّ مِثْلُهُ فِي أَخِيهِ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقِ عُمَرُ الْفَارُوقِ وَعُمَانُ ذُو النُّوْرِينِ، أَخْرَجَهُ ابْنُ عَسَاكَرٍ (کنز، ص ۱۳۸ ج ۶) ترجمہ ۱۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی اسی مضمون کی حدیث ابن عساکر نے روایت کی ہے، اور اس کے آخر میں ہے ابوبکر صدیقؓ، عمر الفاروقؓ، عثمان ذوالنورینؓ۔"

حدیث نمبر ۱۷۴ | عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَزَّجَ إِلَى السَّمَاءِ مَا مَرَرْتُ بِسَمَاءٍ إِلَّا وَجَدْتُ فِيهَا اسْمِي مَكْتُوبٌ فِيهَا وَابْنُ الْبَكْرِ الصِّدِّيقِ

خَلْقٍ۔ اخرجہ ابو یعلیٰ والطبرانی فی الاوسط وابن عساکر وابن عوفہ فی جزئہ ترجمہ ۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شب امرئی میں نے ہر آسمان سے گزرتے ہوئے دہاں اپنا نام اور اس کے پیچھے ابو بکر الصدیقؓ لکھا ہوا پایا (روایت کیا اس کو ابو یعلیٰ، طبرانی نے اوسط میں، ابن عساکر نے دار ابن ہفوف نے حبر میں) (کذا فی الخصائص) ۲

ان احادیث سے تبصریح ثابت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام امت کے افضل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اور جب وہ نبی نہیں ہیں تو اور کیسے نبی ہو سکتا ہے، ورنہ غیر کا نبی سے افضل ہونا لازم آئے گا۔

ناورہ | ابن عساکر اور ابن نجاس نے اپنی اپنی تاریخ میں ایک عجیب واقعہ نقل کیا ہے کہ ابوالحسن علی بن عبد اللہ الباشمی الرقی فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ہندوستان کے بعض شہروں میں گیا، میں نے اس کے ایک گاؤں میں سیاہ گلاب دیکھا جس پر گلاب کا بڑا پھول کھلتا تھا، اس کی خوشبو نہایت عمدہ اور رنگ سیاہ ہوتا تھا، جس پر سفیدی سے لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر الصدیقؓ عموا الفاروقؓ۔ مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی اور یہ خیال کیا کہ معنوی ہے کسی نے لکھ دیا ہو گا۔ مگر جب میں نے اس کے دوسرے غنچے کو جو ابھی کھلا نہیں تھا توڑ کر دیکھا تو اس کے اندر بھی یہی لکھا ہوا پھول نکلا، اور میں نے دیکھا کہ اس کے شہر کے لوگ سب پتھروں کو پوجتے تھے، کوئی اللہ کو جانتا بھی نہ تھا (کذا فی الخصائص الکبریٰ للسیوطی، ص ۸ ج ۱)

حدیث نمبر ۱۷۱ | عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَفْضَلُوا كِتَابَ اللَّهِ وَعِثْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي رواه ت (کذا فی اللکھنویہ ۳۳)

ترجمہ ۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑ دی ہیں جن کو اگر تم نے مضبوطی سے پکڑ لیا تو تم ہرگز کبھی گمراہ نہ ہو گے، اور وہ اللہ کی کتاب اور میری عترت یعنی اہل بیت میں (ذکر)

و جامع ترمذی شریف، ۱

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد تمام انسانوں کی نجات کے لئے قرآن کریم اور اہل بیتؑ و صحابہؓ کے اتباع کو مدار ہدایت قرار دیا ہے، جو اس کی دلیل ہے

کہ آپ کے بعد اور کوئی نبی نہیں ہوگا۔ در نہ ضروری تھا کہ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس نبی کا ذکر فرماتے جو بعد میں ہونے والا ہے۔

اس مضمون کی احادیث ذخیرہ حدیث میں بے شمار ہیں جن میں سے بعض ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۷۱ | عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ مِثْلُهُ وَلَفْظُهُ إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ خَلِيفَتَيْنِ كِتَابَ اللَّهِ غَزَوْا حَتَّى مَمْنُ وَدَّيْنِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَعِثْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي وَإِنَّمَا لَنْ يَنْفَقَ قَاحَتِي يَرِدَا عَلَى الْخَوْصِ . رواه احمد في مسنده والطبرانی في الكبير (کنز ص ۱۴۳ ج ۱)

ترجمہ ۱۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تمہارے اندر اپنے دو قائم مقام چھوڑتا ہوں، ایک اللہ کی کتاب جو زمین و آسمان کے درمیان خدائی سلسلہ ہے اور دوسرے میری عزت اہل بیت، اور یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں گے (مسند احمد طبرانی)

حدیث نمبر ۱۸۰ | عَنْ زَيْدِ بْنِ أَوْقَمٍ مِثْلُهُ عِنْدَ التِّرْمِذِيِّ (کذا فی الکتر)

ترجمہ ۲۔ حضرت زید بن ارقمؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث ترمذی نے روایت کی جو (کنز العمال)۔

حدیث نمبر ۱۸۱ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مِثْلُهُ عِنْدَ الْحَاكِمِ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَابْنِ بَكْرٍ الشَّافِعِيُّ (مسند الکتر)

ترجمہ ۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث مستدرک حاکم میں موجود ہے۔

حدیث نمبر ۱۸۲ | عَنْ عِيسَى بْنِ سَارِيَةَ مَرْفُوعًا أَوْصِيَكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالسَّيِّمِ وَالطَّاعَةِ

وَلَوْ أَمَرْتُكُمْ مَعْبِدَةً حَبَشِيًّا فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَصُوا عَنْهَا

بِالتَّوَّاجِدِ وَإِنَّا كُمْ وَمُحَدَّثَاتُ الْأُمُورِ فَإِنْ أَكَلُ مُحَدَّثَةٍ بَدَعٌ وَكُلُّ بَدْعٍ

ضَلَالَةٌ . رواه احمد في المسند وابوداؤد والترمذی وابن ماجه والحاكم

في المستدرک (کنز ص ۱۴۳ ج ۲)

ترجمہ ۴۔ حضرت عیسیٰ بن ساریہؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو

کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو، اور مسلم حکام کی اطاعت کرو، اگرچہ ایک

جہشی غلام تمہارا امیر بن جائے، اس لئے کہ جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا

وہ بہت اختلافات دیکھے گا، پس تم میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کے

اتباع کو لازم سمجھو، اور اس کو مضبوطی کے ساتھ دانتوں میں پکڑ لو، تم نئی باتوں سے بچو، کیونکہ (دین میں) ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے (ابوداؤد ترمذی)

ابن ماجہ، مسند امام احمد، حاکم، ازکثر العمال، ص ۱۴۴ ج ۳

حدیث نمبر ۱۸۳ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا اِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا اِنْ اِعْتَصَمْتُمْ بِهِ فَلَنْ تُضَلُّوا اَبَدًا كِتَابَ اللَّهِ وَرُسُلَهُ نَبِيِّكُمْ - رواه الحاكم في المستدرک (من الکتر ۳۴ ج ۳)

ترجمہ ۱۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تمہارے اندر دو ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم نے ان کو لازم پکڑا تو کبھی گمراہ نہ ہو گے،

ایک اللہ کی کتاب، اور دوسرے نبی کی سنت (المحدث) (مستدرک) ۲

حدیث نمبر ۱۸۴ | وَ مِثْلُهُ عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ عِنْدَ الْبَارِدِيِّ وَ ابْنِ ابِي شَيْبَةَ وَ أَحْمَدَ وَ ابْنِ

سَعْدٍ وَ ابْنِ بَعْلَى (کتر، ص ۱۴۷ ج ۳)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت اسمعیدؓ سے بھی یہی مضمون مروی ہے (امام احمد، ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ) ۲

حدیث نمبر ۱۸۵ | وَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عِنْدَ أَحْمَدَ فِي مُسْنَدِهِ وَ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَ

سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ فِي سُنَنِهِ (کتر، ص ۱۴۷ ج ۳)

ترجمہ ۱۔ حضرت زید بن ثابتؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث امام احمد اور طبرانی اور سعید

بن منصور نے روایت فرمائی ہے (کتر، ص ۱۴۷ ج ۱)

حدیث نمبر ۱۸۶ | عَنْ جَابِرِ بْنِ مِثْلُهُ عِنْدَ ابْنِ ابِي شَيْبَةَ وَ الْخَطِيبِ (کتر، ص ۱۴۸ ج ۱)

ترجمہ ۱۔ حضرت جابرؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث ابن ابی شیبہ اور خطیب نے روایت کی ہے ۲

حدیث نمبر ۱۸۷ | عَنْ مَعَاذِ بْنِ مِثْلُهُ عِنْدَ الدَّيْلَمِيِّ (کتر ۱۴۸ ج ۱)

ترجمہ ۱۔ حضرت معاذؓ سے بھی یہی مضمون دہلی نے روایت کیا ہے ۲

ان سب احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے جو دستور عمل

تجویز فرمایا ہے اس میں کہیں یہ ذکر نہیں ہے کہ بعد میں کوئی نبی مبعوث ہو گا جو تمہاری ہدایت کا کفیل ہو گا۔

حدیث نمبر ۱۸۸ | عَنْ سَعْدِ بْنِ مَرْفُوعًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُبَّ رَجُلٍ يَتَّبِعُ رُسُلًا لَا يَأْتِيهِمْ إِلَّا بِمِثْلِ مَا

رواه ابن السني في عمل اليوم والليلة -

ترجمہ ۱۔ میں عبادت کے لئے اللہ تعالیٰ پر اور نبوت کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دین کے لئے

اسلام پر راضی ہوں، یعنی ان کے سوا ہر معبود اور آپ کے بعد ہر مٹی نبوت اور ہر مٹی کبریا ہوں؟
حدیث نمبر ۱۸۹ | من طریق سعید بن خنیس عن شیعہ من اہل الشام مرفوعاً عن عبد اللہ بن مسعود
 اَنْ تَسْمُوَ اللّٰهَ وَتَلْزَمُوْا سُنَّتِيْ وَسُنَّةَ الْخُلَفَاءِ الْمُهَادِيَةِ الْمُهَدِيَّةِ فَتَقْتَضُوا عَلَيَّ مَا بِالْاَنْبِيَا
 وَلِاِنْ اَسْتَعِيْلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ فَاَسْمِعُوْا وَاَطِيعُوْا۔ رواہ البغوی (کنز، ص ۵۴ ج ۱)
 ترجمہ: "جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو،
 اور میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کا اتباع کرو، اور اس کو دانتوں سے
 مضبوط پکڑ لو، اگرچہ تم پر ایک حبشی غلام حاکم بنادیا جائے، اس کی بھی اطاعت کرو۔
 روایت کیا اس کو بغوی نے (کنز، ص ۵۴ ج ۱)

حدیث نمبر ۱۹۰ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعاً مِنْ اَهَانَ سُلْطَانَ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ اَهَانَهُ اللّٰهُ
 وَمَنْ اَكْرَمَ سُلْطَانَ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ اَكْرَمَهُ اللّٰهُ۔ طبرانی (کنز، ص ۵۵ ج ۱)
 ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ کے حاکم کی اہانت کرے گا اللہ
 تعالیٰ اس کو ذلیل کرے گا، اور جو اس کی عزت کرے گا اللہ اس کو عزت دے گا۔
حدیث نمبر ۱۹۱ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلُهُ عِنْدَ السَّجِسِي۔

ترجمہ: "حضرت ابن عباسؓ سے یہی مضمون سنجسی نے بھی روایت کیا ہے؟
حدیث نمبر ۱۹۲ | عَنْ حُذَيْفَةَ مِثْلُهُ عِنْدَ الدَّيْلَمِيِّ (کنز، ص ۵۵ ج ۱)
 ترجمہ: "حضرت حذیفہؓ سے بھی یہی مضمون دلمی نے روایت کیا ہے؟

حدیث نمبر ۱۹۳ | وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْمَلُوا
 بِالْقُرْآنِ اَحَلَّوْا حَلَالَهُ وَحَرَمُوا حَرَامَهُ وَاتَّقُوا دُايَةَ وَلَا تَكْفُرُوا بِشَيْءٍ مِنْهُ وَمَا
 تَشَابَهَ عَلَيْكُمْ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاِلَى اَرْبِی الْعِلْمِ مِنْ بَعْدِي كَيْمَا يُخْبِرُكُمْ
 وَاٰمِنُوا بِالْثَوْرَةِ وَالْاِنْجِيلِ وَالرَّبُّوْرِ وَمَا اُوْتِيَ السَّيِّئُونَ مِنْ رَبِّهِمْ۔ رواہ
 الطبرانی فی الکبیر والحاکم فی المستدرک (من الکنز، ص ۴۹ جلد ۱)
 ترجمہ: "حضرت معقل بن یسارؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن پر عمل کرو

یہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اختلاف و اختیاء کے موقعوں پر اہل علم کی تقلید کرنی چاہئے اور یہ تقلید عین حکم
 نبوی کی اطاعت ہے، نہ کہ شرک فی النبوۃ جیسا کہ ہمارے زمانہ کے بعض جہلاء کا خیال ہے، ۲۰۔

اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھو، اور اس کی اقتدار کرو، اور اس کے کسی حوت کا انکار نہ کرو، اور اس کی جو آیت تم پرشتہ ہو جائے اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف اور میرے بعد اہل علم کی طرف رجوع کرو، تاکہ وہ تمہیں صحیح تفسیر بتلائیں، اور تورات و انجیل و زبور اور تمام ان کتابوں یا صحت پر ایمان لاؤ جو پہلے انبیاء پر نازل ہوئی ہیں (مسند رک حاکم، معجم کبیر للطبرانی)۔

حدیث نمبر ۱۹۴ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَنْ يَبْعَثَ بِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا. رواه ابو داؤد والحاکم والبیہقی فی المعرفۃ (۳۳۸) ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر سو سال کے ایک مجدد بھیجے گا جو اس کے دین کو درست کرے گا، اور جو کچھ اس میں رخنہ واقع کر دیئے گئے ہیں ان کا انسداد کرے گا (کنز العمال ۳۳۸ ج ۱)۔

حدیث نمبر ۱۹۵ | عَنْ تَيْمِیْمٍ الدَّارِیِّ مَرْفُوعًا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رواه مسلم)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دین خیر خواہی کرنے کا نام ہے، ہم نے عرض کیا کہ کس کی خیر خواہی؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتابوں اور مسلمانوں کے اماموں اور عام مسلمانوں کی۔

حدیث نمبر ۱۹۶ | عَنْ حُذَيْفَةَ مَرْفُوعًا اِمْتَدُّوا بِالَّذِينَ مِنْ بَعْدِي ابْنِي بَكْرٍ وَعَمْرُوهُمَا احمد فی مسنده والترمذی وابن ماجہ (کنز، ص ۱۳۲ ج ۶)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان دو شخصوں کا اتباع کرو جو میرے بعد خلیفہ ہوں گے، یعنی ابو بکرؓ و عمرؓ۔ روایت کیا اس حدیث کو

ترمذی اور ابن ماجہ نے اور امام احمد نے اپنی سندیں (کنز، ص ۱۳۲ ج ۶)۔

حدیث نمبر ۱۹۷ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ كُلُّ أُمَّةٍ عَطَا شَأْنِ الْأَمْنِ أَحَبَّ أَبَائِكُمْ وَعَمْرُو عُثْمَانَ وَعَلِيًّا. رواه الرافعی (کنز، ص ۱۶۱ ج ۶)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز ساری امتیں پیاسی آئیں گی مگر جو شخص کہ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ کی محبت رکھتا ہوگا وہ پیاسا نہ ہوگا۔

روایت کیا اس کو امام رافعی نے (کنز، ص ۱۶۱ ج ۶)۔

حدیث نمبر ۱۹ | عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ مَرْفُوعًا اَقْتَدَ زَاكِيَّ الدِّينِ مِنْ اَصْحَابِي اَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ، اِهْتَدَا بِهَذَا عَمَّا رَوَوْهُ وَتَشَكُّوْا بِعَهْدِ ابْنِ مَسْعُودٍ . رواه الترمذی (کنز)

صفحہ ۱۴۲ جلد ۶۔

ترجمہ ۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کی اطاعت کرو جو میرے صحابہ میں سے میرے بعد ہوں گے، یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ، اور عمارؓ کی سی عادت اختیار کرو، اور عبداللہ بن مسعودؓ کے بعد کسی سے نہ کرو گے؟

حدیث نمبر ۱۹ | عَنْ حَدِّثٍ يَقْتَضِي مِثْلَهُ عِنْدَ الرَّوْثِيَانِي (کنز، ص ۱۴۲ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت مزینہؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث روٹیانی نے نقل کی ہے ؟

حدیث نمبر ۲۰ | وَ عَنْ اَكْبَشٍ مِثْلَهُ (کنز، ص ۱۴۲ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت انسؓ سے بھی یہی مضمون ابن عدی نے روایت کیا ہے ؟

حدیث نمبر ۲۱ | عَنْ جَابِرٍ مِثْلَهُ عِنْدَ الطَّبْرَانِي فِي الْاَوْسَطِ (کنز، ص ۱۴۲ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت جابرؓ سے بھی یہی مضمون مرفوعاً مروی ہے (دیکھو معجم اوسط طبرانی) ؟

حدیث نمبر ۲۲ | عَنْ اَبِي سَعِيدٍ مِثْلَهُ (کنز، ص ۱۴۲ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے بھی حدیث مروی ہے ؟

حدیث نمبر ۲۳ | عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ مِثْلَهُ (کنز، ص ۱۴۲ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت ابو الدرداءؓ سے بھی یہی مضمون منقول ہے ؟

حدیث نمبر ۲۴ | عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ خَوَاصًّا

وَسَوَاصِرًا الزَّيْبِيُّ . اخبره البخاری ومسلم والترمذی (الرياض النضمة للطبری ص ۲۳ ج ۲)

ترجمہ ۱۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر نبی کے لئے ایک

مخلص و مددگار ہوتا ہے اور میرے مخلص و مددگار زبیرؓ ہیں (بخاری، مسلم، ترمذی) ؟

حدیث نمبر ۲۵ | عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعًا لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ وَاَمِيْنٌ هَذِهِ الْاُمَّةِ

اَبُو عُبَيْدَةَ بْنِ الْخَوَّازِمِ . رواه البخاری ومسلم (الرياض النضمة ص ۳۰۸ جلد ۲)

ترجمہ ۱۔ حضرت انسؓ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک امت کا

ایک امین ہوتا ہے اور میری امت کے امین ابو عبیدہ بن الخوارزمیؓ ہیں (بخاری و مسلم) ؟

حدیث نمبر ۲۶ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا لِكُلِّ شَيْءٍ سَنَامٌ وَسَنَامُ هَذِهِ الْاُمَّةِ عَنِي

الْعَبَّاسُ وَكُلُّ شَيْءٍ سَبَطَ وَ سَبَطُ هَذِهِ الْأُمَّةِ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ (کنز، ص ۱۶۳/۶۴)

ترجمہ :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر چیز کا ایک اعلیٰ حقہ ہوتا ہے اور اس امت کا اعلیٰ حقہ

میرے چچا عباس ہیں، اور ہر شے کے لئے ایک شجرہ (درخت) ہے کثیر الاغصان (زیادہ پھولوں

والا یعنی پھیلا ہوا) اور اس امت کے شجرہ حسن اور حسین ہیں :-

یہ بشارت ہر ان دونوں صاحبزادوں کے کثیر الاولاد ہونے کی قیامت تک، واللہ اعلم، منجھ میں

ہے السبط ایضا الشجرۃ لها اغصان کثیرۃ واصلها واحد۔ صفحہ ۳۲۶ مطبوعہ بیروت۔

حدیث نمبر ۲۰۷ | عَنْ أَبِي عُمَرَ مَرْثُوعًا خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ۔ (خطابی (کنز، ص ۱۶۳/۶۴)

ترجمہ :- حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس

امت کے بہترین فرد عبداللہ بن عباسؓ ہیں (کنز، ص ۱۶۳/۶۴) :-

حدیث نمبر ۲۰۸ | عَنْ جَابِرِ مَرْثُوعًا أَعْلَمُهَا (أَيُّ الْأُمَّةِ) بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مَعَاذُ

بْنِ جَبَلٍ (کنز، ص ۱۶۳/۶۴)

ترجمہ :- حلال اور حرام کو سب سے زیادہ جانتے والے معاذ بن جبلؓ ہیں (کنز، ص ۱۶۳/۶۴) :-

حدیث نمبر ۲۰۹ | عَنْ عَلِيٍّ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَبْدَالُ

يَكُونُونَ بِالشَّامِ وَهُمْ أَوْ يَبْعُونَ رَجُلًا كَمَا مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلُ اللَّهِ مَكَانَهُ رَجُلًا يُسْتَفَى

بِهِمُ الْغَيْثُ وَيُنْصَرُّ بِهِمْ عَلَى الْأَعْدَاءِ۔ رواه احمد (مشکوٰۃ صفحہ ۵۷۵)

ترجمہ :- حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابدال ملک شام

میں ہوں گے اور وہ چالیس آدمی ہیں جب ان میں سے کوئی مر جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے

بدلہ دوسرا پیدا کر دیتا ہے، ان کی برکت سے قحط دفع ہوگا، اور دشمنوں پر فتح حاصل ہوگی (مسند احمد)۔

حدیث نمبر ۲۱۰ | عَنْ أَبِي عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ رَجُلًا يَأْتِيكُمْ

مِنْ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسُ (أَيْ قَوْلُهُ) فَتَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلَيْسَ تَغْفِرُ لَكُمْ۔ رواه مسلم (مشکوٰۃ ص ۵۷۵)

ترجمہ :- حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک

شخص تمہارے پاس یمن سے آئیں گے جن کا نام اویس ہوگا، تم میں سے جو شخص ان سے

ملے اپنے لئے استغفار کر لے، (کیونکہ وہ مستجاب الدعوات ہوں گے) روایت

کیا اس حدیث کو مسلم نے (مشکوٰۃ، ص ۵۷۴) :-

احادیث مذکورۃ الصدک ختم نبوت کا ثبوت

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت و شفقت جو امت مرحومہ کے ساتھ کردہ محتاج بیان نہیں، اور پھر یہ بھی مسلم ہے کہ زمانہ ماضی مستقبل کے جتنے علوم و حالات آپ کو عطا کئے گئے ہیں وہ نہ کسی نبی کو حاصل ہیں اور نہ کسی فرشتہ کو۔

ان دونوں باتوں کے سمجھنے کے بعد یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ آپ نے اپنی امت کے لئے دین کے راستہ کو ایسا ہموار اور صاف بنا کر چھوڑا کہ جس میں دل لڑات برابر ہوا اس پر چلنے والے کو ٹھوکر لگنے یا راستہ بھولنے کا اندیشہ نہ ہے اس میں جسے خطرات الہامیہ لگے مواقع ہونگے وہ سب آپ نے ان کو بتلادیئے ہونگے، نیز اس راستے کے ایسے ایسے نشانے ان کو بتلائے ہونگے کہ جو تمام راستہ میں ان کی رہبری کرتے ہیں۔ چنانچہ جب ہم حدیث نبوی کے دفتر پر نظر ڈالتے ہیں تو ثابت ہو جاتا ہے کہ آپ نے ان امور میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا، آپ کے بعد جتنے آدمی قابل اقتدار رہنمائی پیدا ہونے والے تھے آپ نے اکثر کے نام لے لے کر بتلادیا، اور امت کو ان کی پیروی کی ہدایت فرمائی، جن میں سے ”متھے نمونہ از خرداے“ چند احادیث اور پر ذکر کی گئی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی شفقت اور مربیانہ تعلیم اور پھر احادیث مذکورہ بالا کو دیکھتے ہوئے ایک مسلمان بلکہ ایک منصف مزاج انسان یہ یقین کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی (اگرچہ وہ بقول مرزا ظلی یا بروزی رنگ میں سہی) اس عالم میں پیدا نہیں ہو سکتا، ورنہ لازمی تھا کہ آپ ان سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اس نبی کا ذکر فرماتے، کیونکہ ان سب کا اتباع امت کی نجات کا مدار انہیں، اور نبی خواہ کسی قسم کا ہو جب کسی امت میں بھیجا جائے تو اس کی پیروی اس امت کے لئے مدار نجات ہو جاتی ہے، بغیر اس کی پیروی کے ان کے سارے عمل ضبط سمجھے جلتے ہیں۔

مگر عجب تماشہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو خلفائے راشدین کے اقتدار کا حکم فرماتے ہیں، ائمہ دین اور امرار کی اطاعت کی تعلیم دیتے ہیں، بلکہ ایک حبشی غلام کی بھی وجہ کہ وہ امیر بن جائے، اطاعت امت پر واجب قرار دیتے ہیں، مواقع اشتباہ و اختلاف میں اہل علم و اجتہاد کی تقلید کی تاکید کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی اقتدار کی دعوت دیتے ہیں، حضرت زبیرؓ، ابو عبیدہ بن الجراح،

معاذ بن جبلؓ، عبد اللہ بن عباسؓ وغیرہ صحابہ کرام کے نام لے لیکر انہیں واجب التکرم اور قابل اقتدار فرماتے ہیں، اویسؓ سترنی کے آنے کی خبر اور ان سے استغفار کرانے کی تسلیم دیتے ہیں، مجددین امت کا ہر صدی پرانا، ابدال کا ملک شام میں پیدا ہونا، اور ان کا مستجاب الدعوات ہونا وغیرہ وغیرہ مفصل بیان فرماتے ہیں۔

لیکن ایک حدیث میں بھی یہ بیان نہیں فرماتے کہ ہمارے بعد فلاں نبی پیدا ہوگا، ہم اس پر ایمان لانا اور اس کی اطاعت کرنا، حالانکہ ایک رؤف رحیم نبی کا پہلا فرض یہ تھا کہ وہ آنے والے نبی کے منصف حالات اپنی امت کو خوب واقف کرا دے، اس کا نام، مقام، پیدائش، تاریخ، حلیہ والدین کا نام وغیرہ بتلا دے، تاکہ ان کو آنے والے نبی کی پہچان میں کوئی اشتباہ باقی نہ رہے۔

اگر پہلو میں دل اور دل میں ایمان یا انصاف کا کوئی ذرہ بھی ہے تو تمام احادیث سابقہ کو چھوڑ کر صرف یہی احادیث ایک انسان کو اس پر بخیر رکھنے کے لئے کافی ہیں کہ آپؐ کے بعد تاقیامت کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

یہ دو سو تیس احادیث نبویہ ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم نبوت کا قطعی اعلان فرما کر ہر قسم کی تاویل اور تخصیص کا

راستہ بند کر دیا ہے!

جس کے آنکھیں ہوں دیکھ اور جس کے کان ہوں سنے۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ وَصَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْكَ اَبْرَارِ الْحَمْدُ وَالْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ وَالنَّبِيُّونَ وَالشَّاهِدَاءُ وَالصَّالِحِينَ وَمَا سِمْ لَكَ مِنْ شَيْءٍ يَّامُ رَبِّ الْعَالَمِينَ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِنِ عَبْدِ اللّٰهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ رَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الشَّاهِدِ الْبَشِيْرِ الدَّاعِیِ الْيَقِيْنِ بِاَذْنِكَ

الْمُنِيْرِ وَعَلَيْهِ السَّلَام

(رواہ عیاض فی الشفاء عن علیؓ)

ختم النبوة — حصہ دوم
تمام شد

ختم النبوة

في الأثر

حصّة سوم

حصہ سوم

ختم النبوة فی الآثار

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى — اما بعد :-
 پہلے دو حصوں میں ایک سو آیات قرآنیہ اور دوسو سے زائد احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا
 الصلوٰۃ والسلام اس دعویٰ کی شہادت میں ناظرین کے سامنے آچکی ہیں کہ ہمارے آقائے نامدار
 خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت باقی نہیں، اور کسی قسم کا نبی تشریفی
 یا غیر تشریفی طور پر آپ کے بعد پیدا نہیں ہو سکتا، بلکہ ہر مدعی نبوت کذاب و دجال ہے۔
 اب اس تیسرے حصہ میں یہ دکھلایا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ ملت اسلامیہ کے ان ضروریات
 میں سے ہے کہ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے آج پونے چودہ سو برس
 تک تمام امت امتیہ کا قطعی اجماع و اتفاق رہا ہے جس نے کسی مسلمان گھرانے میں پرورش پائی
 ہو وہ کبھی اس مسئلہ میں شبہ یا تاویل کے درپے نہیں ہو سکتا۔

علمائے ربانیتین کے تمام طبقات محدثین، مفسرین، فقہاء، متکلمین، صوفیاء کی غیر محدود
 تصانیف ہمارے اس دعوے کی ناقابلِ انکار شہادتوں سے لبریز ہیں جن کو اگر ہم باستیعاب
 نقل کرنے کا ارادہ کریں تو نہ صرف یہ رسالہ ایک عظیم الشان دفتر بن جائے گا، بلکہ یقین ہے
 کہ ہم لکھتے لکھتے تھک جائیں گے اور ان ائمہ سلف اور علمائے امت کے اقوال و تصریحات
 ختم نہ ہوں گی۔ اس لئے بالاختصار اقول اجماع امت اور بالخصوص اجماع صحابہ کی نقلیں
 پیش کر کے اہل اجماع میں سے بعض حضرات کے اقوال بطور نمونہ بدیہ ناظرین کئے جاتے
 ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ۔

ایک ضروری گزارش

مرزا جی اور ان کی امت چونکہ ختم نبوت کے تمام دلائل و براہین کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیتے ہیں کہ ان سے نبوت تشریعی کا اختتام مراد ہے، غیر تشریعی نبوت اس میں داخل نہیں۔ اس لئے ہم نے اس سے پہلے دونوں حصوں میں اکثر آیات و احادیث کے ذیل میں اس پر تنبیہ کی ہے، کہ مسترآن و حدیث نے سینکڑوں مواقع میں صراحتہ اور اشارۃً ختم نبوت کو بیان کیا ہے، لیکن کسی ایک جگہ بھی تشریعی و غیر تشریعی کی تقسیم نہیں منرائی، بلکہ بہت جگہ صراحتہ اس کی نفی کر دی گئی۔ اسی بنا پر میں اس حصہ میں بھی ناظرین کی توجہ اس طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ہر بات اور ہر عنوان میں اس کا لحاظ رکھیں کہ ساری امت اسلامیہ میں سے کسی ایک نے بھی کہیں تفصیل کی ہے کہ ختم نبوت سے مراد صرف تشریعی نبوت کا اختتام ہے، اور جب یہ نہیں تو پھر مرزا اور مرزائیوں سے پوچھیں کہ کیا وہ اپنی اس طبع زاد تحقیق پر کوئی حجت اسلامی دلائل میں سے پیش کر سکتے ہیں؟

اجماع کی حقیقت اور اس کی عظمت

خداے تعالیٰ کی ہزاروں ہزار درود اس ذات مقدس پر جس کے طفیل میں ہم جیسے سراپا گناہ اور سراسر خطا و قصور بھی خیر الامم، امت وسط، امت مرحومہ، شہدائے خلق کے القاب گرامی کے ساتھ پچائے جاتے ہیں۔

کہ دار و زیر گردوں میر سامنے کہ من دام

وہ بے شمار خدا دندی انعام و اکرام جو ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت ہم پر مبذول ہوئے ہیں، اجماع امت بھی ان میں سے ایک امتیازی فضیلت ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ اس امت کے علمائے مجتہدین اگر کسی مسئلہ میں ایک حکم پر اتفاق کر لیں تو یہ حکم بھی ایسا ہی واجب الاتباع اور واجب التحیل ہوتا ہے جیسے قرآن و حدیث کے صریح احکام۔ جس کی حقیقت و دوسرے عنوان سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب نبوت ختم کر دی گئی تو آپ کے بعد کوئی ہستی معصوم باقی نہیں رہی جس کے

حکم کو غلطی سے پاک اور ٹھیک حکم خداوندی کا ترجمان کہا جاسکے، اس لئے رحمت خداوندی نے امت محمدیہ کے مجموعہ کو ایک نبی معصوم کا درجہ دے دیا، کہ ساری امت جس چیز کے اچھے یا بُرے ہونے پر متفق ہو جائے وہ علامت اس کی ہے کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہے جیسا امت کے مجموعہ نے سمجھا ہے۔

اسی بات کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

لَنْ تَجْعَلَ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ ۖ
یعنی میری امت کا مجموعہ کبھی گمراہی پر متفق نہیں ہو سکتا ۖ

اسی لئے اصول کی کتابوں میں اس کے حجت ہونے اور اس کے شرائط و لوازم پر مفصل بحث کی جاتی ہے، اور احکام شرعیہ کی جہتوں میں سترآن و حدیث کے بعد تیسرے نمبر پر اجماع کو رکھا جاتا ہے، اور درحقیقت اجماع کا شرعی جہتوں میں داخل ہونا اور اس امت کے لئے مخصوص ہونا خود بھی ہمارے زیر بحث مسئلہ ختم نبوت کی روشن دلیل ہے، جیسا کہ صاحب توضیح لکھتے ہیں۔

”اور وہ حکم جس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے مجتہدین کا کسی زمانہ میں اتفاق ہو جائے اس کا واجب تعمیل ہونا اس امت کی خصوصیات میں سے ہے، کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں، اور آپ کے بعد کسی پر وحی نہیں آئے گی، اور اُدھر یہ اشارہ خداوندی ہے کہ ہم نے تمہارا دین کامل کر دیا ہے، اور اس میں بھی شک نہیں کہ جو احکام صریح وحی سے ثابت ہوئے ہیں وہ بہ نسبت ردِ زمرہ کے پیشِ انوالے واقعات کے نہایت قلیل ہیں، پس جب ان واقعات کے احکام وحی صریح سے معلوم نہ ہوئے (اب اگر اجماع و قیاس کو

وَمَا أَتَقَنَّ عَلَيْهِ الْمُجْتَهِدُونَ
مِنْ أُمَّةٍ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي عَصْفٍ عَلَى أَمْرٍ قَدْ آمَنَ
خَوَامِ أُمَّةٍ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
فَإِنَّهُ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ لَا دُخِيَ بَعْدُ
وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَلَيْسَ
أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَلَا شَقَّ
أَنَّ الْأَحْكَامَ الَّتِي تُبَيِّنُ بِصِيغِ
الْوَحْيِ بِالنَّبِيَّةِ إِلَى الْخَوَارِثِ
الْوَاغِيَةِ قَلِيلَةً غَايَةَ الْعِلَّةِ فَلَوْ
لَمْ تُعْلَمَ أَحْكَامُ تِلْكَ الْخَوَارِثِ
مِنَ الْوَحْيِ الصَّرِيحِ وَبَقِيَتْ

أَحْكَامُهَا مُهْمَلَةٌ لَا يَكُونُ الدِّينُ
كَامِلًا فَلَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ لِلْمُجْتَمَعِ
وَلَايَةٌ اسْتِنْبَاطُ أَحْكَامِهَا مِنْ
الْوَحْيِ (توضیح مصری، ص ۳۹ ج ۱)

حجت نہ بنایا جائے، اور شریعت میں ان
واقعات کے متعلق احکام نہ ہوں تو دین
کامل نہیں رہتا اس لئے ضروری ہو کہ امت
کے مجتہدین کی وحی ان احکام کے استنباط کا حق حاصل ہے۔

الغرض جس طرح قرآن و حدیث سے احکام شرعیہ ثابت ہوئے ہیں اسی طرح تصریح
نصوص قرآن و حدیث اور باتفاق علمائے امت اجماع سے قطعی احکام ثابت ہوتے ہیں۔
البتہ اس میں چند درجات ہیں، جن میں سب سے مقدم اور سب سے زیادہ قطعی
اجماع صحابہؓ ہے، جس کے متعلق علمائے اصول کا اتفاق ہے، کہ اگر کسی مسئلہ پر تمام
صحابہ کی رائیں بالصریح جمع ہو جائیں تو وہ بالکل ایسا ہی قطعی ہے جیسا کہ قرآن مجید کی آیات۔
اور اگر یہ صورت ہو کہ بعض نے اپنی رائے بیان فرمائی اور باقی صحابہؓ نے اس کی تردید
نہ کی بلکہ سکوت اختیار کیا، تو یہ بھی اجماع صحابہ میں داخل ہے، اور اس سے جو حکم ثابت ہو
وہ بالکل ایسا ہی قطعی ہے جیسے احادیث متواترہ کے احکام قطعی ہوتے ہیں۔

بلکہ اگر غور سے کام لیا جائے تو تمام ادلہ شرعیہ میں سب سے زیادہ فیصلہ کن دلیل ہے،
اور بعض حیثیات سے تمام حجج شرعیہ پر مقدم ہے، کیونکہ قرآن و سنت کے مفہوم و معنی
متعین کرنے میں رائیں مختلف ہو سکتی ہیں، اجماع میں اس کی بھی گنجائش نہیں۔ چنانچہ
حافظ حدیث علامہ ابن تیمیہ تحریر فرماتے ہیں:-

وَاجْتِمَاعُهُمْ حُجَّةٌ قَاطِعَةٌ يَجِبُ
اتِّبَاعُهَا بَلْ هِيَ أَذْكَى الْحُجَجِ وَ
هِيَ مَقْدَمَةٌ عَلَى غَيْرِهَا وَلَيْسَ هَذَا
مَوْضِعُ تَقْرِيرِ ذَلِكَ فَإِنَّ هَذَا
الْأَمْلُ مَقَرٌّ لِي مَوْضِعِهِ وَلَيْسَ
فِيهِ بَيْنَ الْفُقَهَاءِ وَلَا بَيْنَ سَائِرِ
الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ هُمْ الْمُؤْمِنُونَ
خِلَافَتُ الْإِمَامِ.

”اور اجماع صحابہ حجت قطعیہ ہے اس کا
اتباع فرض ہے بلکہ وہ تمام شرعی مجتہدوں سے
زیادہ مؤکد اور سب سے مقدم ہے، یہ موقع
اس بحث کے پھیلانے کا نہیں، کیونکہ اپنے
موقع (یعنی کتب اصول) میں یہ بات
باتفاق اہل علم ثابت ہو چکی ہے، اور اس
میں تمام فقہاء اور تمام مسلمانوں میں
جو واقعی مسلمان ہیں کسی کا بھی خلاف
نہیں ہے“

اس کے بعد ہم اپنے اصلی مقصد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور نہایت قوی اور صحیح روایات سے دکھلاتے ہیں کہ

صحابہ کرام کا سب سے پہلا اجتماع مسئلہ ختم نبوت پر اور اس کے منکر کے مرتکب و لقمہ اجل ہونے پر ہوا ہے

سلسلہ کذاب کا دعویٰ نبوت | اسلامی تاریخ میں یہ بات درجہ تو اترو کو پہنچ چکی ہے کہ سلسلہ کذاب اور صحابہ کرام کا اس پر جہاد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دعوائے نبوت کیا، اور بڑی جماعت اس کی پیروی ہو گئی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پہلا ہم جہاد جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں کیا ہے وہ اسی کی جماعت پر تھا، جہوڑ صحابہ مہاجرین و انصاریں نے اس کو محض دعوائے نبوت کی وجہ سے اور اس کی جماعت کو اس کی تصدیق کی بنا پر کافر سمجھا، اور باجماع صحابہ و تابعین ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا گیا جو کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے، اور یہی اسلام میں سب سے پہلا اجتماع تھا، حالانکہ سلسلہ کذاب بھی مرزا صاحب کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کا منکر نہ تھا بلکہ بعینہ مرزا صاحب کی طرح آپ کی نبوت پر ایمان لانے کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی مدعی تھا، یہاں تک کہ اُس کی اذان میں برابر اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللہ پکارا جاتا تھا، اور وہ خود بھی بوقت اذان اس کی شہادت دیتا تھا، تاریخ طبری میں ہے:-

وَكَانَ يُؤَدِّنُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَشْهَدُ فِي الْأَذَانِ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللَّهِ وَكَانَ الَّذِي يُؤَدِّنُ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ التَّوَّاحَةِ وَكَانَ الَّذِي يُعِينُهُ لَهُ حُجَيْرُ بْنُ عُمَيْرٍ وَيَشْهَدُ لَهُ وَكَانَ مَسِيكُهُ إِذَا أَدْنَى حُجَيْرٍ مِنْ

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اذان دیتا تھا اور اذان میں یہ گواہی دیتا تھا کہ محمد رسول اللہ ہے اور اس کو مؤذن عبد اللہ ابن نواہر اور اقامت کہنے والا حمیر ابن عمیر تھا، اور جب حمیر شہادت پر پہنچتا تھا تو سلسلہ باوازا بلند کہتا تھا کہ حمیر نے صاف بات کہی، اور صحرا اس کی تصدیق کرتا تھا۔“

(تاریخ طبری، صفحہ ۲۴۴ جلد ۳)

الشَّهَادَةُ قَالُ صَرَّحَ حُجَيْرٌ فَيَزِيدُ فِي
صَوْتٍ وَيَبَالِغُ التَّصْدِيقُ نَفْسَهُ اَللهُ

(تاریخ طبری ص ۲۴۴ ج ۳)

الغرض نبوت و قرآن پر ایمان اور نماز روزہ سب ہی کچھ تھا، مگر ختم نبوت کے برہمنیہ مسئلہ کے انکار اور دعوائے نبوت کی وجہ سے باجماع صحابہ کا فرسب بھگایا اور حضرت صدیقؓ نے صحابہ کرام، مہاجرین و انصار اور تابعین کا ایک عظیم الشان لشکر حضرت خالد بن ولیدؓ کی امارت میں سیلہ کے ساتھ جہاد کے لئے یمامہ کی طرف روانہ کیا۔

جہاد صحابہ میں سے کسی ایک نے بھی اس پر انکار نہ کیا اور کسی نے نہ کہا کہ یہ لوگ اہل قبلہ ہیں، کلمہ گو ہیں، قرآن پڑھتے ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اُن کو کیسے کافر سمجھ لیا جائے۔ حضرت فاروقؓ رضی اللہ عنہ کا ابتداء خلاف کرنا اور بعد تحقیق حق کے صدیق اکبرؓ کے ساتھ موافقت کرنا جو روایات میں منقول ہے وہ بھی اس واقعہ میں نہیں تھا، بلکہ مانعین زکوٰۃ پر جہاد کرنے کے معاملہ میں تھا۔

بعض لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا تھا، صدیق اکبرؓ نے اُن پر جہاد کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت فاروقؓ نے وقت کی نزاکت اور مسلمانوں کی قلت و ضعف کا اندیشہ کر کے ابتداء اُن کی رائے سے خلاف ظاہر فرمایا تھا، لیکن حضرت صدیقؓ کے ساتھ تھوڑے سے مکالمہ کے بعد ان کی رائے بھی موافق ہو گئی۔

الغرض حضرت فاروقؓ کا ابتداء خلاف کرنا بھی سیلہ کے واقعہ میں ثابت نہیں جیسا کہ بعض غیر محقق لوگوں نے سمجھا ہے۔

الحال بلاخوف بلا تکریر آسمان نبوت کے ستارے اور جزائے ایک جم غفیر یمامہ کی طرف بڑھا، اس کی پوری تعداد تو اس وقت نظر سے نہیں گذری مگر تاریخ طبری میں حضرت صدیق اکبرؓ کا ایک فرمان خالد بن ولیدؓ

اے حضرت خالد جب سیلہ کذاب کو قتل کر کے اہل یمامہ پر فتح حاصل کر چکے تو سیلہ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص مجاہد نامی کی لڑائی سے مشادی کر لی، حضرت صدیق اکبرؓ کو خبر پہنچی تو ایک عتاب نامہ ان کے پاس بھیجا، جس کے الفاظ یہ تھے: اِنَّكَ فَارِغٌ تَكَلِّمُ النِّسَاءَ يَفْنَاءُ بَيْنَكَ دُمُ الْاَلْبِ وَبِأَسْتَنْتِي رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ لَمْ يُجَافِقْ بَعْدُ (تاریخ طبری، ص ۲۵۴ ج ۳)

کے نام درج ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو صحابہ و تابعین اس جہاد میں شہید ہوئے ان کی تعداد بارہ سو ہے۔ نیز اسی تاریخ میں ہے کہ مسلمانوں کی جماعت جو اس وقت مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے نکلی تھی اس کی تعداد چالیس ہزار مسلح جوان تھی، جن میں سے اٹھائیس ہزار کے قریب ہلاک ہوئے اور خود مسلمان بھی اسی فہرست میں داخل ہوا، باقی ماندہ لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے، حضرت خالدؓ کو بہت مال غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے، اور پھر صلح کر لی گئی۔

ان واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ صحابہؓ کی کتنی بڑی جماعت اس میدان میں آئی تھی جنہوں نے ایک مسئلہ ختم نبوت کے انکار کی وجہ سے نہ دقت کی نزاکت کا خیال کیا اور نہ مسلمانوں کی بے سروسامانی کا، اور نہ اس جماعت کے اذان و نماز اور تلاوت و اقرار نبوت اور تمام اسلامی احکام کے ادا کرنے کا، بلکہ اتنی بڑی عظیم الشان جماعت پر جہاد کرنے کے لئے باجماع و اتفاق اٹھ کھڑے ہوئے۔

نتیجہ

① اس واقعہ میں بغیر اس کے کہ مسلمانوں کے دعویٰ پر دلائل اور معجزات طلب کئے جائیں اور اس کے حالات کا جائزہ لیا جائے، تمام صحابہؓ کے اس کو کذاب سمجھنے اور جہاد کھینے آمادہ ہو جانے سے صاف معلوم ہوا کہ تمام صحابہؓ کرام کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد کسی شخص کا دعویٰ نبوت کرنا خواہ وہ کسی تاویل اور کسی پیرایہ سے ہو باجماع صحابہ موجب کفر و ارتداد ہے۔

② اس سے یہ بھی بلا تکلف معلوم ہوا کہ مرزا صاحب اور مرزائیوں نے جو اپنے دعویٰ نبوت میں نبوت غیر تشریحی یا غیر مستقل، یا ظلی یا بروزی یا لغوی یا جزوی وغیرہ بے معنی الفاظ کی آڑ لی ہے، اور مسئلہ ختم نبوت کی تحریف کر کے ایک لفظ بے معنی بنا دیا ہے، اور چاہا ہے کہ مسلمانوں کی آنکھوں اور عقلوں پر پردہ ڈال دیں، اُن کا یہ کید اور یہ تحریف انھیں کفر سے نہیں بچا سکتی، جیسا کہ باجماع صحابہؓ، مسلمانوں اور اس کی جماعت کی تاویلات اس معاملہ میں نہیں مٹتی تھیں، بلکہ مطلق دعویٰ نبوت کو کفر سمجھا گیا۔

③ یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص تمام اسلامی فرائض و احکام کو بصدق دل تسلیم کرے

اور سب پر بطیب خاطر اور اخلاص کے ساتھ عمل کرے، لیکن احکام شرعیہ میں سے صرف ایک حکم کا (بشرطیکہ اس کا شرعی حکم ہونا قطعی اور یقینی ہو) انکار کر دے تو ایسا ہی کفر و ارتداد ہے جیسے تمام شریعت کا انکار کرنا، جیسا کہ مسلمانوں اور اس کی جماعت کو باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے اور نماز روزہ وغیرہ ادا کرنے کے کافر ہی سمجھا گیا۔

آج مرزائیوں کو اپنی اس کوشش پر ناز ہے جس کا نام انھوں نے تبلیغ اسلام رکھا ہے، لیکن مسلمانوں کے واقعہ سے معلوم ہوا کہ اگر یہ تبلیغ واقعی اور صحیح اسلام کی تبلیغ بھی تھی تب بھی اُن کے عقائد کفریہ کے ہوتے ہوئے ان کے ہاتھ میں سوائے خسران کے کچھ نہ تھا۔ (۴) یہ بھی واضح ہو گیا کہ کسی شخص کے اتباع اور پیروؤں کی کثرت اس کی حقانیت کی دلیل نہیں ہو سکتی، ورنہ مسلمانوں کے کثرت اور شوکت و قوت بدرجہ اولیٰ اس کی حقانیت کی دلیل ہوتی، کیونکہ چالیس ہزار جوانوں کا لشکر جہاں اس کا پتہ دیتا ہے کہ اُن کے پیچھے اور کتنے مرد و عورت اور بوڑھے بچے اس کی جماعت کے ساتھ وابستہ ہوں گے۔ عجب ہے کہ آج مرزا صاحب کو اپنی ایک مٹھی بھر جماعت پر فخر ہی نہیں، بلکہ اس کو اپنی حقانیت کی ایک بڑی دلیل قرار دیتے ہیں، حالانکہ مرزائیوں کی تعداد آج تک بھی مسلمانوں کے متبعین کے ساتھ کوئی نسبت نہیں رکھتی۔

(۵) صحابہ کرامؓ کے اس طرز عمل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امت محمدیہ میں سے جو فرقہ کسی دُور مدعی نبوت کی پیروی اختیار کرے، وہ اسلام اور مسلمانوں سے اتنا بعید ہے کہ اسلام کے صریح مخالفین یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے مقابلہ کے وقت بھی اُن کو مسلمانوں کے ساتھ نہیں ملا یا جاسکتا، جب کہ اسلام اپنے ذاتی ضعف دبے سر و سامانی کے ساتھ تمام بیرونی و اندرونی دشمنوں کے ترغیب میں ہو۔

کیونکہ جس وقت مسلمانوں پر جہاد کیا جاتا ہے، یہ وہ وقت ہے کہ اسلام سخت بچا رہی دُور مدعی نبوت کی حالت میں ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی، اُدھر بیرونی دشمن یہود و نصاریٰ اور مشرکین جو ہر وقت موقع کے منتظر رہتے تھے، اس وقت مسلمانوں کو نگل جانے کے خواب دیکھنے لگے۔ اُدھر خود مسلمانوں کے بہت سے قبائل اطرافِ مدینہ میں مرتد ہو کر اُن کے ساتھ مل گئے۔ ایک طرف پیام میں مسلمانوں کے فتنہ نے ایک طوفان کی صورت اختیار کر لی، اور ہر طرف باہمی اختلافات کی بنیاد پڑ گئی۔ اسلام کے ذمہ دار

ارکان سخت تشویش میں ہیں۔ اس وقت اگر نئی روشنی کی لمحہ نہ سیاست سے شور مچایا جاتا تو بلاشبہ اس کو فرض بتلاتے کہ مسیلہ کذاب اور اس کی جماعت کو جو ایک درجہ میں مسلمانوں کے ساتھ شامل ہے اور اکثر اسلامی احکام و عقائد کو تسلیم کرتی ہے، اس کو اپنے ساتھ ملا کر دوسرے مخالفین کا مقابلہ کیا جائے۔ لیکن وہاں سیاست الہیہ کی حکومت تھی، حضرت صدیق اکبرؓ اور جہور صحابہؓ نے ان میں سے کسی بات کی بھی پروا نہ کی، بلکہ سب پہلا جہاد انہی مرتدین پر کیا گیا، کیونکہ وہ اس راز کو خوب سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کی عزت و ذلت اور فتح و شکست اُن کی مردم شماری کی کثرت کے قبضہ میں نہیں ہے، بلکہ اللہ رب العزت کے قبضہ میں ہے جس نے بدر میں ایک بے مرد سامان قلیل و ضعیف جماعت کو ہزاروں جوانوں کے با سامان لشکر پر فتح دی، اور وادی حنین میں باوجود کثرت تعداد اور ہر قسم کی قوت و طاقت کے شکست دے دی، وہ جانتے تھے کہ مسلمان اگر مسلمان ہوں تو تھوڑے ہی بہت ہیں ورنہ بہت بھی کچھ نہیں۔

الغرض اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ کسی سیاسی مصلحت کی بنا پر مسلمان کے مفہوم کو اتنا عام کر دینا کہ اس میں بہت سے کافر بھی داخل ہو جائیں اور اس طرح سے بیرونی مخالفین کے مقابلہ میں مسلمانوں کی کثرت اور اتفاق دکھلانا سنتِ سلفِ سیاستِ شرعیہ کے خلاف بھی ہے، اور بے فائدہ بھی۔

دوسرے مدعیان نبوت اور سلف | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی کے مطابق امت میں صالحین کا ان کے ساتھ ہونا بہت سے کذاب لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا، مگر صحابہ و تابعین اور ان کے بعد تمام خلفائے اسلام اور پھر عام اہل اسلام نے ہمیشہ ہر قرن اور ہر شہر میں اُن کے ساتھ وہی معاملہ کیا جو ایک مرتد کے ساتھ ہونا چاہئے۔

چنانچہ جب اسود ہنسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں نبوت کا دعویٰ کیا تو آپ کے حکم سے صحابہ کرام کے ہاتھوں قتل کر دیا گیا۔ اس طرح زمانہ خلفاء میں بھی جب کسی نے یہ دعویٰ کیا فوراً تلوار کے گھاٹ اتار دیا گیا، جن کے کچھ مختصر واقعات حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں نقل فرمائے ہیں۔ (فتح الباری ص ۲۵۵ ج ۶)

امام بیہقیؒ کتاب المحاسن والمساوی میں نقل فرماتے ہیں کہ طلحہ نامی ایک شخص نے صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں نبوت کا دعویٰ کیا، حضرت صدیقؓ نے خالد بن ولیدؓ کو اس کے قتل کیلئے

بھیجا ، مگر وہ شام کی طرف بھاگ گیا ، ہاتھ نہ آسکا ، اور صدیق اکبرؓ کی وفات کے بعد پھر خود بخود مسلمان ہو گیا ۔ (کتاب المحاسن والمساوی ، ص ۱۶۶۴)

خلیفہ عبدالملک بن مروانؓ کے عہد خلافت میں حارث نامی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو خلیفہ نے علماء وقت کے (جو صحابہ و تابعین تھے) متفقہ فتویٰ سے اس کو قتل کیا ، اور سولی پر چڑھایا ۔ قاضی عیاضؒ شفاؒ میں اس واقعہ کو نقل کر کے لکھتے ہیں :-

وَفَعَلَ ذَلِكَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْخُلَفَاءِ
وَالْمَلُوكِ يَا شَبَاهِيْمُ وَأَجْمَعَ عُلَمَاءُ
وَقَتِيْعِهِمْ عَلَى صَوَابٍ فِعْلِهِمْ وَالْمُخَالِفُ
فِي ذَلِكَ مِنْ كُفْرِهِمْ كَافِرٌ .

(شفا ، قاضی عیاضؒ)

”اور بہت سے خلفاء و سلاطین نے ان جیسے دعویٰ نبوت کے ساتھ یہی معاملہ کیا ہے اور اس نمانہ کے علماء نے اُن کے اس فعل کے درجہ ہونے پر اجماع کیا ہے اور جو شخص ایسے مدعیان نبوت کی تکفیر میں خلاف کرے وہ خود کافر ہے“

خلیفہ ہارون الرشیدؓ کے عہد خلافت میں بھی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ، اور کہا کہ میں نوح علیہ السلام ہوں ، کیونکہ عمر نوحؑ کے ایک ہزار پورے ہونے میں پچاس سال کی کمی باقی رہی تھی جس کے پورا کرنے کے لئے مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے ، اور کہا کہ قرآن عزیز میں بھی اس کی تصدیق موجود ہے ”أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا“ یعنی نوح علیہ السلام دنیا میں پچاس کم ایک ہزار سال زندہ رہے ۔ ہارون الرشیدؓ نے علماء کے فتویٰ سے حکم ارتداد اس کی گردن مار دی ، اور پھر عبرت کے لئے سولی پر لٹکا دیا ۔ (کتاب المحاسن والمساوی للسیبکی ص ۱۶۶۴)

ہمارے مرزا جی کے دعوے تو اس سے کہیں بڑھ کر ہیں ، وہ آدم بھی ہیں ، اور شیث بھی ، نوح بھی ہیں موسیٰ بھی عیسیٰ بھی ہوئے داؤد بھی ہوئے ، غرض سارے انبیاء کرام ہونے کا دعویٰ کیا (مرزا صاحب حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۷) میں فرماتے ہیں :- میں آدم ہوں ، میں شیث ہوں ، میں نوح ہوں ، میں ابراہیم ہوں ، میں اسحق ہوں ، میں اسمعیل ہوں ، میں یعقوب ہوں ، میں یوسف ہوں ، میں موسیٰ ہوں ، میں داؤد ہوں ، میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں منظر اتم ہوں ، یعنی ظلی طور پر میں محمدؐ اور احمد ہوں) ۔

اور اس پر مزید یہ کہ اکثر انبیاءؑ کی توہین بھی کی ، مگر ان کی قسمت بابرکت سے مسلمانوں کا احساس یہاں تک باطل ہو گیا کہ ان کی ایک جماعت ان کی کفریات ہی کو اسلام سمجھنے اور کہنے کے لئے تیار ہو گئی ، اور بڑی خوش قسمتی ان کی یہ ہے کہ اُن کا وجود باوجود انگریزی

سلطنت کے سایہ میں ظہور پذیر ہوا، اور پھر ان کے قدم کی برکت سے رہی ہی اسلامی سلطنتیں مٹی مٹ گئیں، اور اب میدان صاف ہو گیا، کوئی پوچھے والا نہ رہا۔

الغرض سیلہ کذاب اور اس کے امثال کے یہ واقعات اور صحابہ کرام کا دعوائے نبوت معلوم کر کے بغیر مطالبہ معجزات کے ان کو کذاب و دجال اور مرتد قرار دینا اور قتل کرنا اور کسی ایک صحابی یا تابعی سے اس کے خلاف آواز بلند نہ ہونا اس بات پر صریح اجماع ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی پیدا نہیں ہو سکتا، اور جو ایسا دعویٰ کرے وہ اللہ اس کے تمام متبعین مرتد ہیں۔ (نعوذ باللہ منہ)

قاضی عیاضؒ اپنی کتاب شفاء میں اسی اجماع کی تصریح ان الفاظ میں فرماتے ہیں:-
”اس لئے کہ آپؐ نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپؐ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے، اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہی بغیر کسی تاویل یا تحسیس کے مراد ہے، پس اُن لوگوں کے کفر میں کی شبہ نہیں جو اس کا انکار کریں، اور قطعی و اجماعی حقیقہ ہے۔“

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَحْبَبَ إِلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَلَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَ أَخْبَرَ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى أَنَّهُ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَ اجْتَمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى حَمْلِ هَذَا الْكَلَامِ عَلَى ظَاهِرِهِ وَأَنَّهُ مَعْنُوهُ الْمُرَادُ بِهِ دُونَ تَأْوِيلٍ وَلَا تَحْصِيصٍ فَلَا شَكَّ فِي كُفْرِهِمْ وَلَا بِالْعُلُوِّ أَيْ كُلُّهَا قَطْعًا إجماعاً واضحاً شفعاء قاضی عیاض

ص ۳۶۲، مطبوعہ ہند

اور علامہ سید محمود آلوسیؒ مفتی بغداد اپنی تفسیر روح المعانی میں اسی اجماع کو الفاظ

ذیل میں نقل فرماتے ہیں:-

”اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ان مسائل میں سے ہے جس پر تمام آسمانی کتابیں ناطق ہیں، اور احادیث نبویہ اس کو بوضاحت بیان کرتی ہیں اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے، پس اس خلاف کا مدعی کافر اگر تو بہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے۔“

وَكُونَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتِمَ النَّبِيِّينَ مِمَّا نَقَلَتْ بِهِ الْكُتُبُ وَصَدَّعَتْ بِهِ الشَّعْثُ وَاجْتَمَعَتْ عَلَيْهِ الْأُمَّةُ فَيَكْفُرُ مَنْ عَمِيَ خِلَافُهُ وَيُقْتَلُ إِنْ أَصَرَّ.

(روح المعانی، ص ۶۵، ج ۴)

اور اسی مضمون کو علامہ ابن حجر مکیؒ نے اپنے فتاویٰ میں اس طرح بیان فرمایا ہے:-
 وَمَنْ اَعْتَقَلَ وَحْيًا بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَرَ بِاجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ . | "اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی
 وحی کا معتقد ہو وہ باجماع مسلمین کافر ہے؟
 اور ملا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:-

وَدَعَوَى الشُّبُوحَ بَعْدَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْاِجْمَاعِ (شہرہ فقہ اکبر ص ۳۲۷) | "اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت
 کا دعویٰ باجماع کفر ہے؟

حضرات صحابہ تابعین کی شہادتیں ختم نبوت پر

اگرچہ اجماع صحابہ کی مذکورہ بالا نقل کے بعد ضرورت نہیں کہ صحابہ اور ائمہ سلف کے
 فرادی فرادی شخصی اقوال نقل کئے جائیں، لیکن تائید کے طور پر چند آثار صحابہ و تابعین
 لکھ کر ان حضرات صحابہ کے اسرار گرامی پیش کئے جاتے ہیں، جن سے ختم نبوت کی تصریحات
 کسی حدیث میں منقول ہیں:-

حضرت صدیق اکبرؓ نے ایک طویل کلام کے ذیل میں واقعہ ردت کے وقت
 ارشاد فرمایا ہے:-

قَدْ اَنْطَمَ الْوَحْيُ وَتَمَّ الدِّينُ لَا يَنْقُصُ | "اب وہی منقطع ہو چکی اور دین الہی تمام ہو چکا،
 وَاقَاتِي . رواه النسائي بهذا اللفظ معناه | کیا مسیری زندگی ہی میں اس کا نقصان شروع
 في الصحيحين والرياض المنفرد به ۹۸ ج ۱،
 وتاريخ الخلفاء للسيوطي، ص ۹۳

نیز حضرت صدیقؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت فرمایا:-
 الْيَوْمَ قَدَّ نَا الْوَحْيُ وَمِنْ عِنْدِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ | "آج ہم وحی کو اور خدا کی جانب سے کلام کو
 خَلَّ الْكَلَامَ . رواه ابو اسمعيل الهذلي | گم کر چکے ہیں؟
 في دلائل التوحيد (کنز العمال، ص ۵۰ ج ۳)

حضرت فاروق اعظمؓ - صحیح بخاری، ص ۳۶۰ ج ۱ میں اسی مضمون کا کلام حضرت
 صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ دونوں حضرات سے منقول ہے۔
 اور حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو

ایک روز حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ چلو اُمّ ایمنؓ کی زیارت کرائیں، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُن کی زیارت کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ہم تینوں دہاں گئے، اُمّ ایمنؓ ہمیں دیکھ کر رونے لگیں، ان دونوں حضرات نے فرمایا، دیکھو اُمّ ایمنؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہی بہتر ہے جو اللہ کے نزدیک آپ کے واسطے مقدس ہے، انھوں نے کہا کہ :-

قَدْ عَلِمْتُ اِنَّمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِّسُؤْلِ اللَّهِ
مَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ اُنْكَبِي عَلَى خَيْرِ
السَّمَاءِ قَدْ اَنْقَطَعَ عَنَّا رَسُوْلُكُمْ
یہ تو میں ہی جانتی ہوں کہ آپ کے لئے وہی بہتر ہے جو اللہ کے نزدیک ہے لیکن میں اس پر روتی ہوں کہ آسمانی خبریں ہم سے منقطع ہو گئیں (کنز العمال ج ۱۴ ص ۴۷۸)

دونوں حضرات بھی یہ سن کر اُن کے ساتھ رونے لگے۔

اور مواہب لدنیہ میں ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت فرط غم سے اول تو حضرت عمرؓ آپ کی وفات ہی انکار کرتے رہے، پھر جب حضرت صدیقؓ نے سمجھایا تو قلق و اضطراب میں ایک طویل کلام کے ذیل میں فرمایا :-

يَا بَنِي اَنْتَ دَامِي يَا رَسُوْلَ اللَّهِ قَدْ بَلَغْتَ
مِنْ فَضِيْلَتِكَ عِنْدَهُ اَنْ بَعَثْتَ اٰخِرَ
الْاَنْبِيَاءِ وَذَكَرَكَ فِيْ اَوَّلِهِمْ فَقَالَ تَعَالٰی
اِذَا اخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّیْنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ
وَمِنْ نَوْجٍ (مواہب ۱ ص ۴۹۶ ج ۲)
یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قرباں ہوں
آپ کی فضیلت اللہ کے نزدیک اس درجہ کو پہنچی
ہوئی ہے کہ آپ کو سب انبیاء کے بعد بھیجا اور آپ
کا ذکر سب پہلے فرمایا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
کہ جب ہم نے انبیاء سے عہد لیا اور آپ سے
اور نوح (علیہ السلام) سے یہ

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں
بَيْنَ كَيْفِيَّتِهِ خَاتَمِ النَّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتِمُ
النَّبِيِّیْنَ (رداء الترمذی فی الشمائل ص ۸)
آپ کے دونوں شانوں کے درمیان ہر نبوت
ہے اور آپ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں :-
حضرت علیؓ کے اس کلام سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت
مبارک پر مہر نبوت ہونا یہ آپ کے آخر الانبیاء ہونے کی علامت ہے۔

صاحب مجمع البحار اور شمائل ترمذی کے شارحین ملا علی قاریؒ اور شیخ عبدالرؤف
منادویؒ وغیرہ علماء نے بھی اس کی تصریح فرمائی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے شاگرد حضرت سلامہ کندیؓ تابعی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم پر درود کے لئے الفاظ ذیل ہیں سکھایا کرتے تھے۔ ۱۔

”اے اللہ زمینوں کے سمجھانے والے اور آسمانوں کے پیدا کرنے والے اپنی پاک رحمتیں اور بڑھنے والی برکتیں اور مہربانی و شفقت ہمارے آقا محمد پر فرما جو تیرے بندے اور رسول میں بندہ و دروازوں کے کھولنے والے اور ہر قسم کی نبوت رسالت کو ختم کرنے والے ۛ

اللَّهُمَّ دَاخِلِي الْمَدْحَاتِ وَبَارِئِ السُّبُوحَاتِ
اجْعَلْ شَرَّائِفَ صَلَوَاتِكَ وَنَوَائِمِ بَرَكَاتِكَ
وَرِافَةَ رَحْمَتِكَ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ
وَرَسُولِكَ الْفَاتِحِ لِمَا أُغْلِقُ وَالْحَاتِمِ
لِمَا سَبَقَ اهـ

(شفار قاضی عیاض)

یہ طویل عبارت درود حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عام کتب و طوائف حزب الاعظم وغیرہ میں بھی منقول ہے۔

نیز قاضی عیاضؒ نے سفار میں حضرت علیؑ سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ آیت کریمہ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ تِلَاوَت فرمائی، اور پھر الفاظ ذیل میں درود پڑھا :-

اللہ تعالیٰ رحیم و کریم کی رحمتیں اور مقرب فرشتوں کی اور صدیقین و شہداء و صالحین کی جب تک کہ اے رب العالمین تیرے لئے کوئی شے تسبیح کرتی رہے حضرت محمد بن عبد اللہ پر نازل ہوں، جو کہ خاتم النبیین ہیں ؑ

صَلَوَاتُ اللَّهِ الْبَرِّ الرَّحِيمِ وَالْمَلَائِكَةِ
الْمُقَرَّبِينَ وَالنَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ
الشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ مَا سَبَّحَكَ لَكَ
مِنْ شَيْءٍ يَا رَبِّ الْعَالَمِينَ عَلَى مُحَمَّدٍ
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ اهـ

(شرح شفاء، قاضی عیاض، ص ۵۰۳ ج ۲)

اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ابن ماجہ اور بیہقی نے الفاظ ذیل روایت

لہٰذا ابن حبان نے سلامہ کسندیؒ کو ثقافت تابعین میں شمار کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ وہ حضرت علیؓ کی احادیث روایت کرتے ہیں، اور درمنثور میں لکھا ہے کہ اس سند سے تو روایت ضعیف ہے، لیکن یہ دوسری کئی سندوں سے مروی ہے جن کے رجال صحیح بخاری کے رجال میں، مگر وہ مرسل ہیں، (شرح شفاء عیاض للحنافى، ص ۵۲۳ ج ۳)۔

کئے ہیں۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَواتِكَ وَبَرَکاتِكَ وَرَحْمَتَكَ
عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَامَامِ الْمُتَّقِينَ وَ
خَاتَمِ النَّبِيِّينَ اه (شرح شفاء ۳۷۵)

اور محدث دہلوی نے اس کو مرفوعاً بھی روایت کیا ہے، لیکن حافظ ابن حبیب کہتے ہیں کہ صحیح یہی ہے کہ موقوف ہے۔

حضرت ابن ابی اوفیؓ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ ابراہیمؓ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں، اور پھر فرمایا۔

لَوْ قَدْ رَأَى يَكُونُ بَعْدَهُ نَبِيٌّ لِعَاشِ
إِبْرَاهِيمَ (صحیح بخاری)

حضرت انسؓ سے سدیؓ نے دریافت کیا کہ حضرت ابراہیمؓ کی عمر بوقت وفات کیا تھی؟ آپ نے فرمایا کہ :-

مَا سَلَّمَ مَعَهُ دَلَّوْهُ بَقِيَ لَكَانَ نَبِيًّا
فَكَيْنَ لَمْ يَبْقَ لِأَنَّ نَبِيَّكُمْ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ
وَتَلْخِصُ التَّارِخَ الْكَبِيرَ لِبْنِ عَاكِسٍ ص ۲۹۴

حضرت کعب احبارؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اہل جنت کے نزدیک عبدالکریم ہے، اور اہل دوزخ کے نزدیک عبدالجبار، اور صحف آسمانی میں عاقب اور زبور میں فاروق، کذا فی شرح الشائل للمناوی۔

اور حقہ دوم کی احادیث میں گزر چکا ہے کہ عاقب کے معنی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمائی ہیں کہ اس کے بعد کوئی اور نبی پیدا نہ ہو۔

حضرت وہب بن منبہؓ جو کتب سابقہ کے مشہور عالم ہیں فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے امت محمدیہؐ علیٰ صاحبہا القلۃ والسلام کی نسبت ایک طویل کلام میں ارشاد فرمایا ہے۔

اٰخِرُ نَبِيٍّ مِّنْ اٰلِ اٰدَمَ | " میں انہی پر وہ خیر ختم کروں گا جس سے
 (تفسیر ابن کثیر، ج ۱ ص ۸۶) سورۃ احزاب، طبع قدیم بیروت
 حضرت ابو جعفر محمد بن علیؑ سے سیوطیؒ نے خصائص کبریٰ، ص ۲ ج ۱

میں نقل کیا ہے :-

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَمَّا اَخَذَ مِنْ بَنِي اٰدَمَ | " اللہ تعالیٰ نے جب (عالم امثال میں) بنی آدم
 مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتًا يَّعْبُدُكُمْ وَاَشْهَدَهُمْ | کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان کو
 عَلٰی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ كَانَ مُحَمَّدٌ | اس بات پر گواہ بنایا کہ " اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ " یعنی کیا
 مَلٰٓئِکَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّمٌ اَوَّلَ مَنْ | میں ہی تمہارا رب نہیں ہوں، تو جس نے سب سے
 قَالَ بَلٰی وَلِیْلَکَ صَآءِرٌ یَّتَقَدَّمُ | پہلے " بلی " کہا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے
 الْاَنْبِیَاءَ وَهُوَ اٰخِرُ مَنْ بُعِثَ . | انبیاء میں رہے پہلے اور بعثت میں سب سے
 (خصائص، ص ۲ ج ۱) آخر ہوئے ؟

حضرات صحابہ و تابعین کے آثار و اقوال کو اگر مع عبارات جمع کیا جائے تو یقیناً
 رسالہ ایک دفتر بن جائے گا، اور پھر بھی استیعاب متغذ رہے، اس لئے بغرض اختصار
 ان صحابہ کرام کے اسماء گرامی نقل کر دینے پر اکتفاء کیا جاتا ہے جن سے تصریح ختم نبوت کے قطعی ثبوت پر
 تقریریں منقول ہیں، یا انہوں نے ختم نبوت کی احادیث مرفوعہ روایت کی ہیں جو مع حوالہ
 کتب حدیث اور تصریح اسماء صحابہ اسی رسالہ کے حصہ دوم میں گذر چکی ہیں کیونکہ جو صحابی
 کسی مسئلہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث روایت کرتا ہے ظاہر یہی
 ہے کہ اس مسئلہ میں اس کا وہی اعتقاد و مذہب ہوگا جو اس حدیث میں مذکور ہے۔

ان صحابہ کرام کے اسماء گرامی | حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت فاروق اعظمؓ، حضرت علیؓ، حضرت
 جو ختم نبوت کے رشتہ ہیں | عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت
 انسؓ، حضرت حسنؓ، حضرت عباسؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سلمانؓ، حضرت مغیرہؓ،
 حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت ابوذرؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت ابوہریرہؓ،
 حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت جابر بن سمورؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابوالدرداءؓ،
 حضرت حذیفہؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ،
 حضرت عقیل بن ابی طالبؓ، حضرت معادیہ بن جندہؓ، حضرت ہزین بن کعبؓ، حضرت جریر بن مطعمؓ

حضرت بزیہؓ، حضرت زید بن ابی اؤفیؓ، حضرت عوف بن مالکؓ، حضرت نافعؓ، حضرت مالک بن حویرثؓ، حضرت سفینہ مولیٰ حضرت ام سلمہؓ، حضرت ابوالطفیلؓ، حضرت نعیم ابن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عمروؓ، حضرت ابو عازمؓ، حضرت ابومالک اشعرؓ، حضرت ام کرزؓ، حضرت زید بن حارثہؓ، حضرت عبداللہ بن ثابتؓ، حضرت ابوقحافہؓ، حضرت نعمان بن بشرؓ، حضرت ابن غمؓ، حضرت یونس بن میسرہؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت سعید بن جہیمؓ، حضرت سعدؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت عباس ابن ساریہؓ، حضرت زید بن ارقمؓ، حضرت مسعود بن مخزومؓ، حضرت عروہ بن زیدؓ، حضرت ابوامامہ باہلیؓ، حضرت تمیم داریؓ، حضرت محمد بن حزمؓ، حضرت سہل بن سعدؓ، حضرت ابوعبیدؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت خالد بن معدانؓ، حضرت عمرو بن شعیبؓ، حضرت مسلم بن نفیلؓ، حضرت قرۃ بن ایاسؓ، حضرت عمران بن حصینؓ، حضرت عقبہ بن عامرؓ، حضرت ثوبانؓ، حضرت ضحاک بن نوفلؓ، حضرت مجاہدؓ، حضرت مالکؓ، حضرت اسماء بنت عمیسؓ، حضرت حبشہ بن جنادہؓ، حضرت عبداللہ بن حارثؓ، حضرت سلمہ بن اکوعؓ، حضرت عکرمہ بن اکوعؓ، حضرت عمرو بن قیسؓ، حضرت عبدالرحمن بن سمرہؓ، حضرت عتیمہ بن مالکؓ، حضرت ابوقبیلہؓ، حضرت ابولوی اشعرؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود۔

یہ اتنی حضرات میرے مقدمہ کے گواہوں کی پہلی قسط ہیں، جو مرزاجی کی نبوت کے گواہ کہنیا لال وغیرہ نہیں بلکہ آفتاب نبوت کی شعاعیں، ہدایت کے ستارے، علوم نبوت کے وارث، ثقاہت و دیانت کے مجسمے، علم و عمل میں سادے عالم کے مسلم استاد، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مقدس جماعت کے افراد ہیں۔

اُولَٰئِكَ اَبَآئِیْ فَاَجِئْنِیْ بِبَشَیْرٍ ۙ اِذَا جِئْتُكَ بِاٰیَاتٍ مُّبَیْنٍ ۝

یہ میرے مقتدر ہیں پس (اگر دعویٰ ہے) اے غلام احمد مجلس میں ان کی مثال پیش کر

اس فرشتہ صفت جماعت پر اگر میں فخر کروں تو بجا ہے۔

دلے دارم خواہر خانہ عشق است تحویش

کہ دار و زیر گردوں میر سامانے کہ من دارم

یہ صحابہ کی جماعت ہے۔ ہم تو بحمد اللہ تعالیٰ ان کے اقتدار کو ذریعہ نجات اور سرمان نبوی مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ کی تعمیل سمجھتے ہیں، اگر یہ حق پر ہیں تو ہم بھی اس

متبع ہیں، اور اگر حق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے اُسوہ حسنہ کے سوا کسی اور چیز کا نام ہے تو ہم شرح صدر سے کہتے ہیں کہ میں ایسے مرزائی حق کی ضرورت نہیں ۵

دَرْ شَادِيْ اِنْ يُّكُنْ فِيْ سَلَوٰتِيْ فَذَّ عُوْنِيْ لَسْتُ اَذْخُلُ بِالرَّشَادِ

۵ اور اگر میری ہدایت اسی میں منحصر سمجھی جائے کہ میں آپ کی محبت سے علیحدہ ہو جاؤں

تو مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو میں ایسی ہدایت نہیں چاہتا ۵

اس کے بعد ہم اپنے دعوے کی شہادت میں اساطین امت، ائمہ اسلام اور علماء سلف کو پیش کرتے ہیں، لیکن یہ ایک ایسا دریائے ناپید لکنا رہے کہ اُن کی شہادتیں مٹانے اور مٹنے کے لئے عمر نوح (علیہ السلام) چاہئے، اس لئے نہایت اختصار کے ساتھ نمبر کی تحقیق و تفتیش اور اقرار اور تصحیح کے جن اکابر علماء کے اقوال اس باب میں سامنے آگئے ہیں، ان کو ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ بات اس قدر وسیع ہے کہ پھر بھی تطویل کا اندیشہ ہے، اس لئے بغرض اختصار چند حضرات علماء اور ان کی تعانیف کی عبارتیں نقل کر نیسے بجائے صرف اُن کے اسماء گرامی کی تصریح اور حوالہ کتاب پر اکتفا کیا جاتا ہے، البتہ کہیں کہیں کوئی خاص عبارت بھی لکھ دی گئی ہے، اور اس بیان کو بغرض سہولت طبقات اہل علم پر تقسیم کیا جاتا ہے، مثلاً طبقات المحدثین، طبقات المفسرین، طبقات الفقہاء وغیرہ۔

ضروری اطلاع طبقات علماء کے تحریر کرنے میں یہ مشکل پیش نظر ہے کہ بعض بلکہ اکثر علماء سلف جس پایہ کے محدث ہیں اُسی رتبہ کے مفسر اور فقیہ بھی ہیں اب اُن کے اسماء گرامی کو کس طبقہ میں لیا جائے، نیز یہ کہ تقدیم و تاخیر میں اُن کے مراتب و درجات کا لحاظ بھی دشوار ہے۔ لیکن چونکہ اصل مقصد نے اس بات کا کوئی تعلق نہیں، اس لئے اس بات میں ہم نے تحقیق و تعین کو چھوڑ کر زیادہ توسیع سے کام لیا ہے، اور سرسری طور پر اپنے نزدیک جس طبقہ میں جس عالم کی شہرت معلوم ہوئی اسی طبقہ میں اُن کا نام درج کر دیا، اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

طبقات المحدثين

اس باب میں سب سے پہلے اُن حضرات محدثین کے اسماء گرامی پیش کرتے ہیں جنہوں نے ختم نبوت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کی ہیں اور اختلاف رائے یا تاویل و تخصیص کو اس میں ظاہر نہیں فرمایا، بلکہ اس کو بعینہ اپنی ظاہری مراد میں تسلیم کیا ہے۔ اور چونکہ وہ تمام احادیث مع حوالہ صفحات کتاب اور تصریح اسمائے محدثین اسی رسالہ کے حصہ دوم میں گزر چکے ہیں، اس لئے اب کمر حوالہ صفحات یا نقل عبارات بالکل زائد سمجھ کر صرف اُن حضرات محدثین کے اسماء گرامی شمار کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے جن سے ہم نے روایات حدیث لی ہیں :-

امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری، امام المحدثین امام مسلم، نسائی، ابوداؤد سجستانی
ترمذی، ابن ماجہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل، طحاوی، ابن ابی شیبہ، ابوداؤد طیالسی،
طبرانی، ابن کثیر، ابو نعیم، ابن جبان، ابن عساکر، حکیم ترمذی، حاکم، ابن سعد، شیخی،
ابن خضیر، ضیاء، ابویعلیٰ، محی السنۃ بغوی، دارمی، خطیب، سعید بن منصور، ابن موطأ
ابن ابی الدنیاء، ویلی، ابن ابی حاتم، ابن النجار، برادر، ابوسعید بادردبی، ابن عدی،
رافعی، ابن عثره، ابن راہویہ، ابن جوزی، قاضی شعیاض، عبد بن حمید، ابونصر عمری، ترمذی
ابن منذر، دارقطنی، ابن اثیری، تلمیذ نسائی، ردیانی، طبری فی الریاض النضر، خطاب، مختار
حافظ ابن حجر در شرح بخاری، علامہ عینی در شرح بخاری، قسطلانی در شرح بخاری، نووی
در شرح مسلم، صاحب سراج الالاج در شرح مسلم، سندھی در حاشیہ نسائی، شاہج
ترمذی، شعبی۔

یہ ان محدثین کے اسماء گرامی ہیں جنہوں نے ختم نبوت کی احادیث مرفوعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمائیں، اور بغیر کسی تاویل و تفصیص کے قبول کی ہیں، اس کے بعد اس مقدس جماعت کے چند خصوصی کلمات بھی بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں، جن میں ان حضرات نے مسئلہ ختم نبوت پر روشنی ڈالی ہے۔

امام الحدیث قاضی عیاضؒ کی مفصل عبارت مجاہدؒ نے ملاحظہ فرمائی ہے جس

میں انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت کا اختتام قرآن و حدیث کی ثابت کرنے کے بعد یہ دعویٰ کیا ہے کہ امت کا اجماع ہے کہ یہ آیات و احادیث بالکل اپنے حقیقی اور ظاہری معنی پر محمول ہیں، ان میں کسی قسم کی تاویل و تخصیص نہیں چل سکتی۔

شیخ الاسلام ابو زرعہ عراقیؒ خاتم نبوت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:-

وَالْإِشَارَةُ بِهِ إِلَى أَنَّهُ خَاتِمُ
الْأَنْبِيَاءِ (کنزانی شرح الشماثل)

”مہر نبوت سے اس طرف اشارہ ہے کہ آپ
انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔“

اسی طرح محدث عبد الرؤف منادیؒ اپنی شرح شمائل میں فرماتے ہیں:-

وَأَمَّا نَتِهُ إِلَى النَّبُوءَةِ لِأَنَّهُ آيَةٌ
تَمَامِهَا إِذَا الشَّيْءُ يُخْتَمُ بَعْدَ
تَمَامِهِ -

”مہر نبوت کی اضافت نبوت کی طرف اس لئے
ہے کہ وہ اختتام نبوت کی علامت ہے، کیونکہ مہر
کسی شے پر جب ہی ہوتی ہو جب وہ ختم ہو چکے۔“

اور حافظ حدیث علامہ ابن کثیرؒ کی طویل اور مفصل عبارت آیت خاتم النبیین کی شرح کرتے ہوئے اسی رسالہ کے پہلے حصہ میں لکھی جا چکی ہے، جس میں آپ نے نہ فقط مسئلہ زیر بحث پر ایک فیصلہ کن تقریر فرمائی ہے، بلکہ ساتھ ہی یہ بھی بتلایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت کذاب و دجال ہے، خواہ کتنے ہی خرقہ عادت اور کرامات عجائبات دکھلائے (تفسیر ابن کثیر، ص ۸۹ ج ۱، طبع قدیم ح بغوی)

علامہ زرقانیؒ کی عبارت بھی پہلے حصہ میں اسی جگہ گزر چکی ہے، جس میں فرمایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے کہ آپ آخری نبی ہیں۔

علامہ قرطبیؒ نے فرمایا ہے:-

لَإِنَّ نَبُوءَتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْمُعْلَمَ الْوَحْدَى (مواہب لدنیہ)

”اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت
کے بعد وحی منقطع ہو چکی ہے۔“

اور تیسری صدی کے مجدد امام طحاویؒ نے اپنے رسالہ ”عقیدہ طحاویہ“ میں

تفسیر فرمایا ہے:-

وَكُلُّ دَعْوَةٍ بَعْدَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبَوِيٌّ
وَهُوَ إِلَى الْبَعْثِ إِلَى الْجَنَّةِ وَ
كَافَّةِ الْوَرَى (عقیدہ، ص ۱۲)

”اور ہر دعویٰ نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد بغاوت اور گمراہی ہے، اور آپ ہی تمام
مخلوق جن دافس کے لئے رسول ہیں۔“

حافظ ابن قیمؒ نے اپنے رسالہ ”الفرقان بین اولیاء الرحمن واولیاء الشیطان“ میں کئی جگہ (ص ۶ و ۱۲۳ و ۵۶ وغیرہ) اسی مضمون کی تصریح فرمائی ہے جن میں سے ایک عبارت یہ ہے۔

”سب انبیاء علیہم السلام کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی ہے، بالخصوص ہمارے نبی محمدؐ اللہ جو اپنی نبوت میں کسی اور کے محتاج نہیں ہیں اور اسی لئے آپؐ کی شریعت نہ کسی نبی سابق کی محتاج اور نہ آئندہ آنے والے کی، بخلاف آپؐ کے علاوہ دوسرے انبیاء کے، اس لئے کہ مسیح علیہ السلام نے اپنی شریعت کے اکثر حصے میں تورات کا حوالہ دیا، اور شریعت تورات کی تکمیل کرنے کے لئے خود حضرت مسیحؑ تشریف لائے اور اسی لئے نصاریٰ اس شریعت کے محتاج تھے، جو حضرت مسیحؑ سے پہلے ظہور میں آچکی تھیں، مثل تورات و زبور اور پورے چوبیس نبوتوں کے۔ اور ہم سے پہلی امتیں محدثوں کی بھی محتاج تھیں بخلاف امت محمدؐ کی صاحبہا اسلام کے کہ نہ وہ کسی نبی کی محتاج ہے اور نہ کسی محدث کی، بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لئے فضاائل اور علوم اور اعمال و اخلاق اس قدر جمع کر دیئے ہیں جو تمام انبیاء سابقین میں متفرق طور پر موجود تھے۔“

(الفرقان، ص ۵۶)

وَالْأَنْبِيَاءُ كُلُّهُمْ يَأْتِيهِمُ الْوَحْيُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى لَا سَبِيحًا مَحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ فِي نُبُوَّتِهِ مُحْتَاجًا إِلَى غَيْرِهِ فَلَمْ يَحْتَجْ شَرِيعَتَهُ وَلَا إِلَى نَبِيٍّ سَابِقٍ وَلَا إِلَى كَافٍ بِخِلَافِ غَيْرِهِ فَإِنَّ الْمَسِيحَ أَحَالَهُمْ فِي أَكْثَرِ الشَّرِيعَةِ عَلَى التَّوْرَةِ وَشَرِيعَةِ التَّوْرَةِ جَاءَ الْمَسِيحَ فَيَكْتَلِمُهَا وَلِهَذَا كَانَ النَّصَارَى مُحْتَاجِينَ إِلَى الشُّبُوحِ الْمُتَقَدِّمَةِ عَلَى الْمَسِيحِ كَالْتَّوْرَةِ وَالزَّبُورِ وَتَمَامِ الْأَزْبِجِ وَالْعَشِيرِينَ نُبُوَّةً وَكَانَ الْأُمَمُ قَبْلَنَا مُحْتَاجِينَ إِلَى الْمُحَدِّثِينَ بِخِلَافِ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَغْنَاهُمْ بِهِ فَلَمْ يَحْتَاجُوا مَعَهُ وَلَا إِلَى نَبِيٍّ وَلَا إِلَى مُحَدِّثٍ بَلْ جَبَّ لَهُ مِنَ الْفَضَائِلِ وَالْمَعَارِفِ الْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ مَا فَتَرَهُ فِي غَيْرِهِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ

یزعلامہ موصوف نے اپنی کتاب زوائد المعاد میں بھی اس مضمون پر روشنی ڈالی ہے۔ اور محدث قسطلانیؒ شارح بخاری نے اپنی کتاب مواہب لدنیہ میں مسئلہ ختم نبوت کو متعدد مقامات میں تفصیلاً و اجمالاً ذکر فرمایا ہے، جس کی بعض عبارات اس والہ کے حصہ اول میں آیت خاتم النبیین کے ماتحت گزر چکی ہیں، اسی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت کرے تو یہ دعا پڑھنا چاہئے :-

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ | ”اے رسولوں کے سردار اور انبیاء

وَحَاثِمَ النَّبِيِّينَ رَوَاهِبٍ م ۹۰۱۲۷۵ | ختم کرنے والے آپ پر سلام :
نیز امام الحدیث ابو نعیم نے اپنی مسند صفحہ ۳ میں اور حافظ حدیث علامہ ابن تیمیہؒ
نے ”جواب صحیح لمن بدل دین المسیح“ میں اور حضرت شاہ ولی اللہ نے اعتقاد الصحیح وغیر میں
اس مضمون کی تصریح فرمائی ہے ۔

علامہ خفاجی شفاء قاضی عیاض کی شرح میں فرماتے ہیں :-

فَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ وَلَا رَسُولَ يُرْسَلُ بَعْدَهُ | اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
وَلَا فِي عَهْدِهِ ۔ | نہ کوئی نبی نہ رسول اور نہ آپ کے عہد مبارک میں :-

نیز علامہ موصوف شرح شفاء میں تحریر فرماتے ہیں :-

وَكَذَلِكَ قَالَ ابْنُ الْقَاسِمِ فِي مَنْ تَنَبَّأَ
وَزَعَمَ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ وَقَالَ سَحُونُ
وَقَالَ ابْنُ الْقَاسِمِ فِيمَنْ تَنَبَّأَ أَنَّهُ
كَالرَّسُولِ سَوَاءٌ كَانَ دَعَا ذَلِكَ إِلَى مَتَابَعَةٍ
نُبُوَّتِهِ سِرًّا كَانَ أَوْ جَهْلًا كَسَيِّمَةَ
لَعْنَةُ اللَّهِ وَقَالَ أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ
مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ نَبِيٌّ يُوحَى إِلَيْهِ كَالرَّسُولِ
فِي أَحْكَامِهِ لِأَنَّهُ قَدْ كَفَرَ بِكَتَابِ اللَّهِ
لِأَنَّهُ كَذَّبَ بِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
قَوْلِهِ أَنَّهُ حَاثِمُ النَّبِيِّينَ وَلَا نَبِيَّ
بَعْدَهُ مَعَ الْغَمَرَةِ عَلَى اللَّهِ ۔

” اور ایسے ہی ابن قاسم نے اس شخص کے متعلق کہا کہ
جو دعویٰ نبوت کرے اور کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے، اور یہ
سحون کا بیان ہے ۔ اور ابن قاسم مدعی نبوت کے
بائے میں فرماتے ہیں کہ وہ مثل مرتد کے ہے، برابر ہے کہ
وہ لوگوں کو اپنی نبوت کے اتباع کی دعوت دے اور نہ دے
پھر یہ دعویٰ خفیہ ہو یا علانیہ، جیسے میلہ کذاب لعنہ
تعالیٰ ۔ اور اصبح بن الفرخ فرماتے ہیں کہ جو شخص
یہ کہے کہ میں نبی ہوں اور مجھ پر وحی آتی ہے وہ احکام
میں مثل مرتد کے ہے، اس لئے کہ وہ قرآن کا منکر ہو گیا
اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قول میں جھٹلایا
کہ آپ خاتم النبیین میں اور آپ کے بعد کوئی نبی

نہیں اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر افتراء بھی باندھا کہ اس نے مجھے نبی بنایا ہے :-

اس کے بعد اس کے کفر و ارتداد کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

لِأَنَّهُ مُكَذِّبٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي قَوْلِهِ الَّذِي نَقَلَهُ عَنْهُ الثِّقَاتُ لَا نَبِيَّ
بَعْدِي أَمْ لَا يَنْبَأُ أَحَدٌ بَعْدَ مُبُوَّتِي ۔

” اس لئے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب
کرنے والا ہے اس قول میں، جس کو ثقات نے
نقل فرمایا ہے، کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا
یعنی کسی کو میرے بعد جدید نبوت نہ دی جائے گی :-

(خفاجی شرح شفاء، ص ۴۳۰ ج ۲)

اور ابن حبانؒ فرماتے ہیں :-

مَنْ ذَهَبَ إِلَى أَنَّ الشُّبُوهَ مُكْتَسَبَةٌ
لَا تَنْقُطُ أَوْ إِلَى أَنَّ الْوَلِيَّ أَفْعَلُ مِنْ لَيْسِي
فَهُوَ زَنْدِيقٌ يَجِبُ نَسْلُهُ .

نہر قانی میں ۱۸۸ (۶۳۱)

اور شفاء قاضی عیاضؒ میں ہے :-

وَقَدْ قُتِلَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ
الْحَارِثُ الْمُتَنَبِّئِيُّ وَصَلَبَهُ وَقُتِلَ ذَلِكَ
غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْخُلَفَاءِ وَالْمُلُوكِ بِأَشْبَاهِهِمْ
وَأَجْمَعُ عُلَمَاءُ دُفَعِهِمْ عَلَى صَوَابٍ فَعَلِمُوا
وَالْمُخَالَفُ فِي ذَلِكَ مِنْ كُفْرِهِمْ كَافِرٌ .

راز الکفار ص ۴۳

اور شرح شفاء میں ہے :-

وَكَذَا لَيْفٌ تُكْفَرُ مِنْ أَدْعَى نُبُوَّةِ أَحَدٍ مَعَ
نَسَبِنَا مَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ فِي زَوْنِهِ
كَمَيْلَتِهِ الْكَذَّابِ وَالْأَسْوَدِ الْعَسِي أَوْ
أَدْعَى نُبُوَّةِ أَحَدٍ بَعْدَهُ فَإِنَّهُ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ
يَنْعِقُ الْقُرْآنُ وَالْحَدِيثُ فَمَهَذَا الْكُذْبُ
اللَّهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَالْعِيسَوِيَّةِ (شرح شفاء)

اور صبح الاعشى صفحہ ۳۰۵ ج ۱۳ میں ہے :-

وَهَاتَانِ الْمُسْئَلَتَانِ مِنْ جُمْلَةِ مَا كُفِّرَ
بِهِ بِتَحْوِيلِ الشُّبُوهِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي أَخْبَرَ تَعَالَى أَنَّهُ
خَاتِمُ النَّبِيِّينَ .

۳ اور جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ نبوت کسب کر کے
حاصل کی جاسکتی ہے اور وہ قطع نہیں ہوئی، یا یہ
عقیدہ رکھے کہ ولی نبی سے افضل ہے تو یہ شخص
زندیق ہے اس کا قتل کرنا واجب ہے ؟

۴ اور خلیفہ عبد الملک بن مروانؒ نے حادث مدنی
نبوت کو قتل کیا اور سولی پر چڑھایا اور ایسا ہی عالم
بہت سے خلفاء اور بادشاہوں نے اہل جیسے دھیان نبوت
کے ساتھ کیا ہے اور اس زمانہ کے علماء نے اس پر
اتفاق کیا ہے کہ ان کا یہ فعل صحیح و درست تھا اور جو
ان کے کافر کہنے کا مخالف ہے وہ خود کافر ہے ؟

۵ اور ایسے ہی ہم اس شخص کو بھی کافر کہتے ہیں جو ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی نبوت کا دعویٰ
کرے یعنی آپ کے زائد مبارک میں دعویٰ کرے
جیسے مسلمان اور اسود عسی نے کیا، یا آپ کے بعد کسی
اس لئے کہ آپ خاتم النبیین ہیں، تبصریح قرآن و
حدیث پس دعویٰ نبوت اللہ اور اس کے رسول
کی تکذیب ہے مثل عیسائیوں کے ؟

۶ اور یہ دونوں مسئلے بھی منجملہ ان کے ہیں جن کی وجہ
ان کو کافر کہا گیا ہے بوجہ جائزہ رکھنے نبوت کے بعد
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جن کے متعلق حق
تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آخری پیغمبر میں ؟

محدثین کی اس عظیم الشان جماعت کے اقوال و تصریحات آپ نے ملاحظہ فرمائیں کیا کسی ایک نے بھی ختم نبوت میں یہ شاخ نکالی ہے کہ صرف تشریحی نبوت کا اختتام ہوا ہے، غیر تشریحی یا ظلی یا بروزی قیامت تک جاری رہے گی؟
 اچھا اگر محدثین سے بھی یہ فروگزاشت ہو گئی تو آگے آئیے، ہم ارباب تفسیر سے اس عقوفا کا حل طلب کریں جن کی تہمت مساعی کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کی مراد کو سہل اور صاف طریق سے امت کے سامنے پیش کر دیں۔

طبقات المفسرین

حضرات مفسرین کے اقوال سلسلہ زیر بحث کے متعلق بیشتر اسی رسالہ کے پہلے حصہ میں آیا ختم نبوت کے ماتحت گذر چکے ہیں، لہذا اب ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں، بلکہ صرف ان حضرات کے اسماء گرامی شمار کر دینا کافی معلوم ہوتا ہے۔

امام التفسیر والحدیث حافظ ابو جعفر طبریؒ، امام راغب اصفہانیؒ، حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ، علامہ مخضرمیؒ صاحب کشفات، شید محمود آلوسیؒ مفتی بغداد صاحب روح المعانی، علامہ نسفیؒ صاحب مدارک، علامہ بغویؒ صاحب معالم التنزیل، خازن، امام رازیؒ صاحب تفسیر کبیر، قاضی بیضاویؒ، علامہ جلال الدین سیوطیؒ صاحب جلالین و در المنثور، ابو حنیفہؒ صاحب بحر محیط، علامہ شرنبلالیؒ صاحب سراج المنیر، صاحب عمل حاشیہ جلالین، شیخ محمد الدین ابن عربیؒ، علامہ شیخ محمد نوویؒ صاحب مراجع البیہ، حضرت قاضی شفاء اللہ پانی پتیؒ صاحب تفسیر منظرہ، علامہ شیخ اسماعیل حقیؒ صاحب روح البیان، شیخ معین الدینؒ صاحب جامع البیان، حضرت شاہ عبدالقادرؒ صاحب موضع القرآن، ابو محمد روز بہان شیرازیؒ صاحب عرائس البیان، علامہ ثعالبیؒ صاحب جواہر حسان، شیخ کمال الدین حسین ہرویؒ، فوارح البیہ، علامہ ابوالسعودؒ، علامہ احمد جرجیونؒ صاحب تفسیر احمدی، تفسیر توابب لدنیہ۔

ان حضرات کے اقوال اور تصریحات عموماً آیت خاتم النبیین کے تحت مذکور ہیں جن میں بعض کے اقوال اس رسالہ میں درج کئے گئے ہیں اور بعض جدید ہیں، لیکن کسی ایک نے بھی کہیں یہ نہ لکھا کہ ختم نبوت سے فقط تشریحی نبوت کا اختتام مراد ہے، کوئی ظلی بروزی نبوت کی قسم اب بھی باقی ہے۔ اس لئے ہم اور آگے بڑھ کر فقہار امت سے اس کا

استفسار کرتے ہیں، کیونکہ یہ جماعت بال کی کمال نکالنے اور مسئلہ کے ہر پہلو اور ہر قید و شرط کو بوضاحت بیان کرنے میں شہور ہے۔

حضرات فقہاء

صاحب الاشباہ والنظائر کتاب السیر والردۃ میں لکھتے ہیں:-

إِذْ لَمْ يُعْرِفْ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخِرُ الْأَنْبِيَاءِ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ لِأَنَّهُ مِنَ الصُّورِ ذَوَاتِهَا - (اشباہ، ص ۳۹۶)

”اور جب کوئی شخص یہ نہ جانے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء میں سے آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں اس لئے کہ آپ کا آخری نبی ہونا ضروری ہے۔“

اور علامہ ابن نجیم بحر الرائق شرح کتر الدقائق میں تحریر فرماتے ہیں:-

وَيَكْفُرُ بِقَوْلِهِ إِنْ كَانَ مَا قَالَ الْأَنْبِيَاءُ حَقًّا أَوْ مِثْلًا قَدْ يَقُولُهُ أَنَا رَسُولُ اللَّهِ - (بحر، ص ۱۵۳، ۱۵۴)

”اگر کوئی کفر شک کے ساتھ یہ کہے کہ اگر انبیاء کا فرمان صحیح الہی ہو تو کافر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر یہ کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں“

اور فتاویٰ عالمگیری ص ۲۶۳ ج ۳ میں ہے:-

إِذَا لَمْ يُعْرِفْ الرَّجُلُ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخِرُ الْأَنْبِيَاءِ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ وَلَوْ قَالَ أَنَا رَسُولُ اللَّهِ أَوْ قَالَ بِالْفَارِسِ مَنْ يَغِيرُ يُبْدِيهِ مَنْ بِيَعْنَامِ بَرْمٍ يَكْفُرُ -

”جب کوئی آدمی یہ عقیدہ نہ رکھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں“ اور اگر کہے کہ میں رسول اللہ ہوں یا فارسی میں کہے کہ میں پیغمبر ہوں اور مراد یہ ہو کہ میں پیغام پہنچاتا ہوں تب بھی کافر ہو جاتا ہے“

علامہ ابن حجر مکی شافعی اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں:-

مَنْ اعْتَمَدَ دُخْيًا بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَرَ بِاجْتِمَاعِ الْمُسْلِمِينَ -

”جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دخی کا اعتقاد رکھے باجماع مسلمانین کفر ہو گیا“

اور مکمل علی قاری شرح شامل میں مہر نبوت کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:-

لے ضروریات دین و احکام میں من کا وجود مذہب اسلام میں درجہ تواتر کو پہنچ چکا ہو، خواہ یہ حکم فرض ہو

یا واجب، مسنون ہو یا مباح ۱۲

وَاِضَافَتُهُ اِلَى الشُّبُوحِ لِاَنَّهُ خَبَرَهُ بِهِ
بَيِّنَةُ الشُّبُوحِ حَتَّى لَا يَدْخُلَ بَعْدَهُ
اَحَدٌ .

”مہربوت کی نسبت نبوت کی طرف اس لئے ہے کہ
اس کے ذریعہ سے محل نبوت پر مہر لگ چکی ہو یہاں تک
کہ اس کے بعد کوئی اس میں داخل نہ ہو گا“

نیز علامہ موصوف شرح فقہ اکبر، ص ۲۰۲ میں فرماتے ہیں :-

وَدَعَاىِ الشُّبُوحَ بَعْدَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفْرًا بِالْاِجْمَاعِ .

”اور نبوت کا دعویٰ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد باجماع کفر ہے“

عجب ہے کہ مرزا اُمتِ ملا علی قاری پر یہ تہمت باندھتی ہے کہ وہ ختم نبوت کے قائل
نہیں، بلکہ غیر تشریعی نبوت کے بعد میں جاری رہنے کو جائز سمجھتے ہیں حالانکہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ
کس صفائی کے ساتھ اس جگہ مطلقاً دعویٰ نبوت کو کفر فرما رہے تشریعی ہو یا غیر تشریعی۔
اور علامہ سید محمود مفتی بغداد کی مفصل عبارت پہلے گزر چکی ہے جس کے چند

جملے یہ ہیں :-

وَكُوْنُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتِمَ
النَّبِيِّينَ مِمَّا نَطَقَتْ بِهِ الْكُتُبُ وَصَدَّقَتْ
بِهِ الشُّعْءُ وَاجْتَمَعَتْ عَلَيْهِ الْأُمَّةُ لِكُلْفِ
مُدَّعَى خِلَافِهِ رَيْفَتِلْ اِنْ اَصَرَ .

”اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا
اُن مسائل میں سے ہے جن پر تمام آسمانی کتابیں
ناطق ہیں اور جن کو احادیث نبویہ نے نہایت صحت
سے بیان کر دیا ہے اور جن پر امت نے اجماع کیا ہو
اس لئے اس کے خلاف کا مکی کافر سمجھا جائے گا
اور اگر امر از کرے گا تو قتل کر دیا جائے گا“

(رد المحتار، ص ۶۵ ج ۱)

اور شیخ سلیمان سجری شرح منہاج میں ایک نظم میں تحریر فرماتے ہیں :-

حَمْدٌ عَلَى كُلِّ ذِي التَّكْلِيفِ مَعْرِفَةٌ بِ
الْأَنْبِيَاءِ عَلَى التَّفْصِيلِ قَدْ عَلِمُوا
”ہر مکلف مسلمان پر واجب ہے کہ ان انبیاء کرام کو پہچانے جن کے اسمائے گرامی قرآن میں تفصیل مذکور ہیں“
فِي تِلْكَ حُجَّتِنَا مِنْهُمْ شَافِيَةٌ ۚ مِنْ بَعْدِ عَشْرِ وَتَبَقَى سَبْعَةٌ وَهُمْ

”انہیں ہماری حجت تکمیل انبیاء علیہم السلام میں جن میں سے سات کے اسمائے گرامی یہ ہیں
اِدْرِيسُ وَهُودٌ وَشُعَيْبٌ صَالِحٌ وَكَذَا ۚ ذُو الْكِفْلِ اٰدَمُ بِالْحُتَّارِ قَدْ حُتِّمُوا
حضرت ادریس، ہود، اور شعیب اور صالحؑ اور ذوالکفلؑ، آدمؑ جو محمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم

پر حتم کر دیئے گئے ہیں“

اور فصول عمادی میں کلمات کفر شمار کرتے ہوئے لکھا ہے :-

وَكَذَٰلِكَ الْوَيْتَالُ أَنَا رَسُولُ اللَّهِ أَذَقَالَ
بِالْفَارِسِيَّةِ مَنْ يَفْهَمُ بِرِيدٍ بِهَيْبَةٍ
مَنْ يَرْمِ يَكْفَرُ وَلَوْ أَنَّهُ جِئْتُ قَالِ هَذِهِ
الْمُقَالَةُ طَلَبَ غَيْرُهُ مِنْهُ الْمُعْجَزَةُ
قِيلَ يَكْفَرُ الطَّالِبُ وَالْمُتَأَخِّرُونَ مِنْ
الْمُتَأَخِّرِينَ قَالُوا إِنْ كَانَ غَرَضُ الطَّالِبِ
تَعْجِزُهُ وَانْقِصَاحُهُ لَا يَكْفَرُ .

(فصول، ۱۳۰)

۱۰ اور ایسے ہی اگر کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا ناکہ
زبان میں کہے من پیغامبرم اور مراد یہ ہو کہ میری پیغام
لے جاتا ہوں تو کافر ہو جائے گا، اور جب اس
نے یہ بات کہی اور کسی شخص نے اس سے معجزہ
طلب کیا تو بعض کے نزدیک یہ طالب معجزہ بھی
کافر ہو جائے گا، لیکن متاخرین نے فرمایا ہے کہ
اگر طالب معجزہ کی نیت طلب معجزہ سے محض اس کی
رسوائی اور اظہار عجز ہو تو کافر نہ ہوگا :-

اور خلاصۃ الفتاویٰ میں امام عبدالرشید بخاری فرماتے ہیں :-

وَلَوْ أَدَّ عَلَى رَجُلٍ الشُّبُوهَ وَطَلَبَ رَجُلٌ
الْمُعْجَزَةَ قَالِ بَعْضُهُمْ يَكْفَرُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ
إِنْ كَانَ غَرَضُهُ إِظْهَارَ عِجْزِهِ وَانْقِصَاحُهُ
لَا يَكْفَرُ .

۱۱ اور اگر کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور دوسرے
نے اس سے معجزہ طلب کیا تو بعض فقہاء کے نزدیک
یہ طالب معجزہ بھی مطلقاً کافر ہو جائے گا اور بعض
نے تفصیل فرمائی کہ اگر اس نے اظہار عجز و رسوائی کے
لئے معجزہ طلب کیا تھا تو یہ کافر نہ ہوگا :-

اور تحفہ شرح منہاج میں کلمات کفر شمار کرتے ہوئے لکھا ہے :-

أَذْكَبَ رَسُولًا أَوْ نَبِيًّا أَوْ نَقَصَهُ بِآيَةٍ
مَنْقُصٍ كَانَ صَعْبًا بِأَسْبِهِ مُرِيدًا تَعْجِيزًا
أَوْ جَوْرَ نُبُوَّةٍ أَحَدٍ بَعْدَ رُجُودِ نَبِيِّنَا
مَلَئَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَايَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
يُسَبِّحُ قَبْلَ فَلَا يَبْرُدُ .

(ازہ الکفار ص ۴۲)

۱۲ یا کسی رسول یا نبی کی تکذیب کرے یا کسی قسم کی
تقصیر کرے جیسے اس کے نام کو تصغیر کے ساتھ
برنیت تحقیر ذکر کرے یا کسی کی نبوت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جائز رکھے، اور حضرت
عیسیٰ علیہ السلام آپ پہلے نبی ہو چکے ہیں اس لئے
اُن کے نزول سے اعتراف نہیں ہو سکتا :-

گذشتہ عبارات فصول عمادی اور خلاصۃ الفتاویٰ جو فقہ کی متفق علیہ اور مستند کتابیں ہیں
اُن میں جس طرح یہ بتلایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت کا فرد مرتد اور
داجب القتل ہے، اسی طرح یہ بھی بیان کروایا گیا ہے کہ جو شخص اس دعوے کو محتمل الصدیق سمجھ کر

اس سے معجزہ طلب کرے وہ بھی کافر ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت کا احتمال باقی نہیں، بلکہ جس وقت دعوائے نبوت کا لفظ کسی کی زبان پر آئے تو فوراً بغیر امتحان مدعی اور طلب دلیل وغیرہ کے یقین کرنا چاہئے کہ وہ کذاب ہو، اس کے دعوے میں صدق کا احتمال نکالنا درحقیقت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے میں کذب کا احتمال پیدا کرنا اور سینکڑوں احادیث نبویہ کو جھٹلانا ہے، والعیاذ باللہ۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ارباب فتویٰ نے بھی مطلقاً نبوت کے اختتام کا اعلان فرمایا جس میں تشریعی وغیر تشریعی سب داخل ہیں، اور پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ہر مدعی نبوت اور ہر مدعی وحی کو کافر، کاذب، و جہال قرار دیا، خواہ تشریعی نبوت کا مدعی ہو یا غیر تشریعی کا، اس لئے اب ہم اس مسئلہ کو حضرات متکلمین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، جن کے یہاں لفظ لفظ پر بحث و تمحیص کے بازار گرم ہوتے ہیں، کہ شاید وہ ہمیں پتہ دیں کہ غیر تشریعی نبوت کا اختتام نہیں ہوا ہے۔

حضرات متکلمین

امام احمدیث والصلام حافظ ابن حزم اندلسی نے ملل و نخل میں اس مسئلہ کو متعدد مواقع میں روشن فرمایا ہے، ایک جگہ فرماتے ہیں:-

”پہلے تمام امور کا اقرار واجب ہے اور یہ بات صحیح طور پر ثابت ہوگئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا وجود باطل ہے اور ہرگز نہیں ہو سکتا“

فَوَجَبَ الْإِقْبَالُ بِهَذِهِ الْجُمْلَةِ وَصَحَّ أَنَّ وُجُودَ النَّبِيِّ بَعْدَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَاطِلٌ لَا يَكُونُ الْبَيِّنَةُ (ملل، ص ۷۷، ج ۱)

اور ملل صفحہ ۲۴۹ جلد ۳ میں فرماتے ہیں:-

”اور ایسے ہی جو شخص یہ کہے کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی نبی ہے تو کوئی شخص اس کے کافر ہونے میں اختلاف نہیں کر سکتا، کیونکہ ان سب امور پر صحیح اور قطعی حجت قائم ہو چکی ہے“

وَكَذَلِكَ مَنْ قَالَ رَأَى قَوْلَهُ، أَوْ أَنَّ بَعْدَ مُحَمَّدٍ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا غَيْرَ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّهُ لَا يَخْلِفُ اثْنَانِ فِي تَكْفِيرِهِ لِبَصْحَةِ قِيَامِ الْحُجَّةِ بِكُلِّ هَذَا۔

اور یہی مضمون ملل صفحہ ۱۹۸ جلد ۴، اور صفحہ ۱۱۳ جلد ۴، و صفحہ ۱۸۰ جلد ۴ وغیرہ میں تحریر فرمایا ہے۔

نیز اسی کتاب میں ایک جگہ فرماتے ہیں :-

تَلَكَيْفَ يَسْتَحْجِزُ مُسْلِمًا اَنْ يَثْبُتَ بَعْدَهُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيًّا فِي الْاَرْضِ -
”ہمیں کوئی مسلمان اس کو کیسے جائز سمجھ سکتا ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زمین میں اور کوئی نبی
ثابت کرے؟“ (ملل و نحل)

اور ملا علی قاریؒ کی عبارت شرح فقہ اکبر ابھی آپ نے ملاحظہ فرمائی جس میں مطلقاً
دعوائے نبوت کو کفر و کفر قرار دیا ہے۔

اور امام نجم الدین عمر نسفیؒ اپنے عقائد میں تحریر فرماتے ہیں :-

وَأَوَّلُ الْأَنْبِيَاءِ آدَمُ وَآخِرُهُمْ مُحَمَّدٌ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -
”یعنی انبیاء میں سب سے پہلے آدم علیہ السلام ہیں اور
سب سے آخر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں“

اور علامہ تقی زازانیؒ اس کی شرح میں فرماتے ہیں :-

وَدَدَّ دَلَّ كَلَامُهُ وَكَلَامُ اللَّهِ الْمَنْزَلُ عَلَيْهِ
أَنَّهُ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَأَنَّهُ مَبْعُوثٌ إِلَى
كَافَّةِ النَّاسِ بَلْ إِلَى الْجِنِّ وَالْإِنْسِ
ثَبَّتَ أَنَّهُ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ -
”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام اور اللہ تعالیٰ کا کلام
جو آپ پر نازل ہوا، اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ
انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور یہ کہ آپ تمام
انسانوں بلکہ تمام جن و انس کی طرف مبعوث
ہوئے، اس سے ثابت ہوا کہ آپ آخری رسول ہیں“
(شرح عقائد نسفی)

اور یہی مضمون علم عقائد و کلام وغیرہ کی کتب مندرجہ ذیل میں بھی مجمل و مفصل موجود ہے،
جن کے فقط نام شمار کئے جاتے ہیں :-

المعتقد المستقر، ص ۲۰۹ - الاتقان للسیوطی، ص ۱۲۸ ج ۲ - مسائل و ابواب ہمام، ص ۲۳
مجموعۃ العقائد للیالی، ص ۱۵ - عقیدۃ العوام للشیخ احمد المرزوقی، ص ۱۲ - شرح عقیدۃ العوام
از علامہ نووی، مسائل ابواللیث - قطر الغيث للنووی، ص ۱۵۰ -

حضرت شاہ عبد العزیزؒ میزان العقائد میں تحریر فرماتے ہیں :-

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولٌ
وْخَاتِمُهُمْ -
”محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں اور انبیا
کے ختم کرنے والے ہیں“

اور علم عقائد کی معروف و معتمد کتاب جو ہرۃ التوحید میں ہے :-

وَحُفْصُ خَيْرُ الْخَلْقِ اَنْ قَدْ تَمَّتْ بِهٖ الْجَمِيْعَةُ رَبُّنَا دَعَمْنَا

”ہمارے پروردگار نے خیر الخلاق یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خصوصیت دی کہ انبیاء کو

آپ پر ختم کر دیا، اور آپ کی بعثت تمام حق و انس کے لئے عام کر دی ؟

اور شیخ امام عبدالسلام بن ابراہیم مالکی المذہب اس کتاب کی شرح ”اتحاف المرید“

میں تحریر فرماتے ہیں :-

أَمَّا خَتْمُ رَبَّنَا بِسُبُوتِهِ جَمِيعَ الْأَنْبِيَاءِ
قَالَ تَعَالَى وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَلَيَكُنَّ مِنْهُ
خَتْمُ الْمُرْسَلِينَ أَيْضًا لِأَنَّ خَتْمَ الْأَعْمَى
خَتْمٌ لِلْأَخْفَى مِنْ غَيْرِ عِلْسٍ فَلَا تُبْدَأُ
نُبُوءَةٌ وَلَا مَشْرُوعَةٌ بَعْدَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ (اتحاف المرید، ص ۱۲۶)

”یعنی ہمارے پروردگار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
نبوت تمام انبیاء کو ختم فرمادیا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ
خَاتَمَ النَّبِيِّينَ اور ختم نبوت کے ختم رسالت بھی لازم تھا
ہے کیونکہ نبوت عام ہے، اور عام کا ختم خاص کا اختتام
بھی ہے مگر اس کا عکس نہیں ہوتا، اس لئے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبوت شروع ہوگی اور
نہ شریعت ؟

اس میں لا تبداً نبوة کے لفظ سے اس شبہ کا بھی ازالہ کر دیا کہ آخر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام
کا نزول ختم نبوت کے منافی سمجھا جاسکتا تھا، اس لئے بتلادیا کہ ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی نبوت
آپ کے بعد شروع نہ ہوگی، اور عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پہلے شروع ہو چکی ہے۔
اور شیخ عبدالغنی نابلسی شرح کفایۃ العوام صفحہ ۱۸ میں لکھتے ہیں :-

أَوَّلُهُمْ آدَمُ ثُمَّ الْآخِرُهُمْ يَحْيَىٰ
لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ وَلَا رَسُولٌ أَصْلًا مُحَمَّدٌ
بْنُ عَبْدِ اللَّهِ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ النَّبِيُّ الْبَاقِي
عَلَى رِسَالَتِهِ وَإِنْ مَاتَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِلَى آخِرِ الزَّمَانِ وَانْقِطَاعِ الدُّنْيَا.

”سب سے پہلے رسول آدم علیہ السلام، پھر ان میں سے آخری
نبی اس طرح کہ ان کے بعد مطلقاً کوئی نبی نہیں رہے
رسول، وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء والمرسلین
ہیں، اور آپ ہی ایسے نبی ہیں کہ آپ کی نبوت رسالت
دنیا میں آپ کی وفات کے بعد بھی آخر زمانہ
اور فناء دنیا تک باقی ہیں ؟

وہ لوگ جو تشریعی اور غیر تشریعی کی شاخیں نکال کر ہر عبارت کی تشریف کیا کرتے ہیں
انکھیں کھول کر ان عبارتوں کو پڑھیں کہ کس طرح ان حضرات نے ان کے کرو تشریف کیا راستہ
نہد کر دیا ہے کیونکہ ان دونوں عبارتوں میں نہایت وضاحت کے ساتھ تشریعی اور غیر تشریعی ہر قسم کی نبوت
کے اختتام کی تصریح کرتے ہوئے اس کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے کہ ختم نبوت سے مراد یہ ہے کہ

آپ کے بعد کسی کو منصب نبوت نہ دیا جائے گا کسی قدیم نبی کا اپنی نبوت پر رہنا یا پھر دنیا میں آنا ختم نبوت کے کسی طرح معارض نہیں، اس لئے مسئلہ نزول مسیح کو ختم نبوت کا معارض سمجھنا غلط مرزائی فہم و فراست کا اظہار ہے۔

اور شیخ ابوشکور سالمی تمہید میں تحریر فرماتے ہیں :-

”روافض کہتے ہیں کہ عالم نبی سے کسی خالی نہیں ہے گا، اور ان کا یہ خیال کفر ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”وَاَتَمَّ النَّبِيِّينَ“ اور جو شخص ہمارے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہو جائے گا، اور جو شخص اس سے معجزہ طلب کرے وہ بھی کافر ہو جائے گا، کیونکہ قرآن مجید کی نص قطعی میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا، اس لئے یہ اعتقاد رکھنا فرض ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں کسی کو شرکت حاصل نہیں، بخلاف عقیدہ روافض کے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک نبوت تھے، اور ان کا یہ عقیدہ کفر ہے۔“

وَقَالَتِ الْزَوَافِضُ أَنَّ الْعَالَمَ لَا يَكُونُ خَالِيًا مِنَ النَّبِيِّ قَطُّ وَهَذَا الْكُفْرُ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ ”وَاَتَمَّ النَّبِيِّينَ“ وَ مَنْ ادَّعَى النَّبُوَّةَ فِي زَمَانِنَا فَإِنَّهُ يَصِيرُ كَافِرًا وَمَنْ طَلَبَ مِنْهُ الْمُعْجَزَاتِ فَإِنَّهُ يَصِيرُ كَافِرًا لِأَنَّهُ لَا شَيْءَ فِي النَّصِّ فَيَجِبُ الْإِعْتِقَادُ بِأَنَّهُ لَا نَبِيَّ لَكَ إِلَّا حَيٌّ فِي النَّبُوَّةِ لِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخِلَافِ مَا قَالَتِ الْزَوَافِضُ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ شَرِيكًا لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّبُوَّةِ وَهَذَا مِنْهُمْ كُفْرٌ

اور شرح عقیدہ سفارینیؒ میں ہے :-

”اور جو شخص یہ سمجھے کہ نبوت کو مشیش اور سعی سے حاصل ہو سکتی ہے، وہ زندقہ ہے، اس کا قتل کرنا واجب ہے، اس لئے کہ اس کا یہ عقیدہ تو اس کو متفق ہے کہ سلسلہ نبوت کبھی ختم نہ ہو، اور یہ نص قرآن و احادیث متواترہ کے خلاف ہے، جن میں علیؓ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بیان کیا گیا ہے (اس کے بعد فرماتے ہیں) اور یہ سلسلہ اسی طرح مستند ہوتا ہوا چلا آیا، یہاں تک کہ نبی خاتم محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔“

وَمَنْ زَعَمَ أَنَّهَا مُكْتَسَبَةٌ فَهُوَ زَيْدِيٌّ يَجِبُ قَتْلُهُ لِأَنَّهُ يَقْتَضِي كَلَامَهُ وَاعْتِقَادَهُ أَنَّ لَا مُنْقَطِعَ وَهُوَ مُخَالَفٌ لِلنَّصِّ الْقُرْآنِيِّ وَالْأَحَادِيثِ الْمَتَوَاتِرَةِ بِأَنَّ نَبِيَّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ (القولہ) وَكَانَ ذَلِكَ مُمْتَدًّا آمِنَ عَهْدِ الْأَبِ الْأَوَّلِ الصَّقِيِّ أَدَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ إِلَى أَنْ بُعِثَ الْخَاتِمُ النَّبِيُّ الْحَسِبِيُّ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (شرح عقائد سفارینی ص ۲۵۷)

اور حجۃ الاسلام امام غزالیؒ اپنی کتاب اقتصاد میں مسئلہ زیر بحث کو اس طرح صاف بیان فرماتے ہیں کہ کسی مخالف کو لب کھولنے کی گنجائش نہیں رہتی۔

”بیشک امت نے اس لفظ یعنی خاتم النبیین اور لائقی بعدی سے اور قرآن احوال سے باجماع یہی سمجھا ہے کہ آپؐ کے بعد اب دیگر نہ کوئی نبی ہوگا“ اور نہ کوئی رسول، اور یہ کہ نہ اس میں کوئی تاویل چل سکتی ہے نہ تخصیص۔“

(الاقتصاد، طبع مصر ص ۱۳۸)

”اقتصاد“ کے اس صفحہ میں اس عبارت سے پہلے امام غزالیؒ نے ان تمام تاویلات کو اقسام ہدیان میں شمار فرمایا ہے جو محمد بن نے لفظ ”خاتم النبیین“ یا ”لائقی بعدی“ کے متعلق لکھی ہیں۔

ارباب عقائد و کلام کے یہ تمام اقوال و تصریحات ہمارے سامنے ہیں، اور ہماری نظریں ان میں بھی اسی مقصد کو ڈھونڈ رہی ہیں کہ کیا اس کی طرف کوئی اشارہ کرتا ہے کہ اسلامی نصوص میں ختم نبوت سے فقط تشرعی نبوت کا اختتام مراد ہے، غیر تشرعی ہمیشہ کے لئے باقی ہے۔ لیکن اہل کلام کے کلام میں بھی ہیں اس تفصیل و تقسیم کی طرف کوئی اشارہ نہیں ملتا جو قادیانی مرزا صاحب نے ایجاد کی ہے۔ اس کے بعد ہم بحثہ شناس صوفیائے کرام کے اقوال ہدیہ ناظرین کر کے یہی سوال پیش کرتے ہیں کہ کیا ختم نبوت میں کوئی تشرعی یا غیر تشرعی کی تفصیل ہے یا مطلقاً ہر قسم کی نبوت ختم ہو چکی ہے۔

لے ختم نبوت کے سابقہ ایڈیشن میں اقتصاد کے حوالہ سے جو عبارت لکھی گئی تھی وہ درحقیقت اقتصاد کے مضمون کا خلاصہ تھا، جو حجۃ الاسلام حضرت سیدی مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کفار الملاحیہ میں بڑبڑائی ہوئی نقل فرمایا ہے۔ اُس وقت احقر کے سامنے اصل کتاب اقتصاد نہیں تھی، کفار الملاحیہ میں درج شدہ خلاصہ عبارت کو اصل عبارت سمجھ کر وہی خلاصہ عبارت ختم نبوت میں نقل کر دیا گیا، بعد میں جب اصل کتاب اقتصاد سامنے آئی تو اب اس کتاب کی اصل عبارت لکھ دی گئی ہے، مگر کوئی اہل علم اس کا انکار نہیں کر سکتا کہ پہلے جو خلاصہ مفہوم کفار الملاحیہ سے نقل کیا گیا تھا وہ بالکل اصل کتاب کی عبارت کے مطابق ہے ۱۲ محمد شفیع

صوفیائے کرامؒ

عارف باللہ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے عقائد نامہ میں تحریر فرماتے ہیں :-
 خاتم الانبیاء والرسول است ؛ دیگران بھی حُسن و ادب و چوکل است
 وز پئے اور رسول دیگر نیست ؛ بعد ازاں ہیچ کس ہمیں بر نیست
 چوں در آخسر زماں بقول رسول ؛ کند از آسمان مسیح نزول
 پیرو دین و شرع او باشد ؛ تابع اصل و شرع او باشد
 دیں ہمہ شرع و دین او داند ؛ ہمہ کس را بدین او خواند
 شرح تعرف جس کے متعلق صاحب کشف الظنون لولا التعریف لما
 عرف التصوف فرماتے ہیں (یعنی اگر کتاب تعرف نہ ہوتی تو لوگ تصوف کو نہ سمجھتے)
 اس میں مسئلہ زیر بحث کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :-

” اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر
 ختم فرمایا، جیسا کہ ارشاد ہے وَلَکِنْ رَّسُولَ اللَّهِ
 وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ، جب خاتم کو بفتح تاء پڑھو تو
 معنی پیغمبروں کی مہر اور ان کے ختم کرنے والے اور اگر
 بالکسر پڑھو تو معنی مہر کرنے والے اور آخر کر نیوالے
 ہوں گے، نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
 علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ تم مجھ سے وہ نسبت
 رکھتے ہو جو ہارون کو موسیٰ سے تھی، مگر ہارون
 نبی تھے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا
 اس لئے تم نبی نہیں، نیز فرمایا کہ میں عاقب
 ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا“

اللہ تعالیٰ ختم کر دے پیغمبروں کو علیہم السلام
 بحمد علیہ السلام چنانکہ خدا نے فرمایا
 وَلَکِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ
 چوں خاتم بنصب خوانی مہر پیغمبروں باشد و
 آخر پیغمبروں و چوں خاتم بکسر خوانی مہر کنندہ
 باشد و آخر کنندہ و نیز پیغمبر سلام اللہ علیہ علی
 را کرم اللہ وجہہ گفت اَنْتَ مِثِّیْ بِمَنْزِلَةِ
 هَارُونَ مِنْ مُوسٰی اِلَّا اَنْهُ لَا نَبِیَّ
 بَعْدِیْ نِزَیْ گفتم وَاَنَا الْعَاقِبُ لَا نَبِیَّ
 بَعْدِیْ اِنْھ

(شرح تعرف، ص ۱۱۴)

اور مولانا نظامیؒ گنجوی مخزن الاسرار میں تحریر فرماتے ہیں :-

کنت نبیاً کہ علم پیش بُرد
 ختم نبوت بحمد سپرد

اور حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر غنیۃ الطالبین میں تحریر فرماتے ہیں:-

”روافض نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ حضرت علیؑ نبی ہیں، لعنت کہے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور تمام مخلوق اُن پر قیامت تک اور برباد کرے اُن کی کھیتوں کو، اور نہ چھوڑے ان میں سے کوئی گھر بسنے والا، اس لئے کہ انہوں نے اپنے غلوں میں بالآخر سے کام لیا، اور کفر میں جم گئے، اور اسلام و ایمان کو چھڑایا، اور اللہ تعالیٰ اور انبیاء اور قرآن کا انکار کیا پس ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں کہ اس شخص سے جس نے یہ قول اختیار کیا؟“

اور علامہ عارف باللہ شیخ عبدالغنی نابلسی شرح فرامد میں غالب روافض کی تکفیر

”اُن کے مذہب کا فساد محتاج بیان نہیں، بلکہ مشاہد ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باجود بھی کوئی نبی پیدا ہو، اور اس سے قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے، اس لئے کہ اس کی تصریح کر دی گئی ہو کہ آپ خاتم النبیین اور آخر المرسلین ہیں، اور حدیث میں ہے کہ میں عاقب ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر بغیر کسی تاویل و تخصیص کے رکھا جائے، اور یہ بھی انہی مسائل میں سے ہے جن کی وجہ سے ہم نے فلاسفہ طاعنہ کی تکفیر کی ہے؟“

إِدْعَتْ أَيْضًا أَنَّ عَلِيًّا نَبِيٌّ (الی قولہ)
لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَالْمَلَائِكَةُ وَمَا يُرْخَلُّقُهُ
إِلَى يَوْمِ الدِّينِ وَقَلَعَ وَأَبَادَ خَضْرَاءَهُمْ
وَلَا يَجْعَلُ مِنْهُمْ فِي الْأَرْضِ ذِيَارًا فَإِنَّهُمْ
بِالْعَوَاثِي عَلَيْهِمْ دَمَرٌ وَاعْلَى الْكُفْرِ
وَتَرَكُوا الْإِسْلَامَ وَفَارَقُوا الْإِيمَانَ
وَجَحَدُوا إِلَهَهُ وَالرُّسُلَ وَالْتَّوْحِيدَ
فَتَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْهُنَّ ذَهَبَ إِلَى هَذِهِ
الْمَقَالَةِ (غنیہ، منقول از کفای المومنین ص ۷۷)

اور علامہ عارف باللہ شیخ عبدالغنی نابلسی شرح فرماتے ہیں:-

فَسَادَ مَذْهَبُهُمْ غَنِيٌّ عَنِ الْبَيَانِ بِتَهَادَةِ
الْعَيَانِ كَيْفَ وَهُوَ يُؤَدِّي إِلَى تَجْوِيزِ
نَبِيِّ مَعَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَبَعْدَهُ وَذَلِكَ يُسْتَلْزَمُ تَكْذِيبُ
الْقُرْآنِ إِذْ قَدْ نَصَّ عَلَى أَنَّهُ خَاتِمُ
النَّبِيِّينَ وَآخِرُ الْمُرْسَلِينَ وَفِي الشُّنَّةِ
أَنَا الْعَاقِبُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَاجْتَمَعَتْ
الْأُمَّةُ عَلَى إِبْقَاءِ هَذَا الْكَلَامِ عَلَى
ظَاهِرِهِ وَهَذَا إِحْدَى الْمَسَائِلِ الْمَشْهُورَةِ
الَّتِي تَقْرُبُهَا الْعُلَافَةُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى
(راز کفار، ص ۴۲)

یہ سلوک و تصوف کے حلیل القدر ائمہ اُن روافض کو کافر قرار دیتے ہیں جو حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کو نبی مانتے ہیں، حالانکہ خود روافض بھی اُن کے لئے مستقل اور شرعی نبوت

ثابت نہیں کرتے، معلوم ہوا کہ مطلقاً کسی قسم کی نبوت کسی شخص کے لئے تسلیم کرنا قرآن و حدیث کو جھٹلانا اور کفر صریح ہے۔

اور عارف باللہ شیخ عمار الدین اموی قدس سرہ جو اکابر اولیاء میں سے ہیں، اپنی کتاب ”حیات القلوب فی کیفیۃ الوصول الی المحبوب“ میں مستقل طور پر طائفہ صوفیہ کے عقائد کو جمع فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:-

”چوتھی فصل عقائد صوفیاء کے بیان میں ہے جن پر ان کا اجماع ہو چکا ہے، اور ان مذاہب کے بیان میں جو انہوں نے فرئی احکام میں اختیار کئے ہیں، یعنی اُن کا عقیدہ تو وہی ہے جو امام اہل سنت شیخ ابوالحسن اشعریؒ اور ان کے اصحاب کا ہے، من ادلہ الی آخرہ۔“

الْفَصْلُ الرَّابِعُ فِي شَرْحِ عَقِيدَتِهِمْ
الَّتِي اجْتَمَعُوا عَلَيْهَا وَمَا اخَذُوا مِنْهَا
الْمَذَاهِبُ فِي فُرُوعِ الْأَحْكَامِ أَمَّا
عَقِيدَتُهُمْ فَعَقِيدَةُ شَيْخِ الشَّافِعِيِّ
إِلَى الْحُسَيْنِ الْأَشْعَرِيِّ وَأَصْحَابِهِ مِنْ
فَاتَحْتَمِلُهَا إِلَى خَاتَمَتِهَا (حیات القلوب
بہ حاشیہ قوت القلوب، ص ۲۳۲)

اس اجمالی بیان کے بعد پھر اُن کے عقائد کو مفصلاً نقل فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-
”اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء سے افضل ہیں، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبوت کو ختم فرما دیا ہے۔“

(حیات القلوب مذکور ص ۱۲۴)

اور شیخ عارف باللہ تقی الدین عبد الملکؒ اپنی کتاب ”نزہۃ الناطقین“ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و خصائص شمار کرتے ہوئے مستقل طور پر ختم نبوت کو افضل ترین خصائص میں شمار کرتے ہیں، اور احادیث ختم نبوت کا ایک کافی حصہ نقل فرماتے ہیں، جو اس رسالہ کے دوسرے حصہ میں درج ہو چکی ہیں (نزہۃ الناطقین، ص ۱۵۵)۔

اور عارف باللہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ ”فتوحات“ میں تحریر فرماتے ہیں:-
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں بتلایا ہے کہ (سچا) خواب اجزاء نبوت میں سے ایک جزو ہے، تو لوگوں کے واسطے نبوت میں سے یہ جزو رویا وغیرہ کا باقی رہ گیا ہے، لیکن اس کے باوجود

فَاخْبَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَّ الرُّؤْيَا جُزْءٌ مِنْ أَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ
فَقَدْ بَقِيَ لِلنَّاسِ فِي النُّبُوَّةِ هَذَا لَا
غَيْرُهُ وَمَعَ هَذَا لَا يُطْلَقُ اسْمُ النُّبُوَّةِ

وَلَا الشَّيْءَ إِلَّا عَلَى الْمَشْرِعِ خَاصَّةً
فَنَحْجَرُ هَذَا الْأِسْمَ لِخُصُوصِهِ وَصِفِ
مُعَيَّنِينَ فِي السُّبُوتِ .

(فتوحات، ص ۲۷۳۹۵)

بھی نبوت کا لفظ اور نبی کا نام بجز صاحب شریعت
کے اور کسی پر بولا نہیں جاسکتا تو نبوت میں ایک
خاص وصف معین ہونے کی وجہ سے اس نام
(نبی) کی بندش کر دی گئی ؟

اور اسی کتاب میں دوسری جگہ ارشاد ہے :-

كَمَنْ يُؤْمِنُ إِلَيْهِ فِي الْمُبَشِّرَاتِ دَهِي
جُزْءٌ مِّنْ أَجْزَاءِ السُّبُوتِ وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ
صَاحِبُ الْمُبَشِّرَةِ نَبِيًّا فَتَقْطَعُ لِعُمُومِ
رَحْمَةِ اللَّهِ فَمَا أَطْلَقَ السُّبُوتُ إِلَّا لِمَنْ
انْتَصَفَ بِالْمَجْمُوعِ فَذَلِكَ الشَّيْءُ ذِ
تِلْكَ السُّبُوتُ الَّتِي تُجْرَتْ عَلَيْنَا وَ
أَقْطَعَتْ بَيْنَ مَنْ جُمِلَتْهَا الشَّرِيعُ
بِالْوَحْيِ الْمَلَكِيِّ فِي الشَّرِيعِ وَذَلِكَ لَا
يَكُونُ إِلَّا لِنَبِيِّ خَاصَّةً .

(فتوحات، ص ۲۷۵۶۸)

شیخ نے ان دونوں عبارتوں میں ٹھیک اسی عقیدہ کا اظہار فرمایا ہے، جو جمہور امت
اور تمام طائفہ صوفیائے کرام کی زبانی آپ من چکے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد نبوت کا عہدہ جلیلہ کسی کو عطا نہیں ہو سکتا، بلکہ جس چیز کا نام عرفِ شرع میں نبوت
ہے وہ بالکلیہ منقطع ہو چکی ہے، البتہ کمالاتِ نبوت آپ کی امت کے افراد میں نسبت
ائم سابقہ کے بھی زیادہ موجود ہیں، اس کا انکار نہ علماء ظاہر کرتے ہیں، نہ صوفیائے کرام
چنانچہ ہم حصہ اول میں اس کی تصریح بعض آثار و احادیث سے بھی نقل کر آئے ہیں۔

نیز ان عبارتوں سے شیخ کے اس کلام کی مراد بھی حل ہو گئی، جو فتوحات کے بعض دیگر
مقامات میں درج ہے کہ ”نبوت بغیر تشریح کے باقی ہے“ کیونکہ اس کلام کو ان عبارتوں
کے ساتھ جوڑ دینے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شیخ نے کمالاتِ نبوت اور مبشرات اور
ولایت کو نبوتِ غیر تشریحی فرمایا ہے، جو ان کی اپنی خاص اصطلاح ہے۔

اور ان عبارتوں میں یہ صاف اعلان کر دیا کہ جو نبوت بغیر تشریع ہو وہ نبوت نہیں کہلاتی، بلکہ نبوت کا اطلاق اسی وقت درست ہوتا ہے کہ جب تمام اجزاء نبوت جن میں تشریع بھی داخل ہے، مکمل موجود ہوں، اس لئے اس عبارت کا حاصل تقریباً دی ہوا جو ایک حدیث کا مضمون ہے، جس میں ارشاد ہے کہ ”سچا خواب اجزاء نبوت میں سے ہے، مگر کسی کے نزدیک اس کو نبوت نہیں کہتے۔“

اسی طرح شیخ کے کلام میں جب ایک طرف یہ تصریح موجود ہے کہ تشریع اجزاء نبوت میں سے ہے اور دوسری طرف یہ فرماتے ہیں کہ نبوت بغیر تشریع باقی ہے، تو اس کا حاصل سوا اس کے کیا ہو سکتا ہے کہ نبوت باقی نہیں، بلکہ بعض اجزاء نبوت باقی ہیں، جن کو نہ شرعاً نبوت کہا جاسکتا ہے نہ عرفاً، اور نہ خود شیخ اکبر کی اصطلاح میں، کیونکہ وہ خود فرما چکے ہیں کہ جب تک حشر تشرعی ساتھ نہ ہو اس وقت تک نبوت کا اطلاق جائز نہیں۔

یہاں سے مرزائیوں کے اُس فریب کی بھی قلمی کھل گئی جو انہوں نے شیخ اکبر کے کلام کی آڑ لے کر مسلمانوں میں پھیلا یا ہے کہ شیخ اکبر غیر تشرعی نبوت کی بقا کے قائل ہیں، کیونکہ آپ ابھی خود شیخ کی زبانی معلوم کر چکے ہیں کہ غیر تشرعی نبوت، نبوت نہیں بلکہ بعض اجزاء نبوت ہیں۔

الغرض جس کی بقا کے وہ قائل ہیں وہ نبوت نہیں، اور جو نبوت ہے اس کی بقا کے قائل نہیں، اور یہی تمام امت کا اجماعی عقیدہ ہے، اور اسی پر ایمان واجب ہے۔ اور اگر بالفرض شیخ کی مراد ہماری سمجھ میں نہ آتی تب بھی نصوص قرآن و حدیث اور اجماع صحابہ اور جمہور امت کے متفقہ عقیدہ کو شیخ اکبر کی کسی موہم عبارت پر شیخ کی جلالتِ قدر مسلم ہونے کے باوجود نشانہ نہیں کیا جاسکتا۔

اور شیخ عبد الغنی نابلسی شرح فصوص الحکم میں شیخ اکبر کی ایک عبارت کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

وَقَدْ انْقَطَعَتِ النَّبُوءَةُ وَالرِّسَالَةُ
بِنَبُوءَةِ نَبِيِّنَا وَرَسُولِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَيْثُ لَمْ يَبْقَ أَحَدٌ
”اور تحقیق نبوت و رسالت ہمارے رسول
نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ختم ہو چکی
اس طرح پر کہ کوئی ایسا شخص نہیں باقی رہا جو

يُصِفُ بِذَلِكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ -

(شرح مفصّل، ص ۸۱)

قیامت تک اس وصفِ نبوت کے ساتھ متصف ہو سکے؟

اور امام العارفین حضرت شیخ مجدد الف ثانیؒ مکتوبات میں فرماتے ہیں:

”چونکہ یہ فرقہ مبتدعہ اہل قبلہ اندر

ہے اس لئے ان کی تکفیر اس وقت پرہیز

کیا جانا چاہئے جب تک کہ ضروریات دینیہ اور

متواتر احکام شرعیہ کا انکار و رد ثابت ہو جائے

چوں اس فرقہ مبتدعہ اہل قبلہ اندر

تکفیر انہما جرات نہاید نمود تا زمانی کہ

انکار ضروریات دینیہ نہ نمایند و رد متواتر

احکام شرعیہ نکنند، و قبول ما علم مجیس

من الدین بالضرورة نکنند -

(مکتوبات امام ربانیؒ و مجاہد)

جس میں تصریح ہے کہ جو مسئلہ اسلام میں متواتر اور ضروری الثبوت ہو اس کا انکار

کفر ہے، اور یہ ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ مسئلہ زیر بحث (ختم نبوت) اعلیٰ درجہ کا و اترا لئے

ہوئے ہے، اس لئے اس کا انکار حضرت مجددؒ کے نزدیک بھی کفر ہو گا۔

اور اس مضمون کو شیخ اکبرؒ نے فتوحات صفحہ ۲۵۷ جلد ۲ میں بیان کر کے اتنا

اور اضافہ کیا ہے۔

”الْتَّائِدُ لِلْفَاسِدِ كَالْكُفْرِ“ (کہ ضروریات میں تاویل ناسد کرنا بھی مثل کفر کے ہے)

یہ عارفین صوفیاء کے مقالات ہیں، جن میں سے چند بطور نمونہ ہدیہ ناظرین ہوئے،

ان میں بھی آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جمہور امت کی طرح یہ بلند پر داز جماعت بھی ہر قسم کی نبوت

کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم سمجھتی ہے اور اسی عقیدہ کو حسد و ایمان بتاتی ہے۔

علماء امت کے ہر طبقہ اور ہر جماعت میں سے چند ارکان و عمائد کی شہادتیں آپ کے

سامنے آچکی ہیں جن میں بغیر کسی تاویل و تخصیص اور بلا تقسیم و تفصیل کے جس چیز کا نام

عرب شریعت میں نبوت ہے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر محتمم مانا گیا ہے۔

اس کے بعد ہم انبیاء سابقین اور امم ماضیہ سے اسی دعوے کی شہادتیں پیش کرتے ہیں

جس کے آنکھ ہو دیکھے اور جس کے کان ہو سنے، وَدَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نَصْرًا فَاكُنْ مِنْ الْغَايِبِ

کتابِ قدیمہ تورات و انجیل

میں

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر

مسئلہ ختم نبوت پر انبیاء سابقین اور انکی امتوں کی شہادتیں

آخر میں ہم ناظرین کے سامنے کتابِ قدیمہ کے چند اوراق کھولتے ہیں جن میں مسئلہ زیر بحث پر کافی روشنی ڈال کر یہ جتلا دیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت کا اختتام آپ کی ایک ایسی خصوصی فضیلت ہے کہ جماعتِ انبیاء میں سے آپ کے لئے طعنے کی امتیاز ہے، اور امتیاز بھی وہ کہ آپ کی تشریف آوری سے بہت پہلے دنیا میں اس کا اعلان کر دیا گیا تھا۔

لیکن موجودہ تورات و انجیل چونکہ اپنے پرستاروں کے دستِ ظلم سے مسخ و فسخ اور حذف و ازدیاد کی آماجگاہ بنی ہوئی ہیں، اور ہم دیکھتے ہیں کہ آئے دن اُن کے بدلنے کے لئے کمیشن بیٹھتے ہیں، اس لئے ہم نے اس باب میں بھی اپنے علماء و سلف اور صحابہ و تابعین کی نقلوں پر اعتماد کیا ہے جو مستند کتبِ حدیث سے اخذ کی گئی ہیں، جس کو ہم اگر اقوالِ محدثین میں داخل کرنا چاہیں تو بلا تکلف کر سکتے ہیں۔ پھر جب ہم نے اس میدان میں قدم رکھا تو ابوابِ سابقہ کی طرح یہ بھی ایک ناپید آکنار دریا نکلا، جس کے چند موتی ہدیئے ناظرین کئے جاتے ہیں، اور باقی کو بخوبی تطویلِ حذف کیا جاتا ہے، وہی ہذا :-

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کی قوم

امام التفسیر ابن حبشہ ریطبریؒ آیہ کریمہ وَ أَخَذَ الْأَلْوَابِیَّہُ کے تحت الواحِ تورات

کا ذکر کرتے ہوئے ایک طویل حدیث کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں :-

قَالَ مُوسَى يَا رَبِّ اِلٰى اَيِّ اٰجِدٍ فِي
الْاٰلَوَاحِ اُمَّةٌ هُمْ الْاٰخِرُونَ فِي الْخَلْقِ
السَّابِقُونَ فِي دُخُولِ الْجَنَّةِ رَبِّ
اجْعَلْنِي اُمَّةً
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے
میرے رب! میں الواحِ قورات میں ایک ایسی اُمت
دیکھتا ہوں جو پیدائش میں سب آخری ہے اور دخولِ
جنت میں سب مقدم، اے میرے رب! ان کو میری
اُمت بنائے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ تو محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہے۔“

محدث ابو نعیم نے بھی دلائل النبوة صفحہ ۱۴ میں یہ روایت مفصل نقل کی ہے، نیز
ابو نعیم نے حضرت حسان سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں :-

”میں آخر شب میں ایک ٹیلہ پر تھا کہ یکا یک ایک بلند آواز سنی، جس سے زیادہ بلند
اور رسا آواز میں نے کبھی نہیں سنی تھی، دیکھا گیا تو وہ ایک یہودی تھا جو مدینہ طیبہ کے
ایک ٹیلہ پر ایک مشعل لئے ہوئے ہے، اس کو دیکھ کر لوگ جح ہو گئے، اور کہا گیا ہوا کیوں
چلاتے ہو؟ حضرت حسان کا بیان ہے کہ میں نے اس کو یہ کلمات کہتے ہوئے سنا :-

”یہ ستارہ احمد طلوع ہو چکا، یہ ستارہ ہشیر نبوت
کے ساتھ طلوع ہوتا ہے، اور انبیاء میں سے احمد
(صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا کوئی باقی نہیں رہا
جو مبعوث نہ ہوا ہو۔“

هٰذَا الْكَوْكَبُ اَحْمَدٌ قَدْ طَلَعَ هٰذَا
كَوْكَبٌ لَا يَطْلُعُ اِلَّا بِالنُّبُوَّةِ وَلَقَدْ بَقِيَ
مِنْ الْاَنْبِيَاءِ اِلَّا اَحْمَدُ.
(دلائل النبوة، ص ۱۷)

اور حضرت خولصہ بن مسعود فرماتے ہیں :-

”یہود ہمارے ساتھ پہتے تھے، اور وہ (آنحضرت صلی اللہ وسلم کی بعثت سے پہلے
ایک ایسے نبی کے پیدا ہونے کا ذکر کیا کرتے تھے جو مکہ میں مبعوث ہوں گے، اور ان کا نام
احمد ہوگا، اور انبیاء میں سے ان کے سوا کسی کی بعثت باقی نہیں رہی، اور یہ سب
ہماری کتابوں میں موجود ہے۔“ (رواہ ابو نعیم فی الدلائل، ص ۱۷)

اور حضرت ابوسعید خدریؓ کا بیان ہے کہ میں نے ابو مالک ابن سنان کو یہ کہتے
ہوئے سنا ہے کہ میں ایک روز قبیلہ بنی عبدالاشہل میں گیا تھا، وہاں یوشع یہودی
سے سنا کہ وہ کہتا تھا :-

’ ایک نبی کے پیدا ہونے کا زمانہ قریب آگیا ہے، جن کو احمد کہا جاتا ہے، جو حرم میں پیدا ہوں گے، اور پھر کہا کہ یہ بات تنہا یوشع نہیں کہتا بلکہ شرب (مدینہ) کے تمام یہودی بھی کہہ رہے ہیں۔‘

ابو مالک بن سنان کہتے ہیں کہ میں یہاں سے فارغ ہو کر بنی قریظہ میں پہنچا، تو ایک جماعت دیکھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر رہی تھی، زہیر ابن باطلانے کہا کہ یہ ’ کوکب احمد طلوع ہو چکا ہے، اور یہ ستارہ جب ہی طلوع ہوتا ہے جب کوئی

نبی پیدا ہوتا ہے، اور انبیاء میں سے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا کسی کی پیدائش باقی نہیں رہی، اور یہ (مدینہ) اُن کی ہجرت گاہ ہے۔‘ (رواہ ابونعیم فی الدلائل، ص ۱۸)

اور حضرت کعب بن احبابؓ فرماتے ہیں کہ میرے والد تورات اور اس کلام پاک کے سب سے زیادہ عالم تھے، جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا، اور وہ جو کچھ جانتے تھے مجھ سے کچھ نہ چھپاتے تھے، جب اُن کی وفات قریب آئی تو مجھے بلایا اور کہا:-

’ بیٹا! تم جانتے ہو کہ جو کچھ علم مجھے حاصل تھا میں نے تم سے کچھ نہیں چھپایا، مگر دو قیامی تک میں نے تم پر ظاہر نہیں کئے تھے، جن میں ایک نبی کا ذکر ہے، جن کی بعثت کا

زمانہ قریب آگیا ہے، میں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ تمہیں پہلے سے اس پر مطلع کر دوں، کیونکہ خطرہ تھا کہ کوئی کذاب اُٹھے اور تم اسی کو نبی موعود سمجھ کر اطاعت شروع کر دو، ان دونوں درقوں کو میں نے اس طاق میں جس کو تم دیکھ رہے ہو گام سے سے بند کر دیا۔

کعب احبابؓ نے (اس کا طویل دلچسپ قصہ لکھنے کے بعد) فرمایا کہ پھر میں نے یہ دو درق اس طاق سے نکالے تو ان میں یہ کلمات بھی لکھے تھے:-

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ (رواہ ابونعیم، ذخیرہ شریعہ، ص ۱۲۳)
’ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اور سب انبیاء کے ختم کر دیئے گئے ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔‘

حضرت شعیب علیہ السلام

اور حضرت وہب بن مُنَبِّہؓ نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی، جس میں طویل کلام کے ضمن میں یہ کلمات

بھی مذکور ہیں۔

” میں ایک نبی اُمّی بھیجے والا ہوں جس کے ذریعہ
سے عین برے کانوں اور بند دلوں اور زخمی آنکھوں
کو کھول دوں گا، ان کی جگہ پیدا نش مکہ اور
ہجرت گامدینہ اور اقتدار شام میں ہوگا، (اس کے
بعد فرمایا) اور ان کی امت کو بہترین امت
بناؤں گا، ان کی کتاب پر آسانی کتابیں اور
ان کی شریعت پر تمام شریعتیں اور ان کے دین پر
تمام ادیان ختم کر دوں گا“

إِنِّي بَاعِثٌ نَبِيًّا أُمِّيًّا أَقْتَحُ بِهِ إِذَا نَا
مُسَا وَكُلُّوْا غُلْفًا وَاعْيُنَا عُمِّيَا
مَوْلَاكُمْ بِسَلَّةٍ وَمُهَاجِرَةٌ يَطِيْبَةُ وَ
مُلْكُهُ بِالشَّامِ (الی قولہ) وَأَجْعَلُ
أُمَّتَهُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ (الی قولہ) أَحْنَمُ
يَكْتَابُهُمُ الْكُتُبَ وَبَشِّرُهُمُ الشَّرَائِعَ
وَبَدِّلُهُمُ الْآدْيَانَ، الحدیث (مشاہد
ابونعیم فی الدلائل ص ۱۱۴ ج ۳)
الدر المنثور، ص ۱۱۴ ج ۳

حضرت دانیال علیہ السلام

اور حضرت کعب احبار نقل فرماتے ہیں کہ ارض بابل سے بنی اسرائیل کی خلائی
کا سبب نجات نصر کا ایک طویل خواب ہوا ہے، جس میں اس نے ایک عظیم الشان بُت
دیکھا تھا، جس کا سر آسمان میں اور پاؤں زمین میں ہیں، اس کے اوپر کا حصہ سونے کا، اور
درمیانی چاندی کا اور نیچے کا حصہ تانبے کا اور دونوں پنڈلیاں لوہے کی اور پاؤں مٹی کے ہیں،
اچانک آسمان سے ایک تھیر آیا جو اس کے سر کی چوٹی پر پڑا جس سے اس کا ریزہ ریزہ ہو کر چاندی
سونا، لوہا تانبہ سب ایک ہو گیا، پھر دیکھا کہ یہ آسمانی تھیر بڑھ رہا ہے، یہاں تک کہ بڑھتے بڑھتے
اس نے تمام زمین کو گھیر لیا، اور سوائے آسمان اور اس تھیر کے کچھ نظر نہیں آتا، جس کی تعبیر
اس زمانہ کے نبی حضرت دانیال علیہ السلام نے مفصل بیان فرمائی، جس کے چند کلمات یہ ہیں،
” وہ تھیر جو بُت کے سر پر بیٹھ گیا وہ اللہ کا دین ہے، جو اس امت کے سر پر آخر زمانہ میں آلا
جائے گا، اور اللہ تعالیٰ ایک نبی اُمّی عرب سے بھیجے گا، جس کے ذریعہ سے تمام اہم ادیان کو
زیر دبر کر دیا جائے گا، جس طرح اس تھیر نے بُت کو زیر دبر کر دیا (اور اہل ابونعیم صفحہ ۱۲۰)
اور یہی روایت سیوطی نے خصائص صفحہ ۲۴ جلد ۱ میں بھی مفصل نقل فرمائی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کی شہادت اور اُس کا قابل دید واقعہ؛

حضرت مغیر بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور ابن مالکؓ بادشاہ روم مقوقس کے یہاں پہنچے۔ مقوقس نے ہم سے پوچھا کہ تم یہاں تک کیسے پہنچے؟ مصلی اللہ علیہ وسلم، اور ان کے اصحاب تو درمیان میں تھے، انھوں نے تمہیں روکا نہیں۔ ہم نے کہا کہ ہم دریا کے کنارے کنارے چلے آئے، یہیں بھی یہی خوف دامن گیر تھا۔

پھر اس نے پوچھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمہیں جس دین کی دعوت دی تم نے اس کے متعلق کیا معاملہ کیا؟ ہم نے کہا کہ ہم میں سے کسی نے بھلن کی دعوت قبول نہیں کی۔ اس نے پوچھا کہوں؟ ہم نے کہا وہ ایک نیا دین لے کر آئے ہیں، جس پر ہمارے باپ دادا عامل نہیں، اور نہ بادشاہ (یعنی آپ) اور ہم اسی طریقہ پر ہیں جس پر ہمارے آباء و اجداد گذر گئے ہیں۔

پھر مقوقس نے کہا کہ اچھا اُن کی قوم (قریش) نے اُن کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ ہم نے کہا کہ تو عمر لوگ اُن کے متبع ہو گئے، اور جو لوگ مخالف تھے انھوں نے مختلف مواقع میں کئی مرتبہ مقابلہ کیا کبھی میدان اُن کے ہاتھ رہا اور کبھی اس نے فتح پائی۔

پھر مقوقس نے کہا کہ کیا تم مجھے سچ بتا سکتے ہو کہ وہ لوگوں کو کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ ہم نے کہا کہ اُن کی دعوت کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں، جس کا کوئی شریک نہیں، اور ان تمام معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے آباء و اجداد پوجا کرتے تھے، اور نماز و زکوٰۃ کی تعلیم کرتے ہیں۔

مقوقس نے پوچھا، نماز اور زکوٰۃ کیا چیز ہیں؟ کیا اُن کے لئے کوئی وقت اور کوئی عدد مقرر ہے؟ ہم نے کہا ہاں، وہ دن رات میں پانچ نمازیں پڑھتے ہیں، جن کے لئے خاص خاص نام بھی ہیں، اور وہ بیٹیں شقال سونے میں سے چالیسواں حصہ ادا کرتے ہیں، اسی طرح سے مفصل زکوٰۃ کے احکام سنائے۔

اس نے پوچھا کہ پھر وہ یہ مالی زکوٰۃ لے کر کہاں خرچ کرتے ہیں؟ ہم نے کہا کہ وہ فقراء میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ اور وہ صلہ رحمی اور ایثار و عہد کا حکم کرتے ہیں۔ اور یہ کہ سود لینا،

زنا کرنا، شراب پینا حرام ہے۔ اور جو جانور اللہ کے نام پر ذبح نہ کیا جائے اس میں سے نہیں کھاتے۔

مقوقس نے کہا بیشک وہ نبی ہیں، جو تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے ہیں، اور اگر وہ قبط اور روم کے پاس تشریف لاتے تو وہ آپ کا اتباع کرتے، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اُن کو اس کا امر فرمایا ہے۔ اور تم نے جو کچھ حالات اوصاف اُن کے بیان کئے ہیں یہ سب وہی اوصاف ہیں جن پر انبیاء سابقین مبعوث ہوئے ہیں اور قریب ہے کہ انجام اُن کے ہاتھ ہوگا، یہاں تک کہ ایک متنفس اُن سے جھگڑنے والا نہ رہے گا۔ اور ان کا دین ہر اس حد تک غالب آجائے گا جہاں تک لٹاؤ اور گھوڑے جاسکتے ہیں، اور جہاں تک انسانوں کی آبادی ہے، اور قریب ہے کہ ان کی قوم اُن سے نیروں کے ساتھ مدافعت کرے گی۔

ہم نے کہا کہ اگر تمام انسان بھی اُن کے دین میں داخل ہو جائیں تب بھی ہم داخل نہ ہوں گے۔ یہ سنکر مقوقس نے (نفرت سے) سر پٹایا، اور کہا کہ تم یہود و لعب میں ہو۔ پھر مقوقس نے پوچھا کہ اُن کا نسب کیسا ہے؟ ہم نے کہا کہ وہ نسب میں اشرف ہیں۔ اس نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیاء اسی طرح اپنی قوم میں تشریف نسب سے بھیجے جاتے ہیں۔

پھر پوچھا کہ اُن کے سچ بولنے کا کیا حال ہے؟ ہم نے کہا کہ اپنی سچائی کی وجہ سے تمام عرب میں امین کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ سنکر کہنے لگا کہ تم اپنے معاملہ میں پھر سے غور کرو، کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ تم سے سچ بولے اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولے۔

پھر کہا گن گن لوگوں نے آپ کا اتباع کیا؟ ہم نے کہا، نو عمر لوگوں نے۔ مقوقس نے کہا کہ وہ اور حضرت مسیح علیہ السلام تمام انبیاء سابقین کی طرح ہیں۔

پھر پوچھا کہ شریب کے یہود نے اُن کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس لئے کہ وہ اہل تورات ہیں۔ ہم نے بیان کیا کہ انھوں نے مخالفت کی، تو اس نے اُن کا مقابلہ کیا، بعض کو قتل کیا، اور بعض کو قید، اور وہ سب منتشر ہو گئے۔ یہ سنکر کہنے لگا کہ وہ حاسد ہیں، حسد کی وجہ سے مخالفت کی، ورنہ وہ بھی اُن کے

حال کو ایسا ہی جانتے ہیں جیسا کہ ہم جانتے ہیں۔

حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم اُن کے پاس سے اُٹھے، اور ایک ایسی بات سُکر اٹھے جس نے ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منقاد و مطیع بنادیا تھا، اور ہم نے آپس میں کہا کہ عجمی بادشاہ باوجود بُعد تعلقات کے اُن کی تصدیق کرتے ہیں اور اُن سے ڈرتے ہیں، اور ہم اُن کے رشتہ دار اور پڑوسی ہونے کے باوجود اُن کے دین میں داخل نہیں ہوتے، حالانکہ وہ ہمیں دعوت دینے کے لئے ہمارے گروں میں تشریف لائے۔

حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں اسکندریہ میں مقیم رہا، اور کوئی کنیسہ (گر جا) نہیں چھوڑا جس میں جاگرا انھوں نے وہاں کے قبلی اور رومی پادریوں سے دریافت نہ کیا ہو کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کیا کیا صفات اپنی کتابوں میں پاتے ہو۔

کنیسہ الی غنی میں ایک بڑا مشہور پادری تھا جس کو متبرک سمجھ کر لوگ اپنے مریضوں کو دعار پڑھوانے کے لئے اس کے پاس لاتے تھے، اور میں دیکھتا تھا کہ وہ پانچ نمازیں نہایت خشوع و خضوع سے پڑھتا تھا، میں نے اس سے دریافت کیا کہ:-

”مجھے بتلاؤ کہ کیا انبیاء میں سے کوئی نبی باقی میں“
اس نے کہا ہاں، اور وہی آخر الانبیاء ہیں،
اُن کے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی اور
نبی نہیں، وہ نبی ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام
نے ہمیں اُن کے اتباع کا حکم فرمایا ہے، وہ
نبی اُمتی عربی ہیں، ان کا نام احمد ہے، نہ دراز
قد میں نہ پست قدر بلکہ درمیانہ، ان کی آنکھوں
میں سرخی ہے (اس کے بعد اور بہت کچھ بات
بیان کئے)؟

أَخْبَرَنِي هَلْ بَقِيَ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ
قَالَ نَعَمْ وَهُوَ أَخِيرُ الْأَنْبِيَاءِ لَيْسَ
بَيْنَهُ وَبَيْنَ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ أَحَدٌ
وَهُوَ نَبِيٌّ قَدْ أَمَرَنَا عِيسَى بِاتِّبَاعِهِ
وَهُوَ الشَّيْءُ الْأَيْمِيُّ الْعَرَبِيُّ اسْمُهُ
أَحْمَدُ لَيْسَ بِالطُّوَيْلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ
فِي عَيْنَيْهِ حُمْرٌ الْحَدِيثُ رَوَاهُ
ابُو نَعِيمٍ فِي الدَّلَالَةِ (ص ۲۰، ۲۱)

حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے کلام کو خصوصاً اور دوسرے پادریوں
کے کلمات عموماً یاد رکھے، اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر
تمام واقعہ سنا یا اور مشرف باسلام ہو گیا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔
ہمیں اس جگہ اس تمام واقعہ سے صرف وہ سطوریں مقصود تھیں جو عربی عبارت

میں نقل کی گئی ہیں، جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا کلی اختتام بتلایا گیا ہے، لیکن ناظرین کی دلچسپی کے لئے پورا واقعہ نقل کر دیا، جو فائدہ سے خالی نہیں۔

اور بلال بن حارثؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ تجارت کے لئے ملک شام میں طرف چلا، جب میں شام کے گرد و نواح میں پہنچا تو اہل کتاب میں سے ایک شخص ملا جس نے پوچھا کہ کیا تمہارے یہاں کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا، ہاں۔ اس نے پوچھا کہ تم ان کی صورت پہچانتے ہو؟ میں نے اقرار کیا۔ یہ سنکر وہ مجھے اپنے گھر لے گیا۔ میں اس کے گھر پہنچا، تو اندر داخل ہوتے ہی ٹھیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر نظر پڑی، ایک آدمی آپ کی پشت کے پیچھے کھڑا ہے، میں نے اس سے دریافت کیا کہ یہ شخص جو آپ کی پشت کی جانب کھڑا ہے کون ہے؟ اس نے جواب دیا:-

”بات یہ ہے کہ اس سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس کے بعد کوئی اور نبی ہو سوائے اس کے کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں، اور یہ شخص جو پیچھے کھڑے ہیں ان کے خلیفہ ہیں۔“

إِنَّهُ لَمُرَكَّبٌ نَبِيٌّ إِلَّا كَأَن بَعْدَهُ نَبِيٌّ
إِلَّا هَذَا فَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَهَذَا
الْخَلِيفَةُ بَعْدَهُ. (رواہ الطبرانی
کذا فی الکتر، ص ۲۸۱ ج ۶)

بلال بن حارثؓ کہتے ہیں کہ اب جو میں نے غور کیا تو پیچھے والی تصویر ٹھیک ابو بکر صدیقؓ ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ صحیفہ ابراہیم علیہ السلام میں لکھا ہوا ہے:-

”آپ کی اولاد میں قبائل در قبائل ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ نبی اُمّی آجائیں، جو خاتم الانبیاء ہوں گے۔“

إِنَّهُ كَاثِرٌ مِنْ وَلَدٍ لَكَ شُعُوبٌ وَشُعُوبٌ
حَتَّى يَأْتِيَ الشَّيْءُ الْأُمِّيُّ الَّذِي يَكُونُ
خَاتِمَ الْأَنْبِيَاءِ (خصائص بزرگ سیوطی ص ۱۱۷)

اور ابن جریرؒ اپنی تفسیر میں ابو العالیہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا کی:-

”ربنا ابعث فیہم رسولاً منہم الذی قد استحبب لک وهو کائن فی اخیر الزمان“

یعنی اے ہمارے رب! ان میں ایک رسول بھیج، الٰہ تو بذریعہ وحی اُن کو یہ جواب دیا گیا کہ اُمّی

دعا قبول گئی اور وہ رسول آخری زمانہ میں ہونے والے ہیں۔

اور امام بیہقیؒ بروایت محمد بن محمد نقل فرماتے ہیں کہ میرے آباء و اجداد سے ایک ورق محفوظ چلا آتا تھا، جو جاہلیت میں نسل بعد نسل وراثت میں منتقل ہوتا رہا، یہاں تک کہ دین اسلام ظاہر ہوا، پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہوئے تو لوگ یہ ورق آپ کی خدمت میں لائے، پڑھوایا گیا تو اس میں یہ عبارت لکھی تھی:-

بِسْمِ اللَّهِ وَقَوْلُهُ الْحَقُّ هَذَا الَّذِي كَسُرَ لِأُمَّتِهِ تَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ
يَسْبُلُونَ أَطْرَافَهُمْ وَيَأْتِزُّرُونَ عَلَى أَوْسَاطِهِمْ وَيَخُوضُونَ الْبَحَارَ
إِلَى أَعْلَانِهِمْ فِيهِمْ صَلَوةٌ لَوْ كَانَتْ فِي قَوْمٍ نُوحٍ مَا أَهْلَكُوا بِالطُّوفَانِ
وَفِي عَادٍ مَا أَهْلَكُوا بِالرَّيْحِ وَفِي ثَمُودَ مَا أَهْلَكُوا بِالصَّيْحَةِ .

(خصائص کبریٰ، ص ۱۶ ج ۱)

ترجمہ: اللہ کے نام پر شروع ہے، اور اسی کا قول حق ہے۔ یہ ذکر ہے اس امت کا جو آخر زمانہ میں آئے گی، جن کے لباس کے اطراف چھوٹے ہوتے ہوں گے اور اپنی کروں پر تہبند باندھیں گے اور دشمنوں کے مقابلہ کے لئے دریاؤں میں گھس پڑیں گے۔ ان میں ایسی نماز ہوگی کہ اگر قوم نوحؑ میں یہ نماز ہوتی تو وہ طوفان میں ہلاک نہ ہوتے، اور اگر قوم عاد میں ہوتی تو وہ ہوا کے طوفان سے ہلاک نہ ہوتے، اور اگر قوم ثمود میں ہوتی تو وہ ہولناک آواز سے ہلاک نہ کئے جاتے :-

جب یہ ورق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پڑھا گیا تو اس کے مضمون کو شکر آپ خوش ہوئے۔

اور زید ابن عمرو بن نفیلؒ جو علماء اہل کتاب میں سے تھے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے وفات پا گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و صفات بیان کیا کرتے تھے، ایک دفعہ فرمایا:-

إِنِّي بَلَّغْتُ الْبِلَادَ كُلَّهَا أَطْلُبُ دِينَ إِبْرَاهِيمَ دَكُلْ أَسْأَلُ مِنَ
الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى وَالْمَجُوسِ يَقُولُ هَذَا الَّذِي دَرَأَكَ وَشِعْيُونُ
مِثْلَ مَا نَعَتْهُ لَكَ وَلَكُمُ يَنْبَغِي غَيْرُكَ (خصائص کبریٰ، ص ۲۵ ج ۱)

” میں دین ابراہیم کی طلب میں تمام شہروں میں پہنچا، اور یہود و نصاریٰ اور مجوس میں جس کسی سے پوچھتا تھا یہی جواب دیتا تھا کہ یہ دین تم سے آگے آنے والا ہے اور

وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہی اوصاف بیان کرتے تھے جو میں نے تم سے بیان کئے ہیں، اور وہ یہ بھی کہتے تھے کہ ان کے سوا کوئی نبی باقی نہیں رہا۔

اور محدث ابو نعیم حضرت سعد بن ثابتؓ سے روایت کرتے ہیں کہ یہودی قرظہ دہنی نصیر کے پادری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات بیان کیا کرتے تھے، جب کوکب احمر طلوع ہوا تو سب نے متفقہ طور پر کہا:-

إِنَّهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَإِسْمُهُ أَحْمَدُ (خصائص، ص ۲۷۷ ج ۱)

”محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں، اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، اور آپ کا نام احمد ہے۔“
نیز ابو نعیم زیاد بن لبید سے نقل کرتے ہیں کہ وہ مدینہ کے ایک ٹیلہ پر تھے اچانک یہ آواز سنی:-

يَا أَهْلَ يَثْرِبَ قَدْ ذَهَبَتْ وَاللَّهِ نَبِيُّ بَنِي إِسْرَائِيلَ هَذَا أَنْجُمٌ قَدْ طَلَعَ بِمَوْلَى أَحْمَدَ وَهُوَ نَبِيٌّ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ مُعَاجِرُهُ إِلَى

يَثْرِبَ (خصائص، ص ۲۷۷ ج ۱)

”اے اہل یثرب! خدا کی قسم نبی اسرائیل کی نبوت جاتی رہی، یہ ستارہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت کے ساتھ طلوع ہوا ہے، اور وہ آخر الانبیاء میں“

اور ان کی ہجرت کی جگہ یثرب ہے۔

امام بیہقی او طبرانی اور ابو نعیم اور خراکطی خلیفہ بن عبدہ سے نقل فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن محمد بن ہادی بن ربیعہ سے پوچھا کہ زناہ جاہلیت میں تمہارے باپ نے تمہارا نام محمد کیسے رکھ دیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ جو بات تم نے مجھ سے دریافت کی ہے میں نے خود اپنے والد سے دریافت کی تھی، انہوں نے اس کا یہ واقعہ سنایا کہ:-

”قبیلہ بنی تمیم کے ہم چار آدمی شام کے سفر کے لئے نکلے، جن میں ایک میں تھا،

اور دوسرے سفیان بن مجاشع بن آدم، اور تیسرے یزید بن عمر بن ربیعہ، اور چوتھے

اسامہ بن مالک بن خندف۔ جب ہم ملک شام پہنچے تو ایک تالاب پر اتارے،

جس کے کنارہ پر درخت کھڑے تھے۔ ہمیں دیکھ کر ایک پادری ہمارے پاس آیا اور

پوچھا تم کون لوگ ہو؟ ہم نے کہا کہ قبیلہ مضر کی ایک جماعت ہے۔ اس

نے کہا:-

إِنَّمَا أَنْتُمْ سَوْتٌ يُبْعَثُ مِنْكُمْ وَشَيْئًا نَبِيٌّ نَسَارِعُوا إِلَيْهِ وَخَذُوا بِحَظِّكُمْ مِنْهُ تَرْتُدُّ دَا فَنَاتُهُ حَاتِيمُ النَّيِّتِينَ .

” تمہارے قبیلہ میں سے غنقریب ایک نبی مبعوث ہونے والے ہیں تم ان کی طرف جلد پہنچو، اور اپنا حصہ دین ان سے لے لو تم ہدایت پاؤ گے، کیونکہ وہ آخری نبی ہیں ؟

ہم نے پوچھا کہ ان کا کیا نام ہے ؟ انھوں نے محمد بتلایا۔ جب ہم وہاں سے واپس آئے تو اتفاقاً ہم چاروں کے چار لڑکے پیدا ہوئے۔ ہم میں سے ہر ایک نے اپنے لڑکے کا نام اس طبع پر محمد رکھ دیا کہ شاید یہ وہی نبی ہو جائیں۔“
(خصائص کبریٰ، ص ۲۳ ج ۱)

حضرت یعقوب علیہ السلام

ابن سعدؒ محمد بن کعب قرظی سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوبؑ پر یہ وحی نازل فرمائی :-

” میں آپ کی ذریت میں بادشاہ اور انبیاء پیدا کروں گا یہاں تک کہ حرم مالے نبی مبعوث ہوگا جن کی امت ہیکل بیت المقدس کو بنائے گی اور وہ خاتم الانبیاء ہوں گے اور ان کا نام ”احمد“ ہوگا۔“

إِنِّي أَبْعَثُ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ مُلْكًا وَأَنْبِيَاءَ
حَتَّى أَبْعَثَ إِلَيْكَ الْخَرَمِيَّ الَّذِي تَبْنِي
أُمَمَهُ هَيْكَلُ بَيْتِ الْمُعَدَّسِ وَهُوَ خَاتَمُ
الْأَنْبِيَاءِ وَأَسْمُهُ أَحْمَدُ (خصائص، ج ۱)

مسئلہ زیر بحث پر تمام شرعی محققین اور اُن کے متعلقات کا فی طور پر پیش کرنے کے بعد اُن آزاد خیال لوگوں کی ضیافتِ طبع کے لئے کچھ سامانِ عقلی حکمتوں کا بھی پیش کر کے حجت تمام کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، جن کے یہاں آزادی کے معنی ہی دین و مذہب سے بیزاری ہے جنہیں قرآن و حدیث سے شفاء نہیں ہوتی، اگرچہ ایسے حضرات سے کیا توقع ہے کہ وہ ہماری عرضداشت پر بھی کان لگائیں لیکن

حجت تمام کرتے ہیں آج آسمان سے ہم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم تمام نبوت عقلی دلیلیں

مسئلہ ختم نبوت کے متعلق قرآن حکیم کا ناطق فیصلہ، احادیث نبویہ کی تصریحات، اجماع صحابہ اور پھر سینکڑوں علماء سلف کے اقوال ناظرین کے سامنے آچکے ہیں۔ اور یہی تین اصول ہیں جن سے عقیدہ کے مسائل ثابت ہو سکتے ہیں۔ چوتھے درجہ میں قیاس بھی شرعی حجت ہے۔ لیکن اول تو باب عقائد میں قیاس محض حجت نہیں سمجھا جاتا، دوسرے قیاس فقہی معتبر ہونے کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ جس حکم کو قیاس سے ثابت کیا جاتا ہے وہ قرآن و حدیث میں مذکور نہ ہو، اور نہ صحابہ کا اجماع اس پر ہوا ہو، بلکہ یہ تینوں حجتیں جس حکم سے خاموش ہوں، صرف وہی قیاس سے ثابت کیا جاتا ہے، اس لئے قیاس فقہی اس مسئلہ میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔ منصوصات اور مقولات کی عقلی حکمتیں ہر وقت بیان کی جاسکتی ہیں۔

اگرچہ قرآن و حدیث اور آثار صحابہ و سلف کے اتنے بڑے ذخیرے کے سامنے آجانے کے بعد ایک سلیم الطبع سچا مسلمان تو یہی کہے گا کہ

شد از حقائق عرفاں دلم حسنہ راز ؛ گرات فلسفیاں کے بنیم فلس خرم
پراست گوش من از لہجہ ملک جو یح ؛ کجا مشوش خاطر شود نہیق خرم
اور حقیقت یہی ہے کہ کسی مسئلہ کی حقیقت اگر منکشف ہو سکتی ہے اور کسی حقیقت میں اگر شفاء صدر ہو سکتی ہے تو اس کا راستہ نور نبوت اور وحی الہی کے سوا نہیں، پائے استدلال نے کبھی اس میدان کو طے نہیں کیا، جن لوگوں نے محض اپنی عقل کو کافی سمجھ کر تحقیق کے میدان میں قدم رکھا ہے، عمر بھر ناکامی اور نامرادی کے ساتھ حیران پریشان پھرنے کے بعد انہیں بھی وہی کہنا پڑا ہے جو دانائے روم نے فرمایا تھا

آرمودم عقل دور اندیش را
بعد ازیں دیوانہ سادم خویش را

الغرض قرآن و حدیث، اجماع اور آثار صحابہ پیش کرنے کے بعد کسی مسلمان کے لئے حاجت نہیں کہ عقلی حکمتیں پیش کرنے کا انتظار کرے، بلکہ اس کے نزدیک ساری عقلی حکمتیں اور عقلیں اس ایک حکمت پر قربان ہیں کہ جب ایک ذات مقدس کو آفتاب سے زیادہ روشن علامات کے ذریعہ خدا کا رسول تسلیم کر لیا، تو پھر جزئی حکم میں اس سے حکمت یا علت پوچھنا عقل اور حکمت کے خلاف ہے۔ کیونکہ وہ ایسی کامل اور مکمل عقل کا متبع ہے جس کے سامنے ساری دنیا کی عقلیں ہیچ ہیں، جس کے نشاط میں وہ کہہ اٹھتا ہے **ظ**

افلاطون کا شکے می دید یونانے کہ من دارم

اس کا سینہ ایک ایسی حکمت سے معمور ہے جس کے سامنے ساری حکمتیں گرد ہیں۔

دلے دارم جو اہر خاۃ عشق است تجویش

کہ دار دزیر گردوں میر سامانے کہ من دارم

الحاصل ضرورت نہ تھی کہ مشرعی حجتوں کو پیش کرنے کے بعد ہم اس میدان میں قدم رکھتے، لیکن دوجہ سے اس کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اول تو یہ کہ نقل کو جب عقل کے ساتھ مطابق کر کے دکھلایا جاتا ہے تو یہ حکم دل میں اُتر جاتا ہے، اور اس پر عمل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ دوسرے یہ کہ مرزائیوں کی ابلہ فریب تحریفات نے جیسا کہ قرآن و حدیث پر اپنا جال پھیلانا چاہا ہے، ایسے ہی یہ بھی ذہن نشین کرنے کی کوشش کی ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ عقل کے خلاف ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ کو گھٹانے والا ہے۔

چشمِ براندیش کہ برکتہ باد

عیب نماید ہنزش در نظر

اس لئے ضرورت ہوئی کہ ان کا یہ طلسم توڑ کر عقلی طور سے یہ دکھلایا جائے کہ ختم نبوت عین مقضائے عقل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ امتیازی فضیلت ہے جو آپ کی شان کو تمام انبیاء و رسل سے بڑھادیتی ہے۔

مرزائیوں نے اس باب میں بزرگ خطابت جو کچھ مسلمانوں کے قلوب میں ڈالنے کی کوشش کی ہے اُس کا خلاصہ دو یا تین باتیں ہیں۔

اول یہ کہ نبوت ایک رحمت ہے، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم نبوت قرار

دیا جائے تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ رحمۃ للعالمین کے آتے ہی دنیا سے رحمت منقطع ہوگئی، یہ اچھی برکت ہوئی کہ رحمت کا خاتمہ ہو گیا، اور قیامت تک اس کا دروازہ بند ہو گیا، اور یہ صریح توہین ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

دوم یہ کہ قدیم سے عادۃ اللہ اس پر جاری ہے کہ جب دنیا میں مگر ای غالب آئی لوگ صراط مستقیم سے ہٹنے لگے تو اپنی رحمت کاملہ سے کوئی نبی مبعوث فرما دیا۔ آج بھی جب کہ دنیا پر ظلم و جور کی حکومت ہے، کفر و ضلالت کی گھٹائیں عالم چھا گئی ہیں نبوت کی ضرورت پیدا ہوگئی، اور خداوند عالم کی رحمت میں کمی نہیں، اس لئے عادۃ اللہ کے مطابق ضرور کوئی نبی مبعوث ہونا چاہئے۔

سوم انبیاء سابقین میں سے جو اول الغرم انبیاء گزرے ہیں، ان کے ماتحت بہت سے انبیاء انہی کی شریعت کی نشر و اشاعت کے لئے مبعوث ہوتے رہے ہیں جس سے ان کی عظمت شان ظاہر ہوتی ہے، کیونکہ ایک بادشاہ کے ماتحت جس قدر خود مختار سلطنتیں اور ریاستیں، رجاوٹے ہوتے ہیں اسی قدر اس بادشاہ کی عظمت ثابت ہوتی ہے اور شاہ کے بجائے اس کو شہنشاہ کہا جاتا ہے، اس فطری قاعدہ کا مقتضار بھی یہ ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بجائے انقطاع نبوت کے انبیاء سے ماتحت کی اس قدر کثرت ہو جو انبیاء سابقین سے بھی بڑھ جائے۔

یہ چند کلمات ہیں جن کو دلفریب صورت سے مسلمانوں کے سامنے پیش کر کے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان اور فیصلت مطلقہ کے حامی ہیں، اور ختم نبوت کا عقیدہ اس کے خلاف ہے۔

ان سب باتوں کا اجمالی اور مختصر جواب تو یہ ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ (جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں) ہم نے خود تصنیف نہیں کیا، بلکہ اس عظیم الشان رسول کے بھیجے والے نے اور خود رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو کچھ ہمیں بتلایا ہے ہم نے تسلیم و انقیاد کو اپنا سرِ سرِ سمجھ کر قبول کر لیا ہے۔

بارگشتہ ام دبا دگر منگویم کہ من گم شدہ ایں رہ بخودی یوم
در پس آئینہ طوطی مسقم داشتہ اند و آنچه استاد ازل گفت ہمائی گویم
تو اگر بالعصر من عقیدہ ختم نبوت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بڑی عظمت

ظاہر نہیں ہوتی، تو کس کو حق پہنچتا ہے کہ خدا اور اس کے رسول پر زبردستی کر کے اس عظمت سے زائد کوئی عظمت آپ کے لئے ثابت کرے جو خداوند عالم نے آپ کو عنایت فرمائی ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ جس کو خدائے قدوس نے عقل و فہم کا کوئی حصہ عنایت فرمایا ہے وہ بلا تامل سمجھ سکتا ہے کہ ختم نبوت ایک ایسی فضیلت اور انتہائی عظمت ہے کہ ایک نبی کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی عظمت نہیں ہو سکتی، جس کی تفصیل مرزائیوں کے بیانات مذکورہ کی ترتیب پر ذیل میں عرض کی جاتی ہے :

امرا اقل کے متعلق گزارش ہے کہ نبوت کا رحمت ہونا تو مسلم ہے اور یہ بھی تسلیم کہ آپ اس رحمت کے خاتم ہیں۔ لیکن اس سے یہ سمجھنا کہ دنیا اب رحمت سے خالی رہ جائے گی، اور رحمتہ للعالمین کا وجود دنیا کے لئے (معاذ اللہ) زحمت بن جائے گا، صرف مرزائی فہم اور مرزائیت کی برکات میں سے ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اگر رحمت کے مختلف چھوٹے چھوٹے دروازے بند کر کے ایک انتہا بڑا پھانک کھول دیا جائے جس سے سارے عالم کی تربیت اور پرورش ہو سکے تو کیا اس کو زحمت کہا جائے گا؟ یا انتہائی درجہ کی عظیم الشان رحمت، اور کیا یہ دنیا سے رحمت کا انقطاع سمجھا جائے گا یا ساری دنیا کا رحمت سے لبریز ہو جانا؟

اگر چھوٹی چھوٹی گولوں اور نالیوں کو بند کر کے ایک عظیم الشان نہر، یا معمولی وقتی اور مقامی نالیوں کو بند کر کے ایک عالمگیر جھڑی لگا دی جائے تو اس کو دنیا کے لئے خشک سالی کہا جائے گا یا حیاتِ دائم کا پیغام؟

ٹمٹماتے ہوئے بے شمار چراغوں کو اٹھا کر اگر اتنا بڑا برقی گیس قائم کر دیا جائے، جس کی روشنی تمام چراغوں کے مجموعہ سے کہیں زائد ہو تو ان چراغوں کا ختم ہونا اندھیرا کا باعث ہوگا یا پہلے سے زیادہ روشنی کا، یا اُن گنت ستارے غائب ہو کر آفتاب عالم تاب سامنے آجائے تو یہ ظلمت کا سبب ہوگا یا پہلے سے کہیں زائد نور کا، فَتَا يَخْلُقُ لَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكْادُونَ يَنْفَقُونَ خَدِيشًا۔

ابتداءً عالم سے رحمت نبوت جزوی صورت سے محدود زمانہ اور محدود مکان کے لئے دنیا میں آتی رہی، ایک خطہ میں موسیٰ خدا کی رحمت بن کر خلقِ اللہ کی تربیت کرتے ہیں تو دوسرے

میں شعیب علیہ السلام اسی خدمت کو انجام دیتے ہیں۔ ایک ملک میں اگر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی صورت میں رحمتِ خداوندی جلوہ گر ہوتی ہے تو دوسرے میں لوط اسی رحمت کا پیکر بن کر آتے ہیں۔ اسی طرح زمانہ کے اعتبار سے ایک زمانہ میں آدم ہیں تو دوسرے میں نوحؑ۔ ایک قرن میں ابراہیمؑ احکام الہی کی تبلیغ کرتے ہیں تو دوسرے میں موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے یہ خدمت سپرد ہوتی ہے۔

آخر میں یہ عنایاتِ الہیہ اور رحمتِ حق کا اقتضا ہوتا ہے کہ اب وہ عالمگیر رحمت دنیا میں بھیج دی جائے جو تمام رحمتوں کا سرچشمہ اور تمام انوار و برکات کا حزانہ ہے۔

وَلَيْسَ عَلَى اللَّهِ بِمُسْتَسْكَبٍ أَنْ يَجْعَلَ الْعَالَمَ فِي وَاحِدٍ
یہ عالمگیر رحمت نبی الانبیاء سید الاولین والآخرین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ میں ظاہر ہوئی، جو تمام انبیاء و رسل کے کمالات کی جامع اور اس کی مصداق ہے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ یربضاداری

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

انبیاء سابقین اپنی اپنی حد میں سب شیع ہدایت تھے، لیکن جب یہ ماہتاب روشن ہو گیا تو سب کی روشنی اس کی روشنی میں مغلوب ہو گئی، اور اب سارے عالم کی تنویر کے لئے تنہا یہی کافی ہو گیا ہے

گوشع بچنے مینش کز رخت امشب

کاشائہ مارا ہمہ بہتاب گرفت ست

یہاں کہئے کہ انبیاء سابقین نجوم ہدایت تھے جو اپنی اپنی حد اور اپنے اپنے درجہ کے مطابق عالم سے قلت کفر مٹانے میں مصروف تھے، ایک وہ وقت آیا کہ ان اوصافِ خاتم الانبیاء کی صبح صادق نمودار ہوئی، اور پھر آفتابِ نبوت جلوہ آرا ہو گیا، تو وہ ستارے سب اپنی اپنی جگہ پر اسی آب و تاب کے ساتھ ہونے کے باوجود آفتاب کی روشنی میں ظاہر

لے نبی کی عظمتِ شان اور سچائی ثابت کرنے کے لئے جو واقعات بطور فرقِ عادت رونما ہوئے ان میں جو عطائے نبوت سے پہلے ظاہریوں ان کو تاراس کہتے ہیں، اور جو بعد عطائے نبوت کے صادر ہوں ان کا نام معجزہ ہے۔

نہیں ہو سکتے ، اور اب سارے عالم کی نظریں صرف اسی کرۂ نور کو دیکھتی ہیں اور اسی کی ضیاء گسٹری پر عالم کے ظلمت و نور کا مدار ٹھہر گیا ہے

رات محفل میں ہر ایک مہربانہ گرم لاف تھا

مجدد نور شید جب نکلا تو مطلع صاف تھا

اب کوئی مرزائی ہی ہو گا تو ان شمعوں یا ستاروں کے غائب ہونے پر ماتم کرے گا اور یہ سمجھے گا کہ ہائے اب دنیا نور سے خالی رہ جائے گی ۔ ایک بصیر انسان تو اس عالمگیر روشنی اپنا فخر سمجھ کر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے سوا کوئی کام نہیں کر سکتا ۔

مرزائیوں سے میرا سوال

اس کے بعد میں خود مرزائیوں سے دریافت کرتا ہوں جس طرح آپ کی مزعومہ نبوت غیر تشریعی ایک رحمت ہے ، اسی طرح تشریعی نبوت اور شریعت مستقلہ اور کتب سماوی کا نزول وحی ملکی وغیرہ کو غالباً آپ بھی زحمت نہ کہہ سکیں گے ، بلکہ چار دنا چار رحمت ہی کہنا پڑے گا ، اور ساتھ ہی آپ کو اقرار ہے کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد تشریعی نبوت اور شریعت جدیدہ کتب سماویہ کے نزول کا انقطاع بالکلیہ ہو چکا ہے ، تو کیا جو الزام آپ ہم پر لگاتے تھے وہی آپ پر نہیں لوٹ آیا کہ حضرت رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے لئے (معاذ اللہ) انقطاع رحمت کا سبب ہو گئے ۔ اگر رحمت شریعت کے انقطاع سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان اور رحمتہ للعالمین ہونے میں فرق نہیں آتا تو غیر تشریعی نبوت کے انقطاع سے بھی نہیں آسکتا ۔ الغرض نبوت تشریعی کی رحمت و برکت کا انقطاع جو آپ کو بھی مسلم ہے جو آپ اس کا جواب دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے اپنی مزعومہ غیر تشریعی نبوت کے لئے بھی خیال فرمائیں اور بس ۔

امروم کے متعلق مختصراً یہ گزارش ہے کہ بیشک ابتداء عالم سے سنت اللہ یوں ہی جاری رہی ہے کہ کفر و ضلالت عالم کا احاطہ کر لے ، اور حق و باطل کا امتیاز نہ ہے تو خداوند عالم اپنی رحمت کاملہ سے کوئی نئی مبعوث فرمادیتے ہیں ۔ لیکن موجودہ زمانہ میں اس میں دو وجہ سے کلام ہے ۔ اول تو یہ تسلیم نہیں کہ عالم کو

کفر و ضلالت نے اس طرح گھیر لیا ہو کہ کفر و اسلام میں امتیاز نہ رہے ، طالب ہدایت کو ہدایت کرنے والے موجود نہ ہوں ، کیونکہ یہ بات جس طرح واقعات و مشاہدات کے خلاف ہے ، اسی طرح حضرت خاتمیت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے بھی خلاف ہے جس میں ارشاد ہے :-

لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي عَلَىٰ الْحَقِّ ظَاهِرِينَ عَلَىٰ مَنْ نَادَاهُمْ
حَتَّىٰ يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ فَعَالَىٰ دِيْنُ الْغَيْبِ بْنِ مَرْيَمَ (مسند احمد ج ۲۹ ص ۲۹۹) و جلالہم تبارک
" میری امت میں ہمیشہ ایک جماعت حق پر قائم رہے گی جو اپنے مقابل پر غالب رہے گی
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر آجائے اور وہی علیہ السلام نازل ہوں ؛

ادھر واقعات و مشاہدات بتلاتے ہیں کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت باوجود بُعد زمان و مکان کے آج بھی اپنی امت مرحومہ کی تربیت میں اسی طرح مصروف ہے ۔ زمانہ پر شرک و بدعات کی گھٹائیں چھا جانے کے باوجود آفتاب نبوت کی ضیاء گستری نے دن کو رات نہیں ہونے دیا ، اس قدر روشنی باقی ہے کہ بصیر آنکھیں اچھے بُرے اور کھرے کھوٹے میں تمیز کر سکیں ۔

انبیاء سابقین اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ستاروں اور آفتاب کی سی ہے ، آفتاب پر کتنا ہی ابر محیط ہو جائے ، مگر اس کی ظلمت شکاف شعاعیں تمام مواد غلیظ کو پھاڑتی ہوئی عالم میں نور افشانی سے باز نہیں رہتیں ، اور ستاروں پر جب گھٹا چھا جائے تو عالم ان کی روشنی سے محروم ہو جاتا ہے ، ٹھیک اسی طرح سمجھنا چاہئے کہ انبیاء سابقین علیہم السلام کے بعد جب کفر و ضلالت کا ابر غلیظ عالم پر محیط ہوتا تو کفر و اسلام کا امتیاز مٹ جاتا تھا ، اور اسی لئے بعثت نبوت کی احتیاج ہوتی تھی ، اور حق خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب وہی ضلالت کی گھٹائیں اٹھیں اور آفاق عالم پر چھا گئیں تو بیشک مذہبی مطلع غبار آلود ہو گیا ، لیکن بہر حال دن ہی رہا اندھیری رات نہیں ہو گئی ۔

الغرض آفتاب نبوت آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیاء گستری عالم میں آج بھی اسی طرح وقف عام ہے ۔ اس آفتاب کی شعاعیں اگر ایک زمانہ تک مشرق و مغرب اور ذی النورین و مرتضیٰ کی صورت میں جلوہ اندروز ہیں تو آج بھی علماء و صلحاء امت کی صورت میں اسی خدمت کو انجام دیتی ہیں جس کے لئے عہد قدیم میں انبیاء شریف لاتے تھے ،

یہ صرف خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و نفیلت ہے کہ آپ کی امت کے افراد وہ کام کرتے ہیں جو انبیاء سابقین کیا کرتے تھے، سعید اور خوش نصیب لوگ اس سے آج بھی اسی طرح بہرہ اندوز ہوتے ہیں جیسے پہلے ہوتے تھے۔

ہست مجلس براں استمرار کہ بود

ہست مطرب براں ترانہ ہنوز

اس لئے اس آفتاب کے ہوتے ہوئے نہ کوئی مشعل روشن ہو سکتی ہے اور نہ اس کی ضرورت اور دوسرے اگر ضرورت بھی تسلیم کر لی جائے اور موجودہ زمانہ کو عہد قدیم کے زمانہ قریش سے کوئی امتیاز نہ رکھا جائے تو اول تو یہ خود سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت مطلقہ اور نبوت شاملہ و عامہ کے منافی ہے۔ اور اس سے بھی قطع نظر کی جائے تو یہ کیا ضروری ہے کہ جب کبھی دنیا میں کفر و ضلالت کی ظلمت عام ہو جائے تو ضروری مبعوث ہو، کیونکہ یہ سنت اللہ اسی وقت تک ہے جب تک کہ اس کو اس عالم کا قیام منظور ہے، اور جب اس عالم کی اجلِ مقدر پوری ہو جائے اور خلاق عالم کو یہی منظور ہو کہ اب اس قوم کا قصبہ طے کیا جائے، اور قیامت قائم ہو، تو پھر لامحالہ بعثتِ انبیاء کا سلسلہ قطع کرنا ضروری ہوگا، ورنہ قیامت کے آنے کی کوئی صورت ہی نہیں ہو سکتی۔

کیونکہ ادھر تو احادیث میں یہ تصریح ہے کہ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب دنیا میں کوئی اللہ اللہ کہنے والا باقی نہ رہے گا، اور ادھر آپ کے خیال کے مطابق یہ ضروری ہے کہ جب لوگ خدائے تعالیٰ سے غافل ہونے لگیں، تو کوئی نبی مبعوث ہو کر خدا کی یاد دوبارہ تازہ کرے، تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ ابدالاً بادتک عالم پر کوئی وقت ایسا نہ آئے جس میں کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے، اور جب ایسا کوئی وقت نہ آئے گا تو حسب تصریحات احادیث قیامت بھی نہ آئے گی۔

خلاصہ یہ کہ غلبہ کفر و شرک اور فسق و فجور کے وقت انبیاء کے مبعوث فرمانے پر سنت اللہ جاری ہونا مسلم ہے، لیکن یہ اسی وقت تک ہے جب تک بقاء عالم مقصود ہو اور جب کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے اور مبعوث ہونے سے اس عالم کی

پیدائش کا مقصد پورا ہو چکا تو اب قانونِ فطرت کے مطابق یہ دربار ختم ہو جانا چاہئے اور اس کی یہی صورت ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہو۔

امر سوم کے متعلق یہ عرض ہے کہ کسی نبی کے ماتحت یا اُن کے ساتھ دوسرے انبیاء کا مبعوث ہونا یہ اُن کی عظمتِ شان کو حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ وسلم سے نہیں بڑھاتا۔ کیونکہ تصریحاتِ قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انبیاء علیہم السلام پہلے نبی کے کام کی تکمیل اور اُن کی امداد کے لئے مبعوث ہوتے تھے، جس سے حضرت خاتمیت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ذاتی کمال کی بدولت مستغنی ہیں۔

حضرت موسیٰ کے ساتھ حضرت ہارون کی بعثت کا جو سبب قرآن حکیم نے بیان فرمایا ہے وہ خود اسی مضمون کا شاہد ہے، فرماتے ہیں:-

سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ | ہم تمہارے بازو تمہارے بھائی کے ذریعہ مضبوط کر دیں گے

اور خود حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون کی نبوت کے لئے جو دعاء فرمائی ہے اس میں بھی اپنی بعض کرداریوں کا اعتراف پیش کر کے بطور امداد اُن کو مبعوث کرنے کی درخواست کی ہے:-

وَلَعَلَّكُمْ عَلَى ذَنْبٍ فَأَخَذْتُ أَنْ يُقْسِلُونِ فَأَرْسِلْ مَعِيَ هَازِلُونَ
أَخِي أَشَدُّ دُبِّهِ أَذِيرِي

”اور قوم سرعون کا میں نے جرم کیا ہے، اس لئے مجھے خطرہ ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں“
اس لئے میرے ساتھ میرے بھائی ہارون کو بھی مبعوث فرما دیجئے تاکہ اُن کے ذریعہ میں اپنی قوت کو مستحکم کر سکوں :-

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت، ہمت اور کمالات نبوت کا انتہائی درجہ چونکہ کسی اور نبی کی اعانت کا محتاج نہ تھا، اس لئے ضرورت نہ ہوئی کہ آپ کے ساتھ یا بعد میں کوئی نبی مبعوث کیا جائے۔

رہا یہ خیال کہ ایک بادشاہ کے ماتحت بہت سی خود مختار سلطنتیں اور ریاستیں ہونا اس کی عظمت کی دلیل ہے۔ اول تو نبوت کو ظاہری سلطنت پر قیاس کرنا محض بے معنی ہے اور یہی اجتہاد ہے تو عجب نہیں کہ یہ لوگ خداوند عالم کی عظمت اور قدرت کو بھی

اس وقت تک کامل نہ مانیں جب تک کہ اس کے ماتحت اور بہت سے چھوٹے چھوٹے خزانہ ہوں، (والعیاذ باللہ العلیٰ العظیم)

اور اگر ملک الملوک کی شہنشاہی کے لئے ماتحت معبودوں کا ہونا ضروری نہیں تو اسی سلطنت الہیہ کے خلیفہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت اور نبی الانبیاء ہونے کے لئے بھی آپ کے ساتھ یا بعد میں اور انبیاء کا ہونا ضروری نہیں۔

اس کے علاوہ اگر ذرا عقل سے کام لیا جائے تو ان خود مختار سلطنتوں کا وجود بادشاہ کے لئے باعثِ عظمت اس وقت ہو سکتا ہے جب کہ اُن کے تمام اختیارات اس بادشاہ دیئے ہوئے اور اسی کے اختیارات میں مدغم ہوں، اور جو ایسا نہیں تو وہ بادشاہ در اقلیمِ گنہگار "ایسی ہی صورتوں کے لئے مشہور ہے، اس بادشاہ میں اگر ہمت و طاقت ہے تو ایسے خود مختار کا وجود کبھی پسند نہیں کر سکتا، جس کے اختیارات خود اس کی غنایات پر موقوف نہ ہوں۔

ادھر نبوت ایسی چیز نہیں کہ ایک انسان دوسرے انسان کو عطا کر دے، یا ایک نبی (خواہ وہ نبوت میں کتنا ہی بلند مرتبہ رکھتے ہوں) دوسرے کو نبی بنادیں، بلکہ یہ وہ منصب ہے جو بلا واسطہ خداوند قدوس کی جانب سے فائز ہوتا ہے۔

ایسی حالت میں کسی دوسرے نبی کا ساتھ معوث ہونا یا بعد میں اُن کے ماتحت معوث ہونا پہلے نبی کی زیادہ عظمت کو ثابت نہیں کرتا۔

اور اگر اس سے بھی قطع نظر کیجئے تو یہ بھی غلط ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت دوسرے انبیاء نہیں ہیں، کیونکہ تصریحات قرآن و حدیث تمام انبیاء و مرسلین آپ کے ماتحت اور آپ کے ہی جھنڈے کے نیچے ہیں، اور اسی بنا پر آپ کو نبی الانبیاء کہا جاتا ہے۔ ہاں یہ مزید فضیلت ہے کہ اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یا بعد میں بطور امداد انبیاء معوث ہوتے تھے، اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت مطلقہ اور کمال مستثنیٰ عن الامداد کو واضح کرنے کے آپ کے کل ماتحت انبیاء پہلے معوث ہو چکے، اور آپ سب کے بعد میں تشریف لائے، فصلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ الہ واصحابہ الف الف صلوات۔

قادیانیوں سے ایک سوال

اس کے بعد ہم مرزا صاحب اور مرزائیوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر واقعی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اسی پر موقوف تھی کہ آپ کے ماتحت غیر تشریفی طور پر انبیاء مبعوث ہوں تو کیا یہ ضروری نہ تھا کہ جس قدر انبیاء حضرت موسیٰؑ اور دوسرے انبیاء کے ماتحت مبعوث ہوئے ہیں آپ کے ماتحت اُن سب سے زیادہ مبعوث ہوتے، حالانکہ مرزا صاحب اپنی تصانیف میں صاف لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں میرے سوا کوئی نبی نہیں ہوا، تو یہ اچھی عظمت ہوئی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ موسیٰؑ کے ماتحت تو ہارونؑ جیسے حلیل الشان پیغمبر اور اُن کے بعد اُن کے بہت سے امثال مبعوث ہوں اور حضرت خاتمیتؑ کے ماتحت ساڑھے تیرہ سو برس میں صرف ایک نبی پیدا ہوا اور وہ بھی اس شان کے کہ اُن کی علمی، عملی، اخلاقی زندگی انھیں ایک ادنیٰ مسلمان بلکہ ایک باوقار انسان بھی ثابت نہیں کر سکتی، معاذ اللہ یہ صریح توہین ہے حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ لَعَنَ اللَّهُ مَنْ اَدَّاهَا۔

قانونِ فطرت بھی ختم نبوت کا مقتضی ہے

کائناتِ عالم پر سرسری نظر ڈالنے والا دنیا میں دو چیزیں دیکھتا ہے، ایک وحدت دوسری کثرت۔ لیکن جب ذرا تاہل کیا جائے اور نظر کو عمیق کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں میں بھی وحدت ہی اصل الاصول ہے، جتنی کثرتیں سطحی نظر میں سامنے آتی ہیں وہ بھی کسی وحدت کے سلسلہ میں بندھ کر قائم ہیں۔ اور جو کثرت کسی وحدت پر مبنی اور وحدت میں منسلک نہیں اس کا شیرازہ وجود منتشر ہو کر قریب ہے کہ عدم میں شامل ہو جائے، اس لئے ایسی کثرت کو موجود کہنا بھی فضول ہوگا۔

مثال کے لئے دیکھئے کہ جب ہم آسمان کی طرف نظر اٹھاتے ہیں تو اس کے محیر العقول طول و عرض میں بے شمار کثرتیں کھپی ہوئی دکھائی دیتی ہیں، لیکن جب ان کثرتوں کے سلسلہ میں نظر ڈالی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کثرتیں ایک ہی مرکز کے ساتھ وابستہ ہیں، اور ایک ہی محور پر حرکت کر رہی ہیں، اور اگر ان کا سلسلہ اس وحدت پر

منتہی نہ ہوتا تو یہ نظام سادی کسی طرح باقی نہ رہ سکتا تھا۔

آسمان سے نیچے اتر کر موالید ثلاثہ میں بھی یہی فطری قانون نافذ ہے۔ جمادات کے ذرہ ذرہ پر نظر ڈالو تو کس قدر بے شمار کثرتیں سامنے آتی ہیں، لیکن وہ سب بھی اسی طرح ایک وحدت میں منسلک ہیں، اور جب رشتہ السلاک ٹوٹتا ہے تو اس کے لئے موت کا پیام ہوتا ہے۔

نباتات میں بے شمار شاخیں، پتے اور پھل پھول نئے نئے رنگ اور نئی نئی وضع میں کثرت کی شان لئے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، لیکن اگر ان کی انتہا ایک جڑ کے ساتھ وابستہ نہ ہو تو فرمائیے کہ اس باغ و بہار کی عمر کتنی رہ سکتی ہے۔

حیوانات میں ہاتھ، پاؤں، آنکھ، ناک اور تین سو ساٹھ جوڑوں کی کثرت موجود ہے لیکن اگر یہ سب ایک رشتہ وحدت میں منسلک نہ ہو تو یہی اس کی موت ہے۔

اس کے بعد دنیا میں تمام مشینوں، انجنوں، گاڑیوں، برقی تاروں، اور وائرڈس کے نلوں، وغیرہ وغیرہ پر نظر ڈالئے تو سب کو اسی قانون فطرت کی جکڑ بند سے آباد پائیں گے، اور جب کسی انجن کے کل پرنے اُس کے رُوح (آئیم) سے علیحدہ ہوں، یا گاڑیوں کا باہمی ربط ٹوٹے یا برقی تاروں کا اتصال بجل کے خزانہ کے ساتھ نہ رہے، یا پانی کے نل وائرڈس سے منقطع ہو جائیں تو ان کا وجود بھی بے کار ہے۔

کائناتِ عالم کی ان مثالوں پر نظر کر کے جو قانون قدرت ذہن نشین ہوتا ہے، نبوت اور رسالت بھی اس سے علیحدہ نہ ہونی چاہئے، بلکہ عالم کی تمام بنوتوں کا سلسلہ بھی کسی ایسی نبوت پر ختم ہونا چاہئے جو سب سے زیادہ اقویٰ و اکمل ہو اور جس کے ذریعہ سے بنوتوں کی کثرت ایک وحدت پر منتہی ہو کر اپنے وجود کو قائم اور مفید بنا سکے، اور مسلم ہو کہ اس سیادت و فضیلت کے حقدار صرف حضرت خاتم الانبیاء ہی ہو سکتے ہیں، جن کی سیادت پر انبیاء سابقین اور ان کی کتب سادی اور پھر ان کی امتیں خود گواہ ہیں، جن کی تصریحات ابھی آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

اور یہی رمز ہے اس میثاق میں جو تمام انبیاء و رسل سے لیا گیا ہے کہ اگر وہ آپ کا زمانہ پائیں تو آپ پر ایمان لائیں، اور آپ کی مدد کریں، ارشاد ہے:-
لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ ضرور آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی مدد کریں؛

اور اس میثاق کی تصدیق اور سیادت کو ثابت کرنے کے لئے خداوند عالم نے دو مرتبہ دنیوی حیات میں آپ کو تمام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ جمع فرمایا، اور یہ سیادت اس طرح ظاہر فرمائی کہ آپ تمام انبیاء علیہم السلام کے امام ہوئے، جس کا مفصل واقعہ اسرار و معراج کے تحت میں تمام کتب حدیث میں صحیح و معتبر روایات سے منقول ہے، پھر آخر زمانہ میں انبیاء سابقین میں سے سب سے آخری نبی حضرت عیسیٰ کو آپ کی شریعت کا صریح طور پر متبع بنا کر بھیج دیا، تاکہ اس میثاق پر صاف طور سے عمل ہو جائے۔

اور پھر قیامت میں شفاعت کبریٰ کے ذریعہ تمام انبیاء علیہم السلام پر آپ کی سیادت واضح فرمائی جائے گی۔ الغرض عقل و حکمت اور قانونِ فطرت کا اقتضاء ہے کہ تمام نبوتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ختم ہو جائیں۔

قانونِ فطرت کی دوسری نظیر

دنیا کی اکثر چیزوں پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو یہ دیکھا جاتا ہے کہ ایک مقصد کے پورا کرنے کے لئے سینکڑوں اسباب و آلات کام میں آتے ہیں، اور ایک زمانہ دراز ابتداء و مقدمات طے کرنے میں صرف ہوتا ہے، سب سے آخر میں اصل مقصد کی صورت نظر آتی ہے۔ مثال کے لئے درختوں کو دیکھئے اور بیج بونے کے وقت تک تمام درمیانی مراحل پر تفصیل نظر ڈالئے تو معلوم ہوگا کہ ان تمام کا دشوں کا اصلی مقصد یہ تھا جو آج سامنے آیا ہے۔ اسی طرح تمام کائنات کی پیدائش کا اصل مقصد اور تمام نبوتوں کا خلاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور قانونِ فطرت کے موافق آخر میں تشریف لائے ہیں۔

اسی مضمون کو سندی شیخی داستانِ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب صدر المدین دارالعلوم دیوبند نے اس بلیغ شعر میں ادا فرمایا ہے

اے ختمِ رسل امتِ تو خیر الامم بود ۛ جوں شمرہ کہ آید ہمہ در فصلِ نفیری

تیسری نظیر

اسی طرح شاہی درباروں پر نظر ڈالو کہ ایک مدت پہلے سے اس کا انتظام کرنے کے لئے سینکڑوں بڑے چھوٹے حکام برسرِ کار آتے ہیں، لیکن ان سب کا اصلی مقصد

سلطانی دربار کے لئے راستہ ہموار کرنا ہوتا ہے، اور اسی لئے جب دربار کا وقت آتا ہے اور بادشاہ تختِ سلطنت پر جلوہ افروز ہو کر مقاصدِ دربار کی تکمیل کرتا ہے تو اس کے بعد اور کسی کا انتظار باقی نہیں رہتا، اور اسی پر دربار ختم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ زیر بحث میں بھی اسی طرح سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ نبوت کا ختم ہو جانا بالکل قانونِ فطرت اور مقتضائے عقل کے موافق ہے۔ اسی قیَم کی سنکڑوں نظیریں ذرا تا مل سے ہر شخص بحال دیکھ سکتا ہے۔

ستر آن و حدیث اور اجماعِ امت اور اقوالِ سلف اور پھر عقلی وجوہ کا جس قدر ذخیرہ اب تک اس رسالہ میں جمع ہو چکا ہے ایک بصیرت والی آنکھ اور سماعت والے کان کے لئے کفایت سے بہت زائد ہے، اور ازلی بد بخت کا کوئی علاج نہیں۔

ارجو ان ینفعنی والمسلمین بہ د

ہُو دلی التوفیق وخیر الرفیق فی

کُل مضیق ۛ

مسئلہ زیر بحث

یعنی ختم نبوت پر میرے گواہ

أُولَئِكَ أَشْهَادُ الَّذِينَ يُخَيِّتُ بِمِثْلِهِمْ
إِذَا اجْتَمَعَتْ شَأْنًا يَأْخُذُ الْمُلُكُ

آخر میں ہم اپنے اُن گواہوں کی فہرست پیش کرتے ہیں جن کی شہادتیں اس رسالہ میں موقوع بموقع قلمبند ہو چکی ہیں، تاکہ ناظرین خود مفت و دمہ کا فیصلہ کر سکیں، اور ہر شخص اپنی عاقبت کو پیش نظر رکھ کر کسی ایک جانب کو اختیار کرنے سے پہلے دیکھ لے کہ میں کس گروہ میں داخل ہوتا ہوں، اور کس کو چھوڑتا ہوں۔

خداوند عالم جل ذکرہ و مجیدہ | سب سے پہلے خدائے جل و علا کا کلام پاک ہمارا گواہ ہے (وَكُنْ يَا اللَّهُ شَهِيدًا) جس نے نہ صرف پچار آیتوں میں بلکہ پوری تنو آیات میں صراحتہ و اشارۃ اس مسئلہ کو بیان فرما کر ہر تاویل و تخصیص کا راستہ بند کر دیا ہے، اور جن میں کسی ایک جگہ اشارہ بلکہ شبہ اور دہم بھی اس معنی کا نہیں ہوتا جو مرزا صاحب اور اُن کے متبعین نے ایجاد کئے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام | یہ برگزیدہ جماعت جس کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار سے کم نہیں۔ جب اُن میں سے کوئی رسول دنیا میں آیا اس نے اپنے فرائض منصبی میں اس کو بھی اہم ترین فرض سمجھا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ پر ہر قسم کی نبوت کے اختتام کا اعلان کر دے، جیسا کہ بحوالہ روح المعانی اخذ میثاق کی تفسیر میں گذر چکا ہے، کہ ازل میں انبیاء علیہم السلام سے جو میثاق لیا گیا تھا، اس میں یہ بھی داخل تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کا دنیا میں اعلان فرمادیں۔

اس لئے ہر نبی اور رسول کا فرض تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت رسالت کے اعلان کے ساتھ اس کو بھی بیان کر دیں، کہ آپ ہی خاتم الانبیاء ہیں، اور آپ کے بعد

اور کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔

چنانچہ اس مقدس جماعت نے اس کی تکمیل کی، جن میں سے حضرات ذیل کی تصریحات اُن کی آسمانی کتب و صحائف سے ابھی نقل کی جا چکی ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

اس جماعت نے بھی مطلقاً انقطاع رسالت و نبوت کی خبر دی، کوئی اشارہ بھی اس طرف نہ کیا کہ کوئی قسم غیر تشرعی یا ظلی یا بروزی پھر بھی باقی رہے گی۔ اُن کے بعد خود

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم | تشریف لائے تو آپ نے دوسو دس احادیث میں اس مسئلہ کو مختلف

عبارات اور مختلف عنوانات سے مختلف مجالس میں اس طرح بیان فرمایا کہ مسئلہ کا کوئی پہلو یا اس کی کوئی قید و شرط مخفی نہ رہی۔

لیکن ان تمام احادیث کے طویل دفر میں بھی کہیں نہ بیان کیا گیا کہ اختتام نبوت سے ہماری مراد صرف شریعت جدیدہ کا اختتام ہے، غیر تشرعی یا ظلی بروزی طور پر کوئی قسم نبوت کی ہمارے بعد بھی باقی رہے گی۔ اور پھر یہ ہا نہیں بلکہ بہت سی احادیث میں صراحت ہر قسم کی نبوت کا انقطاع صاف طور پر بیان کر کے تمام اُن تحریفات کی جڑ کاٹ دی جو مرزا صاحب اور اُن کی امت نے ایجاد کی ہیں۔

میرے گواہوں کی چوتھی قسط صحابہ و تابعین کی وہ مقدس صحابہ و تابعین | جماعت ہے جو انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام مخلوقات اولین و آخرین سے افضل ہیں جن میں سے ترانوے حضرات

کی شہادتیں اس رسالہ میں تسلیم ہو چکی ہیں۔ لیکن ہمیں ان کے بیانات میں بھی کوئی لفظ ایسا نظر نہیں پڑتا جس میں تشرعی غیر تشرعی، یا ظلی بروزی، یا لغوی مجازی نبوت کی تفصیل کر کے کسی قسم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی باقی بتلایا گیا ہو بلکہ نہایت وضاحت کے ساتھ جمیع اقسام نبوت کے اختتام کا اعلان کر کے مدعی نبوت کے کفر و ارتداد کے حکم پر اجماع کیا گیا ہے۔

ہمارے گواہوں کی پانچویں قسط وہ حضرات محدثین ہیں جنہوں نے احادیث نبویہ کے ایک ایک لفظ نہیں بلکہ ایک ایک زریزہ

رضوان اللہ علیہم اجمعین

حضرات محدثین

کی تحقیق کے لئے سینکڑوں ہزاروں میل کے سفر قطع کئے ، اور اپنی عمر کے لیل و نہار ان کے الفاظ کی تحقیق اور معانی کی تشریح میں صرف کر کے ایسا نسخہ اور مصاف کر دیا کہ کسی شبہ کی گنجائش نہ رہے ، اس جماعت سے اڑسٹھ حضرات کی شہادتیں اس مقدمہ میں پیش کی جا چکی ہیں ، لیکن ان میں بھی کسی کی زبان سے نہ نکلا کہ اختتام نبوت سے صرف شریعتِ جدیدہ کا اختتام مراد ہے ، غیر تشریعی یا ظلی بردوزی طور پر نبوت باقی ہے ، بلکہ انھوں نے پہلے حضرات سے زیادہ وضاحت سے ہر قسم کی نبوت و وحی کا انقطاع اور ہر مدعی نبوت کے کفر و ارتداد کا حکم دیا ۔

حضرات مفسرین میرے شہداء کی چھٹی قسط حضرات مفسرین ہیں جنہوں نے قرآن کریم کے ایک ایک حرف بلکہ زبرد زبرد اور حرکت و وقف کی تشریح و تفسیر کے لئے اپنی عمروں کو وقف کر کے آیاتِ فرقانیہ کو اس طرح واضح فرمایا کہ کسی شبہ کا راستہ باقی نہ رہے ، جن میں سے مجھیں حضرات کی شہادتیں اسی رسالہ میں ملدے چکی ہیں ۔ اس مقدس جماعت نے بھی اس معممہ کو حل نہ کیا جو مرزاجی اور ان کی امت کا مدعی ہے ، بلکہ (معاذ اللہ) امت کو اس گمراہی اور غلطی میں رہنے دیا جس میں اب تک تمام حضرات سابقین نے چھوڑا تھا ، یعنی کسی نے نہ فرمایا کہ ختم نبوت سے فقط شریعتِ جدیدہ کا اختتام مقصود ہے بعض اقسامِ نبوت اور بھی باقی رہیں گی ۔

حضرات فقہاء مذاہب اربعہ مسئلہ زیر بحث اگرچہ اصولی مسئلہ ہونے کے وجہ سے فقہاء کے فرائض سے علیحدہ ہے ، لیکن کہیں کہیں ضمنی طور پر کلماتِ کفر اور موجباتِ ارتداد

کو بیان کرتے ہوئے ان حضرات نے بھی اس سے تعرض کیلئے ، جن میں سے مذاہب اربعہ حنفیہ ، شافعیہ ، مالکیہ ، حنابلہ کے دس حضرات کی عبارتیں نقل کی جا چکی ہیں ، جن میں ہر مدعی نبوت اور اس کی تصدیق کرنے والوں کو ہی کا فرو مرتد نہیں بتلایا گیا ، بلکہ اس شخص کو بھی باتفاق کافر کہا گیا جو مدعی نبوت کے دعوے میں سچائی کا احتمال بھی پیدا کرے یہ حضرات اگرچہ بالکل کمال نکلتے والے ہیں ، مگر انھوں نے بھی کوئی تفصیل نہ سنوائی ، کہ یہ سنگین جرم (کفر) صرف اس شخص پر عائد ہے جو نبوتِ مستقلہ اور شریعتِ جدیدہ کا مدعی ہو ، یا اس کی تصدیق کرنے والا ہو ، غیر تشریعی یا ظلی بردوزی یا لغوی یا مجازی

طور پر اگر کوئی دعویٰ کرے یا اس کی تصدیق کرے تو وہ اس میں داخل نہیں۔

حضرات متکلمینؒ گواہانِ ختم نبوت کی ساتویں قسط حضرات متکلمین ہیں، جن میں سے سولہ حضرات کے بیانات قلب بند کئے گئے ہیں، ان حضرات

کے یہاں اگرچہ بات بات پر اور حرف حرف پر بحث و مباحثہ کا بازار گرم ہے، ایک عبارت میں جتنے احتمالات عقلی طور پر ہو سکتے ہیں ان کے یہاں تقریراً تا تردیداً تمام زنجیریں آجاتے ہیں، لیکن ان میں بھی کسی کے منہ سے یہ نہیں نکلا کہ ختم نبوت سے صرف شریعتِ جدیدہ و مستقلہ کا اختتام مقصود ہے، غیر شرعی طور پر نبوت بعد میں بھی ہو سکتی ہے۔

صوفیائے کرامؒ آخر میں ہم وہ گواہ پیش کرتے ہیں جن کے مقالات و حالات صرف ادراقی کتب نہیں، بلکہ الہامِ روحانی اور مکاشفات بھی ان کے مشعلِ راہ ہیں جن میں سے دس حضرات کی شہادتیں ابھی درج کی گئی ہیں۔

اس نکتہ رس اور دقیقہ سنچ جماعت نے بھی اُمت کو یہ اطلاع نہ دی کہ اصطلاحِ شریعت اور قرآن و حدیث میں جس کو نبوت کہا جاسکتا ہے اس کی کوئی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی باقی رہے گی، بلکہ علماء ظاہر اہل سنت والجماعت کے عقائد اور یہاں تک کے مطابق انہوں نے بھی مطلقاً ہر قسم کی نبوت کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم سمجھا اور سمجھایا۔

الغرض ابتداء آفرینش سے آج تک انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام اور علماء و صلحاء کی بے شمار جماعتیں جس چیسز کی گواہی دیتی چلی آئیں اور کسی نے اس میں تاویل و تخصیص کی شارح نہ نکالی بلکہ اپنے اطلاق پر تسلیم کیا، اور کرایا۔ آج اگر کوئی شخص ان سب کے خلاف اس میں تحریف کرنے لگے تو اس کے سوا کیا کہا جاسکے گا۔

سرتحدادِ عارف و زاہد کے نہ گفت

دردِ حیرتم کہ بادِ فروش از کجا شنید

اور میں تو پھر وہی عرض کروں گا جو پہلے کرچکا ہوں، کہ اگر حق و ہدایت ان حضرات انبیاء و صحابہ و غیر ہم کے راستہ کے سوا کہیں اور ہے تو مجھے ایسے حق کی ضرورت نہیں میں ایسی ہدایت سے معافی چاہتا ہوں۔

وَرَشَادِيْ اِنْ يَتَكُنْ فِيْ سَلُوْتِيْ ۚ فَاَعُوْذُ بِكَ اَرْضِيْ بِالرَّشَادِ

”اے میری ہدایت اگر اسی میں مغمم ہے کہ میں ان حضرات سے علیحدہ ہو جاؤں تو تم

مجھے جھوڑو، میں ایسی ہدایت کا خواہاں نہیں۔“

اور نہایت شرح صدر کے ساتھ کہوں گا کہ اگر ان حضرات کا اتباع گمراہی ہے

تو وہ گمراہی ہی میرا مذہب ہے، مجھے اس سے زیادہ کسی چیز کی ضرورت نہیں،

وَلَنِعْمَ مَا قَالِ الشَّافِعِيُّ س

اِنْ كَانَ رِفْصًا حُبُّ اِلِ مُحَمَّدٍ ۚ فَلْيَشْمَكِ الشَّقْلَانِ اِنِّيْ رَافِضٌ

”اگر آپ محبت اللہ علیہ وسلم کی محبت کا نام رافضیت ہے تو جن دانس گواہ ہیں کہ میں بھی ایسا رافضی ہوں۔“

اگر کسی مجنوں کے نزدیک یہ سارے افضل الحقائق خلاصہ کائنات (معاد اللہ)

گمراہ ہیں تو میں تنہا ہدایت پا کر کیا کروں گا۔

وَمَا اَنَا اِلَّا اَمِنْ غَزِيَّةٍ اِنْ غَوَيْتُ ۚ غَوَيْتُ وَاِنْ تَزُوْشُدْ غَزِيَّةٌ اَرْضِدْ

میں قبیلہ غزیہ کا ایک سرور ہوں، اگر غزیہ سب گمراہ ہوئے تو میں بھی گمراہ ہوں اور

اگر وہ ہدایت پر ہیں تو میں بھی ہدایت پر ہوں۔“



قادیا نیول کی خدمت میں ایک دردمندانہ و مخلصانہ گزارش

سب سے پہلے تو یہ حلفیہ گزارش ہے کہ واللہ باللہ ثم باللہ کہ مجھے مرزا صاحب اور ان کے متبعین سے کوئی بغض یا عناد نہیں، اور جو اوراق اس بحث میں سیاہ کئے ہیں ان کی غرض نہ اپنی حرمت والی کا انہماک ہے، اور نہ ان مغلفات گالیوں کا بدلہ لینا جو مرزا صاحب اور ان کے متبعین نے ہمارے بزرگوں کو اپنی تصانیف میں دی ہیں، کیونکہ ان سب کا جواب تو ہمارے نزدیک یہ ہے۔

وَقُلْ لِّعَلَّامٍ اِنْ شِئْتُمْ سُرَاتًا فَلَسْنَا بِشَآءِیْنٍ لِّمُتَشَكِّمٍ

”اور مرزا غلام سے کہہ دو کہ اگر تم نے ہمارے بزرگوں کو گالیاں دیں تو دو، ہم تو گالیاں

دینے والے کو گالیاں دینے والے نہیں۔“

بلکہ اخلاص کے ساتھ آپ حضرات کے سامنے دین انبیاء اور تشرآن و حدیث اور صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین اور علمائے سلف و خلف کے عقائد مسئلہ غتم نبوت کے متعلق پیش کرنا تھا، جس میں ایک حد تک رب القوی والقدیر نے ان ضعیف ہاتھوں اور ناکارہ دل و دماغ کو کامیاب فرمایا، والحمد للہ علی ذلک۔

خدا کے لئے سمجھو کہ اگر تم سب کے سب مرزا صاحب نہیں ان سے بھی کسی لٹی آدمی کو نبی بلکہ خدا تسلیم کر لو، اور تمام نصوص تشرآن و حدیث اور آثار صحابہ و سلف کو ٹھکرا دو تو ہمارا کیا بیڑا ہے اور کروڑوں کاسر دنیا میں اس سے زیادہ شریعت اسلام کی توہین کرنے والے موجود ہیں، ان میں چند ہزار کا اور اضافہ بھی، ہر شخص کو اپنی قبر میں سونا اور اپنے کئے کو بھگتنا ہے، لَہُمْ مَا کَسَبُوا وَ لَکُمْ مَا کَسَبْتُمْ وَ لَا تَسْأَلُونَ عَمَّا یَعْمَلُ الظَّالِمُونَ۔

ہاں دل میں درد ہوتا ہے جب دیکھتے ہیں کہ اپنے دست و بازو کٹ رہے ہیں، لوگ غیروں کو اپنا بنانے میں مشغول ہیں، اور مسلمان اپنے بھی غیر ہوتے جاتے ہیں۔ خدا کے لئے اپنی جانوں اور ایمانوں پر رحم کرو، اور ان اوراق کو تعصب و خود غرضی

سے علحدہ ہو کر دیکھو، اور پھر اپنے ضمیر سے پوچھو کہ کیا ان بینات و نصوص اور براہین واضحہ کے بعد بھی کسی غیر شرعی یا ظلی یا بروزی یا لغوی یا مجازی یا حبزوی یا غیر مستقل نبوت کا وجود اسلامی روایات سے نکلتا ہے، یا ہر اس چیز کا جس کو شریعت و ملت اسلام میں نبوت کہا جاتا ہے، کئی انقطاع آفتاب کی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ یہ ہماری گزارش ہے ماننا نہ ماننا آپ کے قبضہ میں ہے۔

وما التوفیق الا من الله وما الهداية الا منه والخرع عوانا ان
الحمد لله رب العالمين، اللهم انا نعوذ بك من مضلات الفتن
ما ظهر منها وما بطن، اللهم اربنا
الحق حقا وارزقنا اتباعه وارزنا البطل
باطلا، وارزقنا اجتنابه وقد تم بعون الله تعالى سبعم عشر
من شوال المکرم ۱۳۲۵ھ ضحوة يوم الاربعاء
ستبقى خطوطي في الدفاتر برهة
وانملتي تحت التراب ربيم

العبد الضعیف

محمد شفیع الدیوبندی

۱۷ شوال ۱۳۲۵ھ

ضمیمہ

۱ — مسیح موعود کی پہچان — ۳۶۹

۲ — دعاوی مرزا — ۳۹۸

مسیح موعود کی پہچان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰی فَاَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی
 اُمّتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے آخری دور میں بہ تعاضدِ حکمتِ الہیہ
 دجالِ اکبر کا خروجِ مقدّر و مقرر تھا جس کے مشرے تمام انبیاء علیہ السلام اپنی اپنی
 امتوں کو ڈراتے آئے تھے۔ اور حسب تصریحاتِ احادیث متواترہ اس کا قتل تمام
 اگلے پچھلے قتلوں سے اشد ہوگا۔ اس کے ساتھ ساحرانہ قوتیں اور خوارقِ عادات
 بے شمار ہوں گے۔

اسی کے ساتھ زمرۂ انبیاء میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص شان اور
 خاتم الامم کے ساتھ خاص عنایاتِ حق کے اظہار کے لئے باقتضائے حکمتِ الہیہ
 یہ بھی مقدّر و مقرر تھا کہ قتل و دجال سے امت کو بچانے اور دجال کو شکست دینے
 کے لئے حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں نزول فرمائیں گے
 جو اپنی مخصوص شانِ سچی سے مسیح دجال کا خاتمہ کریں گے۔

خروجِ دجال اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے واقعاتِ اُمّتِ مرجومہ کے آگے
 آنے والے تمام فتن اور واقعات میں سب سے اہم تھے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر
 اپنی اُمّت پر سب سے زیادہ رحیم و شفیع رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان واقعات کی
 تبیین و تعیین میں اور مسیح دجال اور مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی علامات و نشانات
 بتلانے میں انتہائی تفصیل و توضیح سے کام لیا ہے، سچے زیادہ احادیث ہیں جو
 مختلف اوقات میں صحابہ کے مختلف مجامع میں مختلف عنوانات کے ساتھ بیان کی گئی
 ہیں۔ عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات و علامات اور بوقتِ نزول اُن کی

مکمل کیفیات کا اظہار فرمایا۔

یہ احادیث درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ اکابر محدثین نے ان کو متواتر قرار دیا ہے اور خبر متواتر سے جو چیز ثابت ہو اس کا قطعی اور یقینی ہونا تمام اہل عقل و ادراہل دین کے نزدیک بالاتفاق مسلم ہے۔

ان تمام احادیث معتبرہ کو احقر نے اپنے عربی رسالہ "القصیح بما تواتر فی نزول المسیم" میں جمع کر دیا ہے اور اس میں ہر حدیث پر نمبر ڈال دیئے ہیں اس رسالہ میں صرف حدیث کا نمبر اور کتاب کا حوالہ دینے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اور انشاء اللہ کسی وقت ان احادیث کو مع ترجمہ و تشریح طبعی شائع کر دیا جائے گا۔ علاوہ ازیں خود قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقی علامات اور نشانیاں بتلائی ہیں کسی رسول اور نبی کے متعلق نہیں بتلائیں۔ یہاں تک کہ خود سرور کائنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن پر قرآن اترا ہے ان کی بھی مادی اور جسمانی علامات و نشانات قرآن نے اس فیصلے سے نہیں بتلائے۔ تمام انبیاء علیہم کے درمیان صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا یہ معاملہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں اس پر مزید و مزید اضافہ بلاشبہ اس لئے تھا کہ آخر زمانہ میں ان کا اس امت میں تشریف لانا مقدر و مقرر تھا۔ اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ ان کی علامات و نشانات امت کو ایسی وضاحت بتلا دیئے جائیں کہ پھر کسی کو کسی اشتباہ و التباس کی دلی گنجائش نہ رہے۔ اس رسالہ میں جمع کی ہوئی تمام علامات و نشانات کو دیکھنے کے بعد ہر شخص یہ کہہ اٹھے گا کہ کسی انسان کی تعیین کے لئے اس سے زیادہ نشانات و علامات نہیں بتلائے جاسکتے۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام میں سے اس کام کیلئے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انتخاب میں شاید یہ حکمت بھی ہو کہ ان کی پیدائش اور خلقت و تربیت تمام بنی نوع انسان سے جدا ایک خاص معجزانہ طریق پر ہوئی ہے۔ ان کے حالات کسی دوسرے انسان کے ساتھ ملتیں اور مشتبہ ہو ہی نہیں سکتے۔

لے اب یہ ترجمہ و تشریح کا کام بغدادی و بیرونی محمد رفیع عثمانی سلمہ مدرس دارالعلوم کراچی نے کر دیا ہے جو "علامات قیامت اور نزول مسیح" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ محمد شفیع ۳۰ صفر ۱۳۱۳ھ

الغرض قرآن و حدیث نے آخر زمانہ میں آنے والے مسیح عیسیٰ علیہ السلام کی تعیین و اس میں پیدا ہونے والے ہر التباس و اشتباہ کو رفع کرنے کے لئے اس قدر اہتمام فرمایا کہ اُس سے زیادہ اہتمام عادتاً ناممکن ہے تاکہ کوئی جھوٹا مدعی اپنے آپ کو مسیح موعود کہہ کر امت کو گمراہ نہ کر سکے۔

لیکن شاباش ہے قادیانی مرزا غلام احمد کو کہ انھوں نے قرآن و حدیث کے اس تمام اہتمام کے مقابلہ میں اکھاڑا جگادیا اور ان میں بیان کی ہوئی تمام چیزوں پر پانی پھیر کر خود مسیح موعود بن بیٹھے۔ اور اس سے زیادہ حیرت ان لوگوں پر ہے جنھوں نے قرآن و حدیث اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے کے دعویدار ہوتے ہوئے ان کو مسیح موعود مان لیا۔ لیکن اس امت میں سے کسی شخص کا مسیح موعود بننا بغیر اس کے ممکن نہیں تھا کہ قرآن و حدیث کی قائم کی ہوئی تمام مضبوط و مستحکم بنیادوں کو اکھاڑ کر ایک نیا دین، نئی ملت بنائی جائے۔ اس لئے مرزا صاحب نے :-

① امت کے اجماعی عقیدہ اور قرآن و حدیث کی تصریحات کے خلاف یہ دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی۔ اُن کی قبر کشمیر میں ہے۔

② پھر یہ دعویٰ کیا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں نہیں آئیں گے بلکہ ان کا شبیہ و مثیل آئے گا۔

③ پھر وہ شبیہ و مثیل خود بننے کی کوشش جاری فرمائی۔

④ اور چونکہ حسب تصریح قرآن و حدیث و اجماع امت ہر قسم کی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے اب کوئی نئی پیدا نہیں ہو سکتا۔ عیسیٰ علیہ السلام تو پہلے ہی ہیں اُن کا آنا ختم نبوت کے منافی نہیں تھا۔ اگر کوئی ان کا مثیل و شبیہ آئے

عہ قرآن مجید سے نزول عیسیٰ علیہ السلام کا مکمل ثبوت حضرت الاستاذ العلامة مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہ کی کتاب "عقیدۃ الاسلام فی نزول عیسیٰ علیہ السلام" میں اور حضرت مولانا محمد ادریس صاحب شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور کی کتاب "کلمۃ اللہ فی حیات روح اللہ" میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے اور اس مسئلہ سے متعلق احادیث احقر کے عربی رسالہ "الصریح بما توالت فی نزول المسیح" میں مذکور ہیں۔ ۱۲ منہ

مسئلہ ختم نبوت اُس کی راہ میں حائل ہوتا ہے اس لئے اس اجماعی مسئلہ کی تحریر کرنا پڑی اور نبوت کی خود ساختہ قسمیں بنا کر بعض اقسام کا سلسلہ جاری قرار دیا۔

⑤ آئینہ کار خود نبی و رسول بن گئے۔

⑥ دعوائے نبوت کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ جو اُن کو نہ مانے وہ کافر قرار دیا جائے اس کے نتیجے میں اپنی ایک شیعہ جماعت کے سوا اُمت کے ستر کروڑ مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا۔

⑦ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی مدعی نبوت کے ماننے والے اور نہ ماننے والے ایک ملت نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ کسی نبی کے ماننے والے بھی مسلمان کہلائیں اور اُس کو جھوٹا سمجھنے والے بھی مسلمان رہیں۔ اس طرح ملت اسلامیہ کے ٹکڑے کر کے ایک علیحدہ ملت کی تعمیر کی گئی۔ یہ سارے کفریات اس کے نتیجے میں آئے کہ قرآن و حدیث کی بے شمار تصریحات کے خلاف اپنے آپ کو مسیح موعود مقرر دیا۔

اس لئے احقر نے اس مختصر رسالہ میں آخر زمانہ میں آنے والے مسیح علیہ السلام کی تمام نشانیاں اور علامات بحوالہ قرآن و حدیث جمع کر دی ہیں تاکہ ہر دیکھنے والا ایک نظر میں دیکھ لے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جو علامات بیان کی ہیں قادیانی مرزا صاحب میں اُن میں سے کوئی موجود ہے یا نہیں۔

ہم نے سہولت کے لئے ان حالات و علامات کو ایک جدول کی صورت میں پیش کیا ہے جس کے ایک خانے میں آنے والے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی علامات ذکر کی گئی ہیں۔ دوسرے خانے میں اُن کا حوالہ قرآن یا حدیث سے دیا گیا ہے۔ احادیث کی عبارت طویل تھی اس لئے تمام احادیث کو مع

اس جدول میں صرف حدیث کا نمبر لکھا جائے گا جس کو

اصل حدیث دیکھنا ہو اس نمبر کے حوالہ سے

تیسرے خانے میں مرزا صاحب کے حالات و علامات کا مقابلہ دکھلانا تھا۔

مگر میں تو ان علامات میں سے کوئی بھی مرزا صاحب میں نظر نہیں آئی، بلکہ صراحتہً اُس کے مخالف علامات و حالات معلوم ہوئے۔ مخالف حالات اور وہ بھی ذاتی اور گھریلو معاملات سے متعلق اگر بیان کئے جائیں تو دیکھنے والے شاید اُس کو تہذیب کے خلاف سمجھیں۔

اس لئے ہم نے یہ خانہ سب جگہ خالی چھوڑ دیا ہے کہ مرزا صاحب کو
 مسیح موعود مانتے والے خدا کو حاضر و ناظر جان کر ایمان داری سے اس
 خانہ کو خود پر کریں۔

نشايد الله تعالى اسی کو اُن کے لئے ذریعہ ہدایت بنا دیں۔

وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ

بند
 محمد شفیع عمن الله عنه
 مدرس دارالعلوم دیوبند
 شعبان ۱۳۲۵ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مسیح موعود کا نام، کنیت اور لقب

۱	آپ کا نام عیسیٰ ہے۔ علیہ السلام	ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ
۲	آپ کی کنیت عیسیٰ ابن مریم ہے۔	ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ
۳	آپ کا لقب، مسیح ہے۔	إِنَّ اللَّهَ يُبَيِّنُ لِكَرْبُكَلِمَةٍ مِنْهُ
۴	• • • کلمۃ اللہ ہے۔	اِنَّهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ
۵	• • • روح اللہ ہے۔	• • •

مسیح موعود کے خاندان کی پوری تفصیل

۶	آپ کی والدہ ماجدہ کا نام مریم ہے۔	ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ
۷	آپ بغیر باپ کے بقدرتِ خداوندی صرف ماں سے پیدا ہوئے۔	أَنِّي يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا
۸	آپ کے نانا عمران علیہ السلام ہیں۔	مَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي
۹	آپ کی نانی امراۃ عمران (حنہ) ہیں۔	إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ
۱۰	آپ کے ماموں ہارون ہیں	يَا أُخْتُ هَارُونَ

عہ ہارون سے اس جگہ ہارون بنی علیہ السلام مراد نہیں۔ کیونکہ وہ تو مریم سے بہت پہلے مر چکے تھے، بلکہ ان کے نام پر حضرت مریمؑ کے بجائے نام ہارون رکھا گیا تھا۔ بکذا ادواء مسلم والنسائی والترمذی مرفوعاً۔

۱۱	آپ کی نالی کی یہ تدرکہ اس حمل سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ بیت المقدس کے لئے وقف کردی گی۔	إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا
۱۲	پھر حمل سے لڑکی کا پیدا ہونا۔	فَلَمَّا وَضَعَتْهَا آلِيَه
۱۳	پھر ان کا عذر کرنا کہ یہ عورت ہونے کی وجہ سے وقف کے قابل نہیں۔	إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ
۱۴	اُس لڑکی کا نام مریم رکھنا۔	إِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ

والدہ مسیح موعود حضرت مریمؑ کے بعض حالات

۱۵	مسیح شیطان سے محفوظ رہنا۔	إِنِّي أَعِذُّكَ مَآيِكَ
۱۶	ان کا نشوونما غیر عادی طور پر ایک دن میں سال بھر کے برابر ہونا۔	وَأَنْبَأَهَا نَبَأًا حَسَنًا
۱۷	مجاورین بیت المقدس کا مریم کی تربیت میں جبر کرنا اور حضرت زکریا کا کفیل ہونا	إِذْ يَخْتَصِمُونَ
۱۸	ان کو محراب میں ٹھیرانا اور ان کے پاس غیسی رزق آنا۔	مَلَكًا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ يَخْبِتُ عِنْدَ هَٰذَا رُفَا
۱۹	زکریا کا سوال اور مریم کا جواب کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔	قَالَتْ هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ
۲۰	فرشتوں کا ان سے کلام کرنا۔	إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ لِمَرْيَمُ
۲۱	ان کا اللہ کے نزدیک مقبول ہونا۔	إِنَّ اللَّهَ اصْطَفٰكِ
۲۲	ان کا حیض سے پاک ہونا۔	وَطَهَّرَكِ
۲۳	تمام دنیا کی موجود عورتوں سے افضل ہونا	وَأَمَّا طِفْلٌ عَلَىٰ نِسَاءٍ الْعَالَمِينَ

حضرت مسیحؑ کے ابتدائی حالات استقرار حمل وغیرہ

۲۴	مریم کا ایک گوشہ میں جانا	إِذَا انْتَبَذَتْ
----	---------------------------	-------------------

۲۵	اس گوشہ کا شرقی جانب میں ہونا ۔ ان کا پردہ ڈالنا ۔	مَكَانًا شَرْقِيًّا فَاتَّخَذْتُ مِنْ وَدُنِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا إِلَيَّ أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنْكَ لَا هَبْ لَكَ عَلَاقًا مَآذِكُنَا
۲۶	ان کے پاس بشکلِ انسان فرشتہ کا آنا ۔	
۲۷	مریم کا پناہ مانگنا ۔	
۲۸	فرشتہ کا من جانب اللہ ولادتِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خبر دینا ۔	
۲۹	مریم کا اس خبر پر تعجب کرنا کہ بغیر صحبت مرد کے کیسے بچہ ہوگا ؟	أَتَى يَكُونُ لِي عَلَاقٌ وَلَهُ يَسْتَنْبِي بَشَرٌ قَالَ رَبِّي مُوَكَّلٌ بِهَاتَيْنِ فَحَمَلَتْهُ
۳۰	فرشتہ کا منجانب اللہ یہ پیغام دینا کہ اللہ تعالیٰ پر یہ سب آسان ہے ۔	
۳۱	محکمِ قلوبندی بغیر صحبتِ مرد کے اُن کا حاملہ ہونا ۔	
۳۲	درودزہ کے وقت ایک کجور کے درخت کے نیچے جانا ۔	فَاجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَى جَذْعِ النَّخْلَةِ
آپ کی ولادت کس جگہ اور کس طرح پر ہوئی		
۳۳	مسکونہ مکان سے دو ایک بارغ کے گوشہ میں ولادت ہوئی ۔	فَاتَّخَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَعِيمًا إِلَى جَذْعِ النَّخْلَةِ
۳۴	حضرت مریم ایک کجور کے درخت کے تنبہ پر ٹیک لگائے ہوئے تھیں ۔	
۳۵	ولادت کے بعد مریم کا بوجہ حیار کے پریشان ہونا اور لوگوں کی تہمت سے ڈرنا ۔	قَالَتْ يَلَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَذَا وَكُنْتُ نَسِيًّا مَنِيًّا
۳۶	درخت کے نیچے سے فرشتہ کا آواز دینا	فَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا

۳۷	گھبراؤ نہیں اللہ نے تمہیں ایک سردار دیا ہے۔	الْأَمْنُ لِي قَدْ جَبَلَ رَأْسِي تَحْتِكَ مَسِيحًا نَسَاطَةً عَلَيْكَ رُطْبًا جَنِيًّا .
۳۸	ولادت کے بعد حضرت مریم کی غذا تانہ کجوریں۔	فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ
۳۹	حضرت مریم کا آپ کو گود میں لٹا کر گھرانا۔	يَسْتَيْمُّ لَأَمَدُ حَيْثُ شَيْخًا قَبِيًّا
۴۰	ان کی قوم کا تہمت رکھنا اور بدنام کرنا۔	قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا .
۴۱	حضرت مریم سے رفع تہمت کے لئے میں جانب اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلام فرمانا۔ اور یہ فرمانا کہ میں نبی ہوں	

حضرت مسیح موعود کے خصائص

۴۲	مسیح موعود کا مردوں کو بحکم خدا زندہ کرنا	وَأُحْيِي الْمَوْتَى
۴۳	برس کے بیمار کو شفا دینا۔	أَبْرِئِ الْأَكْمَةَ وَالْأَبْرَصَ
۴۴	مادر زادہ اندھے کو بحکم الہی شفا دینا۔	فَأَنْفَعُ فِئُو فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ
۴۵	مٹی کی چپڑیوں میں بحکم الہی جان ڈالنا۔	وَأَنْتَحِكُمْ بِمَائِنَا كُنُوتَ وَمَائِنَا خِرُونِ فِي مَوْتِكُمْ
۴۶	آدمیوں کے کھانے ہوئے کھانے کو بتا دینا کہ کیا کھایا تھا ؟	وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ
۴۷	جو چیزیں لوگوں کے گھروں میں چھپی ہوئی رکھی ہیں ان کو بن دیکھ بتا دینا۔	اللَّهُ خَبِيرُ الْمَاكِرِينَ
۴۸	کفار بنی اسرائیل کا حضرت عیسیٰ کے قتل کا ارادہ کرنا اور حفاظت الہی۔	

۶۰	آپ کے سر پر ایک لمبی ٹوپی ہوگی۔	حدیث ۳۸ ابن عساکر
۶۱	آپ ایک زندہ پہنیں گے۔	حدیث ۶۸ درمشور

بوقت نزول آپ کے بعض حالات

۶۲	دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے اتریں گے۔	حدیث ۵ مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ احمد۔
۶۳	آپ کے ہاتھ میں ایک حربہ ہوگا جس سے دجال کو قتل کریں گے۔	حدیث ۳۸ ابن عساکر
۶۴	اُس وقت جس کسی کا فر پر آپ کے سانس کی ہوا پہنچ جائے گی وہ مر جائے گا۔	حدیث ۷ صحیح مسلم
۶۵	سانس کی ہوا اتنی دور تک پہنچے گی جہاں تک آپ کی نظر جائے گی۔	.

مقام نزول اور وقت نزول کی مکمل تعیین و توضیح

۶۶	آپ کا نزول دمشق میں ہوگا۔	حدیث ۵ مسلم
۶۷	دمشق کی جامع مسجد میں نزول ہوگا۔	.
۶۸	جامع مسجد دمشق کے بھی شرقی گوشہ میں نزول ہوگا۔	.
۶۹	نماز صبح کے وقت آپ نازل ہوں گے۔	.

بوقت نزول حاضرین کا مجمع اور انکی کیفیت

۷۰	مسلمانوں کی ایک جماعت مع امام مہدیؑ کے مسجد میں موجود ہوگی۔ جو دجال سے لڑنے کے لئے جمع ہوئے ہوں گے۔	حدیث ۷ مسلم
----	---	-------------

۷۱	ان کی تعداد آٹھ ستور اور چار سو عورتیں ہوں گی۔	حدیث ۶۹ دہلی
۷۲	بوقت نزول عیسیٰ علیہ السلام یہ لوگ نماز کے لئے صفیں درست کرتے ہوئے ہوں گے۔	
۷۳	اس جماعت کے امام اس وقت حضرت مہدی ہوں گے۔	حدیث ۱۳۰ و ۱۳۱ تا ۱۳۲
۷۴	حضرت مہدی عیسیٰ علیہ السلام کو امت کے لئے بلائیں گے اور وہ اٹھائیں گے	حدیث ۳۰ مسلم و احمد
۷۵	جب حضرت مہدی پیچھے ہٹنے لگیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر انہیں کو امام بنائیں گے۔	حدیث ۱۳۱ ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن حبان، ابن خزیمہ
۷۶	پھر حضرت مہدی نماز پڑھائیں گے۔	حدیث ۱۳۲ ابونعیم

بعد نزول آپ کتنے دنوں دنیا میں رہیں گے

۷۷	آپ چالیس سال دنیا میں قیام فرمائیں گے۔	حدیث ۱۳۱ ابوداؤد، ابوالخضر، احمد، ابن حبان، ابن جریر
----	--	--

بعد نزول آپ کا نکاح اور اولاد

۷۸	حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں نکاح ہو گا۔	حدیث ۱۳۲ فتح الباری و ۱۳۳
۷۹	بعد نزول آپ کے اولاد ہوں گے۔	حدیث ۱۳۱ کتاب الخط للقرنی، حدیث ۱۳۲ مذکور

نزول کے بعد مسیح موعودؑ کے کارنامے

۸۰	آپ صلیب پر لٹے یعنی صلیب پر لٹے ہوئے ہوں گے	حدیث ۱۳۱ بخاری و مسلم
----	---	-----------------------

۸۱	خزیر کو قتل کریں گے یعنی نصرانیت کو مٹائیں گے۔	حدیث ۷۱ بخاری و مسلم
۸۲	آپ نماز سے فارغ ہو کر دروازہ مسجد کھولوائیں گے اور اس کے پیچھے دجال ہوگا	حدیث ۱۳
۸۳	دجال اور اس کے ساتھیوں سے جہاد کریں گے۔	• •
۸۴	دجال کو قتل فرمائیں گے۔	• •
۸۵	دجال کا قتل ارضِ فلسطین میں بابُ لُد کے پاس واقع ہوگا۔	• •
۸۶	اس کے بعد تمام دنیا مسلمان ہو جائے گی	• •
۸۷	جو یہودی باقی ہوں گے چُن چُن کر قتل کر دیے جائیں گے۔	• •
۸۸	کسی یہودی کو کوئی چیز پناہ نہ دے سکے گی	• •
۸۹	یہاں تک کہ درخت اور پتھر لڑائیں گے کہ ہمارے پیچھے یہودی چُپا ہوا ہے۔	• •
۹۰	اس وقت اسلام کے سوا تمام مذاہب مٹ جائیں گے۔	حدیث ۷۲، ابوداؤد، احمد، ابن ابی شیبہ، ابن حبان، ابن جریر
۹۱	اور جہاد موقوف ہو جائے گا۔ کیونکہ کوئی کافر ہی باقی نہ رہے گا۔	حدیث ۷۱ بخاری و مسلم
۹۲	اور اس لئے حبزیہ کا حکم بھی باقی نہ رہے گا۔	حدیث ۷۳ مسند احمد
۹۳	مال و زر و لوگوں میں اتنا عام کر دیں گے کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔	حدیث ۷۴ مذکور
۹۴	حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کی امت کریں گے۔	حدیث ۷۵ مسلم، مسند احمد

۹۵	حضرت مسیح مقام پنج الروجا میں تشریف لے جائیں گے۔	حدیث ۳۷۷ مسلم، مسند احمد
۹۶	حج یا عمرہ یا دونوں کریں گے۔	• • • • •
۹۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر تشریف لے جائیں گے	• درمنثور
۹۸	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سلام کا جواب دیں گے جس کو سب حاضرین سنیں گے۔	• • • • •

مسیح موعود لوگوں کو کس منہب پر چلائیں گے

۹۹	آپ قرآن و حدیث پر غور ہی کر لیں گے اور لوگوں کو بھی اس پر چلائیں گے۔	حدیث ۵۵۷ اشاعہ
----	--	----------------

مسیح موعود کے زمانہ میں ظاہری و باطنی برکات

۱۰۰	ہر قسم کی دینی و دنیوی برکات نازل ہوں گے۔	حدیث ۵۷۸ مسلم، ابوداؤد، ترمذی، مسند احمد۔
۱۰۱	سب کے دلوں سے بغض و حسد دھو کر نکال جائے گا۔	حدیث ۵۷۹ مسلم وغیرہ
۱۰۲	ایک انار اتنا بڑا ہو گا کہ ایک جماعت کے لئے کافی ہو گا۔	حدیث ۵۸۰ مذکور
۱۰۳	ایک دودھ دینے والی اونٹنی لوگوں کی ایک جماعت کے لئے کافی ہوگی۔	• • • • •
۱۰۴	ایک بڑا بھرا ہوا قبیلہ کیلئے کافی ہو جائیگا۔	• • • • •
۱۰۵	ہر ڈنک والے زہریلے جانور کا ڈنک وغیرہ نکال لیا جائے گا۔	حدیث ۵۸۱ ابوداؤد، ابن ماجہ

۱۰۶	یہاں تک کہ ایک لڑکی اگر سانپ کے منہ میں ہاتھ دے گی تو وہ اس کو نقصان نہ پہنچائے گا۔	حدیث ۱۳۷ ابو داؤد ابن ماجہ
۱۰۷	ایک لڑکی شیر کو بھگا دے گی اور وہ اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے گا۔	" "
۱۰۸	بھڑیا، بکریوں کے ساتھ ایسا ہے جیسے گٹا، ریوڑ کی حفاظت کے لئے رہتا ہے۔	" "
۱۰۹	ساری زمین مسلمانوں سے اس طرح بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے۔	" "
۱۱۰	صدقات کا دمول کرنا چھوڑ دیا جائے گا	" "

یہ برکات کتنی مدت تک رہیں گی ؟

۱۱۱	یہ برکات سات سال تک رہیں گی۔	حدیث ۱۳۸ مسلم و احمد حاکم
-----	------------------------------	---------------------------

لوگوں کے حالات متفرقہ جو مسیح عیسیٰ کے وقت ہونگے

۱۱۲	رُومی لشکر مقام اعماق یا داہق میں اُترے گا	حدیث ۱۳۹ مسلم
۱۱۳	اُن سے جہاد کے لئے مدینہ منورہ سے ایک لشکر چلے گا۔	" "
۱۱۴	یہ لشکر اپنے زمانہ کے بہترین لوگوں کا مجمع ہوگا۔	" "
۱۱۵	ان کے جہاد میں لوگوں کے تین ٹکڑے ہو جائیں گے۔	" "
۱۱۶	ایک تہائی حصہ شکست کھائے گا۔	" "
۱۱۷	ایک تہائی شہید ہو جائے گا۔	" "

۱۱۸	ایک تہائی فتح پاجائیں گے۔	حدیث ۷۷ مسلم
۱۱۹	قسطنطنیہ فتح کریں گے۔	"

پہلے خسرو ج دجال کی غلط خبر مشہور ہونا

۱۲۰	جس وقت وہ غنیمت تقسیم کرنے میں مشغول ہوں گے تو خسرو ج دجال کی غلط خبر مشہور ہو جائے گی۔	حدیث ۷۷ مسلم
۱۲۱	لیکن جب یہ لوگ ملک شام میں ہیں آئیں گے تو دجال نکل آئے گا	"

اس زمانے میں عرب کا حال

۱۲۲	عرب اس زمانہ میں بہت کم ہوں گے۔	حدیث ۷۸ ابوداؤد ابن ماجہ
	سب کے سب بیت المقدس میں ہوں گے۔	"

لوگوں کے بقیہ حالات

۱۲۳	مسلمان دجال سے بچ کر افیق پہاڑ پر جمع ہو جائیں گے (یہ پہاڑ ملک شام میں ہے۔	حدیث ۷۹ احمد، حاکم، طبرانی
۱۲۴	اس وقت مسلمان سخت فقر و فاقہ میں مبتلا ہوں گے۔ یہاں تک کہ بعض لوگ اپنی کمان کا چلہ جلا کر کھا جائیں گے۔	"
۱۲۵	اس وقت اچانک ایک منادی آواز دے گا کہ تمہارا فریاد رس آگیا۔	"
۱۲۶	لوگ تعجب سے کہیں گے کہ یہ تو کسی پیٹ بھرے ہوئے کی آواز ہے۔	"

غزوہ ہندوستان کا ذکر

۱۲۷	ایک مسلمانوں کا لشکر ہندوستان پر چڑھ کرے گا اور اس کے بادشاہوں کو قید کر لے گا۔	حدیث ۳۶ ابو نعیم
۱۲۸	یہ لشکر اللہ کے نزدیک مقبول و مغفور ہوگا	• •
۱۲۹	جس وقت یہ لشکر واپس ہوگا تو عیسیٰ علیہ السلام کو ملک شام میں پائے گا۔	• •
۱۳۰	بنی عباس اس وقت گادوں میں بیٹھے ہوں گے اور سیاہ کپڑے پہنیں گے۔	حدیث ۳۹ ابن بخاری
۱۳۱	اور ان کے متبعین اہل خراسان ہوں گے	• •
۱۳۲	لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اعتماد پر تمام دنیا سے مستغنی ہو جائیں گے	• •

مسیح موعود کے زمانہ کے اہم واقعات

آپ کے نزول سے پہلے دجال کا خروج

۱۳۳	شام و عراق کے درمیان دجال نکلے گا۔	حدیث ۴۵ مذکور
-----	------------------------------------	---------------

دجال کی علامات

۱۳۵	اس کی پیشانی پر کافراں سے مورتیں لکھا ہوگا	حدیث ۴۷ مسند احمد
۱۳۶	دو بائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔	• •
۱۳۷	دائیں آنکھ میں سخت ناخن ہوگا۔	• •

حدیث ۳۷ مسند احمد	تمام دنیا میں پھر جائے گا۔ کوئی جگہ باقی نہ رہے گی جس کو وہ فتح نہ کرے۔	۱۳۸
• •	البتہ حرمین، مکہ و مدینہ اُس کے شر سے محفوظ رہیں گے۔	۱۳۹
حدیث ۳۸	مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے ہر راستہ پر فرشتوں کا پہرہ ہوگا۔ جو دجال کو اندر نہ گھسنے دیں گے۔	۱۴۰
• •	جب مکہ و مدینہ سے دفع کر دیا جائے گا تو ظریب احمر میں سبخہ (کھاری زمین) کے قتم پر جا کر ٹھہرے گا۔	۱۴۱
حدیث ۳۹ مسند احمد	اس وقت میں تین زلزلے آئیں گے جو منافقین کو مدینہ سے نکال پھینکیں گے اور تمام منافق مرد و عورت دجال کے ساتھ ہو جائیں گے۔	۱۴۲
حدیث ۴۰ مسند احمد	اس کے ساتھ ظاہری طور پر جنت و دوزخ ہوگی مگر حقیقت میں اُس کی جنت دوزخ اور دوزخ جنت ہوگی۔	۱۴۳
• •	اُس کے زمانہ میں ایک دن سال بھر کے برابر اور دوسرا مہینہ کے برابر اور تیسرا مہینہ کے برابر ہوگا۔ اور پھر باقی ایام عادت کے موافق ہوں گے۔	۱۴۴
• •	وہ ایک گدھے پر سوار ہوگا جس کے دونوں ہاتھوں کا درمیانی فاصلہ چالیس ہاتھ ہوگا۔	۱۴۵
• •	اُس کے ساتھ شیاطین ہوں گے جو لوگوں سے کلام کریں گے۔	۱۴۶

۱۴۷	جب وہ بادل کو کہے گا فوراً بارش ہو جائے گی	حدیث ۵ مذکور
۱۴۸	اور جب چاہے گا تو قحط پڑ جائے گا۔	" "
۱۴۹	ماریڈا اندھے اور ابرص کو تندرست کر دے گا۔	حدیث ۳۸ طبرانی
۱۵۰	زمین کے پوشیدہ خزانوں کو حکم دے گا تو فوراً باہر آکر اس کے پیچھے ہو جائیں گے	" "
۱۵۱	دجال ایک نوجوان آدمی کو بلائے گا اور تلوار سے اس کے دو ٹکڑے بنچ کر دے گا اور پھر اس کو بلائے گا تو وہ صبح سالم ہو کر ہنستا ہوا سامنے آجائے گا۔	" "
۱۵۲	اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے جن کے پاس جڑاؤ تلواں اور سراج ہوں گے۔	حدیث ۱۱ ابوداؤد، ابن ماجہ وغیرہ
۱۵۳	لوگوں کے تین فرقے ہو جائیں گے۔ ایک فرقہ دجال کا اتباع کرے گا۔ او	حدیث ۷ ابن ابی شیبہ، عباس بن حمید، حاکم، بیہقی، ابن ابی حاتم۔
۱۵۴	ایک فرقہ اپنی کاشت کاری میں لگے گا اور ایک فرقہ دریائے فرات کے کنارے پر اس کے ساتھ جہاد کرے گا۔	" "
۱۵۵	مسلمان ملک شام کی بستیوں میں جمع ہو جائیں گے اور دجال کچل لیکر بتائی شکر بھیجیں گے اس لشکر میں ایک شخص ایک سرخ (یا سیاہ) سفید گھوڑے پر سوار ہو گا اور یہ سلا شکر شہید ہو جائے گا ان میں سے ایک بھی واپس نہ آئے گا۔	" "

دجال کی ہلاکت اور اس کے لشکر کی شکست

۱۵۶	دجال جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو اس طرح پھینکنے لگے گا جیسے نمک پانی میں گھولتا ہے۔	حدیث ۱۲۱ مذکور
۱۵۷	اُس وقت تمام یہودیوں کو شکست ہوگی	حدیث ۱۲۲

یا جوج ماجوج کا نکلنا اور ان کے بعض حالات

۱۵۸	اللہ تعالیٰ یا جوج ماجوج کو نکالے گا جن کا سیلاب تمام عالم کو گھیرے گا۔	حدیث ۱۲۳ مذکور
۱۵۹	اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام مسلمانوں کو طور پہاڑ پر جمع فرمائیں گے۔	" "
۱۶۰	یا جوج ماجوج کا ابتدائی حصہ دہریائے طبرہ پر گزرے گا تو سب ریا کو پی کر مٹا کر دے گا۔	" "
۱۶۱	اس وقت ایک بیل لوگوں کے لئے ستوا دینار سے بہتر ہوگا (بوجہ قحط کے یا دنیا سے قلتِ رغبت کی وجہ سے)	" "

مسح موعود کا یا جوج ماجوج کیلئے بدعافرانا اور کئی ہلاکت

۱۶۲	اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا جوج ماجوج کے لئے بدعافرمائیں گے۔	حدیث ۱۲۴ مذکور
۱۶۳	اللہ تعالیٰ اُن کے گلوں میں ایک گلی نکال دے گا جس سے سب کے سب دفعۃً مرے ہوئے رہ جائیں گے۔	" "

حضرت عیسیٰ کا حبیل طور سے آنا

۱۶۴	اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو لیکر حبیل طور سے زمین پر اتریں گے۔	حدیث ۵۵ مذکور
۱۶۵	مگر تمام زمین یا جوج ماجوج کے مردوں کی بدبو سے بھری ہوئی ہوگی۔	" "
۱۶۶	حضرت عیسیٰ علیہ السلام دعا فرمائیں گے کہ بدبو دور ہو جائے۔	" "
۱۶۷	اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا جس سے تمام زمین ڈھل جائے گی۔	" "
۱۶۸	پھر زمین اپنی اصل حالت پر پھولوں اور پھولوں سے بھر جائے گی۔	" "

مسیح موعود کی وفات اور اس کے قبل و بعد کے حالات

۱۶۹	حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو فرمائیں گے کہ میرے بعد ایک شخص کو خلیفہ بنائیں جس کا نام مُقعد ہے۔	حدیث ۵۵ الاشارة للبرزخی
۱۷۰	اس کے بعد آپ کی وفات ہو جائے گی	حدیث ۵۵ وروا منہ احمد و صحاح
۱۷۱	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ردفہ اطہر میں چوتھی قبر آپ کی ہوگی۔	" "
۱۷۲	لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعمیل ارشاد کے لئے مُقعد کو خلیفہ بنائیں گے۔	" "
۱۷۳	پھر مُقعد کا بھی انتقال ہو جائے گا۔	" "
۱۷۴	پھر لوگوں کے سینوں سے مِسرآن اٹھا لیا جائے گا۔	" "

۱۷۵	یہ واقعہ مُقعد کی موت سے تین سال بعد ہوگا۔	حدیث ۵۵ و ۵۶ مستراح و حافظ۔
۱۷۶	اس کے بعد قیامت کا حال ایسا ہوگا جیسے کوئی پورے ٹوبہ بینہ کی حاملہ کہ معلوم نہیں کب ولادت ہو جائے۔	" "
۱۷۷	اس کے بعد قیامت کی بالکل تسری علامات ظاہر ہوں گی۔	" "

ذَلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ

مسیح موعود کی مکمل سوانح حیات اور عمر بھر کے کارنامے اور ان کے مسکن و مرقن کا پورا جغرافیہ اس تفصیل و تحقیق کے ساتھ قرآنی آیات اور حدیثی روایات میں جب ایک سمجھدار آدمی کے سامنے آتا ہے تو خود بخود یہ سوال پیدا ہو جاتا ہے کہ لاکھوں انبیاء علیہم السلام کی عظیم الشان جماعت میں سے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیا خصوصیت ہے کہ ان کے تذکرہ کو قرآن و حدیث نے اتنی زیادہ اہمیت دی ہے کہ کسی اور نبی کے لئے اس کا عشرِ عشر بھی مذکور نہیں۔ یہاں تک کہ سید الاولین و الآخرین خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات طلیقات اور سیرت و شمائل بھی قرآن عزیز میں اس تفصیل و توضیح کے ساتھ نظر نہیں آتے۔ حالانکہ تمام انبیاء و رُسل کی جماعت پر آپ کی سیادت و عظمت باجماع امت ثابت ہونے کے علاوہ خود حضرت عیسیٰ السلام کی بعثت کے مقاصد میں تبصرع قرآن مجید یہ بھی ایک اہم مقصد ہے کہ دنیا میں آپ کی تشریف آوری کا اعلان فرماتے ہوئے آپ کی سیادت کا سکہ قلوب پر بٹھلا دیں۔ ان حالات پر نظر کرتے ہوئے یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ کی یہ اہمیت ضرور کسی بڑی مصلحت و حکمت پر مبنی ہے۔

پھر جب ذرا تامل سے کام لیا جاتا ہے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ خصوصی اہمیت بھی اُن عنایات الہیہ کا نتیجہ ہے جو ازل سے امتِ اُمیہ کی قسمت میں مقدر ہو چکی تھی اور

اور حضرت خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رحمۃ للعالمین کا ایک مظہر ہے۔ جس نے اُمت کے لئے مذہبی شاہراہ کو اتنا ہموار اور صاف کر چھوڑا ہے کہ اُس کا لیل و نہار برابر ہے۔ اس رستہ کے قدم قدم پر ایسے نشانات بتلا دیئے ہیں کہ چلنے والے کو کہیں التباس پیش نہیں آ سکتا۔

یعنی قیامت تک جتنے قابلِ اقتدار انسان پیدا ہونے والے تھے اُن میں اکثر کے نام لے لے کر اُن کی مفصل کیفیات پر اُمت کو مطلع فرمادیں تاکہ اپنے اپنے وقت میں یہ بزرگانِ دین ظاہر ہوں تو امت ان کے قدم لے اور اُن کے افعال و اقوال کو اپنا اسوہ بنائے۔

پھر ارشاد و ہدایت کے سلسلہ میں چونکہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نبوت کی شان امتیاز رکھتے ہیں، اس لئے اُن کے ذکر کی اہمیت سب سے زیادہ ہونا لازمی تھی۔ کیونکہ نبی کی شان تمام دنیا سے برتر ہے۔ اُس کی ادنیٰ توہین و تنقیص کا اثا و بھی کفر صریح ہے۔ تمام مرشدین اور مجددین اُمت کی شخصی معرفت میں اگر کوئی مشبہ باقی بھی ہے تو بجز اس کے کہ اُن کی برکات و فیوض سے محرومی ہو اُمت کے ایمان کا خطرہ نہیں ہے۔ بخلاف مسیح موعود علیہ السلام کے کہ اگر اُن کی علامات اور پہچان میں کوئی مشبہ کا موقع یا التباس کی گنجائش رہے اور اُمت مرحومہ اُن کو نہ پہچانے تو یہاں کفر و ایمان کا سوال پیدا ہو جاتا ہے اور اُمت کا ایمان خطرہ میں آ جاتا ہے۔ اندیشہ قوی ہوتا ہے کہ نہ پہچاننے کی وجہ سے اُمت آپ کی توہین و تنقیص میں مبتلا ہو کر ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور پھر دجالِ قنول اور یا جوج ماجوج کی بلاؤں کا شکار ہو جائے۔

اس لئے رحمۃ للعالمین کا فرض تھا کہ مسیح موعود کی پہچان کو اتنا روشن فرمادیں کہ کسی بصیر انسان کو اُن سے آنکھ چُرانے کی مجال نہ ہے۔ خدا کی ہزاراں ہزار رحمتیں اور بے شمار درود اُس حریف بالمومنین اور رؤف دریم رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جس نے اس مسئلہ کو اتنا صاف اور روشن فرمادیا کہ اس سے زیادہ عادتاً ناممکن ہے۔

دنیا میں ایک شخص کی تعریف اور پہچان کے لئے اس کا نام اور ولادت کی سبوت وغیرہ دین اوصاف بتلا دینا ایسا کافی ہو جاتا ہے کہ پھر اُس میں کوئی شک باقی

نہیں رہتا۔ ایک کارڈ پر جب یہ دو تین نشان لکھ دیئے جاتے ہیں تو مشرق سے مغرب میں ٹھیک اپنے مکتوب الیہ کے پاس پہنچتا ہے اور کسی دوسرے کو یہ مجال نہیں ہوتی کہ اس پر اپنا حق ثابت کرے یا چٹھی رسالے سے یہ کہہ کر لے لے کہ میں ہی اس کا مکتوب الیہ ہوں۔

لیکن ہمارے آقا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف انہیں نشانات کے بتلا دینے پر اکتفاء نہیں فرمایا، بلکہ مسیح موعود کے نام کی جو چٹھی مسلمانوں کے ہاتھوں میں دی ہے اس کی پشت پر سہ کی جگہ ان کی ساری سوانح عمری اور شمائل و خصائل، حلیہ، لباس اور عملی کارنامے بلکہ ان کے مقام نزول اور جائے قرار و مسکن و مدفن کا پورا جغرافیہ تحریر فرما دیا ہے، اور پھر اسی پر بس نہیں فرمائی بلکہ آپ کا شجرہ نسب اور آپ کے متعلقین اور متبعین تک کے احوال کو مفصل لکھ دیا ہے۔

مگر افسوس کہ اس پر بھی بعض قزاق اس فکر میں ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تمام کوشش پر (خاکش بدن) خاک ڈال کر اس جٹھی کو قبضہ لیں اور اس طرح دنیا میں مسیح موعود بن بیٹھیں۔

مرزائیوں سے چند سوال

مجھ کو یہ پوچھنا ہے مرزا سے
یہ کبھی ہوش میں بھی آتے ہیں

وہ لوگ جو نادانیت یا کسی مغالطہ و غلط فہمی سے مرزائیت کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں، میں ان کو خدا اور اس کے رسول کا واسطہ دے کر دلی خیر خواہی اور ہمدردی سے عرض کرتا ہوں کہ یہ دین و آخرت کا معاملہ ہے، ہر شخص کو اپنی قبر میں اکیلا جانا اور حساب دینا ہے، کوئی جتھا اور جماعت وہاں کام نہ آئے گی۔ خدا کے لئے ہوش میں آئیں اور عقل خدا داد سے کام لیں اور سمجھیں کہ کیا مرزا غلام احمد صاحب انصاف و علامات اور نشانات کے آدمی تھے جو سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کی پہچان کے لئے امت کے سامنے رکھے ہیں؟
و کیا مرزا جی کا نام ”غلام احمد“ نہیں بلکہ ”عیسیٰ“ ہے؟

- و کیا اُن کی والدہ کا نام "چراغ بی" نہیں بلکہ "مریم" ہے ؟
- و کیا ان کے والد "غلام مرتضیٰ" نہیں ، بلکہ بے باپ کی پیدائش ہیں ؟
- و کیا اُن کا مولد "قادیان" جیسا کوردہ نہیں ، بلکہ "دمشق" ہے ۔ یا قادیان دمشق کے ضلع یا صوبہ میں واقع ہے ؟
- و کیا ان کا مدفن "قادیان" نہیں بلکہ "مدنیہ طیبہ" ہے ؟
- و کیا اُن کے نانا "عمران" اور ماموں "ہارون" اور نانی "حنتہ" ہیں ؟
- و کیا اُن کی والدہ کی تربیت حضرت مریم کی طرح ہوئی ہے ؟ — اور
- کیا ان کی نشوونما ایک دن میں اتنا ہوا ہے جتنا ایک سال میں بچہ کا ہوتا ہے ؟
- و کیا اُن کے پاس غیبی رزق آتا تھا ؟ کیا فرشتے اُن سے کلام کرتے تھے ؟
- و کیا مرزا جی کی پیدائش جنگل میں کھجور کے درخت کے نیچے ہوئی ؟
- و کیا اُن کی والدہ نے پیدائش کے بعد درخت کھجور کو ہلا کر ٹھوڑیں کھائی تھیں ؟
- و کیا مرزا جی نے کسی مُردے کو زندہ کیا ہے ؟
- و کیا انہوں نے کسی برص کے بیمار یا مادرِ زاد اندھے کو خدا سے اذن پا کر شفا دی ہے ؟
- و کیا مٹی کی چڑیوں میں بحکم خداوندی جان ڈالی ہے ؟
- و کیا وہ آسمان پر گئے ہیں اور پھر اترے ہیں ؟
- و کیا اُن کے سانس کی ہوا سے کافر مر جاتے تھے ؟
- و کیا اُن کے سانس کی ہوا اتنی دُور پہنچتی تھی جہاں تک اُن کی نظر پہنچے ؟
- و کیا وہ دمشق کی جامع مسجد میں گئے ہیں ؟
- و کیا اُن کا نکاح حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں ہوا ہے ؟

سے اللہ تعالیٰ کا شکریہ کہ مرزا جی میں باوجود مسیح یا شیل مسیح کے دعوے کے یہ وصف نہ ہوا ،
وردہ ساری دنیا خالی ہو جاتی ۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ اور ہندو راقی کا منہ میں ہی ، مرزا جی کے نزدیک
دنیا کے کروڑوں مسلمان ہی کا منہ ہیں ۔ دیکھو حقیقۃً الوحی ص ۱۹ ر ابوہن ۱۷۷ ص ۱۷۷ دیر الابدال ص ۱۷۷
داخجام آتم ص ۱۷۷ وغیرہ ۱۲ ص ۱۲

۱ کیا انہوں نے دنیا سے ملیب پرستی اور نصرانیت کو مٹایا ہے یا اور ان کے زمانہ میں نصرانیت کو ترقی ہوئی ؟

۲ کیا ان کے زمانہ میں ان اوصاف کا دجال نکلا ہے جو بحوالہ احادیث ہم نے نقشہ میں درج کئے ہیں ؟

۳ کیا انہوں نے ایسے دجال کو حربہ سے قتل کیا ہے ؟

۴ کیا انہوں نے اور ان کی جماعت نے یہودیوں کو قتل کیا ہے ؟

۵ کیا کسی نے ان کے زمانہ میں پتھروں اور درختوں کو بولتے دیکھا ہے ؟

۶ کیا انہوں نے مال و دولت کو اتنا عام کر دیا ہے کہ اب کوئی لینے والا نہیں ملتا

یا اور افلاس، فقر و فاقہ اور ذلت ان کے قدموں کی برکت سے دنیا میں پھیل گئے۔

۷ کیا آسمانی برکات پھلوں اور درختوں میں اس طرح ظاہر ہوئیں کہ ایک

انار ایک جماعت کے لئے ایک بھری کا دودھ ایک قبیلہ کے لئے کافی ہو جائے ؟

۸ کیا انہوں نے لوگوں کے قلوب میں اتحاد و اتفاق پیدا کیا یا نفاق و خلاف

کی طرح ڈالی ؟

۹ کیا بغض و حسد لوگوں کے قلوب سے اُٹھ گیا یا اور زیادہ ہو گیا ؟

۱۰ کیا بھوسانپ وغیرہ کا زہر بے کار ہو گیا ؟

۱۱ کیا مرزا جی کو رنج یا غم و یادوں کو رنا نصیب ہوا ہے ؟

۱۲ کیا مرزا جی کبھی مسلمانوں کو لسیکر کوہ طور پر تشریف لے گئے ہیں ؟

۱۳ کیا ان کے زمانہ میں یا جوج ماجوج نکلے ہیں ؟ کیا ان کے مُردوں سے تمام

زمین آلودہ نجاست و بدبو ہوئی اور مرزا جی کی دُعا سے بارش نے اس کو

دھویا ہے ؟

۱۴ کیا مرزا جی نے کسی مُقعد نامی آدمی کو خلیفہ بنایا ہے ؟

۱۵ کیا مرزا جی کو مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہوئی ؟

۱۶ الغرض مسیح موعود کے حالات و نشات کا مکمل نقشہ بحوالہ مسترآن و حدیث

آپ کے سامنے ہے۔ آنکھیں کھول کر ایک ایک نشان اور ایک ایک علامت کو

مرزا صاحب میں تلاش کیجئے اور خدا تعالیٰ نظروں سے غائب ہے تو مخلوق ہی سے شر مائے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی چٹھی جس پر یہ نشانات اور یہ پتہ لکھا ہوا ہے، آپ کس کے سپرد کرتے ہیں؟ اور اگر کہیں کہ غلام احمد سے مراد عیسیٰ اور اور چراغ بی سے مریم اور دمشق اور مدینہ سے قادیان اور نصرانیت کے مٹانے سے مراد اُس کی ترقی اور عزت سے مراد ذلت ہے، تو اس خاندانِ مرزا کی لغت پر قرآن اور احادیث نبویہ کی اس تحریف بلکہ ان کا مضمک بنانے کو کیا واقعی تمہاری عقل قبول کرتی ہے؟ اور کیا دنیا میں کوئی انسان اس پر راضی ہو سکتا ہے؟ اور اگر تحریفات و تاویلات اور استعارات کی یہی گرم بازاری ہے تو پھر کیا دنیا کا کوئی کام یا کوئی معاملہ درست رہ سکتا ہے؟

ہم تو جب جانیں کہ مرزا صاحب یا اُن کی امت کسی عیسیٰ نامی دمشقی آدمی کا ایک کارڈ چٹھی رسال سے یہ کہہ کر وصول کر لیں کہ آسمان میں قادیان ہی کا نام دمشق ہے اور میرا ہی نام عیسیٰ ہے اور چراغ بی ہی کا نام مریم ہے، کبھی یہ کہہ کر دیکھو کہ چٹھی رسال اور ساری دنیا تمہیں کیا کہے گی؟

ہاں مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس چٹھی کو لاوارث سمجھ کر راستہ میں اڑانا چاہتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ آج بھی آپ کے وہ وارث موجود ہیں جو آپ ہی کی لکیر کے فقیر ہیں اور اسی کو اپنی بادشاہی سمجھتے ہیں اور اسی عہد پر جان دے دینے کو اپنی قلاب دارین جانتے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے باندھ چکے ہیں۔

اگرچہ خرمینِ عمرم غم تو داد بباد
بناک پائے عزت کہ عہد شکست

اس لئے ہم بعون اللہ تعالیٰ بیانگ دہل کہتے ہیں کہ مرزائی امت کتنا ہی زور لگائے مگر یہ والا نامہ اُسی مکتوب الیہ کو ملے گا جس کے نام آج سے تیرہ سو برس پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا اور بروایت ابوہریرہؓ ان کو سلام پہنچایا۔ واللہ باللہ ہیں مرزا صاحب سے کوئی عداوت نہیں۔ کون چاہتا ہے کہ گھر آئے ہوئے مسیح کو اور ان کی مسیحائی کو ٹھکرا دے۔ بالخصوص ایسے وقت جب کہ قوم کو مسیح کی سخت حاجت ہے۔ مگر بات وہی ہے کہ مسیح تو ماننے کے لئے تیار

ہیں مگر کوئی مسیحائی بھی تو دکھلائے

ہوں میں پروردانہ مگر شمع تو ہورات تو ہو ۛ جان دینے کو ہوں موجود کوئی بات تو ہو
دل بھی حاضر تسلیم بھی ختم کو موجود ۛ کوئی مرکز ہو کوئی قبلہ حاجات تو ہو
دل تو بے چین ہے اظہارِ ارادت کیلئے ۛ کسی جانب سے کچھ اظہارِ کرامات تو ہو
دل کشا بادۂ صافی کا کسے ذوق نہیں ۛ باطن افراد کوئی پر خرابات تو ہو
مسلمانو! آپ کی مذہبی غیرت و حمیت اور خدا داد عقل و فہم کو کیا ہوا کہ آپ کو
مشاہدات اور بدسیہات کے انکار کی طرف بلایا جاتا ہے، اور آپ ذرا عقل سے
کام نہیں لیتے

اے کشتہ ستم! تری غیرت کو کیا ہوا؟

خدا کے لئے ذرا ہوش میں آؤ اور اس فتنہ کے انجام پر نظر ڈالو کہ اگر یہی مرزائی
لغت اور قادیانی زبان اور اس کے عجیب استعارات رہے تو قرآن و حدیث اذہب
اسلام کا تو کتنا کیا ساری دنیا کا گھروندہ اور عالم کا نظام برباد ہو جائے گا۔ ایک شخص
اگر زید کے گھر پر دعویٰ کرے کہ یہ میرا ہے اور مرزا صاحب کی طرح کہے کہ آسمانی ذوق
میں میرا ہی نام زید لکھا ہوا ہے اور مالک مکان کی جتنی علامات اور نشانات سرکاری
کاغذوں میں درج ہیں ان سب کا مستحق بزرگ استعارات میں ہوں تو بتلائیے کہ آپ کے
پاس اس کا کیا جواب ہوگا؟ اسی طرح اگر ایک مرد کسی غیر مشکوٰۃ عورت پر اسی حیلہ
سے اپنی بی بی ہونے کا دعویٰ کرے، یا کوئی عورت اسی مرزائی استعارہ کے بل پر کسی غیر مرد
کو اپنا خاوند بتائے۔ یا کوئی ملازم دوسرے ملازم کی تنخواہ وصول کرے۔ یا کوئی بھنگی
بادشاہی محل میں شخص کر شاہی بیگمات کو اسی مرزائی فلسفہ کی طرف دعوت دے۔ یا ایک
قتلِ عمد کا مجرم اپنا جرم اسی مرزائی استعارات کے ذریعہ کسی دوسرے غریب کے سر
ڈال دے اور کہے کہ آسمانی دفتر میں اسی کا نام دم ہے جو قاتل کے لئے نکھا ہوا
ہے۔ تو فرمائیے کہ مرزائی اصول اور ان کے استعارات کی دنیا کو جائز رکھتے ہوئے
کسی کو کیا حق ہے کہ ان لوگوں کی زبان بند کر کے یا ہاتھ روک سکے؟ اور جب
نوبت اس پر پہنچ گئی تو خود سمجھے کہ دین و مذہب تو کیا خود دنیا داری کے سہی لالے
پڑ جائیں گے۔

الغرض دنیا کے تمام معاملات بیح و شرار، لین دین، نکاح و طلاق، جزار و
 میں ایک شخص کی تعیین کے لئے جب اس کا نام اور ولدیت و سکونت وغیرہ دوچار و صف
 ذکر کر دیئے جاتے ہیں تو اس شخص کی تعیین و تمیز ایسی حتمی اور یقینی ہو جاتی ہے کہ اس میں
 کسی مشبہ کی گنجائش نہیں رہتی اور کسی دوسرے کی مجال نہیں ہوتی کہ اس کے احوال
 و اقوال کو اپنی طرف منسوب کر سکے اور اس کی ملوکات میں تعترف کر سکے۔ نہ یہاں
 کوئی استعاہ چل سکتا ہے نہ مجاز۔ دنیا کے تمام کارخانے اسی اسلوب پر قائم ہیں۔
 غضب ہے کہ جس شخص کے متعلق خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے دوچار نہیں،
 دس بیس نہیں، ایک سو اسی علامات و نشانات اُمت کو بتلائے ہوں۔ اُمت کو
 اب بھی اُس کی تعیین میں مشبہ ہے، اور آپ کے صاف و صریح ارشادات کو استعاہ
 و مجاز کہہ کر ٹال دے۔

ہرگز باور نہ آید ز روئے اعتقاد

ایں ہمہ ماگفتن و دین پیبِ داشتن

بلکہ بلاشبہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح گذیب اور متراکان و حدیث کو
 جھٹلانا ہے (نعوذ باللہ منہ)۔

یا اللہ تو ہماری قوم کو عقل دے اور عقل سے کام لینے کی توفیق دے کہ اس
 جیسے بیہیات کے انکار میں مبتلا نہ ہوں۔

وَاللّٰهُ الْهَادِیْ وَ عَلَیْہِ التَّکْلَانِ

العَبْدُ الضَّعِیْفُ

محمد شفیع الدیوبندی غفرلہ ولوالدیہ و مشائخہ

مدس دارالعلوم دیوبند

شعبان ۱۳۶۶ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

دعاویٰ مرزا

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى خُصُوصًا
عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْمُبْتَدَى دَمْنٌ يَهْدِيهِ اهْتَدَى

یوں تو مہدی بھی ہو عیسیٰ بھی ہو مسلمان بھی ہو
تم سب کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

دنیا میں بہت سے گمراہ فرقے پیدا ہوئے اور آئے دن ہوتے رہتے ہیں لیکن مرزا کی فرقہ
ایک عجیب چھیستان ہے کہ اس کے دعوے اور عقیدہ کا پتہ آج تک خود مرزائیوں کو بھی نہیں
لگا، جس کی درجہ اصل میں یہ ہے کہ اس فرقہ کے بانی مرزا قادیانی نے خود اپنے وجود کو دنیا کے
سامنے اس شکل و صورت میں پیش کیا ہے اور اس نے اس طرح کے دعاوی کئے کہ خود ان
کی اُمت بھی اس شبہ میں پڑ گئی کہ ہم اپنے گرو کو کیا کہیں، کوئی تو ان کو نبی صاحب شریعت
بھی کہتا ہے اور کوئی غیر تشریفی نبی مانتا ہے اور کسی نے ان کی خاطر ایک نئی قسم کا نبی لغوی
تراشا ہے اور ان کو مسیح موعود مہدی اور لغوی یا مجازی نبی کہتا ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب کا وجود ایک ایسی چھیستان ہے جس کا اصل نہیں نہ ہونے
اپنی تصانیف میں جو کچھ اپنے متعلق لکھا ہے اس کو دیکھتے ہوئے یہ متعین کرنا بھی دشوار ہے کہ
مرزا صاحب انسان ہیں یا اینٹ پتھر، مرد ہیں یا عورت، مسلمان ہیں یا ہندو، مہدی ہیں یا ملا
ولی ہیں یا نبی، فرشتے ہیں یا دیو۔ جیسا کہ دعویٰ مندرجہ رسالہ ہذا سے معلوم ہوتا ہے۔

نوٹ۔ اگر کوئی مرزائی یہ ثابت کرے کہ یہ عبارت مرزا صاحب کی نہیں تو فی عبارت دس روپیہ انعام۔

مرزائیوں کے تمام فرقوں کو کھلا چیلنج

دعویٰ کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ مرزائی امت کے تینوں فرقے مل کر قیامت تک سے بھی متین نہیں کر سکتے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ کیا ہے ؟ اور وہ کون ہیں اور کیا ہیں دنیا سے اپنے آپ کو کیا کہلوانا چاہتے ہیں ؟

لیکن جب ہم ان کی تصانیف کو غور سے پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دعویٰ میں اخلاط و اختلاف بھی ان کی ایک گہری چال ہے۔ وہ اصل میں خدائی کا دعویٰ کرنا چاہتے تھے لیکن سمجھے کہ قوم اس کو تسلیم نہ کرے گی اس لئے تدریج سے کام لیا۔ پہلے خادم اسلام مبلغ بنے، پھر مجدد ہوئے، پھر مجددی ہو گئے، اور جب دیکھا کہ قوم میں ایسے بوقوفوں کی کمی نہیں جو ان کے ہر دعویٰ کو مان لیں گے تو پھر کھلے بندوں نبی، رسول، خاتم الانبیاء وغیرہ سب ہی کچھ ہو گئے۔ اور ہونہار مرد نے اپنے آخری دعویٰ (خدائی) کی بھی تمہید ڈال دی تھی جس کی تصدیق عبارت مذکورہ (ذیل) ص ۲۶ لغایت ص ۳۳ سے بخوبی ہوتی ہے۔ لیکن قسمت سے علم نے دنانہ کی درنہ مرزائی دنیا کا خدا بھی نئی روشنی اور نئے فیشن کا بن گیا ہوتا۔ خود مرزا صاحب کی عبادت ذیل میں اس تاریخی ترقی اور اس کے سبب پر ہمارے دعویٰ کے گواہ ہیں۔ نصرت الحق ص ۱۵۵ پر فرماتے ہیں:-

”میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالہ وحی الہی ایک مسیح موعود کا دعویٰ تھا“

اور پھر فرماتے ہیں:-

”علاوہ اس کے اور مشکلات یہ معلوم ہوئے..... کہ بعض امور اس دعویٰ میں

ایسے تھے کہ ہرگز امید نہ تھی کہ قوم ان کو قبول کر سکے اور قوم پر تو اس قدر

بھی امید نہ تھی کہ وہ اس امر کو تسلیم کر سکیں کہ بعد از مائہ نبوت وحی غیر تشریفی

کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا اور قیامت تک باقی ہے لیکن میرے اس دعویٰ کو“

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مرزا صاحب ختم نبوت کے قائل تھے اور کسی نبی تشریفی یا غیر تشریفی کو نہیں مانتے تھے اور اپنے آپ کو نبی نہیں کہتے تھے اور بعد میں ارزانی غلہ نے نبی بنادیا۔ دیکھو حقیقۃ الوحی ص ۱۳۸ وضاحت ۱۵۲

”اسی طرح اوائل میرا یہی عقیدہ تھا کہ محمد کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی تھے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کے متعلق ظاہر ہوتا تھا تو میں اس کو جزدی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا سے تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہتے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا“

اس کے بعد ہم مرزا صاحب کے دعاوی خود اُس کی تصانیف سے مع حوالہ صفحات نقل کرتے ہیں۔ جو دعویٰ متعدد کتابوں اور مختلف مقامات پر موجود ہیں بغرض اختصار عبارت تو ان میں سے ایک ہی نقل کر دی گئی ہے باقی کے حوالہ صفحات درج کر دیئے گئے ہیں۔

نقل عبارت مرزا مع حوالہ کتاب مرزا

بلغ اسلام اور صلح | یہ عاجز مؤلف براہین احمدیہ حضرت قادر مطلق جل شانہ کی طرف سے مامور ہوا ہونے کا دعویٰ ہے کہ بنی اسرائیل کے مسیح کی طرز پر کمال مسکینی و فرد تنی اور غربت اور تذلل و تواضع سے اصلاح خلقی کے لئے کوشش کرے۔ (خط مندرجہ مقدمہ براہین احمدیہ ص ۵۷)

مجدد ہونے کا دعویٰ | اب بتلادیں کہ اگر یہ عاجز حق پر نہیں ہے تو پھر کون آیا جس نے اس چودھویں صدی کے سر پر مجدد ہونے کا ایسا دعویٰ کیا جیسا اس عاجز نے کیا۔ (ازالہ اودام، ۱۵۲ خور حصہ اولی، دہلا کلاں)

محدث ہونے کا دعویٰ | اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا سے تعالیٰ کی طرف سے امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث ایک معنی سے نبی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔ (توضیح المرام ص ۱۵۱ خود)

امام زان ہونے کا دعویٰ | میں لوگوں کے لئے تجھے امام بناؤں گا تو ان کا رہبر ہوگا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۵۹ ضرورۃ الامام ص ۲۲، کتاب البرہ ص ۵۷)

علیفہ الہی اور خدا کا | میں نے ارادہ کیا ہے کہ اپنا جانشین بناؤں تو میں نے آدم کو یعنی تجھے پیدا جانشین ہونے کا دعویٰ کیا۔ (کتاب البرہ ص ۵۷)

مہدی ہونے کا دعویٰ | (اشہار معیار الاخبار و رویو یو آف ریلیجز، نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء وغیرہ) یہ دعویٰ لے روحانی خزائن ج ۳ ص ۱۷۹، ایضاً ج ۳ ص ۶۰، ایضاً ج ۳ ص ۷۲، ایضاً ج ۱۹ ص ۴۹۵، ایضاً ج ۱۳ ص ۱۰۵۔

مرزا صاحب کی اکثر تصانیف میں بکثرت موجود ہے اس لئے نقل عبارت کی حاجت نہیں۔
 حارث مدد گاہ ہدیٰ واضح ہو کہ یہ پیشین گوئی جو ابواب صحیح میں درج ہے کہ ایک شخص حارث نام ہونے کا دعویٰ یعنی حارث ماوراء النہر سے یعنی سمرقند کی طرف سے نکلے گا جو آل رسول کو

تقویت دے گا جس کی اعداد اور نصرت ہر ایک مؤمن پر واجب ہوگی الہامی طور پر مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ پیشین گوئی جو مسلمانوں کا امام اور مسلمانوں میں سے ہو گا دراصل یہ دونوں پیشین گوئیاں متحد المضمون ہیں اور دونوں کا مصداق یہی عاجز ہے (ازالہ امام مدعی خود مدعی کل) یہی امتیاز برتری دینی اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدم سے موعود تھا وہ میں ہوں اس سے بروزی یا غیر تشریحی ہونے کا دعویٰ رنگ کی نبوت مجھ کو عطا کی گئی۔ (استہدایک قطعی کا ازالہ منقول از منہج حقیقۃ الوحی ص ۳۸، چشمہ معرفت ص ۳۳۵)

نبوت و رسالت سچا خدا ہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا (دافع البلاء ص ۱۱) اور وحی کا دعویٰ حق ہے کہ خدا کی وہ پاک وحی جو میرے پرنازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کہ موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ (براہین احمدیہ ص ۴۹۸، نیز یہی مضمون اربعین ص ۵۱ اور نزول المسیح ص ۹۹، حقیقۃ الوحی ص ۱۱ اور انجام آتم ص ۱۱۰ و حقیقۃ النبوة معنفہ مرزا محمود ص ۳۹ و ص ۲۱۰ وغیرہ وغیرہ کتابوں میں بکثرت موجود ہے)۔

اپنی وحی کے باطن قرآن میں خدا کی تئیس برس کی متواتر وحی کو رو کیسے کر سکتا ہوں۔ میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰ و ص ۱۱۰، انجام آتم ص ۱۱۰)

سارے عالم کے لئے مدار نجات ہونے کا دعویٰ اور یہ کہ ان امت کے سوا امت محمدیہ کے چالیس کروڑ مسلمان کا سر و جہنم ہیں فرمایا کا منکر ہے کافر ہے اور اگر خود سے دیکھا جائے تو یہ درنوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں (حقیقۃ الوحی ص ۹۰)

اور اس بات کو قرینہ اور برہان کا عرصہ گزر گیا جب میں دہلی گیا تھا اور میرا نذر حسین غیر مقلد

شمار کی ہے۔ تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۷، ایضاً ص ۱۳۸، براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۶، ایضاً ص ۵۷) تمام انبیاء سابقین سے افضل ہونے کا دعویٰ اور سب کی توہین پوری کر دی ہے اب چاہے کوئی قبول کرے چاہے نہ کرے (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۷ و ص ۱۳۸)

آدم علیہ السلام (نکھتے میں کہ :-) خدا تعالیٰ نے ان کو اس کلام میں آدم علیہ السلام قرار دیا ہونے کا دعویٰ ہے یا اَدَمُ اَشْكُنْ اَنْتَ وَرَوْحُكَ الْجَنَّةَ (اربعین ص ۲۲ و ص ۲۳) مسیح ص ۹۹ و کتاب البریہ ص ۱۸۶ ایضاً

ابراہیم علیہ السلام (کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا اور ان تمام فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا جو اس ابراہیم کا پیروں ہوگا) (اربعین ص ۲۲) (درود جانِ خزان ج ۱ ص ۲۱)

۱۷۔ نوح علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۱۸۔ یعقوب علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۱۹۔ موسیٰ علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۲۰۔ داؤد علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۲۱۔ شیت علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۲۲۔ یوسف علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۲۳۔ اسحاق علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۲۴۔ یحییٰ علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۲۵۔ اسمعیل علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

۲۶۔ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۲۷۔ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۲۸۔ اسمعیل علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۲۹۔ یحییٰ علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۳۰۔ یوسف علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۳۱۔ داؤد علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۳۲۔ موسیٰ علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۳۳۔ یعقوب علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۳۴۔ نوح علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

اس خدا کی تعریف جس نے مسیح ابن مریم بنایا (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۱۸، اربعین ص ۲۲ و ص ۲۳)۔ یہ دعویٰ تو تقریباً سب ہی کتابوں میں موجود ہے۔

۱۔ درود جانِ خزان ج ۱ ص ۲۱
۲۔ ایضاً ص ۲۲
۳۔ ایضاً ص ۲۳
۴۔ ایضاً ص ۲۴
۵۔ ایضاً ص ۲۵
۶۔ ایضاً ص ۲۶
۷۔ ایضاً ص ۲۷
۸۔ ایضاً ص ۲۸
۹۔ ایضاً ص ۲۹
۱۰۔ ایضاً ص ۳۰
۱۱۔ ایضاً ص ۳۱
۱۲۔ ایضاً ص ۳۲
۱۳۔ ایضاً ص ۳۳
۱۴۔ ایضاً ص ۳۴
۱۵۔ ایضاً ص ۳۵
۱۶۔ ایضاً ص ۳۶
۱۷۔ ایضاً ص ۳۷
۱۸۔ ایضاً ص ۳۸
۱۹۔ ایضاً ص ۳۹
۲۰۔ ایضاً ص ۴۰
۲۱۔ ایضاً ص ۴۱
۲۲۔ ایضاً ص ۴۲
۲۳۔ ایضاً ص ۴۳
۲۴۔ ایضاً ص ۴۴
۲۵۔ ایضاً ص ۴۵
۲۶۔ ایضاً ص ۴۶
۲۷۔ ایضاً ص ۴۷
۲۸۔ ایضاً ص ۴۸
۲۹۔ ایضاً ص ۴۹
۳۰۔ ایضاً ص ۵۰
۳۱۔ ایضاً ص ۵۱
۳۲۔ ایضاً ص ۵۲
۳۳۔ ایضاً ص ۵۳
۳۴۔ ایضاً ص ۵۴
۳۵۔ ایضاً ص ۵۵
۳۶۔ ایضاً ص ۵۶
۳۷۔ ایضاً ص ۵۷
۳۸۔ ایضاً ص ۵۸
۳۹۔ ایضاً ص ۵۹
۴۰۔ ایضاً ص ۶۰
۴۱۔ ایضاً ص ۶۱
۴۲۔ ایضاً ص ۶۲
۴۳۔ ایضاً ص ۶۳
۴۴۔ ایضاً ص ۶۴
۴۵۔ ایضاً ص ۶۵
۴۶۔ ایضاً ص ۶۶
۴۷۔ ایضاً ص ۶۷
۴۸۔ ایضاً ص ۶۸
۴۹۔ ایضاً ص ۶۹
۵۰۔ ایضاً ص ۷۰
۵۱۔ ایضاً ص ۷۱
۵۲۔ ایضاً ص ۷۲
۵۳۔ ایضاً ص ۷۳
۵۴۔ ایضاً ص ۷۴
۵۵۔ ایضاً ص ۷۵
۵۶۔ ایضاً ص ۷۶
۵۷۔ ایضاً ص ۷۷
۵۸۔ ایضاً ص ۷۸
۵۹۔ ایضاً ص ۷۹
۶۰۔ ایضاً ص ۸۰
۶۱۔ ایضاً ص ۸۱
۶۲۔ ایضاً ص ۸۲
۶۳۔ ایضاً ص ۸۳
۶۴۔ ایضاً ص ۸۴
۶۵۔ ایضاً ص ۸۵
۶۶۔ ایضاً ص ۸۶
۶۷۔ ایضاً ص ۸۷
۶۸۔ ایضاً ص ۸۸
۶۹۔ ایضاً ص ۸۹
۷۰۔ ایضاً ص ۹۰
۷۱۔ ایضاً ص ۹۱
۷۲۔ ایضاً ص ۹۲
۷۳۔ ایضاً ص ۹۳
۷۴۔ ایضاً ص ۹۴
۷۵۔ ایضاً ص ۹۵
۷۶۔ ایضاً ص ۹۶
۷۷۔ ایضاً ص ۹۷
۷۸۔ ایضاً ص ۹۸
۷۹۔ ایضاً ص ۹۹
۸۰۔ ایضاً ص ۱۰۰
۸۱۔ ایضاً ص ۱۰۱
۸۲۔ ایضاً ص ۱۰۲
۸۳۔ ایضاً ص ۱۰۳
۸۴۔ ایضاً ص ۱۰۴
۸۵۔ ایضاً ص ۱۰۵
۸۶۔ ایضاً ص ۱۰۶
۸۷۔ ایضاً ص ۱۰۷
۸۸۔ ایضاً ص ۱۰۸
۸۹۔ ایضاً ص ۱۰۹
۹۰۔ ایضاً ص ۱۱۰
۹۱۔ ایضاً ص ۱۱۱
۹۲۔ ایضاً ص ۱۱۲
۹۳۔ ایضاً ص ۱۱۳
۹۴۔ ایضاً ص ۱۱۴
۹۵۔ ایضاً ص ۱۱۵
۹۶۔ ایضاً ص ۱۱۶
۹۷۔ ایضاً ص ۱۱۷
۹۸۔ ایضاً ص ۱۱۸
۹۹۔ ایضاً ص ۱۱۹
۱۰۰۔ ایضاً ص ۱۲۰

عینی علیہ السلام نے افضل | ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دیا، اس سے بہتر غلام احمد ہے (دافع البلاء ص ۱۷۱)
 ہونے کا دعویٰ اور ان کو
 مغالطات بازاری کا لیا
 جان ہے اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں ہرگز نہ کر سکتا اور
 وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہرگز نہ دکھلا سکتا (حقیقۃ الوحی ص ۱۳۵ و ص ۱۵۱)

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں زنا کار کسی عورتیں
 تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۱)
 پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشین گوئی کیوں نام رکھا (ضمیمہ انجام آتھم ص ۱)
 یہ یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۵، ازالہ
 کلاں ص ۱، اعجاز احمدی ص ۱۲۱ و ص ۱۲۲، ازالہ اہام ص ۱۳۲ و ص ۱۳۳ و کشتی نوح ص ۱۲۱)

نوح علیہ السلام نے افضل | اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر
 ہونے کا دعویٰ اور
 ان کی توہین
 ہوتے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۳۵)

مریم علیہ السلام | پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور بعد اس کے ظاہر کیا کہ اس مریم میں
 ہونے کا دعویٰ
 بعد مہی مرتبہ عیسوی مرتبہ کی طرف منتقل ہو گیا اور اس طرح مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر ابن مریم
 کہلایا (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۵، حاشیہ براہین احمدیہ ص ۲۹۱، کشتی نوح ص ۱۲۱ و ص ۱۲۲، ازالہ
 کلاں ص ۱ و ص ۱۳۵)۔

عبارت مرزاع حوالہ کتاب صفحات ضمیمہ مرزا

آنحضرت صلی اللہ علیہ | یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واسطے کو ملحوظ رکھا کہ اور پس میں ہو کر اور اس
 وسلم کے ساتھ
 برابری کا دعویٰ
 منہم لما ید حقہ ہم بردی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں (اور ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۵۵ و ص ۱۵۶)
 و ص ۱۵۷۔ اکثر ان اوصاف کو اپنے لئے ثابت کیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مخصوص ہیں
 لہذا حنفی خزائن ج ۱ ص ۲۳۰ تا ایضاً ص ۲۳ و ص ۱۵۲ تا ۱۵۸ تا ایضاً ص ۲۲ و ص ۱۵۵ تا ایضاً ص ۱۵۵

نیز از آلہ ۲۵ میں بھی ۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ | ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی تعداد صرف ہزار بھی ہے (تخفہ
 وسلم پر افضلیت کا دعویٰ) گوڑیہ ۳۳ اور پھر اپنے معجزات کی تعداد برابر میں احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۵ پر دس لاکھ

بتلائی ہے) لہ خفف القم المئید زان لی غسا القمر ان المشتراق انشکرا
 اس کے لئے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے) چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور
 میرے لئے چاند اور سورج دونوں اب کیا تو انکار کرے گا (عجاز احمدی ص ۱۰۰) اس میں
 آپ پر افضلیت کے دعویٰ کے ساتھ معجزہ شق القمر کا انکار اور توہین بھی ہے۔

میکائیل علیہ السلام | اور دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے ۔
 ہونے کا دعویٰ | حاشیہ اربعین ص ۲۵

خدا کے مثل ہونے کا دعویٰ | اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں خدا کے مانند (حاشیہ اربعین ص ۲۵)
 اپنے بیٹے کے خدا کا مثل ہونا دعویٰ | انانیسٹ بگرام مظہر الحق والعلی کان اللہ نزل من السماء
 اپنے اندر خدا کے آترانے کا دعویٰ | استفاء ص ۵۵ ادت منی بمنزلۃ اولادی حاشیہ اربعین ص ۱۹
 خود خدا ہونا بحالت کشف | (آپ کو الہام ہوا) آواہن (جس کی تفسیر کتاب البر ص ۱۰۰ پر خود ہی یہ
 اور زمین و آسمان پیدا کرنا | کرتے ہیں کہ) خدا تیرے اندر آتر آیا اور میں نے ایک کشف میں
 دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں (پھر فرماتے ہیں) اور اس کی الوہیت مجھ میں
 موجزن ہے (پھر فرماتے ہیں) اور اس حالت میں یوں کہہ رہا ہوں کہ ہم ایک نیا نظام اور
 آسمان اور نئی زمین چاہتے تو میں نے پہلے آسمان و زمین کو اجالی صورت میں پیدا کیا جس میں
 کوئی ترتیب و تفریق نہ تھی پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی اور میں
 دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں پھر میں نے آسمان کو پیدا کیا اور کہا انانیتنا
 السماء الدنیا بمصابیہ پھر میں نے کہا کہ اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے
 پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہو گئی اور میری زبان پر جاری ہوا اردت
 ان استخلف فخلقت آدم انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم یہ الہامات ہیں جو
 اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے پر ظاہر ہوئے (کتاب البر ص ۱۰۰ و ۱۰۱ و ۱۰۲ و ۱۰۳ و ۱۰۴ و ۱۰۵ و ۱۰۶ و ۱۰۷ و ۱۰۸ و ۱۰۹ و ۱۱۰ و ۱۱۱ و ۱۱۲ و ۱۱۳ و ۱۱۴ و ۱۱۵ و ۱۱۶ و ۱۱۷ و ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۲۰ و ۱۲۱ و ۱۲۲ و ۱۲۳ و ۱۲۴ و ۱۲۵ و ۱۲۶ و ۱۲۷ و ۱۲۸ و ۱۲۹ و ۱۳۰ و ۱۳۱ و ۱۳۲ و ۱۳۳ و ۱۳۴ و ۱۳۵ و ۱۳۶ و ۱۳۷ و ۱۳۸ و ۱۳۹ و ۱۴۰ و ۱۴۱ و ۱۴۲ و ۱۴۳ و ۱۴۴ و ۱۴۵ و ۱۴۶ و ۱۴۷ و ۱۴۸ و ۱۴۹ و ۱۵۰ و ۱۵۱ و ۱۵۲ و ۱۵۳ و ۱۵۴ و ۱۵۵ و ۱۵۶ و ۱۵۷ و ۱۵۸ و ۱۵۹ و ۱۶۰ و ۱۶۱ و ۱۶۲ و ۱۶۳ و ۱۶۴ و ۱۶۵ و ۱۶۶ و ۱۶۷ و ۱۶۸ و ۱۶۹ و ۱۷۰ و ۱۷۱ و ۱۷۲ و ۱۷۳ و ۱۷۴ و ۱۷۵ و ۱۷۶ و ۱۷۷ و ۱۷۸ و ۱۷۹ و ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۱۸۲ و ۱۸۳ و ۱۸۴ و ۱۸۵ و ۱۸۶ و ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰ و ۱۹۱ و ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۱۹۴ و ۱۹۵ و ۱۹۶ و ۱۹۷ و ۱۹۸ و ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۶ و ۲۰۷ و ۲۰۸ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۱۱ و ۲۱۲ و ۲۱۳ و ۲۱۴ و ۲۱۵ و ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۲۱ و ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۲۴ و ۲۲۵ و ۲۲۶ و ۲۲۷ و ۲۲۸ و ۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۰ و ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰ و ۱۰۰۱ و ۱۰۰۲ و ۱۰۰۳ و ۱۰۰۴ و ۱۰۰۵ و ۱۰۰۶ و ۱۰۰۷ و ۱۰۰۸ و ۱۰۰۹ و ۱۰۱۰ و ۱۰۱۱ و ۱۰۱۲ و ۱۰۱۳ و ۱۰۱۴ و ۱۰۱۵ و ۱۰۱۶ و ۱۰۱۷ و ۱۰۱۸ و ۱۰۱۹ و ۱۰۲۰ و ۱۰۲۱ و ۱۰۲۲ و ۱۰۲۳ و ۱۰۲۴ و ۱۰۲۵ و ۱۰۲۶ و ۱۰۲۷ و ۱۰۲۸ و ۱۰۲۹ و ۱۰۳۰ و ۱۰۳۱ و ۱۰۳۲ و ۱۰۳۳ و ۱۰۳۴ و ۱۰۳۵ و ۱۰۳۶ و ۱۰۳۷ و ۱۰۳۸ و ۱۰۳۹ و ۱۰۴۰ و ۱۰۴۱ و ۱۰۴۲ و ۱۰۴۳ و ۱۰۴۴ و ۱۰۴۵ و ۱۰۴۶ و ۱۰۴۷ و ۱۰۴۸ و ۱۰۴۹ و ۱۰۵۰ و ۱۰۵۱ و ۱۰۵۲ و ۱۰۵۳ و ۱۰۵۴ و ۱۰۵۵ و ۱۰۵۶ و ۱۰۵۷ و ۱۰۵۸ و ۱۰۵۹ و ۱۰۶۰ و ۱۰۶۱ و ۱۰۶۲ و ۱۰۶۳ و ۱۰۶۴ و ۱۰۶۵ و ۱۰۶۶ و ۱۰۶۷ و ۱۰۶۸ و ۱۰۶۹ و ۱۰۷۰ و ۱۰۷۱ و ۱۰۷۲ و ۱۰۷۳ و ۱۰۷۴ و ۱۰۷۵ و ۱۰۷۶ و ۱۰۷۷ و ۱۰۷۸ و ۱۰۷۹ و ۱۰۸۰ و ۱۰۸۱ و ۱۰۸۲ و ۱۰۸۳ و ۱۰۸۴ و ۱۰۸۵ و ۱۰۸۶ و ۱۰۸۷ و ۱۰۸۸ و ۱۰۸۹ و ۱۰۹۰ و ۱۰۹۱ و ۱۰۹۲ و ۱۰۹۳ و ۱۰۹۴ و ۱۰۹۵ و ۱۰۹۶ و ۱۰۹۷ و ۱۰۹۸ و ۱۰۹۹ و ۱۱۰۰ و ۱۱۰۱ و ۱۱۰۲ و ۱۱۰۳ و ۱۱۰۴ و ۱۱۰۵ و ۱۱۰۶ و ۱۱۰۷ و ۱۱۰۸ و ۱۱۰۹ و ۱۱۱۰ و ۱۱۱۱ و ۱۱۱۲ و ۱۱۱۳ و ۱۱۱۴ و ۱۱۱۵ و ۱۱۱۶ و ۱۱۱۷ و ۱۱۱۸ و ۱۱۱۹ و ۱۱۲۰ و ۱۱۲۱ و ۱۱۲۲ و ۱۱۲۳ و ۱۱۲۴ و ۱۱۲۵ و ۱۱۲۶ و ۱۱۲۷ و ۱۱۲۸ و ۱۱۲۹ و ۱۱۳۰ و ۱۱۳۱ و ۱۱۳۲ و ۱۱۳۳ و ۱۱۳۴ و ۱۱۳۵ و ۱۱۳۶ و ۱۱۳۷ و ۱۱۳۸ و ۱۱۳۹ و ۱۱۴۰ و ۱۱۴۱ و ۱۱۴۲ و ۱۱۴۳ و ۱۱۴۴ و ۱۱۴۵ و ۱۱۴۶ و ۱۱۴۷ و ۱۱۴۸ و ۱۱۴۹ و ۱۱۵۰ و ۱۱۵۱ و ۱۱۵۲ و ۱۱۵۳ و ۱۱۵۴ و ۱۱۵۵ و ۱۱۵۶ و ۱۱۵۷ و ۱۱۵۸ و ۱۱۵۹ و ۱۱۶۰ و ۱۱۶۱ و ۱۱۶۲ و ۱۱۶۳ و ۱۱۶۴ و ۱۱۶۵ و ۱۱۶۶ و ۱۱۶۷ و ۱۱۶۸ و ۱۱۶۹ و ۱۱۷۰ و ۱۱۷۱ و ۱۱۷۲ و ۱۱۷۳ و ۱۱۷۴ و ۱۱۷۵ و ۱۱۷۶ و ۱۱۷۷ و ۱۱۷۸ و ۱۱۷۹ و ۱۱۸۰ و ۱۱۸۱ و ۱۱۸۲ و ۱۱۸۳ و ۱۱۸۴ و ۱۱۸۵ و ۱۱۸۶ و ۱۱۸۷ و ۱۱۸۸ و ۱۱۸۹ و ۱۱۹۰ و ۱۱۹۱ و ۱۱۹۲ و ۱۱۹۳ و ۱۱۹۴ و ۱۱۹۵ و ۱۱۹۶ و ۱۱۹۷ و ۱۱۹۸ و ۱۱۹۹ و ۱۲۰۰ و ۱۲۰۱ و ۱۲۰۲ و ۱۲۰۳ و ۱۲۰۴ و ۱۲۰۵ و ۱۲۰۶ و ۱۲۰۷ و ۱۲۰۸ و ۱۲۰۹ و ۱۲۱۰ و ۱۲۱۱ و ۱۲۱۲ و ۱۲۱۳ و ۱۲۱۴ و ۱۲۱۵ و ۱۲۱۶ و ۱۲۱۷ و ۱۲۱۸ و ۱۲۱۹ و ۱۲۲۰ و ۱۲۲۱ و ۱۲۲۲ و ۱۲۲۳ و ۱۲۲۴ و ۱۲۲۵ و ۱۲۲۶ و ۱۲۲۷ و ۱۲۲۸ و ۱۲۲۹ و ۱۲۳۰ و ۱۲۳۱ و ۱۲۳۲ و ۱۲۳۳ و ۱۲۳۴ و ۱۲۳۵ و ۱۲۳۶ و ۱۲۳۷ و ۱۲۳۸ و ۱۲۳۹ و ۱۲۴۰ و ۱۲۴۱ و ۱۲۴۲ و ۱۲۴۳ و ۱۲۴۴ و ۱۲۴۵ و ۱۲۴۶ و ۱۲۴۷ و ۱۲۴۸ و ۱۲۴۹ و ۱۲۵۰ و ۱۲۵۱ و ۱۲۵۲ و ۱۲۵۳ و ۱۲۵۴ و ۱۲۵۵ و ۱۲۵۶ و ۱۲۵۷ و ۱۲۵۸ و ۱۲۵۹ و ۱۲۶۰ و ۱۲۶۱ و ۱۲۶۲ و ۱۲۶۳ و ۱۲۶۴ و ۱۲۶۵ و ۱۲۶۶ و ۱۲۶۷ و ۱۲۶۸ و ۱۲۶۹ و ۱۲۷۰ و ۱۲۷۱ و ۱۲۷۲ و ۱۲۷۳ و ۱۲۷۴ و ۱۲۷۵ و ۱۲۷۶ و ۱۲۷۷ و ۱۲۷۸ و ۱۲۷۹ و ۱۲۸۰ و ۱۲۸۱ و ۱۲۸۲ و ۱۲۸۳ و ۱۲۸۴ و ۱۲۸۵ و ۱۲۸۶ و ۱۲۸۷ و ۱۲۸۸ و ۱۲۸۹ و ۱۲۹۰ و ۱۲۹۱ و ۱۲۹۲ و ۱۲۹۳ و ۱۲۹۴ و ۱۲۹۵ و ۱۲۹۶ و ۱۲۹۷ و ۱۲۹۸ و ۱۲۹۹ و ۱۳۰۰ و ۱۳۰۱ و ۱۳۰۲ و ۱۳۰۳ و ۱۳۰۴ و ۱۳۰۵ و ۱۳۰۶ و ۱۳۰۷ و ۱۳۰۸ و ۱۳۰۹ و ۱۳۱۰ و ۱۳۱۱ و ۱۳۱۲ و ۱۳۱۳ و ۱۳۱۴ و ۱۳۱۵ و ۱۳۱۶ و ۱۳۱۷ و ۱۳۱۸ و ۱۳۱۹ و ۱۳۲۰ و ۱۳۲۱ و ۱۳۲۲ و ۱۳۲۳ و ۱۳۲۴ و ۱۳۲۵ و ۱۳۲۶ و ۱۳۲۷ و ۱۳۲۸ و ۱۳۲۹ و ۱۳۳۰ و ۱۳۳۱ و ۱۳۳۲ و ۱۳۳۳ و ۱۳۳۴ و ۱۳۳۵ و ۱۳۳۶ و ۱۳۳۷ و ۱۳۳۸ و ۱۳۳۹ و ۱۳۴۰ و ۱۳۴۱ و ۱۳۴۲ و ۱۳۴۳ و ۱۳۴۴ و ۱۳۴۵ و ۱۳۴۶ و ۱۳۴۷ و ۱۳۴۸ و ۱۳۴۹ و ۱۳۵۰ و ۱۳۵۱ و ۱۳۵۲ و ۱۳۵۳ و ۱۳۵۴ و ۱۳۵۵ و ۱۳۵۶ و ۱۳۵۷ و ۱۳۵۸ و ۱۳۵۹ و ۱۳۶۰ و ۱۳۶۱ و ۱۳۶۲ و ۱۳۶۳ و ۱۳۶۴ و ۱۳۶۵ و ۱۳۶۶ و ۱۳۶۷ و ۱۳۶۸ و ۱۳۶۹ و ۱۳۷۰ و ۱۳۷۱ و ۱۳۷۲ و ۱۳۷۳ و ۱۳۷۴ و ۱۳۷۵ و ۱۳۷۶ و ۱۳۷۷ و ۱۳۷۸ و ۱۳۷۹ و ۱۳۸۰ و ۱۳۸۱ و ۱۳۸۲ و ۱۳۸۳ و ۱۳۸۴ و ۱۳۸۵ و ۱۳۸۶ و ۱۳۸۷ و ۱۳۸۸ و ۱۳۸۹ و ۱۳۹۰ و ۱۳۹۱ و ۱۳۹۲ و ۱۳۹۳ و ۱۳۹۴ و ۱۳۹۵ و ۱۳۹۶ و ۱۳۹۷ و ۱۳۹۸ و ۱۳۹۹ و ۱۴۰۰ و ۱۴۰۱ و ۱۴۰۲ و ۱۴۰۳ و ۱۴۰۴ و ۱۴۰۵ و ۱۴۰۶ و ۱۴۰۷ و ۱۴۰۸ و ۱۴۰۹ و ۱۴

کہ جو اپنی متواتر نعمتیں جو تجھ پر ہیں دکھلا دے اور خون حیض سے تجھ کیونکر مشابہت ہو اور وہ کہاں ۔ تجھ میں پانی ہے پاک تغیرات نے اس خون کو خوبصورت لڑکا بنا دیا اور وہ لڑکا جو اس خون سے بنا میرے ہاتھ سے پیدا ہوا (حاشیہ اربعین ص ۱۹)

عالم ہونا (عبارت مذکورہ حاشیہ حقیقۃ الوحی و کشتی نوح ص ۴۲ و حاشیہ براہین احمدیہ ج ۱ ص ۴۹۶)

جبراسود ہونے کا دعویٰ (الہام یہ ہے،) یکے پائے من می بوسید دمن می گفتم کہ حجرہ اسود منہم

بیت اللہ ہونے کا دعویٰ (حاشیہ اربعین ص ۱۵۱) خدا نے اپنے الہامات میں میرا نام بیت اللہ

بھی رکھا ہے۔ (حاشیہ اربعین ص ۱۵۱ ، ریویو آف ریجنل بلڈ ص ۱۹۰)

کرشن ہونے کا دعویٰ (حقیقۃ الوحی ص ۵۵) آریہ لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار

آریوں کا بادشاہ کرتے ہیں وہ کرشن میں ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے

ہونے کا دعویٰ ؛ نہیں بلکہ خدا نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ

میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ

(نبی اور عیسیٰ تو اپنی زبانی بن گئے مگر بادشاہت میں زبانی جمع خرچ سے کام نہیں چلتا اس لئے

پھر فرمایا،) اور بادشاہت سے مراد صرف آسمانی بادشاہت ہے ۔





حیاتِ مفتی اعظم

فقیہہ العصر مفتی اعظم پاکستان
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قس سرفہ کی
کی مختصر و جامع سوانح

مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی

ایازۃ المعارف گرامر ۱۲۶
۱۲۶

میرے والد میرے شیخ اور ان کا مزاج و مذاق

جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی

ان ائزۃ المعجرات ہر اچھی